بعونہ تعالیٰ شانہ جلد اول کتاب

اخلاق ۸/۷

اخلاق احمدی

تصنیف حاوی المفاخر و المحامد فی الفضل الاسعد الشرف الامجد

Checked 1987

میرزا سلطان احمد صاحب

رئیس قصبہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

اس کتاب مین مفصل طور پر مضامین تہذیب اخلاق کو تحریر کیا ہی اور

حسب رواج زمانہ بابت ملک و قوم کے اردو زبان مین بحث کی ہی

ی واقع انتخاب حسن جدید لکھنؤ مین باہتمام میرزا محمد [illegible] الملک [illegible]

صلاح العیش لتدبیر

تفصیل و تائید خلاق سرمدی کتاب

اخلاق احمدی

تصنیف حاوی الفضائل والفواضل فخر الشرف الامجد

مرزا سلطان احمد صاحب مصنف مرآۃ الخیال

معیار الاصول سبیل الحق اصول تحقیق

وغیرہ

در مطبع جعفری واقع لکھنؤ نخاس جدید با ہتمام مولوی مرزا محمد علی مالک مطبع مطبوع شد

مصنف کی ضروری التماس

انسان کی حالت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسکو دنیا مین رہکر دو قسم کے عوارض اور مزاحمتون سے مقابلہ کرنا پڑتا ہی ایک جسمانی اور دوسری روحانی چونکہ انسان کے مختصر زندگی کا مدار انھین دونون جسمانی اور روحانی صورتون پر منحصر ہی جبتک یہ دونون حالتین اپنے حقیقی مرکز پر قائم نہون تب تک انسان سوسائٹی مین عمدہ طور پر زندگی بسر نہین کرسکتا اور نہ اپنی سوسائٹی کو فائدہ پہونچا سکتا ہی اور نہ خود کوئی فائدہ پہونچا سکتا ہے اور نہ خود کوئی فائدہ حاصل کرسکتا ہی اسلیے ان دونون صورتون کی اصلی اور ٹھیک مرکز پر قائم رکھنے کے واسطے خاصکر انسانون مین سے ہی دو قسم کے فرقے پیدا ہوگئے ہین ایک فریق کو جسمانی محافظ یا طبیب کہا جاتا ہی اور دوسرے کو روحانی مصلح یا روحانی طبیب جسطرح پر صحت کے قائم رکھنے اور امراض لاحقہ یا اسباب امراض کے زائل اور دور کرنے کے واسطے طبیب کو صحت کے اسباب اور صورتون اور ضرورتون اور امراض کی حالتون حیثیتون اور تغیر و تبدل اور اصول علاج کو بالتفصیل بیان کرنا پڑتا ہی اسیطرح پر روحانی مصلح یا روحانی طبیب پر فرض اور لازم ہے کہ اپنے معلومات کے موافق روح کی کل بیماریون اور اونکی صورتون اور حالتون اور اونکی مضار اور نقصانات کو بیان کرے۔ گو یہ تفصیل اور طوالت بظاہر بعض نازک طبائع کو اچھی اور موزون نہین معلوم دیتی مگر چونکہ جسمانی اور روحانی مصلحین اور طبیبون کا کام کسی ایک خاص شخص یا گروہ سے مخصوص نہین ہوتا اسواسطے اونکو اس تفصیل اور طوالت سے درگذر کرنا اچھا نہین ہی اگر جسمانی طبیب انسان کی جسمانی بیماریون اور عوارض کو تشریح اور تفصیل سے

نہ بیان کرے تو اوسکی تحریر اور شب و روز کی کوشش سے ہر ایک شخص فائدہ نہین
اوٹھا سکتا۔ کیونکہ اونکے جسمانی عوارض اور مزاجمتین یکسان نہین ہوتین جس
ضرورت اور مجبوری سے جسمانی طبیب تفصیل اور مناسب تشریح کو ہاتھ سے نہین دیسکتا
وہی روحانی طبیبون کے واسطے موجود ہے اگر روحانی مصلحین یا طبیب روح کے
متعلق عوارض اور بیماریون اور خرابیون کو اپنی معلومات کے موافق ایک خاص درجہ
کی طوالت اور تفصیل سے نہ بیان کرین۔ تو وہ فائدہ جو روحانی طبیبون کی وساطت
مین انسانی نسلون کو پہونچنا چاہیے مترتب نہین ہو سکتا۔ اس عمدہ اصول نے
مجھکو اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ مین اخلاقی اور مارل اصلاحات کو اپنی استعداد
اور معلومات کے موافق ایک خاص درجہ کی تفصیل اور تشریح سے بیان کرون مینا
اس بات کو اچھی طرح سے خیال کرسکتا ہون کہ اس تفصیل اور تشریح سے یہ کتاب
طول طویل ہو جائیگی اور بعض لوگ طوالت کو مدنظر رکھکر اوسکی قبولیت کے درجہ
گرانے کی کوشش کرینگے مگر میری طبیعت نہین چاہتی کہ اس ایک خفیف نکتہ چینی کے
خوف سے روحانی امراض اور اخلاقی مسائل کو مختصر طور پر بیان کرون۔ اس کتاب
مین مین نے اخلاقی مسائل اور ضرورتون کو جس طرز پر بیان کیا ہے وہ اوس خیال
اور جوش کے وسعت کے مطابق نہین ہین کہ جو میرے دل مین پایا جاتا ہے
مین نہایت ادب سے اس کتاب کے ناظرین سے متوقع ہون کہ اس ضروری تفصیل اور
جائز طوالت کو درکنار رکھکر اخلاقی ضرورتون پر نظر کرینگے اخلاقی ضرورتون پر نظر کرنے سے
ناظرین اس امر کو معلوم کرلینگے کہ مارل فلاسفی کو نہایت وسعت سے ادا کرنا چاہیے
اس کتاب مین مین نے جسقدر مضامین لکھے ہین وہ میری نظر مین (بشرطیکہ وہ خود
غلط نہو) اخلاقی زندگی کو عمدہ طور پر گذارنے کے واسطے نہایت ضروری ہین میرا
تو یہ خیال ہے کہ اخلاقی ضرورتون اور مارل اصول محدود ہو ہی نہین سکتے ہر زمانہ

کوئی نہ کوئی جدید صورت شکل ہی آتی ہے آجتک انسانون کے واسطے جسقدر مارل اصول تسلیم کیئے گئے ہین وہ سب یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے رہے ہین اگر ہم ابتدا سے زمانہ کے انسانی نسلون کی حالت کو دیکھین تو معلوم ہو جائیگا کہ اونکو بہ نسبت ہماری مارل لائیف کے بسر کرنے کے واسطے تھوڑے سے وسائل حاصل کرنے پڑتے تھے اور باوجود اسکے اونکو سوسائیٹی کی طرف سے کوئی دقت نہ اوٹھانی پڑتی تھی مین پیشین گوئی کرسکتا ہون کہ آنیوالی نسلون کو ہمسے بھی زیادہ مارل وسائل کی احتیاج اور ضرورت ہوگی زمانہ علم وفضل مین جون جون ترقی کرتا ہی وون وون انسان کی مارل ضرورتین بھی زیادہ ہوتی جاتی ہین - اس امر کے ثبوت کے واسطے یہ بڑی عمدہ زندہ نظیر ہے کہ اب بھی جن قومون یا ملکون کے لوگ زمانہ کی ترقی سے پیچھے ہٹی ہوئے ہین - اونکو اخلاقی زندگی کے حاصل کرنے کا بہت کم خیال ہے - تفصیل اور طوالت کا دوسرا بڑا بھاری یہ سبب ہی کہ اس زمانہ مین ملک ہندوستان کے لوگون کی اخلاقی طاقتون اور مارل حالات مین روز بروز ابتری اور ضعف آتا جاتا ہی لوگون نے مارل فلاسفی کو چند عام اور مروجہ باتون مین محدود کر رکھا ہی جو مارل فلاسفی کا ہزاروان حصہ بھی نہین ہین ملکی لوگون کے ایسے خیالات لکھنے والیکو اس بات پر زور سے امادہ کرتے ہین کہ زمانہ موجودہ کی ضرورتون کے موافق مارل فلاسفی مین بحث کیجاوے - یہ دونون وجہین خاص طور پر اس اخلاقی کتاب کے طوالت کا باعث ہوئی ہین امید ہے کہ دور اندیش ناظرین کو بجائے نکتہ چینی کے ان وجہون پر خیال رہیگا -

مین اپنے اس ضروری التماس کے دوسرے نمبر مین یہ بات بیان کرنا چاہتا ہون کہ مین نے اس کتاب مین اگرچہ سنگین الفاظ سے کام نہین لیا اور اگر بعض موقعون پر کوئی سنگین لفظ استعمال کیا گیا ہے تو اسکا یہ سبب ہی کہ ایسے لفظون کے استعمال کے بغیر کام نہین چلتا بقول ایک بڑے متبحر عالم اور برگزیدہ فلاسفر کی کسی عبارت مین

جیسے وحشی اور غیر مانوس الفاظ کا لانا معیوب ہی ایسے ہی خاص مستعمل الفاظ کی استعمال سے بچنا معیوب ہی۔ اخیر پر مین اس امر کے اظہار کی اجازت مانگتا ہون کہ مین نے اپنی استعداد اور لیاقت کے موافق ملک و قوم کی خدمت مین اس کتاب کا پہلا حصہ پیش کیا ہی۔ اگر قوم نے اسکو پسند کیا تو دوسرے حصہ بھی خدا کے فضل و کرم سے تیار ہوکر قوم کیخدمت مین پیش کیا جاے گا اور اگر میری محنت کسی غلط اصول پر ہوئی ہی تو مین ادب کے ساتھ اپنی فضول گوئی کی بابت معافی مانگتا ہون ؛

الملتمس مرزا سلطان احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا حصہ

تعریف علم اخلاق۔ علم اخلاق بلحاظ اپنی معانی اور اعتبارات کے وہ علم ہی کہ جس سے ہریک انسان بلالحاظ رنگ و مذہب ملک و قوم اپنے خیالات اور اقوال و افعال کو فطرتی اور طبعی قوانین کے مطابق استعمال مین لاسکتا ہی۔ یا یہ کہ حقیقی حیثیت اور اچھی حالت پر ایک عمدگی اور صحت سے ثابت اور قائم رکھ سکتا ہے یون کہو کہ اسکو بالجزئیت یا بالکلیت خیالات اور اقوال اور افعال کے برائی یا بھلائی کی بابت ایک مادہ متمیزہ اور طاقت متغیرہ حاصل ہو جاتی ہی۔ اور زندگی کے باقاعدہ بسر کرنے کا طریق اور اصول میسر ہو جاتا ہے۔

ضرورت علم اخلاق

ایک شی یا علم کا ضروری یا لازمی یا غیر ضروری یا لازمی ہونا اوسوقت معلوم ہوتا ہے

کہ جب اُس شی یا اوس علم کی نسبتی فوائد اور مضرتون کو معلوم یا وزن کیا جاوے جبتک کسی شی یا کسی علم کے نسبتی فواید اور مضرتون کا علم نہ ہو تب تک بالاتفاق نہین کہا جا سکتا کہ فلان شی یا فلان علم ضروری یا غیر ضروری ہے کسی شی کی ظاہری صورت یا کسی علم کا مخصوصہ یا مشہور نام اس بات کے ثابت کرنے کے واسطے (کہ وہ ضروری یا غیر ضروری لازمی یا غیر لازمی ہے) مفید اور کافی نہین ہے۔ شیئون یا علمون کی ظاہری صورتین یا نام کسی صورت مین اپنا ضروری یا غیر ضروری ہونا ثابت نہین کر سکتے اگر ہم ظاہری صورتون یا مخصوصہ اور مشہورہ نامون کے موافق ہے عمل درآمد کرینگے تو ہمکو کسی حالت مین بھی کامیابی کی ڈگری نہ لیلگی ہم اپنے ارادون پر تب ہی کامیاب ہونگے کہ جب شیئون یا علمون کے نسبتی فوائد اور مضرتون کا علم حاصل کر لینگے اگر طبیب مختلف دواؤن کی ظاہری صورت اور حالت پر ہی اکتفا کر کے مریضون کا معالجہ شروع کرے تو کیا اوسکے ہاتھ مین شفا ہوگی ہرگز نہین معالجہ وہی مفید اور شفا بخش ہوگا کہ جو مریض کے مرض اور دوا کے نسبتی فوائد اور مضرتون کو ملحوظ رکھ کر کیا جاوے وہ معالجہ معالجہ اور وہ طبیب طبیب نہین کہ جو علاج کرنے کے وقت مرض اور دوا کی نسبتی فوائد اور مضرتون کو زیر نظر اور ملحوظ نہ رکھے ایسی خوش فہم طبیب کے حق مین یہی بات بہتر ہے کہ معالجہ سے دست کش ہو جب یہ بات معلوم ہوگی شیئون یا علمون کے نسبتی فواید اور مضرتون کا معلوم کرنا ضروری ہے تو اب اس مرحلہ کو طے کرتے ہین کہ تمام شیئون اور سارے علمون کی حالتین باعتبار خیالات عام نہ تو اپنی ذات مین بالکلیت مفید خیال کیجاتی ہین اور نہ مضر بعض شیئین اور علم اس قسم کے ہین کہ ہم اونکو ایک جہت سے تو مفید کہتے ہین اور دوسری جہت کے اعتبار سے اونھین کو مضر کہنا پڑتا ہے علم نجوم کو اسواسطے تو اچھا کہتے ہین کہ اسمین اجرام سماوی کی بابت خبر اً بحث ہوتی ہے اور اس جہت سے برا کہتے ہین کہ اوس سے

لوگونکی اعتقادین حالتین بگڑکر فساد پیدا کرتی ہین زہر کو اسواسطے مہلک اور بُرا کہا
جاتا ہی کہ اوسکے کھانے سے کھانے والے متضرر یا ہلاک ہوجاتے ہین اور کبھی
ضرورت کے وقت جب اوسکو ہندی طبیبون کی تدبیر کے موافق استعمال کیا جاتا ہی
اچھا کہتے ہین کیونکہ اوسکے استعمال سے بعض مزمن اور ردی بیماریان دور ہوجاتی
ہین بہت سی شیئون یا علمون کا مفید یا مضر خیال کیا جانا لوگون کے اوس استعمال
کرنے کا جو یا ضابطہ اور با اصول نہین ہوتا اور جسمین واقعی مراتب کو ملحوظ نہین
رکھا جاتا ثمرہ اور نتیجہ ہے علم نجوم اپنے حقیقی غایت کے اعتبار سے سراسر مفید ہے
مگر لوگون کے اولٹے استعمال نے اوسکو نقصان رسان اور بدنام کر رکھا ہے سیکھنا
اسواسطے نہین کہ اوسکو خدا کے بندے کہا کر موت سے ہاتھ ملائین بلکہ اسواسطے ہی
کہ پُرانے مرضون اور مزمن عوارضات کی ازالت کے واسطے استعمال کیا جاوے جسطرح
پر مختلف شیئین اپنی ذات مین قدرتی خواص کا خزانہ رکھتی ہین اسیطرح پر انسانون
کی طبیعتون مین خداوند کریم نے قسم قسم کے خواص ودیعت کر رکھے ہین انسان
اپنی حالت پر خیال کرکے تسلی پا سکتا ہے کہ اوسکی حالتین دن مین کتنی دفعہ بدلتی
ہین دیکھو جب قوت وہمیہ کا غلبہ ہوتا ہی تو ہم کیسے حیوان السیرت بنجاتے ہین اور
جب قوت ملکیہ مستولی ہوتی ہے تو ہمارے خیالات اور دلی حالتین کیسی صاف
اور پاکیزہ ہوجاتی ہین اگر یہ صورتین مختلف الاثر والنتیجہ خواص طبیعیہ کا اثر نہین
ہین تو اور کیا ہے جیسے انسان دن مین بیسیون دفعہ نیک بنتا ہی اور بیسیون دفعہ
بد ایسا ہی شیئون اور علمون کو اولٹے استعمال سے مختلف تاثیرین قبول کرنے
پڑتی ہین شاید کوئی معترض اعتراض کرے کہ انسانی خواص متغیر الحالت ہوتے ہین
اور اونکو اگر انسان عمدہ اور معقول حالت پر لانا چاہے تو لاسکتے ہین اونکو خواص الاشیا
یا خصائص العلوم سے کیا نسبت۔ نسبت اور منسوب مین مناسبت کا ہونا شرط۔

سو بیان وہ مقصود ہے فثبت ان خواص طبائع الانسان متغائر من الاشیا والعلوم اور برخلاف اونکے خواص الاشیاء والعلوم اپنی ایک ہی حالت پر قائم رہتی ہین اس اعتراض کا جواب میرے خیال مین اس طور پر دیا جا سکتا ہی کہ نسبت کی ایک قسم نہین ہے بلکہ اوسکو متعدد صورتون اور مختلف قسمون پر استعمال کیا جاتا ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نسبت صرف جزویات مین ہی محدود ہوتی ہے جیسا کہتے ہین کہ فلان شی کو بلحاظ رنگت کے فلان شی سے نسبت ہی اور کبھی دو چار صورتون کو محتوی ہوتی ہے جیسا کہا جاتا ہی کہ فلان آدمی بدمزاجی اور شجاعت اور بے مروتی مین فلان آدمی سے نسبت رکھتا ہے کبھی دوسری شی کی ساری باتون پر محیط ہوتی ہے جیسے کہتے ہین کہ فلان شی ہو بہو فلان شی سے نسبت رکھتی ہے پہلی دو صورتین شی منسوب کی تمام صفتون پر محتوی نہین ہوتین اونکا احتواے صرف اوسی حد تک ہوتا ہی کہ جہانتک نشان دیا جاتا ہی اور تیسری صورت ساری صفتون کو محیط ہوتی ہے پہلی دو صورتون کو جزوی یا محدود نسبت سے موسوم کرتے ہین اور صورت ثالث کو کلی سے کیونکہ وہ کل پر حاوی ہوتی ہی نسبت اور منسوب مین صرف انتساب تعلق ہوتا ہے یہ نہین کہ شی منسوبہ کی حالت سے ہو بہو ٹکر کھائی جب ہم کہتے ہین کہ فلان آدمی شیر سے نسبت رکھتا ہے تو اس سے صرف شیر کی شجاعت ہی مراد ہوتی ہے نہ کہ شیر کی ہیئت کذائی اور شجاعت بھی آدمی کی شجاعت سے نام ہی کے اعتبار سے مشترک ہوتی ہے نہ کہ وضع اور ڈھنگ مین آدمی اپنی بہادری کو اور طریق پر ظاہر کرتا ہی اور شیر اور وضع پر اکثر مواقعہ مین دو شیئون مین مناسبت کا ہونا صرف جزوی اور اسی اعتبار سے ہی ہوتا ہے ہمنے جو خواص الاشیاء والعلوم کو خصائص الانسان سے نسبت دی ہی یہ نسبت بھی صرف جزوی اور اسی نسبت ہی ہی اسمین اتحاد وضع اور ڈھنگ کو دخل نہین جبکہ ہم نسبت مذکور کو صرف جزوی اور اسی سے موسوم کرتے ہین تو معترض صاحب کا

اعتراض ہمارے قول مذکور پر وارد اور موثر نہیں ہو سکتا ہمنے کب کہا کہ خواص الاشیاء
والعلوم انسانی خصائص سے نسبت تامہ رکھتے ہیں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ خواص الاشیاء
والعلوم کو خواص الانسان سے باعتبار تغیر و تبدیل تاثیرات و نتائج ایک اسمی اور جزوی
نسبت ہی ہمنے اوپر کی سطروں میں انسانی خواص کے تبدیل کا اسواسطے ذکر نہیں کیا
کہ اوس سے خواص الاشیاء کے تبدیل کا استدلال کریں ذکر مذکور صرف اس
امر کے اثبات کے واسطے ہی کہ جسطرح خواص الانسان بدل کر اور حالت قبول کر لیتے ہیں
اسیطرح پر خواص الاشیاء والعلوم استعمال کی صحت یا غلطی کے باعث اور حالت پیدا
کر لیتی ہیں جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ اکثر شیئون کی قباحتیں یا برائیاں یا فوائد
اور محاسن صرف لوگون کے اعتبارات اور استعمالات کا اثر اور نتیجہ ہوتے ہیں تو
اب اس سلسلہ کو اس پہلو سے کہ علم اخلاق نسبتی فوائد یا مضرتون کے اعتبار سے
انسانی جماعتون کے حق میں ضروری ہے یا غیر ضروری چھیڑا جاتا ہے - پہلی اسکے
کہ ہم علم اخلاق کے نسبتی فوائد یا مضرتون کو بیان کریں اس امر کو بالاختصار بیان کرتے
ہیں کہ نسبتی فوائد یا نسبتی مضرتیں کیونکر اور کس طرح پر معلوم ہو سکتی ہیں واضح ہو
کہ ہر ایک شی کے نسبتی فوائد یا نسبتی مضرتیں اسطرح پر معلوم ہو سکتی ہیں کہ جب شی یا
جس امر کے واسطے کسی دوسری شی کو استعمال کرتا ہو قبل از استعمال اوس شی کے
حالت معلوم کریں اور سوچیں کہ فلان شی یا فلان علم اس شی کے مناسب حال ہے
یا نہیں اور ساتھ ہی اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اوس شی کو اوس شی کے جسکو
استعمال کے واسطے مخصوص کیا گیا ہے ضرورت ہی یا نہیں اور اوسکے ساتھ ہی اوس
شی یا اوس علم کے نتائج کو بھی جو استعمال کے واسطے مخصوص ہے وزن کر لینا ضروری
ہے جب یہ باتیں حاصل ہو جائینگی تو اوس شی یا اوس علم کے جسکو استعمال کے واسطے
مخصوص کیا گیا ہو نسبتی فوائد یا نسبتی مضرتیں خود بخود معلوم ہو جائینگی علم اخلاق کے

نسبتی فوائد یا مضرتین انسانی جماعتون کے حق مین اوس صورت مین ثابت ہوسکتے ہین
کہ جب انسانی جماعتون کے حالات اور ضروریات اور علم اخلاق کے نتائج معلوم کیے جائین
انسانی جماعتون کو زور دیکر یہ بات معلوم کرنی لازم ہے کہ اونکے حالات کس نقشہ یا کس
پٹڑی پر چلنے چاہئین اس بات کو دل لگا کر سوچین کہ وہ کون رستہ ہی کہ جو تہذیب کے
مقدس منزل پر پہونچا سکے ہم جب انسانی جماعتون کے حالات پر غور کرتے ہین تو معلوم
ہوتا ہی کہ انسان کو خداوند کریم نے مدنی الطبع پیدا کیا ہے اور اوسکی زندگی کے
درخت کے ساتھ مختلف ضرورتون کی اسقدر شاخین لگائی ہین کہ جسکا کچھ اندازہ
نہین جسدن سے انسان پیدا ہوتا ہی اوسدن سے ہی اوسکی ضرورتون اور انواع
واقسام کی مصیبتون اور طرح طرح کی آزمائشون کا شروع اور نزول ہوتا ہی لوگ کہتے ہین
کہ دنیا مین رہکر تھوڑی سی عزیز زندگی بسر کرنا کوئی مشکل بات نہین مگر یہ بالکل جھوٹھ
اور خلاف واقع ہی انسان کو اس تھوڑی سی زندگی کو بھی مختلف شرائط اور متفرق
پابندیون سے کاٹنا پڑتا ہی ہان اگر شرائط اور پابندیون کو جواب دیا جاوے تو کچھ
مشکل اور دشوار نہین سوسائٹی یا گھر کے لوگون سے برتاو کی حالت مین کیسی کیسی مشکلین
اور دقتین پیش آتی ہین دو تین آدمیون یا گھر کے لوگون کے مراتب اور ضروریات
اور خیالات کو مدنظر رکھنا ہی اعلی درجہ کی مشکل بات ہی گھر کیون بگڑ جاتے ہین
احباب مین کیون ناچاقی ہو جاتی ہے باپ سے بیٹا اور بیٹے سے باپ بہن سے
بھائی اور بھائی سے بہن وغیرہم بگڑ کر کیون الگ ہی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کھڑی
کرتے ہین بتلایے دو تین آدمیون مین ایسے بغض بغضوبی کیون پکنے لگتے ہین یہ کیا
غضب ہوا گوشت پوست خاندان عزت اور گھرانے کے اعتبار سے تو ایک اور عداوت
اسلئے جب انسان دو تین آدمیون کے ساتھ اچھی طرح زندگی بسر نہین کر سکتا تو پھر تمام
لوگون کے ساتھ زندگی بسر کرنا کیونکر آسان خیال کیا جاوے اور لوگون اور انسانون

کے ساتھ زندگی بنا ہنا تو جدا رہا انسان اپنی ذات ہی مین پورا نہین اوترتا جب
قوت بہیمیہ کا غلبہ ہوتا ہے تو کیسا ناچار ہوتا ہی گویا حیوان البیرت اور مخبوط الحواس
ہوجاتا ہی جب غصہ آتا ہی تو کچھ سوجھتا ہی نہین اپنی جان پر بھی وار کر گذرتا ہی خودکشی
کی وارداتین اس امر کو پوری وضاحت سے ثابت کرسکتے ہین آپ ہی گھرون کا پھونک
دینا کپڑون کا پھاڑ ڈالنا علی ہذا القیاس اور کئی ایک قسمون کے نقصان کر دینا گواہ ہین
کیا یہ بیضا البطگیان اس بات کو یاد نہین دلاتین کہ دنیا مین رہکر تھوڑی سی زندگی کی
بڑی مشکل سے کٹتی ہی جب انسان اپنی زندگی کو جو فی الاصل ایک چند روزہ ہے سادگی
خوش اسلوبی اور عمدگی کے ساتھ بوقت تمام بسر کرتا ہے تو انسانی جماعتون کو اسکے
بڑے رنج اور افسوس کی بات ہی کیونکہ جب چند روزہ کی زندگی ہی عمدگی اور خوش اسلوبی
سے نہ گذری تو پھر زندگی سے مزہ کیا حاصل ہوا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ حیوانات
لا یعقلون کے قالبون مین ہی برا جتے۔ خداوند کریم نے کوئی ایسی شے پیدا نہین کی جو
بگڑ کر درست نہوسکے انسان کو مختلف عوارض لاحق ہوتے ہین مگر صحیح علاج کرنے سے
ہٹ بھی جاتے ہین مصیبتین نازل ہوتی ہین۔ مگر صبر اور تردد سے وہ بھی ہو جاتی
ہین انسان بُرے کام اور گناہ کرنے لگ جاتا ہی مگر جب خیال کرتا ہے تو پاکیزگی اور
صفائی بھی حاصل کرلیتا ہی۔ ہوسکتا ہی کہ اسیطرح پر عزیز زندگی بسر کرنے کے واسطے
کوئی مفید نسخہ موضوع ہو وہ کون مرض ہے جسکے واسطے حاذق طبیبون نے کوئی علاج
پیدا یا خاص نہین کیا ہمکو صداقت سے ایسے نسخہ کی تلاش کرنی چاہیے جب ہم
دنیا کے مختلف علمی طاقتون اور عملی اصولون پر نظر کرتے ہین تو ہمین اس بات کا پتہ
ملتا ہے کہ علم اخلاق انسانی جماعتون کے حق مین من کل الجہت مفید ہے۔ علم اخلاق
ایسے ایسے برجستہ اور نادر الاصل اصول موضوع اور مدون ہین کہ جو بالطبع انسانی
زندگی کے واسطے فائدہ بخش ہین۔ علم اخلاق کا یہ پہلا اصول ہے کہ دنیا مین ہمکو

کسطور پر زندگی بسر کرنی چاہیے اپنے اور غیرون کے مراتب کو کس طور پر بلحوظ رکھنا لازم
ہے۔ احباب سے کسطرح پر پیش آنا چاہیے اپنی ذاتی یا اندرونی طاقتون کی کسطرح
نگرانی اور حفاظت اور استعمال کرنا لازم ہے۔ علم اخلاق کا اثر اور نتیجہ یہ ہی کہ انسان
اپنے عزیز اور تھوڑی سی زندگی کو اعلی درجہ کی عمدگی اور خوش اسلوبی سے بسر کرے
جب علم اخلاق کا آخری اثر اور نتیجہ یہ ہی کہ اوسکے ذریعہ سے انسانی جماعتین ایک عمدگی
سے زندگی بسر کرین اور انسان اپنی سوسائٹی مین اسطرح پر عمر گذرانی کہ جو سراسر
ضروری اور مفید ہو تو معلوم ہوا کہ علم اخلاق کے نسبتی فوائد انسانون کے حق مین ضروری
اور لازمی ہین۔ جب علم اخلاق باعتبار اپنی نسبتی فوائد کے انسان کے حق مین ضروری
اور لازمی ہے تو ضرور اور لازم ہے کہ اوسکے حاصل کرنے کو ضروری اور لازمی قرار دیا جاوے
تاکہ انسانی جماعتون کے خیالات اقوال افعال طرز اطوار اوضاع اشکال مہذب اور
شائستہ ہون۔ انسانی خیالات وغیرہم نیچرل طور پر مختلف قسمون کے ہوتے ہین کوئی کسی
قسم کا اور کوئی کسی طرز کا ضرور ہی کہ اونکے انفراق اور امتیاز کے واسطے اخلاقی فوائد
سے مدد لیجاوے تاکہ اونکے امداد سے ہر یک خیال اور فعل مین باعتبار برائی بھلائی کی
بطریق عامہ تمیز و تفریق ہوسکے اخلاقی قوانین ایسے برجستہ قوانین ہین کہ جو اپنے وسعت
ذاتیہ اور کیفیت حقیقیہ کے اعتبار سے انسانون کے خیالات کی تہذیب اور تعدیب کے
واسطے پوری طور پر موید اور معاون ہین یہ بات تسلیم کیگئی ہے کہ ہر یک خیال قول اور
فعل کی تشخیص اور تحقیق کو وہ خیال یا قول یا فعل اپنی ذاتی حیثیت مین کسی قسم کا ہو
سرسری طور پر نہین کی جاسکتی چھوٹے سے چھوٹے خیال یا قول یا فعل کی تشخیص اور
تحقیق کے واسطے ایسے فوائد اور ضوابط کا تیسر ضروری اور لازمی ہے کہ جو ذاتی تاثیر
کے اعتبار سے اعلی درجہ کا رتبہ رکھتے ہون قواعد اخلاقیہ کی انسانی جماعتون کو اسقدر
ضرورت ہی کہ اوسکے بغیر انسان علاوہ برتاؤ عامہ اپنی ذاتی خیالات اقوال اور افعال

کی بابت بھی ٹھیک راے قائم نہین کرسکتا اپنی ذاتی قوتین جو گویا انسانی اقوال
اور افعال کے مخزن اور مصدر ہین اوسیوقت اچھی طور پر استعمال کی جا سکتی ہین
کہ جب اخلاقی قوانین اور ضوابط کا علم ہو ہر ایک فرد انسان پر لازم اور واجب ہی
کہ اخلاقی قواعد سے اگر پورے طور پر نہین تو بالجزئیت تو ضرور ہی واقفیت اور مہارت
پیدا کرے تاکہ اون اغلاط اور اسقام کے حدوث اور طوق سے کہ جو عدم واقفیت کی
صورت مین ظہور پذیر ہو سکتی ہین ماموں اور مصون رہے اہل ہندوستان کی
اخلاقی طاقتون مین اسیواسطے ناطاقتی اور کمزوری کے ترقی ہے کہ اونہین اخلاقی
طاقتون کو اسقدر ضروری اور عزیز خیال نہین کیا جاتا کہ جسقدر اونکا استحقاق
ہے ہماری توجہ کا اسقدر وزن اور مقدار نہین کہ جو ہماری اخلاقی طاقتون اور
مورل ضرورتون کو بوجہ احسن پورا کر سکے مین اس امر کو تسلیم کرتا ہون کہ ہمارے
ملک مین علم اخلاق کو کچھ نہ کچھ عزت حاصل ہی مگر اس قلیل المقدار اعزاز اور
احترام اور توجہ سے اسقدر منافع اور فوائد حاصل ہونے کی امید کہان کہ جسقدر
ضرورت ہی ہمارے ملک مین علم اخلاق کی طرف جسقدر توجہ بھی کیجاتی ہی اوسمین
بھی غلطیان بہت ہین جس سے توجہ مذکور کا عدم و وجود مساوی خیال کیا جا سکتا ہی
ہمارے ملک والون نے اخلاقی طاقتون اور مورل رولز کو اون حدود اور قیود
مین محدود اور مقید کر رکھا ہے کہ جس سے اونکی اغراض مین کمزوری اور دگرگونی
پیدا ہو گئی ہی ہمارے ملک کے مورل اصطلاحین ایسی محدود الفاظ مین بیان
ہوئی ہین کہ جس سے ہمارے حقوق اور فرائض کے پورے طور پر محافظت مقصود
نہین ہمارے ملک کا علم اخلاق خفیف خفیف باتون سے منسوب کیا گیا ہی کہ جو
مورل لایف کے حاصل کرنے کے واسطے کافی نہین ہی ملک کا فرض ہے کہ مورل
اغراض کے انجام اور انصرام کے واسطے اون وسیع اور مضبوط اخلاقی اصولون سے

واقفیت اور مہارت پیدا کرے کہ جو ہمارے اور ہمارے ملک اور اغراض اور ضروریات اور حالات کے موافق ہوں۔

وسعت علم اخلاق

یہ بات اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے کہ دنیا کے ہر ایک معاملہ اور قضیہ میں مرور دہور کے باعث اس اس قسم کے تبدلات اور تغیرات واقع ہوئے ہیں کہ اونکی اصلی ہیأت اور کیفیات میں ایک دگرگونی اور انقلاب معلوم ہوتا ہی جو معاملات اور اقضیہ کسی وقت میں نہایت وسیع الحالت اور بارونق و کمالیت تہی وہ دوسرے وقت یا زمانہ میں اسقدر قصیر الحالت اور محدود اور بے رونق ہو گئے کہ اونکی ذاتی کیفیات اور حقیقی تاثیرات کا معلوم ہونا ایک دشوار امر دکھائی دیتا ہے برخلاف اسکے بعض معاملات اور قضایا اس قسم اور وضع کی ہیں کہ جو اپنی ابتدائی حالت کے لحاظ سے محدود اور بے رونق تھی مگر ایک زمانہ گذرنے پر اونکی حالتیں اسقدر اور ایسی مترقی ہوئیں کہ گویا اونکو اعلی درجہ کا کمال حاصل ہو گیا یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ ہر ایک معاملہ اور قضیہ کی حالتیں اور صورتیں تمام ملکوں میں ایک ہی دفعہ متبدل اور متغیر ہو جائیں عام اس سے کہ وہ تغیر اور تبدل کسی قسم میں داخل ہو یا ہر ایک معاملہ کے تغیر اور تبدل کا اثر ہر ایک ملک کی قوم پر بالتساوی تقسیم ہو تجربہ اور اسناد تاریخیہ نہایت صداقت سے شہادت دیتے ہیں کہ تمام معاملات اور اقضیہ کا تغیر اور تبدل ہر ایک ملک یا قوم میں ایک ہی دفعہ یا ایک صورت پر واقعہ نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک ملک یا قوم کے معاملات اور قضایا کا (خواہ وہ قضایا یا معاملات اخلاقی ہوں یا علمی یا ملکی یا قومی) تغیر اور تبدل مختلف اوقات اور متفرق صور پر واقعہ ہوتا ہی جبوقت ہم اپنے ملک یا قوم کی ابتدائی حالات کو تعمق اور غور کی نظر سے دیکھتے ہیں تو وضاحت سے معلوم ہوتا ہی کہ ہمارا ملک یا قوم ابتدائی دنوں میں اخلاقی طاقتوں اور قواعد کو پوری

عزت اور بزرگی کی نظر سے دیکھتے تھے اور اون طاقتون اور قواعد کے مہارت اور واقفیت
کو ایک ضروری امر خیال کرتے تھے مگر زمانہ کی تغیر اور ملک و قوم کی بے علمی اور قسم قسم
کے باہمی فسادون اور طرح طرح کے خانہ جنگیون اور غفلتون کے باعث اخلاقی طاقتون
اور موٗرل قواعد مین دن بدن کمزوری اور ناطاقتی اور بے رونقی واقع ہوتی گئی یہانتک
کہ ہم اور ہمارے ملک اور قوم نے اخلاقی قوانین اور موٗرل طاقتون کو ایسی تعاریف
سے معرف کیا کہ جس سے اخلاقی قوانین کے واقعی ہیئت مین ہی فرق آگیا اور علم اخلاق
جسقدر وسیع الحالت تھا اوسیقدر اوسکو محدود و محصور کر دیا علم اخلاق باعتبار اپنی صورتون اور
مسائل کی نہایت وسیع ہی مگر ہم لوگون نے اوسکو اس قسم کے خاص حدود اور شرائط سے محدود اور مشروط
کر رکھا ہی کہ جس سے اوسکی وسعت مین بالکل فرق آگیا ہی ہم لوگون نے علم اخلاق کو صرف خندہ پیشانی اور خوش
خلقی سے ہی مربوط اور وابستہ سمجھ رکھا ہی حالانکہ یہ دونون باتین علم اخلاق کی جزویات اور افراد مین سے
صرف دو جز مین یا دو فرد مین علم اخلاق صرف انھین دو تین باتون سے مربوط اور مشروط نہین ہو سکتی ہین
صدہا قسم کی اور باتین اور ضروریات بھی ہین جنکا پورا کرنا نہایت ہی ضروری اور
لازمی ہے میرے خیال مین موٗرل ضرورتون اور اصلاحات کا کلی یا قطعی طور پر
جمع کرنا نہایت ہی دشوار اور مشکل ہے پچھلے زمانون مین اسقدر موٗرل ضرورتین
نہ تھین کہ جسقدر اس موجودہ زمانہ مین نظر آتی ہین ہو سکتا ہی یا یہ کہ ممکن ہی کہ
آنے والے دنون مین اس سے بھی زیادہ ضرورت ہو جیسے انسانی جماعتون مین
علم اور عقل اور تمیز بڑھتی جاتی ہے ایسی ہی موٗرل ضرورتون کی تعداد اور ضرورت
زیادہ ہوتی جاتی ہے اس قول کی تشریح کے واسطے شاید اس زندہ نظیر کا پیش کرنا
ناجائز نہوگا کہ ابتک دنیا کے جس حصہ مین پرانی جہالت اور وحشت کا نام و نشان اور
اثر باقی ہے اوسمین بالمقابل اون ملکون اور حصون کے کہ جنمین جہالت اور وحشت
بالکل نہین یا کہ کمی یا کمزوری پر ہے موٗرل ضرورتین نہایت ہی محدود اور کم دکھائی دیتی ہین

اس زندہ نظیر سے واضح طور پر استدلال ہوسکتا ہی کہ کثرت یا ترقی وحشت اور جہالت سے موراں ضرورتون کی خواہش یا ضرورت بہت ہی کم ہوتی ہے اور ترقی علم و فضل اور فہم وعقل سے موراں ضرورتون کی ضرورت اور مانگ زیادہ ہوتی ہی یہ بات ظاہر ہے کہ اس زمانہ مین وحشت کی ناسبارک آثار محو اور کالعدم ہوتے جاتے ہین اور علم و فضل اور فہم وعقل کو روز بروز رونق اور ترقی ہی لازم ہے کہ ہم موراں ضرورتون کے حاصل کرنے مین اعلی درجہ کی سعی اور کوشش کرین اور جسقدر علم اخلاق وسیع ہے اوسیکے موافق ہماری کوششون اور مساعی کا پلہ ہو تاکہ ہم اور قومون کیطرح سچے خلیق اور مہذب بنین

تبدیل اخلاق

اس امر مین فلاسفرون اور حکیمون کے آپسمین مدت سے بحث ہی کہ آیا بدل یا تبدیل اخلاق ممکن ہے یا نہین بہت سی فلاسفر اور حکیم مثل بلوتارخ صولون اور طوکیدیدلیس اس بات پر متفق ہین کہ بعض اخلاق نیچرل یعنے طبعی ہین اور بعض ان نیچرل یعنے دوسرے سببون سے پیدا ہوکر نیچرل اخلاق کیطرح محکم اور مضبوط ہوجاتے ہین اور بہت سے فلاسفر مثل فرلوس ارسطاطالیس اور قراطس وغیرہم کا یہ مذہب ہی کہ تمام اخلاق نیچرل ہین اونکا اون نیچرل ہونا غیر ممکن ہے اور بعض حکیم مثل فیثاغورس اور فرزانہ لاوزی یہ مذہب رکھتے ہین کہ کوئی خلق نہ نیچرل ہے اور نہ مخالف نیچر ان حکیمون کا یہ خیال ہے کہ انسان کی خلقت ایسی طور پر واقع ہوئی ہے کہ ہرایک خلق کو جب چاہتا ہی خواہ بآسانی اور خواہ بدشواری اپنے مزاج کی خاصیت کی تقاضا سے حاصل کرلیتا ہی حکماے رواقیان کا یہ قول ہی کہ خداوند کریم نے ہرایک انسان کو نیچر مین ہی سو تمیز دیکر پیدا کیا ہے مگر وہ شریرون کی صحبت اور شہوات مختلفہ کے دام مین پھنسکر ایسے بہیں اور مخبوط القوی ہوجاتے ہین کہ

اونکے کانشنش یعنے قوت ضمیری مین ذرا بھی طاقت نہین ہتی یہانتک کہ عام باتون
حسن وقبح کو بھی دریافت نہین کر سکتے ایک گروہ اور ہی جنکو حکما سے اشراقیان کے نام
سے موسوم کرتے ہین اونکا یہ مذہب ہی کہ خدا نے انسان کو خبیث الطبع پیدا کیا ہی
سو لینر شن اور نیکی کو بہت وقت اور دشواری سے قبول کرتا ہی کبھی کوئی انسان
جو اصلاح پذیر ہو کر سولیزد بن جاتا ہی تو یہ مختلف صحبتون اور لوگون کے مختلف الحالت
عمدگیون اور نیکیون کا اثر ہے نئے زمانہ کے حکیم اور فلاسفر مثل نیوتن اور بیکن اور
سکالی وغیرہم کا یہ مذہب ہی کہ اخلاق کا تغیر یعنے نیک سی بد اور بد سے نیک
ہونا ممکن ہے اوپر کی سطرون مین امکان تغیر اخلاق کی نسبت جسقدر مذاہب بطور
خلاصہ بیان ہوے ہین اون سب مین سے اخیر کا مذہب میرے خیال مین ایک ایسا
مذہب ہی کہ جو اقتضاے لازآفت نیچر اور دنیا کے پرانے سی پرانے تجربون
اور انسانی جماعتون کے واقعی حالات کی تصدیق یا تائید کرتا ہی باقی مذاہب ان
ضروری باتون کو پورا نہین کرتے بلکہ اونکی تکذیب کرتے ہین گو ان مذاہب کے
بانی مبانی فلاسفر اور حکیم مزاج لوگ ہی ہین مگر یہ بات کچھ ضروری بھی نہین ہے
کہ ایک مذہب کو باوجود اسکے کہ اوسپر کوئی سچی شہادت قائم نہین ہو سکتی صرف
اسواسطے قبول کیا جاوے کہ اوسکا بانی ایک فلاسفر یا حکیم ہے اگر کوئی شخص کسی امر کو
باوجود اسکے کہ وہ کمزور اور ضعیف ہی صرف اسواسطے تسلیم کرلے کہ وہ کسی حکیم یا فلاسفر
کی طرف منسوب ہی تو اوسکو ہم کسیصورت مین عقیل اور دور اندیش نہین کہہ سکتے قبل
اسکے کہ ہم مذہب اخیر کو ایرادو دلائل قطعیہ اور براہین یقینیہ سے پایۂ ثبوت پر پہونچائین
ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہی کہ باقی مذاہب کے مصون عن الاغلاط ہونے پر
مختصر الفاظ مین بحث کرین تاکہ ناظرین کتاب ہذا کو بھی راے زنی کا موقعہ میسر آئے
الف۔ حکیم پلوتارخ۔ صولون افلاطو کیدلس کا یہ مذہب کہ بعض اخلاق طبعی

اسی اور بعض غیر طبعی ہیں یہ خیال ہین دلائل مندرجہ ذیل کے ایرادسے مخدوش اور
غیر واقعی معلوم ہوتا ہی پہلے اسکے کہ ہین دلائل ضرور یہ کو پیش کرون اس امر کو سمجھ لینا
لازم ہے کہ حکماے مذکور نے اپنے قول اور دعوی مین دو لفظ یعنے نیچرل اوران نیچرل
کو استعمال کیا ہی اور یہ دونون ایسے لفظ ہین کہ اس موقع پر جنکی تعریف اور تشریح کر دینا
دلائل کے سمجھنے کی واسطے نہایت لازم اور ضروری ہے - واضح ہو کہ نیچرل یعنی امور طبعی
وہ امور ہین کہ جو موجودات کی فطرت یعنی سرشت مین داخل ہون جنکا دور اور زائل کرنا
یا ہونا کسی صورت مین بھی ممکن نہو خواہ کیسے ہی شدید الاثر اسباب بہم پہونچائی جائین
یا یہ کہ خود ہی بہم پہونچ جاوین تب بھی امور مذکور بشرطیکہ فطرت مین داخل ہون دور
اور زائل نہین ہوسکتے مثلاً سانپ کا کاٹنا ایک طبعی امر یا طبعی خاصہ ہی جبتک کہ
سانپ سانپ رہیگا یا کہ کاٹ کھانے یا ڈسنے کا آلہ باقی رہیگا تب تک یہ طبعی امر یا طبعی
خاصہ دور اور زائل نہین ہوسکتا - دوسری مثال یہ ہی کہ آگ کا یہ ایک طبعی خاصہ
ہے کہ وہ ہر یک شی کو اپنے ذاتی حرارت سے جلائے اور گرم کرے جبتک کہ آگ آگ
رہیگی اوسکا یہ طبعی امر یا طبعی خاصہ کسی حالت مین رفع اور دور نہین ہوگا ان
اگر آگ کو آگ نہ رہنے دیا جاوے تو اوسکا یہ طبعی خاصہ ضرور منفک اور دور ہوجائیگا
تیسری مثال یہ ہے کہ پتھر یا اون شیئونکا جنکا مرکز اور کرہ نیچے کو ہی یہ ایک طبعی امر
یا نیچرل خاصہ ہے کہ جب اوپر کو پھینکی جاوین تو نیچے کو آئین ایک پتھر یا اوسی قسم کے
کوئی اور چیز لو اور اوسکو اوپر کیطرف پھینکو اگرچہ ہزار فٹ تک اونچی چلی جاوے
مگر اخیر کو نیچے ہے آئیگی - چوتھی مثال یہ ہی کہ آگ کا یہ ایک نیچرل خاصہ ہی کہ ہمیشہ
اوپر کو صعود کرے چنانچہ تجربہ سے ثابت ہوگیا کہ ہمیشہ آگ اوپر کو صعود کرتی رہے
اوپر کی ہر چہار مثالون مین ایسے امور بیان ہوے ہین کہ جو ٹھیک امر طبعی ہین اونکے
دور کرنے کے واسطے اگرچہ کیسے ہی شدید الاثر اسباب بہم پہونچائے جاوین تب بھی

منفک نہین ہوسکتے اور یہہ یہ کہ وہ اعلی درجہ کی صداقت مین خاص ملک یا خاص خطہ سے ہی مخصوص نہین بلکہ اونکا وجود ساری دنیا مین پایا جاتا ہی ان پر تمام چھوٹے بڑے شہادت دیتے ہین اس موقع پر ضمنًا اس بات کو بھی سمجھ لینا چاہیے کہ طبعی امور کا ازالہ اسواسطے صورت پذیر نہین ہوسکتا کہ اونکے اسباب اس قسم کے ہین کہ وہ بجای خود زائل نہین ہوسکتے جس امر کے اسباب ہی قابل الزوال نہون وہ کیونکر دور یا زائل کیا جاسکتا ہی ہر ایک امر کے دور کرنے کے واسطے اعلی درجہ کی یہ تدبیر ہے کہ اوسکے اسباب دور کیے جائین۔ امور غیر طبعی وہ امور ہین کہ جو نہ موجودات کی فطرت مین داخل ہوتے ہین اور نہ دوسرے اسباب کی تہیئہ سے فطرت مین داخل ہوسکتے ہین انکا عدم اور وجود صرف دوسرے اسباب کے عدم اور وجود پر ہے موقوف اور منحصر ہوتا ہے۔

پہلی دلیل - اگر اس بات کو مان لیا جاوے کہ لبعض اخلاق نیچرل مین تو یہہ استحالہ لازم آتا ہی کہ ایسے اخلاق کبھی او کسیصورت مین اپنے طبعی امر یا طبعی خاصہ کو نہ چھوڑین حالانکہ بداہتًہ یہ امر ثابت ہی کہ وہ اخلاق کہ جنکو نیچرل قرار دیا جاتا ہی فطرتی خاصہ چھوڑکر اور محل پر جا پڑتے ہین یہ تبدل اس امر پر صاف شہادت دیتا ہی کہ کسی صورت مین اخلاق کو نیچرل نہین کہا جاسکتا۔

دوسری دلیل - اس امر کو پلٹو تارخ اور صولون وغیرہ بھی تسلیم کرتے ہین کہ نفس ناطقہ کو جو گویا انسانی اخلاق کا محصل یا موجد یا محل ہے ترقی اور نقصان قبول کرتا رہتا ہی کبھی ترقی کی حالت مین ہوتا ہی اور کبھی تنزل مین جبکہ اخلاق کا محصل یا موجد یا محل نیچرل خاصیت نہین رکھتا تو اخلاق کو کیونکر نیچرل قرار دیا جاوے جسطرح نفس ناطقہ کو کمال اور نقصان حاصل ہوتا رہتا ہی اسیطرح پر اخلاق کی حالت متغیر اور متبدل ہوتی رہتی ہے جو مستلزم ہی اس بات کی کہ اخلاق ان نیچرل ہوتے

تیسری دلیل اگر بعض اخلاق نیچرل ہون تو لازم ہے کہ بلا اسباب خارجیہ ظاہر
ہو جاوین مگر ایسا نہین ہوتا جن اخلاق کو نیچرل قرار دیا جاتا ہی وہ کسی صورت مین
بلا مدد اسباب خارجیہ ظہور پذیر اور کامل نہین ہوتی جبکہ اونکا ظہور اور کمال اسباب
خارجیہ سے مربوط اور وابستہ ہی تو معلوم ہوا کہ ان نیچرل ہین کیونکہ ان نیچرل وہی
اخلاق ہین کہ جنکا ظہور اور کمال اسباب خارجیہ سے وابستہ ہی۔

حکماے مذکور کا یہ قول کہ بعض اخلاق ان نیچرل بھی ہین صحیح ہی مگر اس قول کا
یہ جزو کہ ایسے اخلاق فطرت مین داخل ہو جاتے ہین صحیح نہین ہے۔ ب
پر فریوس اور قراطیس اور ارسطاطالیس کے مذہب کی تردید کیواسطے اوپر
کے ہر سہ دلیلین کافی ہین کیونکہ ان حکیمون کا مذہب بعینہ پلو تارخ اور صولون
کا مذہب ہی کوئی نیا مذہب نہین۔ ج۔ حکیم فیثاغورس اور حکیم قرزانہ نوری
کا یہ قول تو بہت ٹھیک ہی کہ کوئی خلق نیچرل نہین ہے لاکن یہ قول کہ کوئی خلق
مخالف نیچر بھی نہین میرے خیال مین مخدوش بہت سی ایسے خلق ہین کہ باوجود
ان نیچرل ہونے کے لازاف نیچر کے خلاف ہین اخلاق کا نیچرل نہونا اس
بات کو ثابت نہین کرتا کہ اخلاق لازاف نیچر کے مخالف نہون بہت سی ایسے اخلاق
ہین کہ لوگ جنکو ان نیچرل اخلاق خیال کرکے قبول کرتے ہین مگر وہ لازاف نیچر کے
مخالف ہوتے ہین حکماے مسطور کا قول مذکور بجنسہ ہی ایسا ہی کہ جیسا ہم کہین کہ
انسان کا کوئی فعل نیچرل نہین ہے اور نہ مخالف نیچر ہے یہ قضیہ بالکل خلاف واقع کہ
اگرچہ انسان کا کوئی فعل نیچرل نہو مگر ہو سکتا ہی کہ انسان کے بعض افعال اتفاقیہ ایسے
قانون قدرت کے مخالف ہون مخالف قانون قدرت سے یہ لازم نہین آتا کہ افعال
مخالف قدرت نیچرل ہو جاوین۔ ج۔ حکماے رواقیان کا یہ مذہب کہ ہر ایک
انسان نیچر ہی مین سولیز ڈ پیدا کیا گیا ہی ایک کمزور اور ناقص الاصول اور

ضعیف البنیاد مذہب ہی کوئی انسان نیچرل طور پر نہ سولیزڈ پیدا کیا گیا ہی اور نہ ان
سولیزڈ انسان کی حالت ان دونون سے الگ اور جدا ہی کیا ہم بچہ کو کہہ سکتے ہین
کہ وہ سولیزڈ ہی یا ان سولیزڈ نہین اوسپر ان دونون شقون مین سے کسی شق کا
اطلاق نہین ہو سکتا انسان کا دنیا مین پیدا ہوکر سولیزڈ یا ان سولیزڈ بننا ایک معقول
مدت اور عرصہ کے بعد ہوتا ہی ولادت کے بعد ہی اوسپر سولیزش یا ان سولیزش کا فتوی
نہین دیا جاسکتا دنیا مین پیدا ہوکر سولیزد ان سولیزد بننا اون اسباب کی بہم پہونچنے
یا عمل مین لانے سے ہوتا ہی کہ جنکو خود دنیا دارون نے سولیزد یا ان سولیزڈ بننے کے واسطے وضع کر
رکھا ہے اگر دنیا دارون کے مقررہ یا موضوعہ قواعد اور اصولون پر عمل نہ کیا جاوے
تو کسی شخص کو سولیزڈ یا ان سولیزد کی ڈگری نہین دی جاسکتی اگر انسان نیچرل طور
پر سولیزڈ ہو تو لازم ہے کہ اوسکے دل سے سولیزش کے خیالات کبھی بھی دور
ہون کیونکہ اگر سولیزش انسان کا نیچرل خاصہ ہے تو ضرور ہے کہ اور خواص نیچرل
کیطرح وہ بھی زائل اور دور نہو مگر تجربہ شہادت دیتا ہے کہ جن اخلاق کو نیچرل
اخلاق قرار دیا جاتا ہی وہ بھی زائل اور دور ہو جاتے ہین جبکہ اونکی حالت ممتنع الزوال
نہین ہے تو پہر اونکو کیونکر نیچرل کہا جاوے شریرون کی صحبت اور شہوات مختلفہ کے
اثر اسقدر زور آور نہین ہین کہ نیچرل خاصہ کو دور کر سکین نیچرل خواص کے لازمی اسباب
ممتنع الزوال ہوتے ہین اونکو ایسی شئین کہ جنکے اسباب قابل الزوال اور ضعیف الاثر
ہون کیونکر دور اور منفک کر سکتے ہین بڑی حیرت اور تعجب کی بات ہی کہ انسان
نیچرل سولیزڈ ہو اور شریرون کی صحبت اور شہوات مختلفہ کی تاثیر سے اوسکے
کانشنس یعنے قوت ضمیری اسقدر سن اور بے حس ہو جاوے کہ حسن و قبح مین
تمیز نہ کر سکے یہانتک کہ عام باتون کے سمجھنے سے بھی عاری ہو جاوے نیچرل خاصہ
کی مثال آفتاب کی مثال ہے اگرچہ اوس پر خارجی اسباب کے اثر دن کا بادل

نہ چھا جاے تب بھی اوسکے کرنین کبھی نہ کبھی ظاہر ہوتی رہنگی افسوس حکماے رواقیان نے اس ضروری مسئلہ پر بالکل غور نہین کی او نام کو ہی ایک مذہب قرار دے لیا ہے۔ حکماے اشراقیان کا قول ہے کہ خدا نے انسان کو ان سولیز ڈ پیدا کیا ہے یہ مذہب بھی سراسر لغو اور پوچ ہے اگر خدا نے انسان کو ان سولیز ڈ پیدا کیا ہو تو اس سے لازم آتا ہی کہ انسان کبھی بھی سولیز ڈ نہ ہو کیونکہ جب ان سولیز ش ایک نیچرل خاصہ ہے تو وہ کیونکر ازالت پذیر ہوگا فطرتی خاصّے تو ممتنع الزوال اور مضبوط الابنیہ ہوتے ہین وہ کیونکر دور ہو سکتے ہین مگر ہم دیکھتے ہین کہ ان سولیز ڈ سے آدمی سولیزڈ بن سکتا ہی اہل فضیلت کی کشش اور صحبت نیچرل نہین ہوتے وہ نیچرل ان سولیز ش کو کیونکر دور کر سکتی ہی اور دوسرا اس سے خداوند کریم کی عدالت اور حکمت پر ایک بڑا بھاری اعتراض وارد ہوتا ہی اور یہ بات ظاہر اور مسلم ہے کہ خدا کی عدالت اور حکمت پر گرفت نہین ہو سکتی زمانہ حال کے فلاسفر مثل لارڈ مکالی بیکن اور نیوٹن کا یہ مذہب کہ اخلاق کا تغیر یعنے بد سے نیک اور نیک سے بد ہونا ممکن ہے بالکل صحیح اور درست مذہب ہی فلاسفران مذکور کا خیال مذکور ایسا صاف اور بدیہی الصداقت ہی کہ بلا ایراد دلائل بھی مانا جا سکتا ہی انسان کا ایکسپرینس یعنے تجربہ اس بات پر زور سے شہادت دیتا ہی کہ اخلاق کا تغیر اور تبدل ممکن ہے جب ہم خود ذاتی طور پر اپنے ہی تجربہ پر خیال کرتے ہین تو قبول کرنا پڑتا ہی کہ ہمارے وجود مین ہی ایک ایسی حالت موجود ہی کہ جسکے وجود سے تغیر اخلاق کا مسئلہ معقول اور سچا معلوم ہوتا ہی تجربہ دو قسم کا ہوتا ہی ایک وہ جو اپنے ذات سی ہے مربوط ہو اور دوسرا وہ کہ جو مسموعات سی متعلق ہو یہ دونون قسم کے تجربے مسئلہ مذکور کو ایک عمدگی سے ثابت کرتے ہین ہر ایک انسان پر زندگی مین کئی ایک وقت آتی ہین ایک وقت ایسا آتا ہی کہ بد سے بد اور برے سے برے خیال کی پیروی کرتا ہی اور ایک وقت

ایسا آتا ہی کہ اوس پہلے خیال کو بد اور بُرا جانکر بالکل ترک کر دیتا ہی ایک وقت ایسا ہوتا ہے کہ ایک انسان ان سولیز وہ ہوتا ہی اور دوسرے وقت مین وہ ہی انسان اعلیٰ درجہ کا سولیزد بن جاتا ہی یہ ذاتی تجربہ بالوضاحت ثابت کرتا ہی کہ انسان کے اخلاق متغیر ہین علی ہذا القیاس مسموعی تجربات ثابت کرتے ہین کہ اخلاق کا تغیر ممکن ہی تاریخین بھری پڑی ہین تشریح کی کچھ ضرورت نہین ہر ایک ملک اور قوم مین سے صدہا کیا ہزارون اس قسم اور اس حالت کی آدمی ہونگے کہ جنکے اخلاق کا تغیر و تبدل آفتاب نیمروز کیطرح روشن اور ثابت ہی بعض امور اس قسم کے ہوتے ہین کہ وہ ایک ہی طرح سے ثابت ہو سکتے ہین مگر یہ مسئلہ ایسا صاف اور بدیہی الصداقت ہی کہ ایک پہلو سے ثابت ہی تمام دنیا اس امر پر شہادت دیتی ہے جو لوگ اسکے مخالف ہین خود اونکو ہی اپنے زندگی مین بارہا ایسا اتفاق پڑا ہوگا کہ اونکے اخلاقی حالت ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر پلٹی کھا گئی بعض امرون کو لوگ اسواسطے نہین مانتے کہ ان پر بدیہی طور پر شہادت قائم نہین ہو سکتی مگر یہ امر اس قسم کا نہین ہے کہ اسکو اس آڑ مین چھوڑ دیا جاوے اسپر تو اس قسم کی بدیہی شہادتین قائم ہو سکتی ہین کہ کسی اور امر پر اس طرح پر قائم ہونا ناممکن ہے اس سے زیادہ اور کیا بدیہی شہادت ہوگی کہ ہر ایک انسان پر اخلاق کے تغیر اور تبدل کی حالت وارد ہوتی ہی دنیا مین لاکھون ایسے بشر ہین کہ جنکا وجود اور ذات ہی اس امر کے اثبات کے واسطے ایک زندہ نظیر اور سچی شہادت ہی جب ہر ایک انسان اپنے ذات مین ہی مسئلہ مذکور پر شہادت حاصل کر سکتا ہی تو پھر بیرونی شہادتون کی کیا ضرورت ہی ہمارا یہ تجربہ علم الیقین نہین بلکہ عین الیقین ہے جب ہمنے بارہا اپنے آپ کا ہی یہ حال دیکھا ہی کہ اخلاق متغیر ہوتے رہتے ہین تو پھر مسئلہ مذکور کے عین الیقین ہونے مین کیا شک و شبہ ہے تجربہ سے اور پھر وہ تجربہ جو کثیر الوقوع ہو صاف ثابت ہی کہ اخلاق کا تغیر و تبدل ممکن ہی

اگر ناممکن ہو تو پھر اس امر مین کیا شک وشبہ ہی کہ دنیا کی ساری عبرتی نمونون اور مفید واقعات اور تمام ناصحین کی نصیحتون اور ساری مذہبی اصولون اور ریاضتون اور عبادتون اور تعلیمات اور تربیت کی حالت بالکل غیر مفید اور لغو ہی کیونکہ جب اخلاق کا تغیر اور تبدل ہی دشوار اور ناممکن ہے تو پھر اوپر کی باتون کی کیا ضرورت ہے

انسان کی طبیعت پر تربیت کا اثر

علم اخلاق کا ایک حصہ تربیت سے بھی علاقہ رکھتا ہی اسواسطے لازم اور ضروری ہی کہ آثار تربیت کی بابت بھی بحث کیجائے تاکہ ناظرین کتاب ہذا اس ضروری الاظہار شق سے محروم نہ رہین اصلی مقصد کے شروع کرنے کے پہلے ہم ناظرین و المطلعین کتاب ہذا پر اس بات کا ظاہر کرنا ضروری خیال کرتے ہین کہ انسان کی طبیعت کسی قسم کے اثر قبول کرنے کی طاقت رکھتی ہے یا نہین واضح ہو کہ خداوند کریم نے انسان کی طبیعت مین دو قسم کی طاقتین ودیعت کر رکھے ہین ایک کو طاقت موثرہ کہتے ہین اور ایک کو طاقت متاثرہ - طاقت موثرہ وہ طاقت ہی کہ جو اورون پر اثر کرتی ہے اور طاقت متاثرہ وہ طاقت ہی کہ جو اورون کا اثر قبول کرتی ہے ہمنے ان دونون کے وجود پر تجربے اور ذاتی شہادتون سے استدلال کیا ہی انسان کے طبیعت قدرتی طور پر اس امر کی طرف مائل ہے کہ مختلف الحیثیت اثرون کو اور طبیعتو سے قبول کرائے اور آپ قبول کرے جب انسان کسی شی کو دیکھتا یا سنتا ہی تو اوسکی صورت اور حالت کو سمجھ کر عام اس سے کہ وہ سمجھ موافق واقعہ ہو یا کہ مخالف واقعہ اپنے دل مین ایک نتیجہ پیدا کرتا ہے اور اوس نتیجہ سے اثر قبول کر کر متاثر ہوتا ہے بعض انسان کسی کلام کے سننے سی اسقدر متاثر ہوتے ہین کہ اونکی حالت ہی شہادت دیتی ہے جیسا کسی کلام کے سننے سے انسان کی طبیعت پر اثر پڑتا ہی ایسا ہی کسی شی کے دیکھنے سی اثر ہو جاتا ہی بلکہ کئی دفعہ رویت سماع سے زیادہ تر موثر ثابت ہوئی ہی

انسان کا کسی دردناک موقع پر متاثر ہو کر مغموم ہو جانا یہ بات یاد دلاتا ہی کہ ضرور انسان پر اثر پڑتا ہے جس سے اوسکی حالت دگرگون اور منقلب ہو جاتی ہے یہ کچھ ضرور اور لازم نہین کہ انسان ہمیشہ عارضی باتون سے ہی متاثر ہو اور اوسپر ایسی باتون کا ہی اثر پڑے کہ جو کسی رنجش یا مصیبت کا باعث ہون۔ نہین یہہ بات مانی لگئی ہے کہ انسان ایسی باتون سے ہی کہ جنسے اوسکی اصلاح اور تربیت متصور ہے ایک زور کے ساتھ اثر قبول کرتا اور کراتا ہی جب انسان کی طبیعت اثر قبول کرنے اور کرانے کی طاقت رکھتی ہے تو یہ بات قابل اظہار ہی کہ انسان کی طبیعت پر تربیت بڑی زور سے اثر کرتی ہے اگر انسان کی تربیت اچھی ہو تو اوسکا نتیجہ بھی اچھا پیدا ہوگا اور اگر تربیت ناقص اور غیر معقول ہوی تو نتیجہ بھی ناقص اور برا ہوگا۔ انسان سے زمانہ آئندہ مین جسقدر قول و فعل صادر ہوتے ہین اون سب مین ایک شدت کے ساتھ یا کچھ نہ کچھ تربیت کا اثر موجود ہوتا ہی تربیت انسان کے اقوال اور افعال پر بڑا اثر رکھتی ہی تربیت ہونے کے زمانہ مین انسان اپنی ذات پر اوسکو چندان محسوس نہین کرتا مگر جب تربیت کا زمانہ ختم ہو جاتا ہی تو سب کام اور باتین اوسکے سانچے مین ڈھل کر نکلتی ہین جب انسان پر تربیت بہت زور سے موثر ہی تو لازم ہی کہ تربیت کی اصلاح اور درستی مین کوشش کیجاے تربیت کا لفظ اس بات کو ثابت نہین کر سکتا کہ اوسکی حالت معقول ہی ہوا کرتی ہے ثابت ہو چکا ہی کہ بعض اوقات تربیت انسانون کے حق مین بالکل مضر اور نقصان رسان ثابت ہوئی ہے اصل مین تو جو اکثر انسانون کی خرابی اور بدی کا زمانہ تربیت کی غلطی سے ہی شروع ہوتا ہی بعض وقت ایک تربیت کو مفید خیال کیا جاتا ہی مگر اصل مین اوس قسم کی تربیت مضر اور ناقص ہوتی ہی تربیت کے اصولون کے غلط فہمی یا غلط بیانی سے تربیت کا برے سے ہی برا نتیجہ نکلتا ہی جیسے کسی دوا یا علاج کا مفید پڑتا ہے نسبت دوا نہ دینے یا علاج نہ کرنے کے مفید نہین ہوا کرتا اگر کسی دوا

فے مریض کی حالت کو بگاڑو یا ہے تو اس سے یہ بہتر ہے کہ اوس مفرد دوا کو استعمال ہی نہ کیا جاوے اگر کوئی تربیت اپنے اصولون کی حیثیت یا اعتبار سے لوگون کے حق مین مضر اور غیر مفید ہی تو لازم ہے کہ اوس سے کلیتاً احتراز کیا جاوے جیسا اچھی تربیت انسانون کے حق مین موثر ثابت ہوتی ہے ایسا ہی بری تربیت کو موثر مانا گیا ہی ہر ایک فعل جو انسان سے صادر ہوتا ہی چار صورتون سی خالی نہین۔ اول یہ کہ باعث انسانون کے کامون کا اکثر میل طبیعت یا عادت یا تعصب یا مخالفت ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ انسان ایک کام کے کرنے یا نہ کرنے کو اپنا فرض خیال کرتا ہے۔ سوم بیم و امید عاقبت کے بھروسہ پر۔ چہارم اولی العزمی اور خواہش زر یا نیک نامی اور آسائش کے واسطے۔

یہ ہر چہار صورتین تربیت سے علاقہ رکھتی ہین ان چارون مین کوئی ایسی صورت نہین کہ جسمین ابتدائی یا بچپن کی تربیت کو وقت اور دخل نہ ہو ہر ایک صورت کا شروع یا ظہور ابتدائی یا بچپن کی تربیت ہی سے ہوتا ہی اگر تربیت مین اون باتون کو جنکو ہمنے اوپر کے جملون مین بیان کیا ہے ملحوظ رکھا جائے تو انسان کی بہتری اور نیکنامی کا ذریعہ ہو سکتے ہین ہمنے انسانی افعال کو چار صورتون پر تقسیم کیا ہی اب یہ بات ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ اون چار صورتون سے انسان کی حالت پر کیونکر اثر ہوتا ہے۔ پہلی بات اور صورت کی تشریح یون ہے کہ اگر ہم کسی انسان کی تربیت مین تعصب یا مخالفت کو امور تربیت کا ایک جزو قرار دینگے اور اوسکو ایسے پہلو پر لگائینگے کہ جس سے اوسکی حالت مین تعصب اور مخالفت یا کسی کی کاوش کا دخل ہو جائیگا تو اوسکے افعال اور اقوال سب کے سب ایسی ہی صورتون اور حالتون سے معمور ہونگے تمام کامون مین تعصب اور مخالفت کا اثر پایا جائیگا جب کسی آدمی کے دل مین بچپن سے ہی تعصب یا کسی کی مخالفت کا خیال پیدا ہو جاتا ہی

تو آنے والے زمانہ یا عمر کے سارے خیالات اور کام اونھین سے معمور ہوتے ہین
ایسی صورت مین انسان خیال کرلیتا ہے کہ تعصب یا مخالفت آمیز کامون کا کرنا ہی
عمدہ تربیت کا نشان ہو اوسکے خیال مین یہ بات مرکوز ہوجاتی ہے کہ لوگون کے ساتھ
انھین اصولون کی مدد سے برتاو کرنا لازم ہو یہی اصول ہین کہ جس سے اخلاقی زندگی
اور عام رضامندی کی نعمت حاصل ہوتی ہے اس قسم کے کمزور خیالات صرف
اسواسطے پیدا ہوتے ہین کہ لوگون کو تربیت کے زمانہ مین اونکے حسنت اور خوبی کا
یقین ہوتا ہی ایسا یقین جو تربیت کے زمانہ مین تربیت کے اصولون سے آمیزش
رکھتا ہو انسان کے حق مین بہت مضر ثابت ہوا ہو ہر ایک مدبر اور اندیش انسان کو
لازم اور واجب ہو کہ تربیت کے زمانہ مین اس قسم کی باتون اور اصولون کو تربیت
مین داخل نکرے اور جس شخص کی تربیت ہوتی ہو اوسکے دل پر بھی اس قسم کے
مضر خیالات کا اثر اور گذر نہ ہونے دے اوسکو زور سے اس بات کا قائل کرنا لازم
ہے کہ اس قسم کے خیالات انسانیت اور اخلاق کے زندگی محض خلاف ہو نہین بلکہ
اعلی درجہ کے نقصان رسان ہین انسان کی تربیت مین صرف اچھے اصولون کا شامل
کرنا لازم ہے اونمین کسیکی مخالفت یا تعصب کو ہرگز دخل نہ دینا چاہیے ہمارے
تربیت کے اصول لوگون کی مخالفت سے بالکل مصئون اور محفوظ ہونی چاہیے
اونمین صرف انسانیت کے اصولون اور ضروریات کی تعلیم درکار ہے جب کوئی آدمی
صرف انسانیت کے اصولون کے تربیت حاصل کرکے ہوشیار ہوگا تو اوسکی ذات مین
شرارت کے خیالات کا اثر اور نام بھی نہ ہوگا اوسکا جو کام ہوگا اوسمین سادگی اور سچائی
کا بہت روز ہوگا اگر ہم تربیت کے زمانہ مین انسان کو برے اصولون اور تعصبی باتون
سے مانوس نہ بنادینگے تو یقیناً اوسکے واسطے ایک صاف اور سیدھا راستہ کھول
دینگے کہ جسپر کوئی بھی اخلاقی اعتراض وارد نہوگا اور انسان کی ساری عمر نیک نیتی اور

سادگی سے گذر جاینگے جو اور انسانون کے واسطے بھی ایک عمدہ نمونہ ہونگی اور خود اونکو
اور اورون کو آرام اور آسایش بھی رہیگی انسانی دقتون اور مصیبتون کا شروع تربیت
کی خرابی سے ہی ہوتا ہے اگر تربیت کی اصول ابتر اور خراب ہون تو کوئی بھی مشکل
پیش نہ آوے تربیت کی زمانہ مین انسان کا کسی فعل یا خیال کی جانب میل طبیعت
ہوجانا یا کسی عادت کا پڑجانا بھی تربیت مین داخل ہے میل طبیعت اور عادت
بھی تربیت کی زمانہ مین شروع ہوتی ہی اکثر عادتین اور میل طبیعت تربیت دینے والون
کی غلطی اور لاپروائی کا نتیجہ اور اثر ہوتا ہی تربیت دینے والی اکثر عادتون اور میل
طبیعت کی نگرانی اور اصلاح نہین کرتے اسواسطے اکثر نوجوان اونکو سلسلہ تربیت مین
ہی شمار کرنے لگ جاتے ہین نوجوانون کو اس امر کا یقین ہوجاتا ہی کہ اگر یہ میل طبیعت
یا یہ عادتین معیوب ہوتین تو اونکی بابت تربیت کرنے والے یا اصلاح کنندگان موقع
گرفت کیون نہ کرتے تربیت کرنے والون کے بڑی غلطی ہے اور لاپرواہی بھی انسان
کی پچھلی عمر کے واسطے آفت کا اثر پیدا کرتی ہے تربیت کی زمانہ مین انسان کو کسی بات
کا خوگیر ہوجانا یا کسی امر کی جانب طبیعت کا میل ہونا کوئی مشکل امر نہین ہی ہر ایک
انسان تربیت کی زمانہ مین کوئی نہ کوئی عادت یا کسی نہ کسی امر کی جانب میل طبیعت
حاصل کرسکتا ہے جب کسی انسان کو تربیت کی زمانہ مین یہ دونون باتین حاصل
ہوجاتی ہین تو تربیت کی مابعد زمانہ مین جو گویا شجر التربیت کی پھل لانے کا وقت
ہوتا ہی اونپر عملدرآمد شروع ہوتا ہے تربیت کے زمانہ مین جو عادت پڑگئی ہو یا جس
شے کی طرف طبیعت کا میل ہوگیا ہو وہ ہی عادت یا وہ ہی میل طبیعت ہمیشہ کو اوسکے
ساتھ رہتا ہے انسان خواہ کتنا ہی دوراندیش اور دانا ہو کسی صورت مین اپنی
عادت سے باز نہین رہ سکتا البتہ بعض اوقات مین میل طبیعت کی صورت محو
یا دور ہوسکتی ہے سو یہ نادر ہے ہاں تربیت کی زمانہ مین جو جو عادتین انسان

کی طبیعت پر نقش پکڑ جاتے ہین یا جن جن باتون کی طرف انسان کی طبیعت مائل ہو جاتی ہے وہ اپنی ابتدائی حالت مین واضح طور پر معلوم نہین ہوتین تربیت دینے والی اونکو دیر پا خیال نہین کرتے جاتے ہین کہ یہ عادتین خود بخود دور ہوجاینگے مگر اونکا ایسا سمجھنا اعلی درجہ کی غلطی ہے کوئی ایسی عادت یا کوئی ایسا میل طبیعت جو انسان کے دل مین متمکن ہوگیا ہو جلدی اور آسانی سے دور نہین ہوسکتا تربیت دہندون کا فرض ہے کہ تربیت کے زمانہ مین ہی اونکی ازالت مین مناسب کوشش کرین کسی انسان کی طبیعت کا مشغلات استعمال پر تربیت کی زمانہ مین مائل ہوجانا تربیت دہندون کو اس امر کی طرف رجوع دلا سکتا ہے کہ یہ استعمال کسی دن کو خود بخود دور ہو جائیگا مگر یہ ارجاع اور تسلی تجربہ کے خلاف ہی تجربہ گواہی دیتا ہے کہ ایسی عادتین اکثر انسانون کی طبیعتون سے دور بھی نہین ہوا کرتین انسانی جماعتون مین بہت ایسے انسان بھی ملینگے کہ جو باوجود تربیت یافتہ ہونیکے اپنی بعض عادتون سے تمام عمر تنگ اور مجبور اور مطعون رہتی ہین ایسے انسان تربیت خانون مین تو ضرور کسی وقت داخل ہوئے یا گئے ہونگے مگر اوس زمانہ کے بعض عادتین تمام عمر ساتھ لگی رہین بہت سے ایسے تربیت یافتہ انسان بھی ہین کہ جو اعلی درجہ کے سخت مزاج اور بد خلق ہین ایسے انسانون کے اعلی درجہ کی سخت مزاجی اور بد خلقی تربیت کے زمانہ کا ہی سرمایہ یا اندوختہ ہوتی ہے تربیت دہندون کی جانب سے تربیت کی زمانہ مین اوسکی درستی اور اصلاح نہین ہوتی اسواسطے وہ تمام عمر سایہ کی طرح ساتھ لگی پھرتی ہے جن لوگون کو اس قسم کے مکروہ عادتین پڑجاتی ہین یا جنپر سخت مزاجی اور بد خلقی کا اطلاق ہوتا ہے اونکا چندان قصور نہین ہوتا۔ تربیت دہندگان کی غفلت اور لاپروائی کا ہی ثمرہ اور نتیجہ ہوتا ہے اگر تربیت دہندون کے جانب سے تربیت کی زمانہ مین کامل نگرانی یا اصلاح ہوتی تو اونکی عاقبت نہ بگڑتی

جن عادتون پر یہہ جملہ اطلاق ہوتا ہے کہ العادۃ لا ترد الا بالموت وہ یہی عادتین ہین کہ جو تربیت کے زمانہ سے ساتھ لگی آتی ہین اور جنکو انسان اپنی تربیت کے اصولون مین سے ایک اصول اور تہذیب کے اجزا مین سے ایک جزو خیال کرتا ہے تربیت کے زمانہ مین انسان کا لوگون کی شکایت کرنا یا لوگون کے ساتھ بدخلقی سے برتاو کرنا یا اسیطرح پر اور بری باتون کو اچھا سمجھکر استعمال مین لانا اور پھر اونکی بابت تربیت دہندہ کو مزاحم یا مانع ہوتے نہ دیکھنا اس بات کی علامت یا پیشین گوئی ہے کہ وہ بری عادتین جنپر تربیت کے زمانہ مین تربیت دہندون کیطرف سے کبھی بھی گرفت یا نکتہ چینی نہین ہوئی ہمیشہ ثابت اور قائم رہینگے اور اونکی بابت ضرورتاً کہنا پڑیگا کہ ایسی عادتین اور میل طبیعت وقوع موت کے ساتھ دور ہونگے دانا اور دور اندیش تربیت دہندگان پر لازم ہی کہ تربیت کے زمانہ مین ایسے عادتون کی اصلاح کرتے جائین تاکہ پچھلے زمانہ مین تربیت پر داغ نہ لگے اگر تربیت کے زمانہ مین اس قسم کی بری یا مذموم عادتون کی اصلاح نہ ہوتی رہیگی تو تربیت کا اثر بالکل ایک بڑا اثر ظاہر ہوگا تربیت کے زمانہ مین بری عادتون کی اصلاح بہ نسبت پچھلے زمانہ کے بہت سہل اور آسان ہی تربیت کے بعد بری عادتون کا دور کرنا سخت دشوار اور مشکل ہوجاتا ہی ہر ایک امر اوسی حد تک آسانی سے درست کیا جاسکتا ہی کہ جب تک اوسکی درستی یا اصلاح کا زمانہ موجود ہی جب کسی امر کی اصلاح یا درستی کا زمانہ گذر جاوے تو پھر اوسکا آسان اور سہل طور پر درست کرنا دشوار ہوجاتا ہی تربیت کا زمانہ امور اور ضروریات تربیت کی واسطے قدرتاً موزون ہوتا ہے جو کچھ درستی یا اصلاح کرنی ہو اوسے موزون زمانہ مین کرنی چاہیے۔

دوسری شق کی تشریح یون ہے کہ جب تربیت کے زمانہ مین انسان کے دل مین بعض امور کا کرنا یا نہ کرنا فرائض اور ضروری ضروریات سے مرکوز ہوجاتا ہے

تو اونکی بھلائی یا برائی پر نظر نہین رہتی بہرحال یہی بات ضروری معلوم دیتی ہے کہ
کہ اونکو کسی نہ کسی طرح کیا ہی جاوے تربیت کے زمانہ مین کسی تربیت پانے والے
انسان کے دلمین اگر یہ بات مرکوز ہو جاوے کہ ہمیشہ اپنے سے دوسرے لوگون کو
حقیر ہی جاننا لازم ہے تو تربیت کے بعد بھی اوس بُری خیال کا استعمال ایسے شخص کو
ضروری ہے معلوم دیگا جو شخص کسی بات کو فرضی یا ضروری سمجھ کر کرتا ہے اوسپر
اوس بات کی قباحت یا بھلائی نہین کھلتی کسی شے کا محمود یا مقبوح ہونا اوسی صورت
مین معلوم ہو سکتا ہے کہ جب اوسے پھر ضرورت اور فرضیت سے الگ ہو کر غور
کیجاوے وہمی ضرورت اور فرضیت کبھی حق کو نہین پہونچنے دیتے اگر ایک لڑکے کو
خوب طرح سمجھایا جاوے کہ فلان بات کا کرنا یا نہ کرنا فرض ہے اور اوسکے دل مین بھی
اوسکی فرضیت کا یقین ہو جاوے تو وہ لڑکا کبھی بھی اوسکی برائیون اور بھلائیون
پر غور نہ کریگا غور کسی طرح پر کرے وہ تو اوسکی بابت بولنا ہی گستاخی خیال کرتا ہے
اوسکو لاکھ سمجھاؤ کہ دیکھو بابا بدا ہتہً فلان امر یا فلان اصول کی برائی ثابت ہے
وہ کبھی خیال بھی نہ کریگا بلکہ تیوری چڑھا کر کہہ اوٹھے گا کہ مین اسکا کرنا یا نہ کرنا فرض
فرض خیال کرتا ہون لاکھ برائیان نکالین لاکھ عیب جتائین مین کبھی نہ مانونگا
اس ہٹ سے لوگ ضرور خیال کرتے ہونگے کہ فلان لڑکا بڑا ہی سخت طبیعت اور
ضدی ہے مگر مین تو اوس لڑکے کو کسی صورت مین ملزم نہ بناؤنگا ہان یہ کہونگا کہ
اوس لڑکے کا کچھ اختیار نہین ہے اوسکی تربیت اور اوسکے تربیت کے اصول سخت
اور ضدی ہین اگر تربیت کے زمانہ مین اوسکی طبیعت مین ایسا سخت اصول نہ جمایا جاتا
تو وہ کیون آج کے دن جم غفیر کے مخالفت اور امور بدیہی کے منافرت پر اڑ کھڑا ہوتا
اگر اوسکے طبیعت کی زمین مین تربیت کے زمانہ مین تحقیق اور سلامتی کا بیج بویا جاتا تو
وہ کیون حیران اور ضدی ہوتا جب تربیت کے زمانہ مین ہی اوسکے دل مین بلا دلیل بعض

کا فرض یا رشد ضروری ہونا قائم کیا گیا ہی تو اوسکا کیا قصور ہے کیا یہ بات عقل درست ٹھیک
نہیں ہی کہ جو ہم بوینگے وہی کاٹینگے انسان پر جو مصیبت اور خوشی آتی ہے وہ سب
اپنے ہی ہاتھوں کی کمائی اور اندوختہ ہوتا ہے اگر انسان ٹھوکر کھاتا ہے تو اپنے ہی
ہاتھوں سے اور اگر خوشی حاصل کرتا ہے تو اپنے زور اور سعیوں سے تربیت کے
زمانہ مین کسی انسانی تربیت پانے والے کے طبیعت یا دل پر تقلیدی یا رسمی طور پر
یا غلطی یا اصولون کے بے ڈھنگی ہونے کے باعث کسی بات یا کسی عادت کا رشد
ضروری یا فرض مرکوز کر دینا نہایت ہی معیوب ہی وہ باتین یا وہ عادتین جو انسان
کے دل پر تربیت کے زمانہ مین نقش پکڑ جاتی ہین نہایت دشواری اور مشکل سے دور
ہوتی ہین ایسی وہمی باتون یا مفروضہ عادتون کو انسان کبھی تحقیقی احاطہ مین انا
پسند نہین کرتا کیونکہ اوسکے دل مین کو وہ باتین یا وہ عادتین خارج من العقل و مستغنی
من التحقیق ہوتی ہین تربیت کے زمانہ کے مفروضہ اصول اوسکے دل و دماغ مین تحقیقی
خیالات کو کم زور یا دور کر دیتے ہین اوسکے نزدیک یہ بات مضبوط ہوتی ہی کہ ایسی
عادتون یا باتون کی بابت غور تک کرنا بھی فضول اور لاحاصل ہے ایسے پوچ اور کمزور
خیالات انسان کی عقل اور فکر کو برباد کرتے ہین اور ایسے خیالات والون کے نزدیک
عقل و دانش کی کچھ قدر و منزلت نہین ہوتی یا یون کہو کہ ایسے لوگون کی عقل ہی
ماری جاتی ہے اصحاب الاصلاح و التربیت کو لازم ہے کہ تربیت اور اصلاح کے
زمانہ مین ایسے خیالات اور باتونکا ضرور خیال رکھین کہ جو تربیت کے بعد فرض اور
رشد ضروری ہونیکا رتبہ رکھتے ہین تربیت کے بھوکھون کو ایسی ثقیل غذا نہ دین کہ
جو اصلاحی یا عقلی مسئلون کے مقابلہ مین معرکہ آرا رہکر دم زندگی تک معدہ مین
قائم رہکر قسم قسم کے امراض اخلاقیہ اور عوارض ردیہ پیدا کرے - تربیت کے زمانہ مین
بعض باتون کے کرنے یا نہ کرنے کا خیال چار طرح سے پیدا ہوتا ہے - ایک خاص قاعدون

اور ایک عام قاعدون سے ایک ذاتی غلطی اور ایک ضرورت کی حالت نسمجھنے کے باعث
خاص قاعدون سے وہ قواعد مراد ہین کہ جنکو دوسری لفظون مین خاص رسمون سے
تعبیر کرسکتے ہین جسمین ایک خاص قوم یا ایک خاص خاندان کے کو دخل اور شرکت ہوتی
ہے خاص رسمون یا خاص قاعدون کا تربیت پانے والے کی ذات پر دو طرح پر اثر ہوتا ہے
ایک اس طرح پر کہ تربیت دینے والا بعض باتون کو فرض یا ضروری خیال کرکے زمرۂ
تربیت مین داخل کرتا ہے مگر ایسی صورت اوسوقت واقع ہوسکتی ہے کہ جب تربیت
دینے والا یا مصلح تربیت پانے والے کی خاص رسمون مین مشارکت ہو یا اگر مشارکت
نہو تو اپنے خاندان یا قوم کی رسمون کو تربیت پانے والے کی طبیعت مین مرکوز کرنیکا
خیال رکھتا ہو جیسا کوئی عیسائی یا محمدی کسی آریہ کے لڑکے کی تربیت کرتا ہو اور حالت
یا زمانہ تربیت مین اوس آریئین لڑکے کو دوسری قومون کے ساتھ خورد و نوش کی
تعلیم دے اور اسکے دل پر بخوبی اور زور کے ساتھ نقش کردے کہ انسان سب ایک ہین
ہندو وشکا اور قوم والون سے کھا پی لینا ممنوع نہین ہے - دوسرے صورت یہ ہی کہ تربیت
پانے والا خود اس امر کا مستدعی اور خواہان ہو یا یہ کہ اوسکے وارثون نے تربیت دہندہ
کو مجبور کیا ہو کہ تربیت کے اصول اس قسم کے ہون اور تربیت دینے والا اوسی پر عملدرآمد
کرے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ تربیت پانے والا خود یا اوسکے وارث تربیت کے سلسلہ مین
اون باتون کو شامل کرنا چاہتے ہین کہ جو اونکے خیال مین رسمی پابندیان ہوتی ہین
اور جنکا ترک کرنا اونکے نزدیک ایک ناواجب امر خیال کیا جاتا ہے ہم اس بات کو تسلیم
کرسکتے ہین کہ خاص رسمون مین سے جو ایک خاص قوم یا ایک خاص خاندان سے مخصوص
ہوتے ہین چند رسمین ضرور ایسے بھی ہوتے ہونگے کہ جو انسانی زندگی کو وبال مین نہ
ڈال سکتے ہون مگر تجربہ سے ثابت ہوچکا ہی کہ اونکا جزو اعظم ضرور ایسا ہوتا ہی کہ جسکا
تربیت کے زمانہ مین ضروری یا فرض قرار دینا تربیت کو کم زور کرنا ہے اون رسمون مین [illegible]

جو ایک خاص خاندان یا ایک خاص قوم سے مخصوص ہوتے ہین باوجود اسکے کہ اونکا
جزو قلیل یا لبعض رسمون کا اصول مفید ہوتا ہے مگر اونکو تربیت کے زمانہ مین فرض
یا ضروری جانکر مروج رکہنا ایک سخت غلطی ہے ایک تو تربیت پانے والا اپنے اقارب
اور اپنی قوم یا خاندان کے اصاغر اور اکابر کو اونکا معتقد اور عامل یا سنکر اور غیر عامل
پاتا ہی اور سلسلہ تربیت مین بہی اوسکے لوح ذہن پر اس بات کو نقش کیا جاتا ہے کہ
ضرور یہ باتین کرنے یا نہ کرنے کے لائق ہین یہ دو کششین متحد الاثر تربیت پانے والے
کی طبیعت کی قائمی کے واسطے مکتفی ہین جب ایک انسان کی طبیعت مین دو متحد الاثر
کششین جمع ہوجاتی ہین تو اوسکی حالت یا یون کہو کہ وہ ہی طبیعت ایک بات پر
قائم ہوجاتی ہے خواہ فی النفی ہو اور خواہ فی الاثبات تربیت دینے یا دلانے والون
یا تربیت پانے والون پر اس حیثیت سے کہ اوسپر بھی ایک ایسا وقت آتا ہی کہ جسمین
اوسکی طبیعت کو بھی امور تربیت مین کچھ دخل ہوتا ہے لازم ہی کہ اس قسم کی رسمی
رکاوٹون سے اپنی تربیت کی اصولون کو معئون اور محفوظ رکھے تاکہ تربیت کا
پورا پورا اثر ظاہر ہو ۔

عام قاعدون سے وہ قاعدے مراد ہین کہ جنکو دوسرے الفاظ مین لکہے یا
کثیر الوقوع رسمین کہہ سکتے ہین کثیر الوقوع یا کثیر الوجود رسمون مین سے بہت سی ایسی
رسمین ہین کہ جنکو تربیت کے زمانہ مین ضروری یا فرض قرار دیا جاتا ہے کیونکہ اونکا
وجود عام ہوتا ہے اور ایک طرح سے ایک عام دباو سے اونکا کرنا یا نہ کرنا اشد ضروری
خیال کیا جاتا ہے اس عام دباو سے ضرور احتراز کرنا لازم ہے کیونکہ امور تربیت مین
عام رسمون یا عام دباو کا داخل کرلینا تجربہ سے نہایت ہی نقصان رسان ثابت
ہوا ہی ذاتی غلطی سے تربیت دینے والے کی غلطی مراد ہے جو اکثر واقع ہوتی رہتی ہے
تربیت دینے والے کی ذات سے غلطیون کا وقوع اور صدور کوئی عجیب بات نہین

کیونکہ یہ بات ممکنات سے ہے البتہ تربیت دینے والے کا اپنی غلطیون کو ترتیبی اصولون
مین داخل کرنا اور اونکو تربیت کا ایک جزو خیال کرنا ایک عجیب بات ہی اسی قسم کی
غلطیون سے تربیت مین ہزارون قسم کی خرابیان اور ابتریان پڑنے کا سخت احتمال
گذرتا ہے تربیت دینے والے کو اپنے اون رایونکا جو تربیت کے متعلق ہوتی ہین
عقل اور فکر کے ساتھ سلامتی سے مقابلہ کرنا لازم ہے جہانتک ہوسکے وقوع اغلاط سے
بچنا چاہیے اسمین کچھ شک نہین کہ تربیت دینے والے بھی انسان ہوتے ہین اونکی
ذات سے بھی اغلاط اور اسقام کا وقوع مین آنا اور صدور پانا ممکن ہے اور اسمین
بھی کچھ شک نہین کہ اکثر وقت انسان کو باوجود صدور غلطی کے اپنی غلطی کا علم نہین
ہوتا مگر جب فکر اور عقل کو ساتھ ساتھ رکھا جاوے تو باوجود صدور اغلاط اپنی ذاتی
غلطیون پر واقف ہوجانا ایک آسان بات ہی موقوعہ یا مصدورہ غلطیون کے
علم کے واسطے فکر اور عقل اور دور اندیشی کو معاون بنانا ضروری بات ہی جب تک
عقل اور دور اندیشی سے مدد نہ لیجاوے تب تک کامیابی کا ہونا مشکل ہی ضرورت
کی حالت کو نہ سمجھنے سے یہ مراد ہے کہ تربیت کے زمانہ مین اون باتون کے کرنے یا
نہ کرنے کی بابت کہ جو حالت تربیت مین پیش آتے ہین ایک عام طور پر کلیہ قائم کرکے
تربیت پانے والے کے دلپر اس امر کو نقش کردینا کہ فلان امر کا کرنا یا نہ کرنا فرائض
ضروریات مین سے ہی اکثر تربیت پانے والے فرائض یا اون باتون کے جنکو تربیت
دینے والے اوسکے واسطے لازمی اور ضروری قرار دیتے ہین ضرورت کو خیال مین
نہین لاتے بلکہ سمجھتے تک نہین فرائض یا ضروریات کی ضرورت کا سمجھنا یا نہ سمجھنا خاص
تربیت دینے والے کی ذات سے ہی متعلق ہوتا ہی تربیت دینے والے کو تربیت پانے
والے کی اون امورات اور ضروریات کی بابت جو تربیت کی جزو یا حصہ ہین ایک مستقل
اختیار دیا جاتا ہی گویا اوسکے ہاتھ مین تربیت پانے والے کی ترتیبی امور اور ضروریاتون

کو سونپ دیا جاتا ہی ایسی حالت مین تربیت دہندگان کا فرض ہے کہ اون باتون کی ضرورت کو کہ جنکو تربیت پانے والے کے حق مین لازمی امور اور حقیقی فرائض سے قرار دیا جاتا ہی عمدہ اور معقول طور سے سمجھ لیا کرین فرائض کی ضروریات کا سمجھنا ذرا مشکل امر ہے اسمین اعلی درجہ کی ہمدردی اور دور اندیشی درکار ہے جو اکثر تربیت دہندگان کو شاق گذرتی ہے بہت دفعہ یہ مشکل پیش آتی یا پیش آنے کا اندیشہ ہوتا ہے کہ تربیت دینے والا ایک امر کو تربیت پانے والے کی حق مین لازمی اور فرض خیال کرتا ہی اور در اصل اوسکی رائے غلطی پر ہوتی ہے اور بہت دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ تربیت دینے والا ایک امر کو تربیت پانے والے کے واسطے ضروری اور اور فرض خیال نہین کرتا ہی اور فی الاصل وہ امر تربیت پانے والے کے حق مین ضروری ہوتا ہے اس قسم کی مشکلین تربیت دینے والون کو تربیت کے زمانہ مین اکثر پیش آتے رہتے ہین اونکے حل اور آسان کرنے کے واسطے بجز اسکے اور کوئی سبیل نہین کہ تربیت دہندہ اپنے منصبی فرائض کو کوشش اور سوچ سمجھ اور اعلی درجہ کی ایمانداری سے انجام دے بہ حیثیت اسکے کہ تربیت دہندگان بھی انسان ہوتے ہین اونسے حالت یا زمانہ تربیت مین اغلاط کا سرزد ہو جانا بعید از قیاس نہین ہے البتہ اونکا باوجود اسکے کہ تربیت دینے والے ہین سوچ سمجھ کر کام نہ کرنا بعید از ایمانداری ہے تربیت پانے والون کی عقلین اور ذہنی طاقتین تربیت پانے کے دنون مین اسقدر پختہ اور مضبوط نہین ہوتین کہ اپنے طور پر کسی امر مشمولہ تربیت کی ضرورت یا عدم ضرورت کی حالت کو سمجھ سکین تربیت پانے والون کی طبعیتین صرف اثر قبول کرنے والی ہی ہوتی ہین اونمین اثر کرنے کا مضبوط مادہ نہین ہوتا اثر قبول کرنا اور شے ہے اور اثر کرنا اور شے جبتک کسی شخص کی طبیعت مین اثر کرنے کا مادہ نہو ہو تب تک امور مشمولہ تربیت کی حالت کا سمجھنا اسطور پر کہ اونکی کرنے یا نہ کرنے پر

خاص تربیت پانیوالون کی جانب سے وزن دار رائے قائم ہو سکے ایک مشکل اور نا ممکن امر ہے تربیت دینے والون کی طبیعتون مین دونون قسم کے اثر پائی جاتی ہین اثر کرنا بھی ہوتا ہے اور اثر قبول کرنا بھی پہلی قسم کے اثر سے ایک حالت کا سمجھا دینا مراد ہے اور دوسری قسم کے اثر سے سمجھ لینا مراد ہے جبکہ یہ دونون امر جو نہایت ضروری بلکہ لازمی ہین تربیت دہندگان کی طبعیت مین موجود ہوتی ہین (کیونکہ اونکی عقل اور دیگر ذہنی طاقتین سلیم اور مضبوط ہوتی ہین) تو اونکا امور مشمولہ تربیت کی ضرورتون کے کرنے یا نہ کرنے کی حالتون کو سمجھ لینا یا تربیت پانے والون کو سمجھا دینا کوئی مشکل امر نہین ہے تربیت دینے والون پر لازم ہے کہ اپنے منصبی فرائض کے انجام دینے مین اعلی درجہ کی ایمانداری اور استقامت اور استقلال سے کام لین اگر تربیت کی زمانہ مین ایمانداری اور استقامت اور استقلال سے کام نہ لیا جاویگا تو بہتری کی صورتون کا اعدام لازم آئیگا۔ تیسری شق کی تصریح یون ہے کہ انسان کے اکثر کام عاقبت کے بیم و امید پر بھی منحصر ہین اسمین کچھ شک نہین کہ دنیا کے پردہ پر ایسے لوگ بھی ہین کہ جو عاقبت کے بیم اور امید پر اعتبار نہین رکھتے مگر چونکہ اونکے خیالات بجاے خود کمزور اور ضعیف البنیاد خیالات ہین اسواسطے اونپر کچھ خیال نہین کیا جائیگا عاقبت کے بیم و امید کا سلسلہ اگرچہ ایک واقعی سلسلہ ہے مگر اسقدر خرابی ہے کہ اوسمین زاید حواشی کثرت سے شامل ہوگئے ہین اس سلسلہ کا شروع بھی تربیت سے ہی ہوتا ہے تربیت پانے والون کے الواح اذہان پر تربیت دینے والے اکثر ہٹ دھرمی یا تعصب سے اس قسم کی باتین نقش کر دیتی ہین کہ جو بالکل نقصان رسان اور مضر ثابت ہوتی ہین اور جنسے صرف تربیت پانے والون کو ہی نقصان اور ضرر نہین پہونچتا بلکہ اور لوگون کو بھی مذہبی فرائض کو اسقدر سختی اور ضد سے تربیت پانے والون کے اذہان پر نقش نہ کرنا چاہیے کہ جو اخیر مین وبال جان ہون

مذہبی فرائض اور قیود کا پورا کرنا اوسی حد تک قرار دینا لازم ہی کہ جسمین مختلف وقتون
اور نقصانات کا مقابلہ نہ کرنا پڑے میرے خیال مین کوئی سچا مذہب اسقدر دقتین اور
سختیین جائز نہین رکھتا کہ جسمین انسانی جماعتون کو قسم قسم کی مصیبتین اوٹھانی پڑین
اگر کسی سچے مذہب مین ایسی دقتین اور سختیین ہین تو اونکا اوس مذہب کے متعصب
پیرون اور معتقدون نے شامل کیا ہے مذہب انسانون کی بہتری اور بہبود کے
واسطے ہین اونمین نقصان رسان باتونکا پایا جانا ایک ناممکن امر ہے۔ چوتھے
امر کی یون تشریح ہے کہ انسانی جماعتون کے ساری دنیوی کام اولو العزمی اور خواہش
زر یا نیک نامی اور آسایش کے واسطے ہوتی ہین انکا شروع تربیت کے زمانہ مین
ہوتا ہے اور کمال اور ترقی مابعد تربیت کی حاصل ہوتی ہے ان باتون کے حاصل
کرنے کے واسطے بہت سی اس قسم کی باتون کو پورا کرنا یا بجالانا مشروط ہوتا ہے کہ
جسمین یا تو اپنے آپ کو نقصان پہونچتا ہے اور یا اور ابناے جنس کو تربیت دینے
والون پر لازم اور فرض ہے کہ زمانہ تربیت مین تربیت پانے والون پر زور کے
ساتھ اس امر کو ظاہر کردین کہ ہر ایک قسم کے اولو العزمی اور ہر ایک قسم کی خواہش
زر یا نیکنامی اور ہر ایک قسم کی آسایش کے حاصل کرنے کے واسطے ہر ایک صداقت
اور اعلی درجہ کی ایمانداری کو ملحوظ رکھنا لازم اور فرض ہے جو شخص بغیر صداقت
کے اپنی خواہشون کو پورا کرتا ہے وہ اپنے ہاتھ سے اپنی تہذیب اور شایستگی او
ایمانداری کو کھوتا ہی مکر اور فریب اور ظلم و دغا سے کسی خواہش کا پورا کر لینا
آسان ہے کوئی مشکل یا ممکن امر نہین ہی مگر ایسے خواہشین کبھی نیک اور مفید نتیجہ
پر نہین لاتین اگر دو چار روز کے واہ واہ اور خوشی ہوگی تو کیا ہی اخیر پر ایسے
لوگون کو ضرور اس قسم کی دشوار اور سخت مصیبتون اور مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہی
کہ جس سے اونکو اپنے عزیز زندگی کا بسر کرنا مشکل ہو جاتا ہی اگر تربیت دینے والے

تربیت کے زمانہ مین ان باتون اور اصولون کو تربیت پانے والون پر صداقت اور نیک نیتی سے ظاہر کرینگے تو امید کامل اور یقین واثق ہے کہ تربیت پانیوالون کے خیالات ہر یک پہلو سے مفید اور عمدہ ہی نکلینگے۔

خداشناسی

اے نام تو بہترین سر آغاز ۔ بے نام تو نامہ کے کنم باز
آرایش نامہاست نامت ۔ آسایش سینہا کلامت

تمام عقلا اور مذاہب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انسان کے واسطے اپنے خالق اور پیدا کنندہ کا واجبی طور پر پہچاننا ایک لازمی اور ضروری امر ہے وہ لوگ کہ جو مذہب کے پیرو اور پابند نہین ہین وہ بھی خداشناسی کو انسان کے حق مین ایک مفروضہ اور ضروری بات خیال کرتے ہین دنیا مین جسقدر فلاسفر اور حکیم مزاج لوگ گذرے ہین اونمین سے تھوڑے ہی لوگون نے خدا کی ہستی اور شناخت سے انکار کیا ہے ورنہ سارے حکیم مزاج اور فلاسفر خدا کے پہچان کو اعلی درجہ کی ضرورت خیال کرتے رہے ہین سب فلاسفر اور حکیم کہتے ہین کہ انسان کے واسطے خداوند کریم کی پہچان ملزومات اور مفروضات مین سے ہے جن فلاسفرون نے خدا کا انکار کیا ہے وہ بھی یہی کہتے گذر گئے ہین کہ ہم دل سے خدا کے پہچان کو ترجیح دیتے ہین خیر دنیا مین سے چند لوگون کا خدا کی ذات سے منکر ہونا اس امر کا مستلزم نہین کہ اور لوگ بھی منکر ہوجائین دنیا مین ہمیشہ اوسی جماعت کو قوت اور غلبہ حاصل ہا ہے کہ جسمین خداوند کریم کے نام کی تقدیس اور ستائش کیجاتی ہے اگرچہ انسانی جماعتون مین عقائد اور مذاہب مختلف پائے جاتے ہین اور ایک دوسرے کی طرف سے تصدیق

اور تکذیب کا سلسلہ بھی جاری ہی رہتا ہے مگر تاہم بہ ہیئت مجموعی اون سب مجموعون
مین بڑی زور کے ساتھ خداوند کے پاک نام کی تقدیس اور ستایش ہوتی رہتی ہے
منکران کے چند افراد ہٹ دھرمی سے خدا کی ہستی اور ذات پر کبھی حملہ کرتے ہین
مگر روسیاہی اور ناکامیابی کے سوائے اور کچھ حاصل نہین ہوتا ہان وہ نہایت
ذلت اور خواری سے پس پا کیے جاتے ہین اونھین ایسے فاش ناکامیابی ہوتی ہے
کہ پھر شرم کے مارے سر تک نہین اوٹھاتے ہان یقین جانو جو شخص خدا کا مقابلہ
کریگا ضرور وہ کسی دن ایسی سخت ٹھوکر کھائیگا کہ گر کر چکنا چور ہوجائیگا اور ہم لوگ
خداوند کی ستائش کرین اوس پاک خداوند کی تقدیس کا مبارک گیت گائین ہو
کہ ہم نافرمانون اور منکرون کی جماعت ادر بارتے ہین سے خیال کیجاوین انسان
اپنے حق مین جیسا اور ضرورتون کا پورا کرنا یا پورا ہونا جو اکل و شرب اور دیگر ضروری
انسانی لوازمات سے علاقہ رکھتے ہین لازمی اور ضروری خیال کرتا ہے ایسا ہی اوسکو
اپنے رازق اور خالق کی رضامندی اور شناخت کو لازمی اور ضروری خیال کرنا چاہیے
انسان کی دوسری ضرورتین اوسیوقت مفید اور عمدہ معلوم دیتی ہین کہ جب اونکے
ساتھ اون ضرورتون کے پیدا کرنے والے کے شناخت اور رضامندی بھی شامل ہو
جب انسان خداشناسی کے پاک صفت سے متصف ہوجاتا ہی تو اوسکے دوسری صفتون
کو بھی ایک روشنی حاصل ہوتی ہے اصل مین پوچھو تو انسان کو اوسیوقت کل یا کامل
انسانیت کا رتبہ حاصل کرنے کا استحقاق ملتا ہی کہ جب اوسکے دل مین خداشناسی
کا مادہ اور طاقت موجود ہو انسان کا دل خدا نے اوسکے جسم مین ایک چراغ کے مانند
پیدا کیا ہے جب تک اوسکو خداشناسی کے پاک تیل اور مقدس بتی سے روشن
نہ کیا جائیگا تب تک انسان کے جسم مین حقیقی روشنی نہین پھیل سکتی انسان کے تمام
قسم کی سعادتین اور ساری عبادتین صرف ایک ہی خداشناسی سے ہی مربوط اور

وابستہ ہین اگر کسی شخص کی ذات مین خداشناسی کی طاقت نہ پائی جاوے تو اوسکی
ساری سعادتین اور عبادتین لغو اور ضعیف البنیاد ہین انسان کی ساری اچھی باتین
اور تمام محمود صفتین اوسی حالت مین اچھی اور محمود کہے جا سکتے ہین کہ جب اونمین خداشناسی
کا لوز پایا جاوے ہمکو خود ہماری دلی حالت یاد دلاتی ہے کہ روز ازل سے ہی خداوندکریم
نے ہمارے دلون مین اپنی ہستی کے اقرار اور شناخت کا مادہ ودیعت اور موجود کر رکھا ہی
اگرچہ ہم بعض وقت غفلت اور سستی کے باعث اوس مادہ کو استعمال نہین کرتے گر
تاہم وہ مادہ کبھی نہ کبھی جوش مین آہی جاتا ہے قاعدہ کی بات ہی کہ جب انسان
تنگ اور ناچار یا مختلف مصیبتون کا تختۂ مشق ہوجاتا ہے تو مجبوراً اسی طرف رجوع
لاتا ہے کہ جو اوسکے ذہن مین اوس سے قوی الاثر اور بلند مرتبہ ہوتی ہے انسان
پر کیا منحصر ہے حیوانات کا بھی یہی دستور العمل ہے دیکھو جب کوئی کتا اور کتون سے
تنگ اوٹھاتا ہی تو انسان کے سر پر پانون رکھکر اپنے جان بچانے کے واسطے
مختلف اشارون اور کنایون سے التجا کرتا ہی اسیطرح یہ تجربہ سے ثابت ہوگیا ہی
کہ جب کسی انسان پر مصیبتون کا نزول ہوتا ہے اور اسکو انسانی جماعت کی
طرف سے امداد اور دستگیری کی توقع اوٹھ جاتی ہے تو وہ بھی اخیر نہایت
عجز اور انکسار سے علت العلل یعنے خداوندکریم کے اقدس آستانہ پر سجود ہوکر
پناہ مانگتا ہی ہم انسانون کا نزول مصائب اور حدوث مصائب کے وقت خدا کے
پاک آستانہ پر گرنا اس امر کی صاف دلیل ہے کہ ہمارے دلون مین روز ازل سے
خداشناسی کی طاقت موضوع اور مخلوق ہے کاش اگر ہم نزول مصیبتون کے پہلے ہی
خداشناسی کیطرف توجہ کرتے تو کیا اچھا ہوتا۔ خداشناسی سے یہ مراد نہین ہے کہ
ہم صرف اوسکے ذات کو واحد اور یکتا خیال کر کر اوسکے مخصوصہ یا معمولی عبادتین پوری
کرتے رہین نہین نہین اعلیٰ درجہ کی خداشناسی یہ ہی کہ ہم اون باتون کو جنکو خدا نے

انسان کی ذات پر فرض اور واجب ٹھہرایا ہے بہایت ایمانداری اور دیانت سے پورا کریں اور خدا کی قدرتوں اور صنعتوں کی دوراندیشی اور فراست کی نظر سے دیکھیں اور اونسے وہ نتائج نکالیں جو اونکی ذات مین پائے جاتے ہوں قانون قدرت کے مقدس اور دلاویز سلسلوں پر غور کرنا اعلی درجہ کی خداشناسی ہے خدا کی کے بابت اندیشہ اور فکر کرنے سے ہر کہ اوسکی قدرتوں کی دلاویز سلسلوں کو غور اور دوراندیشی کی نظر سے دیکھا جاوے قانون قدرت کے دلاویز سلسلے انسان کے دلمین خدا کی ہستی اور اوسکی شناخت کی اقرار اور اعتبار کو اعلی طور پر پیدا اور ثابت کرتے ہیں گویا قانون قدرت اور خدا کے سارے پیدایشی سلسلے خدا کی وحدیت اور ہستی پر ایک روز سے شہادت دیتے ہین - ؎ ہمہ نقش این گنبد زرنگار ؎ گواہ اند بر صنع پروردگار ؎ خدا کی قدرتی سلسلوں پر فکر اور خوض کرنے سے انسان کے دلمین خدا کی شناخت کا شوق اور ہستی کا اقرار استواری اور خوش اسلوبی سے مرکوز اور منقش ہو جاتا ہے - جب کسی انسان فرخندہ نشان کے دلمین خدا کی شناخت کی شوق کی خوشی پیدا ہو جاتی ہے - تو اوسکو دوسری خوشیوں کی ضرورت نہین رہتی گویا خدا کے شوق کی خوشی تمام دوسری خوشیون پر غلبہ پاجاتی ہے - ؎ یکے میخواہد از تو جنت و حور ؎ یکے خواہد کہ از دوزخ شود دور ؎ ولیکن ما نمیخواہم این و آن جست ؎ مراد ما ہمین خوشنودی تست ؎ خداشناسی کے شوق کی شناخت یہ ہر - کہ اوسمین ریا اور ظاہر پسندی اور تعصب کو اصلا دخل نہو - جو کچھ ہا جسقدر ہو حقیقتاً ہو - اگر کوئی شخص ریاکاری سے ظاہر طور اپنے آپکو خداشناس ثابت کرنا چاہتا ہے تو اوسکو خداشناسی کا رتبہ کبھی حاصل نہوگا - ؎ صورت ظاہر نے آید بکار ؎ باطنی باید مبرا از غبار ؎ خداشناس وہ شخص ہے کہ جسکے دل مین خداشناسی کا

پاک شوق ہو - نہ صرف شوق ہو بلکہ اوسکے ساتھ یہ بھی ہو کہ اسکی تمام باتون سے خداشناسے
کا ثبوت ملے جب کسی شخص کو کا نور حاصل ہو جاوے تو لازم ہے کہ اوس پاک نور کا اثر
اور پرتو اوسکی تمام باتون پر پڑی اور اوسکے دل اور روح کو منور بنا دے جب ایک چراغ
سارے گھر اور اوس گھر کے رہنے والون کو روشنی بخشتا ہی تو کیا ممکن ہے کہ خداشناسی
کا پاک نور انسان کے دل اور روح کو روشن اور منور نہ بناوی لاریب فیہ خداشناسی کا
پاک نور ضرور انسان کے ہریک قسم کے فعل اور بات کو روشنی پہونچا سکتا ہی انسان کو
اس امر مین سعی اور کوشش کرنی چاہیے کہ اوسکی جسمانی گھر مین خداشناسی کا چراغ
عمدہ طور سے روشنی بخشے اور اوسکے تمام اقوال اور افعال مین اوسی پاک نور کی
چمک ایک پائی جاوے تعصب اور ضد کا دلون مین ثابت اور قائم رکھنا خداشناسے
کے خلاف ہے خداشناس کے مزاج مین رحم اور محبت کو اعلی طور پر دخل ہونا لازم
ہے جس شخص کی طبیعت مین ہمدردی یا محبت نہین یقیناً اوسکے دل مین خداشناسے
کے پاک شوق کو استقامت اور رونق حاصل نہین خداشناس کو ایسی باتون سے
کلی احتراز لازم ہے کوشش کرو کہ ہم سبھون کی زبانین اور دل اور روحین اعلی درجہ
کی صداقت سے خداوند کی تقدیس اور سچائی اور ستائش کرتے رہین کوشش کرو کہ
ہم خداشناسی مین کامل ہون

علم

ہر ایک انسان کا خواہ وہ کسی ملک اور کسی قوم اور کسی فرقہ کا ہو یہ خیال ہے کہ ہم
دیگر مخلوقات سی اشرف اور افضل ہون انسانی جماعتون مین خیال شرف اور فضیلت کو
عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے کوئی انسانی جماعت نہین ہے کہ جو اپنے آپکو دیگر مخلوقات سے
جنکو حیوانات مطلق اور نباتات اور جمادات کہا جاتا ہی اشرف اور افضل نہ قرار
دیتی ہو یہ خیال کوئی نیا خیال نہین ہے ابتدا سے ہی چلا آتا ہی پرانے خیالات اور

تحریرات سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ پہلی زبانون مین بھی انسانی جماعتین اس امتیاز اور اعزاز سے اپنے آپ کو مختار کرتے رہین اس خیال کو یہانتک نور اور صداقت حاصل ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے یہ بات کہے کہ ہم دیگر مخلوقات سے اشرف اور افضل نہین ہین تو اوسکو بہت ہی برا اور مکروہ معلوم دیتا ہے مگر ہمکو انصاف اور دور اندیشی سے دیکھنا چاہیے کہ انسانون کو اور مخلوقات پر جنکو وہ اپنے اصطلاح مین حیوانات مطلق اور نباتات اور جمادات کہتے ہین کسوجہ اور کس دلیل سے شرف اور فضیلت کا رتبہ حاصل ہے وہ کون خاص بات یا خاص امتیاز ہے کہ جسکے زور پر تمام انسان اپنے ذات پر اس شرافت اور فضیلت کا اطلاق کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اور مخلوقات پر ہمارے شرافت اور فضیلت ایک بدیہی صداقت کے پایہ کو پہونچ چکی ہے - اگر انسان اپنے آپکو اور موجودات سے اسواسطے اشرف اور افضل قرار دیتے ہین کہ اونکی صورت اور شباہت خیلے موزون اور پسندیدہ ہی تو یہ شرف اور فضیلت کی وجہ نہین ہو سکتی کسواسطے کہ اونکا اپنی صورت اور شباہت کو موزون اور پسندیدہ قرار دینا ایک اپنا خیال ہے جسپر کوئی بیرونی شہادت نہین ہو سکتی ہے کہ حیوانات مطلق ہماری صورتون اور شباہتون کو موزون اور پسندیدہ خیال کرتے ہون - اور دوسرا یہ کہ ہر ایک مخلوق کو بجاے خود قدرت کیطرف سے ایک موزون اور پسندیدہ صورت عطا ہو چکی ہے اسمین انسان کی کیا خصوصیت ہے تیسرا یہ کہ اگر صورت کی پسندیدگی اور موزونیت پر اور موجودات پر شرافت اور فضیلت کا بڑا بھاری استحقاق مل سکتا ہے تو اس سے دو استحالہ لازم آئینگے - ایک یہ کہ حیوانات مطلق بھی کہ جو اپنی صورتون اور شباہتون کو اپنے خیال مین موزون اور پسندیدہ قرار دیتے ہین شرافت اور فضیلت کا دعوی کر سکتے ہین اور ہمکو انصافاً کہنا پڑیگا کہ اونکو بحیثیت تخیل موزونیت صورت و شباہت دعوی شرافت اور فضیلت کا

استحقاق حاصل ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر صورت کی موزونیت پر بھی شرافت اور فضیلت کی ڈگری مل سکتی ہے تو پھر انسانون کی پاکیزہ اور لطیف تصویرون نے کیا گناہ کیا ہے اونکو بھی اشرف المخلوقات کا ڈپلوما عطا کرنا چاہیے کیونکہ تصویرین تو اپنی پاکیزگی اور لطافت مین زندہ انسانون سے کہین اچھی اور بہتر ہوتی ہین۔ چوتھے یہ کہ اگر صورت اور شباہت کی موزونیت سے امتیاز عام اور اعزاز تام کا رتبہ مل سکتا ہے تو لازم ہے کہ انسانون مین بھی اس اول اور اصول کو جائز رکھا جاے عورتین بالخصوص بازار کی رنڈین پاکیزگی اور لطافت مین مردون سے بدرجہا بہتر ہوتی ہین چاہیے کہ ان کو مردون پر فضیلت حاصل ہو مردون مین جو مرد خوبصورت اور موزون شباہت ہون اونکو اور مردون کے مقابلہ مین شرف اور فضیلت کی ڈگری دینی چاہیے۔ اگر انسانون کو اور کائنات پر ان واسطے شرف حاصل ہے کہ وہ باتین کرسکتے ہین تو یہ دلیل بھی قابل اتقان نہین کیونکہ صرف گویائی یا تکلم سے اور مخلوقات پر شرف اور فضیلت کا رتبہ نہین مل سکتا گویائی یا تکلم انسان کی ایک خاص قسم کی زبان یا طریق گفتگو ہے اسیطرحپر حیوانات مطلق کو بھی اپنے اپنے خاص زبانین قدرت سے حاصل ہین اگر انسان کی گویائی ایک خاص طریق پر ہے تو حیوانات کی زبانین بھی خاص خاص طریق رکھتے ہین وہ اپنے طور پر اپنے مقاصد کو ایک دوسرے پر ظاہر کرتے ہین اور وہ اپنے طریق پر گویائی اور اظہار مقاصد مین صرف طریقون کا فرق ہے جو شرافت اور فضیلت کا موجب نہین ہوسکتا۔ دوسرے یہ کہ اگر صرف ایک مخصوصہ نطق ہے شرافت اور فضیلت کا موجب ہوسکتا ہے تو لازم ہے کہ طوطا۔ یا مینا۔ یا لوگی کو بھی شرافت کا تمغہ دیا جاے۔ کیونکہ اس قسم کے جانور انسان کی طرح باتین کرسکتے ہین چنانچہ اخبار آفتاب پنجاب لاہور مطبوعہ ۲۶۔ دسمبر ۱۸۸۱ء سے معلوم ہوا کہ ملک یورپ مین ایک طوطا اس قسم کا ہے کہ جو چھ زبانون مین گفتگو کرسکتا ہے

اگر صرف نطق مخصوصہ سے ہی شرف حاصل ہو سکتا ہے تو اس ہفت زبان طوطے کو
بھی ڈگری ملنی چاہیے اگر یہ کہو کہ انسان کو دیگر مخلوقات پر شرف اور فضیلت اسواسطے
حاصل ہے کہ وہ اور مخلوقات سے زور اور طاقت اور ضروری ضروری باتون اور فن
و فریب مین بڑھکر ہی تو یہ وجہ بھی قابل اعتماد نہین جسطرح پر انسان کو اپنی ذات مین
زور اور طاقت حاصل ہے اور جسطرح پر وہ ضروری ضروری باتون کو مختلف حیل سے
نبہا سکتا ہے اسیطرح اور مخلوقات جاندار کو وسائل حاصل ہین بلکہ بعض حیوانات
تو انسان کے بھی زور اور طاقت مین بڑھکر ہوتے ہین اگر زور اور طاقت کے ہونے
پر بھی اور موجودات پر شرف اور فضیلت کے ڈگری دیجا سکتی ہے تو اونکو بھی استحقاق
حاصل ہے - اگر اسواسطے انسان کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہی کہ وہ اطعمہ لذیذ اور
اشربہ نفیس کھاتا پیتا ہے یا یہ کہ لباسہاے فاخرہ اور اشیاے نادرہ زیب تن کرتا ہی
یا یہ کہ اوسکے واسطے آرام اور آسایش اعلی درجہ کی موجود ہے اور اوسکو اپنی زندگی آرام
سے بسر کرنے کے واسطے پورے درجہ کے اسباب اور وسائل حاصل ہین تو یہ وجوہ
بھی دانا آدمی کے نزدیک معقول نہین ہین جسطرح پر ہم انسانی جماعتین اپنے مخترعہ
اطعمہ اور مرکب اشربہ کو نفیس اور لذیذ قرار دیتے ہین اسیطرح پر حیوانات مطلق اپنے
کھانے پینے کی قدرتی چیزون کو لذیذ اور عمدہ سمجھتے ہین جیسا ہم اپنے مذاق کے روے
سے بعض چیزون کو لذیذ اور نفیس اور بعض کو غیر لذیذ اور بدمزہ سمجھتے ہین اسیطرح پر
حیوانات مطلق کا حال ہے ہمارے اکل و شرب کا بھی یہی نتیجہ ہی کہ جسم مرکز صحت اور
محمود اعتدال پر قائم رہے علی ہذا القیاس حیوانات کے اکل و شرب کا بھی یہی نتیجہ
خیال کرنا چاہیے اگر ہمکو لباسہاے فاخرہ میسر ہین تو حیوانات کو ہمسے بڑھکر قدرتی
لباس میسر ہین ہمکو تو اپنے لباس کے واسطے سو طرح کی دقتین اور تکلیفین برداشت
کرنی پڑتی ہین حیوانات مزہ سے عمر بھر ایک قدرتی چولہ مین مگن رہتے ہین اونکی

خوش رنگ اور خوش قطع لباسون کو خدا نے ایسے دیرپا رنگ مین رنگا ہی کہ کبھی اوترتے ہی نہین نہ اونکو رنگریز اور دھوبی کی حاجت اور نہ درزی اور بزاز کی ضرورت کرینگی اور گویا نیا لباس پہن لیا نہ چور کا کھٹکا اور نہ رہزن کا دھڑکا نہ آگ کا ڈر اور نہ پانی کا خوف بچپن سے جو لباس زیب تن کرتے ہین اوسی مین ساری عمر گذران دیتے ہین لطف یہ کہ اوس لباس مین ساری عمر تک کوئی نقص اور عیب نہین نکلتا سو برس تک رہے تو تب بھی ویسا ہی ہے اور اگر دو برس دو مہینہ تک رہے تو تب بھی ویسا ہی پھر نہ اوسکے اوٹھانے کی تکلیف اور نہ رکھنے کی ضرورت ہمیشہ ایک ہی قدرتی حالت پر قائم رہتا ہے اگر ہمارے واسطے آرام اور آسایش کی صورتین اور اسباب موجود ہین تو حیوانات کو اس سے بڑھ کر حاصل ہین ہمکو تو اپنا آرام اور آسایش سو بکھیڑون کے بعد ملتی ہے حیوانات کو ایک بکھیڑا بھی نہین کرنا پڑتا شب و روز مزے لوٹتے اور چین کرتے ہین ہمارے آرام اور آسایشون کے ساتھ صدہا قسم کی مصیبتین اور دقتین شامل ہین اونکو کوئی بھی مصیبت اور دقت نہین اوٹھانی پڑتی دیکھو ہمکو اپنے پیٹ بھرنے کے واسطے کس کس قسم کی مصیبتون اور رکاوٹون کا مقابلہ کرنا پڑتا ہی کوئی سارا دن ٹوکری اوٹھا کر دو آنہ کے پیسے پیدا کرکے اپنے اور اپنے بال و بچہ کے پیٹ کا دوزخ بھرتا ہے کوئی بوڑھی عورت آدھی رات کو اوٹھ کر من بھر آٹا پیستی ہی اور دو پیسے پسائی لیکر گذران کرتی ہے کوئی سارا دن کولہو کے بیل کیطرح پھیر پھرا کر دو چار ٹکرے یا دو چار پیسے کماتا ہی اور اونسے اپنی ضرورتین پوری کرتا ہے کوئی سارا دن سزایاب آدمی کی طرح سرکاری نوکر بنکر پہرے پر کھڑا رہتا ہی اور یونہی دو چار آنہ پیدا کرتے ہین روزی کی خاطر ہمیشہ وحشی بنے رہتے ہین شکاری سارا دن جنگل مین تین سیر پکے کی بندوق مونڈھے پر اوٹھائے پھرتا ہے تاکہ کوئی جانور مار کر اپنے اور اپنے متعلقین کی گذران کرے - درزی تمام روز سوئی لیے سیتے اور کتر بیونت کرتے رہتے ہین ہاتھ بھی رہجاتے ہین

دوکاندار سارا دن مزدوروں کیطرح دوکانون مین بیٹھے ارد گرد دیکھتے رہتے ہین کہ
کہ کوئی سودا لینے والا آوے اور ہمکو دو پیسے بچین دلال دن بھر سارا شہر ایک کردیتے ہین
کوئی اجنبی آدمی دوکان کے پلٹ فارم پر گیا نہین وہ جھیٹ حاضر ہوے مطلب یہ کہ
اوسکے بدولت دو پیسے ہمکو بھی ملجاوین تاجر مدتون رزق کی خاطر بری وبحری سفر
کرتے رہتے ہین اپنے اوطان مالوفہ سے صدہا کوس دور چلے جاتے ہین کبھی بیچارے
سفر ہی مین مرجاتے ہین جو پڑھے لکھے اور عالم فاضل ہین اونکو بھی دنیا مین
رہکر مختلف تکلیفین اوٹھانی پڑتی ہین بعض پڑھے لکھے کے ہاتھ سے رات دن
قلم ہی نہین چھٹتا برسون دفتر مین ہی گذر جاتی ہین انسانون مین سب سے
پڑھے لکھے لوگون کو خوش قسمت اور با آرام خیال کیا جاتا ہی کہ جنکو انسانی جماعتون
مین حکومتین نصیب ہوتی ہین مگر افسوس کہ اونکو بھی پورا پورا آرام نصیب نہین ہوتا
اونکو علاوہ ان معمولی تکلیفون کے جنمین عام لوگ مبتلا ہوتے ہین مختلف عوارض
اور امراض اور غموم اور افکار لاحق ہوتے ہین اگر ہم انسانی عوارض اور تکالیف
کا وزن یا احصار کرین تو ناممکن اور مشکل ہے برخلاف انسانون کے حیوانات
مطلق کو زندگی بسر کرنے کے واسطے کوئی بھی تکلیف نہین اوٹھانی پڑتی جہان
چاہین جائین اور جہان چاہین رہین نہ کسی کی پابندی اور نہ کیسی قید نہ کوئی
دنیوی رسم اور نہ دینی تکلیف نہ جوتنے اور بونے کی فکر اور نہ با اور کاٹنے کا
ذکر نہ تجارت کی ضرورت اور نہ صنعت وحرفت کی حاجت جب بھوک لگی تو خدا کے
بیابان اور جنگل مختلف پھلون اور رنگا رنگ بوٹیون اور گھانس پات سے بھرے
پڑے ہین جب پیاس کا زور ہوا تو دریا اور ندئین موجود ہین سردی لگی تو گنجان
درختون کے ڈبل پتے اور پہاڑون کی کھندرین اور غارین حاضر ہین اگر کوئی ہوئی
باغون کی سرد ہوائین اور چشمون کے گرد کی درختون کی ٹھنڈی چھوے موجود ہین

مختلف مزوان کے میوے اور متفرق قسم کے پھل پھول گو یا حیوانات کا ہی حصہ ہین
انسان جو بڑی محنت سے اپنے کہانے اور پینے کی مختلف شئیین پیدا کرتے ہین سمجھے
کہائینگے پہلے حیوانات مزا لے لینگے - اگر انسان عمدہ عمدہ مکانون مین رہتے ہین
تو حیوانات عجب خوشنما باغون مین زندگی بسر کرتے ہین - اگر انسان آرام دہ کیون
اور سونڈھون اور تکیون اور چارپائیون پر آرام پاتے ہین تو حیوانات اونچے اونچے
خوشنما درختون اور روح افزا تلیون پر مزے لوٹتے ہین - اگر انسان گھوڑے
اور ہاتھیون پر سواری کرتے ہین تو حیوانات اپنے پانون کی طاقت اور پرون کے
زور اور پیٹ کے بل صدہا کوس طے کر جاتے ہین - اگر انسان کو اسواسطے دوسرے
مخلوقات پر شرف اور فضیلت حاصل ہے کہ وہ مختلف قطع اور وضع کے شہر بناکر
رہتے ہین اور ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور شادی غمی مین حاضر ہوتے ہین
اور سوسائٹی مین زندگی بسر کرتے ہین تو یہ وجہ ہی مضبوط نہین ہے - حیوانات
بھی آشیانہ اور گھونسلہ بناکر زندگی بسر کرتے ہین وہ بھی ایک دوسرے سے ملتے
جلتے اور ایک دوسرے کی شادی اور غم مین شریک ہوتے ہین اگر انسانون کی
اصطلاح مین دو چار سو گھر بناکر ایک جگہ پر رہنا شہر یا قریہ بناتا ہی تو حیوانات کے
نزدیک بھی ایک میدان یا ایک بیابان مین اور ایک درخت پر گھر بنانا یا آشیانہ طیار
کرنا ایک شہر یا قریہ آباد کرنا ہی - اگر انسان دوسرے انسان کی شادی غمی مین
حاضر ہوتے ہین - تو حیوانات بھی دوسرے حیوانات کی خوشی یا سختی کے موقع پر
آجاتے ہین کیا تمنے کبھی دیکھا نہین - کہ جب کبھی کوئی پرند یا چرند یا درند بیمار یا کسی بلا مین
بلا مین گرفتار ہو جاتا ہی تو دوسرے اسکے ہمجنس کیسے غمگین ہو جاتے ہین - جب ایک پرند
یا چرند یا درند دیکھتا ہی کہ کوئی آدمی حملہ کرنے والا ہے تو وہ اپنے سارے ہمجنسون کو ایک
مخصوص طریق یا مخصوص اشارون سے خبردار کر دیتا ہے - اسواسطے کہ وہ اپنے

بچاؤ کا انتظام کرلین - اگر انسان کو اسواسطے دیگر مخلوقات پر شرف اور فضیلت ہے
کہ اسکی تعداد زیادہ ہو تو یہ وجہ بہے غیر معقول ہے - انسانون کی تعداد سے حیوانات
کی تعداد کہین بڑھکر ہے اگر یہ وجہ ہے کہ انسان امیر اور دولتمند ہوتے ہین تو یہ بھی
ہیچ ہے - اول یہ کہ دولت اور امارت کا کچھ اعتبار نہین آج ہے اور کل نہین جس شئے
کو اپنے نفس مین بھی استقامت حاصل نہین اسکو شرف اور امتیاز کا موجب کیونکر
قرار دیا جاوے - اگر امارت اور دولتمندی پر بھی حصول شرافت اور امتیاز کا مدار ہو
تو لازم آتا ہے کہ جو انسان انسانی جماعتون مین امیر اور دولتمند ہون اونکو شریف
نہ قرار دیا جاوے - دوسرا یہ کہ انسان اسواسطے دولتمند اور امیر ہوتے ہین -
کہ اونکو اس دولت اور امارت کو اپنے ضروریات کے باعث حاجت اور ضرورت ہوتی
ہے - حیوانات کو جب امارت اور دولت کی ضرورت ہی نہین تو پھر اونکو امیر بننے
اور دولتمند ہونے کی کیا ضرورت ہے - وہ بلا دولت ہی امیر اور دولتمند ہین - اگر
انسان کے دیگر مخلوقات پر اشرف اور افضل ہونے کی یہ دلیل ہے - کہ اوسکو اور مخلوقات
پر کم و زیادہ مختلف طور پر تصرف اور حکومت حاصل ہے - تو یہ وجہ بھی کمزور ہے -
حاکم ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ شرافت کلی حاصل ہو جاوے - انسان جو مختلف حیوانات
پر مختلف طور پر تصرف اور حکومت رکھتا ہے وہ اسوجہ سے نہین - کہ اسکو شرافت حاصل
ہے - بلکہ وہ اتفاقات کا نتیجہ ہے - شیر دان اور دیگر درندگان اور حیوانات پر جو انسان
کا کم اختیار چلتا ہے اسکا یہی باعث ہے کہ اونکے محکوم کرنے کے واسطے اتفاقات بہم
نہین پہونچتے: دیگر ہمنے جسقدر باتین بیان کی ہین اونمین سے کوئی ایسی بات نہین
ہے جو انسان کو دیگر مخلوقات پر شرف اور فضیلت کی ڈگری پانے کا مستحق قرار دیتی ہو
جب اون باتون مین سے کوئی بات بھی دستاویز قرار دینے کے قابل نہین ہے تو
اب ہمکو کسی ایسی بات کی تلاش کرنی چاہیے کہ جو انسان کو اور مخلوقات پر شرف اور

فضیلت کی ڈگری دلاسکے غور اور فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان صرف اس
دستاویز اور حجت سے اور حیوانات اور خلائق پر فائق اور اشرف ہے کہ اوسکو ادراک
کلیات و جزئیات کا مادہ حاصل ہے انسان کے مقابلہ پر اور مطلق حیوانات کو ادراک
کلیات و جزئیات کا مادہ حاصل نہین ہے - ہان اسقدر ضرور حاصل ہے جس سے انکا
مطلق حیوانات کی زندگی بسر ہونے مین مشکلات حائل نہین ہوتین بعض لوگون کا
خیال ہے کہ حیوانات کو کچھ بھی ادراک نصیب نہین ہے میرے خیال مین یہ بات ٹھیک نہین
ہے میری یہ راے ہے کہ اگرچہ انسانون کے سوا دیگر موجودات کو ادراک کلی حاصل نہین
مگر اسقدر ضرور ہے کہ جسکو ہم کسی قسم یا کسی مقدار کا ادراک کہہ سکتے ہین تجربہ اسبات
کو زور سے ثابت کرتا ہے کہ انسان کے سوا دیگر موجودات کو بھی کچھ نہ کچھ ادراک حاصل
ہے - ہان اسمین کچھ شک و شبہ نہین کہ انسانون کے سوا اور موجودات کا ادراک
کامل یا کلی نہین ہے سو اس سے کچھ قباحت لازم نہین آتی - کیونکہ عدم کمالیت یا عدم
کلیت شی موجود شے کو زائل اور دور نہین کر سکتی نہایت مشہور بات ہے نمو ایک جدا حالت ہے
اور غیر مکمل ہونا ایک جدا حالت حیوانات مطلق مین ضرور کچھ نہ کچھ قوت مدرکہ ہے مگر قوت
عقلیہ جو مدرکہ کے حاکم ہے بالکل نہین ہے قوت عقلیہ انسانون سے ہی خاص ہے
انسان کی مدرک الکلیات والجزئیات ہونے سے یہ مراد ہے کہ اوسکی ذات مین صانع
ازلی نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ایک ایسا شریف اور زور آور مادہ ودیعت
کر رکھا ہے کہ جسکے زور اور مدد سے انسان کلیات اور جزئیات کو معلوم اور دریافت
کر سکتا ہے اس بات مین بحث اور کلام ہے کہ ادراک سے ادراک بالقوۃ مراد ہے یا کہ
ادراک بالفعل بعض لوگون کا یہ خیال ہے کہ انسان بعض امورات مین بالقوۃ مدرک
ہے اور بعض مین بالفعل اس دلیل کے ایراد سے کہ بہت سی باتین انسان کو اس
قسم کی پیش آتی ہین کہ انسان اونکو بالقوہ تو ادراک کر سکتا ہے مگر اسباب ادراک کے

بہم نہ پہونچنے کے سبب بالفعل یا بالخارج ظاہر نہین کرسکتا اور بہت سے امورات کو
بالفعل یا بالخارج ظاہر کرسکتا ہی بعضون کا قول ہے کہ نہین انسان بالفعل ہے
مدرک ہی بالقوہ کی صورت حاصل ہے نہین میرے خیال مین قول فیصل یہ ہے کہ جب
انسان کو اسباب ضروریہ میسر آجاتے ہین تب تو ہر ایک اوراکی صورت یا اوراکی نتیجہ
نتیجہ کو خارج یا ظاہر مین لے آتا ہے اور جب اسباب ضروریہ میسر نہین آتے تو پھر کچھ
بھی نہین ہوسکتا جسطرح پر انسان کی طبیعتین اور مزاجین اور عقلین متفاوت حیثیت
اور متغائر الحالت ہین اسیطرح پر اوراکی صورتون کا حال ہے اسجگہ پر اس سوال کا
کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مدرک الکلیات والجزئیات ہونے کے سبب انسان
کو اور موجودات پر کیون فخر اور شرف دیا گیا جواب اس سوال کا یہ ہے کہ مدرک الکلیات
والجزئیات ہونا ایک ایسی صفت ہی کہ جسکی شان اور رتبہ کو دنیا کے اور کوئی صفت
پہونچ نہین سکتی ایسے جامع مانع اور محیط الکل والجز صفت ہی کہ جسکی بدولت اور تمام
صفات محمودہ اور خواص مسعودہ حاصل ہوسکتی ہین آجتک انسانون کے بارٹی لئے
جسقدر عمدہ عمدہ حکمتین اور کلین اور صنعتین اختراع اور ایجاد کی ہین اونکے اختراع او
ایجاد کا اصل الاصول یہی صفت ہی انسان کی تمام نیکیین اور اچھے خیالات اور زیبا
حالات اور دلچسپ اور عبرت انگیز فسانجات اور باتیجہ اور سراسر مفید حکایات ایسی
صفت کا اثر ہین اگر انسان مدرک کل وجز نہ ہوتا تو دنیا مین اسوقت جسقدر معاشات او
ترقیات اور رونقین نظر آتی ہین بالکل مفقود ہوتین جسطرح پر حیوانات مطلق عزیز زندگی
بسر کرتے ہین اسیطرح پر ہمکو دن دہارے پورے کرنے پڑتے جسطرح پر حیوانات ابتدا سے
لیکر اجتک ایکسی ڈول ڈوڈل اور طرز اور وضع اور رنگ ڈھنگ پر چلے جاتے ہین
اسیطرح پر ہم بھی ہوتے ہماری حالتین اور خیالات جو دن بدن منجتی جاتے ہین اونکا
اصلی موجب یہی ہے کہ ہماری ذات مین اوراک کا مادہ کلی طور پر پایا جاتا ہے مادہ

ادراک و الجزئیات کے انسانون کی ذات مین پائے جانے کی مثال ایسی ہے کہ تو جیسا
تار برق کی برقی کشش یا برقی قوت کی مثال ہے جسطرح پر برقی کشش کے ہونے سے
ایکدم مین دور دور خبرین جا پہونچتی ہین اسیطرح پر ادراک کے ہونے سے انسان
کے خیالات دور دور جا پہونچتے ہین جبکہ درک الکلیات و الجزئیات کی صفت اعلی
اور انسانون کی ایسی ترقی کا موجب اور اصل الاصول ہے کہ جو اور موجودات کو اصلا
حاصل نہین تو اوسکو کیون نہ موجب شرف و باعث اعزاز و اکرام قرار دیا جائے
اگر وہ صفت کہ جو انسانون کی ترقی اور قسم قسم کی رونقون اور بزرگیون اور اعزاز و
احترام کا موجب ہو موجب فخر و شرف اور باعث فضیلت و عزت نہو تو پھر یہ اعلی درجہ کا
استحقاق کسکو بخشا جاوے اسکے سواے تو انسانون مین کوئی ایسی صفت اور بات
نہین کہ جسکے سر پر شرافت تامہ اور فضیلت کاملہ کا مبارک تاج رکھا جائے جسقدر غور
اور فکر کو وسعت دیکئی یہی بات متحقق اور ثابت ہوئی کہ انسانی صفات اور خواص
مین سے اسی صفت یعنی ادراک الکل و الجزء کو بزرگی اور برتری حاصل ہے اسکے
مقابلہ مین اور کوئی صفت نہین ہو سکتی انسانون کی شرافت تامہ اور فضیلت کاملہ
کا وہی صفت مورد اور مرجع ہو سکتی ہے کہ جو انسانون اور دیگر موجودات مین کمالیت
اور کلیت کے اعتبار سے مابہ الامتیاز واقعہ ہو جب فکر کی جاتی ہے تو بلا کسی قسم کے
مدافعات اور مزاحمات کے معلوم ہوتا ہے کہ انسانون اور دیگر موجودات کے درمیان
باعتبار کلیت و کمالیت صفت ادراک کلیات و جزئیات مابہ الامتیاز واقعہ ہوئی ہے
ماسواے اس صفت اور کوئی صفت ایسی نہین ہے کہ باعتبار کلیت مابہ الامتیاز
واقعہ ہوئی ہو یا اب ہو سکے جبکہ اور کوئی صفت کامل موجود نہین تو ضرور اسی صفت کو
مابہ الامتیاز قرار دیکر موجب فضیلت و شرافت ماننا چاہیے - جبکہ انسانی جماعتون کو
اور مخلوقات اور موجودات پر صرف اس اعتبار اور جہت سے برتری اور فضیلت حاصل

کہ اوسکی ذات مین قوت مدرکہ کامل اور کلی طور پر پائی جاتی ہے تو اب ہم ضرورتاً امور
ۃ مندرجہ ذیل کی بابت گفتگو کرتے ہین ۔

(۱) ۔ قوت مدرکہ طبعی ہے یا غیر طبعی ۔) (۲) ۔ قوت مدرکہ بلا تسیر و
امداد اسباب خارجی و لازمی اپنے نتایج اور تاثیرات کو بالکل ظاہر کرسکتی ہے
کہ یا بالعکس ۔) (۳) ۔ اگر قوت مدرکہ بلا تسیر و امداد اسباب خارجی و ضروریہ
کامل نہین بن سکتی تو اوسکے کامل بنانے کے واسطے کن اسباب کی ضرورت ہی

(۱) ۔ اول میرے خیال مین قوت مدرکہ طبعی ہے کسواسطے کہ اسپر تعریف امور طبعیہ
صادق آجاتی ہے امور طبعیہ کی تعریف یہ ہے کہ وہ موجودات کی فطرت یعنی سرشت
مین داخل ہون جنکا دور اور زائل کرنا یا ہونا کسی صورت مین بھی ممکن نہو خواہ
کیسی ہی شدید الاثر اسباب بہم پہونچائے جاوین یا یہ کہ خود ہی بہم پہونچ جاوین
تب بھی امور مذکور دور اور زائل نہین ہوسکتے جب ہم انسان نظر سے دیکھتے ہین تو
ثابت ہوتا ہے کہ قوت مدرکہ انسان کے سرشت مین داخل ہے کیونکہ قوت مذکور کسی
حالت مین زائل اور دور نہین ہوسکتی اگرچہ انسان کیسا ہی جاہل اور وحشی المزاج
اور ناقص الطبع ہو مگر بہرصورت اوسکی ذات مین اس قوت کا نشان پایا جاویگا
ہان یہ ضرور ہے کہ ایسی حالتون مین قوت مذکور کو کمالیت اور کلیت کا مرتبہ حاصل
نہین ہوسکتا سو یہ بات ہمارے دعوی کی منافی نہین ہے کیونکہ ہمارا دعوی یہ ہے
کہ قوت مدرکہ ہر ایک انسان مین فطرتاً پائے جاتے ہی جو زائل اور دور نہین ہوسکتی
اور یہ بات ثابت ہی قوت مذکور کا کامل الحیثیت ہونا ایک علحدہ بات ہی اور موجود
ہونا ایک جدا امر بہت سے اشیاء ہین کہ وہ موجود ہین مگر اونکو کمال حاصل نہین
سارے انسانون مین بلا امتیاز رنگ و مذہب و عمر و ملک و قوم قوت مذکور کا پایا
جانا اس امر کے بڑی زور اور مضبوط دلیل ہے کہ اوسکا وجود فطرتی اور طبعی ہے

اگر قوت مذکور محدود الحالت ہوتی تو ضرور خیال ہوسکتا تھا کہ فطرتی نہین مگر جبکہ
اوسکی حالت وسیع اور دوامی اور غیر محدود ہی تو پہر اوسکی طبعی یا فطرتی ہونے مین
کیا شک ہے چھوٹی عمر کے بچہ کو اگرچہ کچھ ہوش اور تمیز اور عقل نہین ہوتی مگر اوسکی
ذات مین بہی ادراکی صورتین پائی جاتی ہین جسوقت چھوٹی عمر کے بچہ کو کوئی ڈراونے
صورت یا ہیئت دکھائی جاتی ہے تو گو وہ بچہ اوس ڈراونے صورت یا ہیئت کے
اصلی کیفیت اور ماہیت کو نہین پہونچ سکتا مگر تاہم اوسکو دیکھ کر قوت مدرکہ کے
ذریعہ سے کوئی خیال دلمین لاکر مخبوط الحواس اور مخوف الحالت ہوجاتا ہے ایک
بچہ کا کسی ڈراونی صورت کو دیکھ کر خوف زدہ ہوجانا اس بات کی دلیل ہے
کہ اوسکے غیر مکمل ذات مین فطرتی طور پر قوت مدرکہ ودیعت کیگئی ہے اگر قوت
مدرکہ اوسکی ذات مین ودیعت نہ کیگئی ہوتی تو وہ ایک خوف والی شئے کو دیکھکر
ہراسان اور بیدل کیون ہوجاتا وہ کون قاصد یا پیام رسانی ہے کہ جسنے ایک
چھوٹی عمر کے ناتجربہ کار لڑکے کو اس بات سے آگاہ اور خبردار کردیا کہ یہ شئے
نقصان رسان یا ڈراونی ہے اگر ہم غور سے خیال کرین تو وہ شئے قوت مدرکہ کے
سوا اور کوئی شئے نہین کیونکہ انسان کی ذات مین اور کوئی قوت اس کی نہین
کہ جو ادراک کا کام دے سکے ماسواے چھوٹی عمر کے لڑکون کے انسان کی اور
حالتون مین بہی قوت مدرکہ اسیطرح پر قائم اور ثابت رہتی ہے جس سے اوسکے
وجود پر بدیہی طور پر استدلال کیا جاسکتا ہے مریض اور علیل آدمی کی حالت
بہ نسبت صحیح المزاج اور تندرست آدمیون کی زیادہ تر ناقص اور متزلزل ہوتی ہی
اوس حالت مین بہی قوت مذکور کے آثار پائے جاتے ہین اگرچہ مریض مرض کے
غلبہ اور زور کے باعث ضعیف الحالت ہوتا ہے مگر اوس ضعف اور ناتوانی سے
قوت مدرکہ کا معدوم ہونا لازم نہین آتا ہان اس بات مین کچھ شک نہین کہ جب

انسان کے مزاج پایہ اعتدال اور مرکز سلامتی پر ثابت اور قائم نہین رہتی تو قوت
مدرکہ کی حالت مین اور قوتون کی طرح تزلزل اور نقص پیدا ہوجاتا ہے جس سے
اوسکی اصل آب وتاب کچھ باقی نہ ہو مگر یہ بات قوت مدرکہ کے عدم کو ثابت نہین
کرتی بلکہ ثبات اوسکی لازم آتی ہے سو وہ خود شے کی منافی نہین جبکہ قوت مذکور ہر
فرد اور ہر ایک وقت مین پائی جاتی ہے تو صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ نقص
کیونکہ یہ وہی ہوتی ہے کہ جو اسباب خارجیہ مثل تغیر اوقات اور تبدل
اور اختلافات مقادیر اعمار اور نزول مصائب اور لحوق افکار اور امراض اور عوارض
سے تنزل اور دور نہو بات اس قسم کے نقصان رسان باتون سے اوسکی سلامتی
اور رفعت اور تیزی مین ضرور فرق آجاتا ہے اور یہ وجود قوت مدرکہ کے منافی
نہین کسی شے کا موجود ہونا ایک امر صورت ہو اور اوسکا معدوم ہوجانا یا باعتبار
ذاتی حالت اور رفتار کے کم یا ناقص یا متنزل ہونا ایک دوسری صورت ہے
دوسرے امر کی بابت میرا یہ خیال ہے کہ قوت مدرکہ بلا تیسیر و امداد اسباب خارجیہ اپنے
حقیقی نتائج اور تاثیرات کو بالکمال و بالکلیت ظاہر نہین کر سکتے گو اوسمین بالذات
اس قسم کا مادہ ہے کہ وہ بلا تیسیر و امداد اسباب خارجیہ بالاقتصار یا بالجبر اپنے
صور ادراکیہ کو ظاہر کرے مگر اسمین کچھ شک نہین کہ صور ادراکیہ کامل اور مضبوط اور
پیوستہ ہو سکتے ہین کہ جب قوت مدرکہ کو اسباب خارجیہ و مواد لازمیہ کی اعانت
اور امداد حاصل ہو اس قوت پر کیا موقوف ہے انسان کی اور بھی ساری قوتین
اس حیثیت اور قسم کی ہین کہ اون سب کو اوسی صورت مین کمالیت کی ڈگری
مل سکتی ہے کہ جب اونکے ساتھ اسباب خارجیہ اور مواد لازمیہ کی امداد شامل ہو
قوت باصرہ اور شامہ اور ذائقہ اور لامسہ اور سامعہ بھی انسانی قوتین ہین
انکو جب تک خارجی امداد اور سہارے نہون تب تک اونکا مرکز کمال پہنچنا بعید

اور قائم رہنا یا ہونا یا کرنا ایک مشکل امر ہے ان پانچون قوتون کے متعلق اسقدر اور ایسے
اسباب خارجیہ ہین کہ اگر اونمین سے ایک یا دو اشئت کو زائل کیا جاوے تو قواے
مذکور کی حالت اور تیزی مین اسقدر ضرور انقلاب اور فرق نمودار ہو جائیگا کہ جس سے
اونکو ناقص الحالت اور ردی الکیفیت ماننا پڑیگا جبکہ انسان کے ظاہری اور باطنی
قوتین بلا تیسر امداد اسباب خارجیہ و مواد لازمیہ درجہ کمال کو حاصل نہین کر سکین
تو استدلال کیا جا سکتا ہے کہ قوت مدرکہ بھی بلا تیسر امداد اسباب خارجیہ و مواد
لازمیہ کے درجہ کمال اور رتبہ ترقی نہین حاصل کر سکتے قوت مدرکہ کی حالتین اور
صفتین اوسی صورت مین کامل اور مترقی قرار دی جا سکتی ہین کہ جب اوسکو اسباب
ترقی اور مواد کمالیت حاصل ہون کوئی شئے اوس وقت تک اصلی کمال اور واجبی
ترقی حاصل نہین کر سکتی کہ جب تک اوسکی ترقی اور کمالیت کی ضروری اسباب نہ
حاصل ہون علیٰ ہذا القیاس کوئی شئے اوسوقت تک تنزل یا متزلزل نہین ہو سکتی
کہ جب تک اوسکے تنزل اور تزلزل کے اسباب نہ موجود ہون اس بات کو ہم اوپر کے
سطرون مین ظاہر کر چکے ہین کہ قوت مدرکہ بلا تیسر امداد اسباب خارجیہ و مواد لازمیہ
کی کچھ نہ کچھ اور اکی صورتین ظاہر کرتی رہتی ہے کیونکہ وہ ایک طبعی یا فطرتی قوت ہے
اور اوپر ظاہر ہو چکا ہے کہ جو قوت طبعی یا فطرتی ہو وہ اسباب متضادہ اور مزیل سے
دور اور زائل نہین ہو سکتی ہان اس امر مین کچھ شک و شبہ نہین کہ اس حالت مین
قوت مدرکہ کو کمالیت اور کلیت حاصل نہین ہو سکتی کیونکہ اوسکو اسباب ضروریہ اور
مواد لازمیہ کی امداد اور سہارا حاصل نہین ہوتا خداوند کریم کے کارخانہ قدرت پر نظر
اور غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خداوند صانع کل اور موجد کامل کی بعض
صنعتین اس وضع اور قسم کی ہین کہ قدرتاً اونکو دو حالتین حاصل ہین ایک حالت کو
قدرتی حالت کہتے ہین اور دوسرے کو سببی یا علتی حالت پہلی حالت اسباب خارجیہ کی

محتاج نہین ہوتی اور دوسری حالت جسمین شی کو کمال اور ترقی حاصل ہوتی ہے اسباب خارجیہ کے جو ضروری الوجود ہون محتاج ہوتی ہے جب تک اوس قسم کے اسباب ضروری الوجود حاصل اور میسر نہو لین تب تک اوس حالت ثانیہ کو کمال اور ترقی حاصل نہین ہوسکتی دوسری قسم کی حالت پیدا ہی اسوقت ہوتی ہے کہ جب اوسکے مناسب حال اسباب ضروری الوجود حاصل ہو لیکن میرے خیال مین دوسری قسم کی حالت بھی دراصل ایک قدرتی حالت ہی ہے اور جسقدر اسباب خارجیہ اور مواد لازمیہ اوسکے اظہار کے باعث قرار دیے جاتے ہین دراصل اونکی ضرورت کو بھی قدرت نے ہی مقرر کر رکھا ہے گویا پہلی حالت کی ترقی دینے کے واسطے قدرت نے چند اسباب کو قدرتی طور پر موزون اور وضع کر رکھا ہے جب وہ اسباب پہلی حالت کی ساتھ شامل ہوجاتی ہین تو اوسکو کمال اور ترقی کا تمغہ ملجاتا ہے — تیسرے امر کی نسبت میرا یہ خیال ہے کہ قوت مدرکہ کی کمالیت اور کاملیت کے واسطے علم کے اسقدر ضرورت ہی سواے اسکے اور جسقدر اسباب بیان کیے جاتے ہین وہ اس قسم کے اسباب ہین کہ جسمے قوت مدرکہ کو بالکلیت مدد نہین پہونچتی علم ہی ایک ایسا سبب ہی کہ جو قوت مدرکہ کو بالکلیت امداد پہونچاتا ہے اور جسکی مدد سے قوت مدرکہ کو اعلی درجہ کی روشنی اور تیزی اور صلاحیت حاصل ہوتی ہے جسطرح پر صیقل گر تلوار یا کارد کو چمکا دیتا ہے اوسیطرح پر علم قوت مدرکہ کو روشنی اور چمک عطا بخشتا ہے قوت مدرکہ کی اصلی آب و تاب اور چمک دمک اوسیوقت ظاہر ہوتی ہی کہ جب علم کی کسوٹی پر رگڑی جائے جب تک قوت مدرکہ علم کی کسوٹی پر نہ رگڑی جاے تب تک اوسکے حقیقی انوار اور اصلی و قدرتی کرنین ظاہر نہین ہوتین اسمین کچھ شک و شبہہ نہین ہے کہ انسان کی ذات مین حضرت صانع کامل واجب الوجود نے قوت عقلیہ اور متفکرہ اور متوہمہ اور متخیلہ بھی ودیعت کر رکھی ہین اور ان قوتون مین بھی عجیب اور عمدہ عمدہ طاقتین پائی جاتی ہین مگر انسے قوت مدرکہ کو اسقدر فائدہ

اور مدد نہین پہونچ سکتی کہ جسقدر ضرورت ہے کیونکہ یہ سب خود نہین بجاے خود علم کی محتاج ہین ان قوتون کی اصلی چمک اور رنگ اور حقیقت اوسیوقت ظاہر ہوتی ہے کہ جب اونکے ساتھ علمی طاقتون کو شامل کیا جاوے جسطرح پر قوت مدرکہ کو بلا مدد علم جلے اور کمال حاصل نہین ہوسکتا اسیطرح پر ان قوتون کا حال ہے مین قبول کرتا ہون کہ عقل ان سب قوتون سے زور اور اور تیز قوت ہے مگر اوسکو بھی اوسیوقت ترقی اور رونق اور کمال حاصل کرنے کا موقعہ نصیب ہوتا ہے کہ جب اوسکے ساتھ علمی طاقتین شامل ہون اگر عقل کے ساتھ علمی طاقتون کو شامل نہ کیا جاوے تو اوسکی حالت کسیصورت مین زور آور اور کامل اور ترقی نہین ہوسکتی - سٹیم یعنے بخار مین اگرچہ بذاتہ پوری درجہ کا زور آور طاقت ہی مگر جب تک اوسکی زور آور طاقت کو باقاعدہ نہ لیا جاوے تب تک کوئی مفید نتیجہ اور عمدہ اثر حاصل اور مترتب نہین ہوسکتا یہ بات خاص کر سٹیم پر ہی منحصر نہین تمام اشیاء اسی قسم کے ہین کہ اون سب کو باقاعدہ اور باضابطہ کمال اور ترقی حاصل ہوتی ہے - شاید اس موقعہ پر کوئی صاحب ارشاد فرماوین کہ سواے علم کے اور اسباب سے بھی قوت مدرکہ کو مدد پہونچتی ہے جیسے ضروریہ اور دیگر اسباب حیات سے اس خدشہ کا یہ جواب ہی کہ ان اسباب سے قوت مدرکہ کو جس قسم کی مدد پہونچتی ہے اوس مدد سے قوت مدرکہ کو صورت بقا حاصل ہوتی ہے نہ کہ ترقی اور کمال بقاے شے اور حالت ہی اور ترقی شے اور صورت کمال اور ترقی بجز علم کے حاصل نہین ہوسکتی جب قوت مدرکہ کی ترقی اور کمال حصول علم پر منحصر ہے تو اس ساری شکل کا نتیجہ اوسے یہ ہوا کہ انسانی جماعتون کو اور مخلوقات اور موجودات پر صرف مدرک الکلیات والجزئیات ہونے کے باعث فضیلت اور شرافت حاصل ہے اور قوت مدرکہ کو علم کے سواے کمال اور ترقی اور کلیت حاصل نہین ہوسکتی پس اس سے نتیجہ آخری یہ پیدا ہوا کہ انسانی جماعتین بباعث علم کے

اور مخلوقات سے اشرف اور افضل ہیں جب ہم انسانوں کا شرف اور فضیلت اور مخلوقات اور موجودات پر صرف علم کی جہت سے ہے تو اب ہمکو لازم اور مناسب ہے کہ اس موروثی شرافت اور فضیلت حاصل کرنے کے واسطے امورات مندرجہ ذیل غور کریں اور سعی کریں کہ ہمکو وہ درجہ اور رتبہ حاصل ہو جاوے کہ جسکی امید اور بھروسہ پہ ہم پورے شرف اور معزز انسان کا لقب حاصل کریں۔

(۱)- علم کیا چیز ہے یعنی علم کی تعریف کیا ہے۔

(۲)- علم یا علوم [illegible] کتنے قسم پر ہے۔

(۳)- علم کیا حاصل [illegible] کے لیے [illegible] کن [illegible] باتوں کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

(۴)- علم حاصل کرنے کا [illegible] کس واسطے [illegible] اور [illegible] شریعت [illegible]

(۵)- علم کے حاصل کرنے [illegible] واسطے [illegible] ہوتا [illegible]

(۶)- علم کو [illegible] اور [illegible] کیا [illegible] ہے۔

(۷)- انسانی جماعت [illegible] کیوں علم [illegible] حاصل کرنے لازم ہیں۔

(۸)- علم کے حاصل [illegible] حقیقی غرض اور غایت غائی کیا ہونی چاہیے اور [illegible] علم کا اثر انسان کی زندگی پر کس قسم اور [illegible] کا ہونا لازم ہے۔

(۹) علم کے نتائج اور ثمرات کی غلطی [illegible] کیا اصول اور قاعدے ہیں۔

(۱۰)- علمی طاقتیں یا طاقتیں کہاں تک اور کسقدر ترقی پا سکتی ہیں۔

(۱۱)- علمی طاقتوں کی ترقی پانے یا ترقی دینے کے واسطے کن کن باتوں کی ضرورت ہے۔

امر اول لغت مین لفظ علم کے معنی خبردار ہونے اور جاننے اور عقل کے ہین اور اصطلاح
مین علم اون حقائق اور دقائق کا نام ہے کہ جنکو انسان حسب مقدور انسانیت و
طاقت بشریت احوال موجودات سے ادراک اور دریافت کرے اس تعریف پر ایک
بڑا بھاری اعتراض وارد ہوتا ہے جسکا اس مقام پر ضرور پیش کرنا چاہیے جبتک
اعتراض مذکور حل نہ کیا جائیگا تب تک اس مقصد کی پوری کیفیت سمجھ مین نہ آئیگی
اعتراض مذکور یہ ہے کہ یہ امر بدیہی الصداقت اور مسلم الثبوت ہے کہ علم مزیل جہالت
اور مکمل قوت مدرکہ ہے سوا حصول امداد علمی طاقتون کے جہالت زائل اور قوت
مدرکہ کامل نہین ہوتین اور یہ بات تاریخی شہادتون اور اسناد سے ثابت ہے
کہ انسانی جماعتین ابتدا مین بالکل جاہل اور وحشی الامزجہ اور ناقص الطبائع تھین
جماعتون کی ابتدائی نسلون کے حالات اور کائف زور سے اس بات کو ثابت کرتے
ہین کہ اونکی طبیعتون مین وحشت اور حماقت کو بہت دخل اور زور رہتا اونکا ہر ایک
کام اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ اکثر کے جہالت اور وحشت اونکی شریک اور شامل حال
رہتی تھی نہ تو اونمین علم اور عقل کو رونق اور ترقی تھی اور نہ تہذیب اور شائستگی کو
کمال حاصل تھا غرض یہ کہ انسان کی پہلی نسلون مین علم اور عقل اور تہذیب کا
نام تک نہین تھا اگر انسان کی پہلی نسلین اس زمانہ کے [illegible] کے مقابل مین
بھی لائے جاتین تو یقیناً اس زمانہ کے وحشی بھی اونکو وحشی اور جاہل کہنے مین
[illegible] اور اس بات کو بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ علم جو کبھی [illegible]
[illegible] سے متعلق ہے اور جسکو مزیل جہالت اور مکمل قوت مدرکہ قرار دیا گیا ہے
[illegible] کی ساری شائستگیون اور سب ترقیات اور کمالات اور بہتری کا [illegible]
[illegible]
[illegible] انسانون

نے ہی ثابت اور قائم کیا ہی گویا انسانون کی پہلی جاہل اور وحشی الامزجہ اور ناقص الطبائع
نسلون نے اس گوہر بے بہا اور معتقل باصفا کی مبارک بنیاد رکھی ہے اب اعتراض یہ ہے
کہ جب علم کی اعانت اور شمول کے بغیر انسانی جماعتون کی جہالت اور وحشت دور اور زائل
نہین ہوسکتی تو یہہ انسانی جماعتون کی ابتدائی نسلون نے کہ جو بتایید قول مسلم بالکل
جاہل اور وحشی الطبائع تھین باوجود وحشت اور جہالت کے علمی بنیادون کو کیونکر قائم
کر رکھا یا اگر اس امر کو تسلیم کیا جائے تو ضرور یہ استحالہ لازم آئیگا کہ علم مزیل جہالت اور مکمل
قوت مدرکہ نہین ہے بلکہ وہ خود جہالت اور وحشت کا پروردہ اور آوردہ ہے پہلے اوسکا
نام ونشان بھی نہ تھا جاہلون اور وحشیون نے ہی اوسکو عالم ظہور مین ظاہر کیا ہے
استحالہ تو یہ ضرور لازم آتا ہے مگر زمانہ کی موجودہ چال اور حال دیکھکر طبیعت اس پہلو پر
ملیے کھاتی ہے کہ حضرت علم ضرور مزیل جہالت اور مکمل قوت مدرکہ ہے کیونکہ زمانہ مین جسقدر
جاہل اور وحشی الامزجہ لوگ پائی جاتے ہین اونکی وحشت اور جہالت تب ہی دور اور زائل
ہوتی ہے کہ جب اونکو علمی طاقتون کی امداد نصیب اور حاصل ہو بلا حصول علمی طاقتون
کے اونکی وحشت اور جہالت کسیصورت مین زائل نہین ہوسکتی جواب اس خدشہ یا اعتراض
یہ ہے کہ اس امر مین کچھ شک وشبہ نہین کہ انسان کی پہلی نسلین ضرور وحشی الامزجہ اور مجہول
تھین اور اسمین بھی کچھ شک نہین کہ اون نسلون نے ہی علمی بنیادون کے قائم کرنے
کے واسطے جرائت اور پیشدستی اور پیش قدمی کی اور اب تک جسقدر مختلف الحیثیت والحالت
ترقیان ہوتی ہین اونھین پہلی بنیادون پر ہوتی ہین اور اس بات مین بھی شک
نہین کہ اب علمی طاقتون کو انسانی جماعتون کے ہریک قسم کی ترقی اور کمالیت اور تہذیب
اور بہبود اور بہتری اور خوشحالی اور اتقا اور پرہیزگاری اور دولتمندی اور تونگری اور
استعداد اور لیاقت اور قابلیت کی جڑ اور اصل الاصول اور موجب اور باعث سمجھا جاتا ہے
سوا امداد علمی طاقتون کے اگر کوئی شخص اپنی وحشت اور جہالت کو دور اور قوت مدرکہ کو

کامل ذ جہپر ساری نیکیون اور ترقیون کا مدار ہے کہ کرنا چاہیے تو ناممکن اور مشکل ہے مگر
باوجود تسلیم ہر سہ امور مندرجہ بالا وہ اعتراض جو اوپر کی سطرون مین لکھا جا چکا ہے وارد
نہین ہوسکتا واضح ہو کہ حضرت صانع کامل واجب الوجود نے قدرتی طور پر اپنی قدرت
کاملہ اور حکمت بالغہ کے اقتضا سے انسان خاکی بنیان کے طبائع مین اس قسم کے مواد
اور قوی ودیعت کر رکھے ہین کہ جنکو قدرتی معلمین اور نیچرل ماسٹرون کے نام سے
موسوم کیا جا سکتا ہے انسانی جماعتون کی پہلی نسلین ضرور وحشی الامزجہ تھین مگر
اونمین قدرتاً اس قسم کے مواد اور قوی بھی ضرور تھے کہ جو اونکو کسی نہ کسی قسم کی مدد اور
اعانت نہ پہونچا سکتی تھے یہ دستور اور قاعدہ کے بات ہے کہ جب انسان کو مختلف
ضرورتین اور حاجتین لاحق حال ہوتی ہین تو اوسوقت اوسی کی طبیعت مین ایک
اضطرابی جوش پیدا ہوتا ہے اور اوسکے مضطرب طبیعت اس بات پر آمادہ اور مستعد
ہوتی ہے کہ پیش آمدہ یا ملحقہ ضرورتون کو رفع کرے ایسے وقت مین طبیعت خود بخود
اپنی قدرتی خزانہ کی طرف دیکھتی ہے تو اوسمین سے اس قسم کے مواد اور اسباب پیدا
اور مہیا ہو جاتے ہین کہ جو کسی نہ کسی جہت سے اضطرابی ضرورتون کو رفع کر سکتے ہین
ہر یک عالم اور جاہل انسان اپنی ذات مین ہی اس بات کو مشاہدہ کر سکتا ہے کہ بہت
سی ایسی دقتین یا مشکلین ہین کہ جنکو طبیعت درست یا رفع کر سکتی ہے اگر پورے طور پر
رفع کرنے پر قادر نہوگی تو اوسکی درستی یا رفع کے تدابیر تو ضرور ہی پیدا کر دکھائیگی جب
انسانی طبیعت مین قدرتاً یہہ طاقت ہے تو ہم کہتے ہین کہ انسانی جماعتون کی ابتدائی
نسلون کو جب ضرورتین اور مختلف مشکلین پیش آئین تو اونہون نے اضطراب کے وقت
اپنی طبیعت کے وسیلہ اور ذریعہ سے قدرتی قوانین سے کام لیا اور اونکی امداد اور شراکت
سے اس قسم کے سلیم قواعد اور اصول وضع کئے کہ جو اخیر پر اونکے اور انکی نسلون کے حق مین
اعلی درجہ کی مفید ثابت ہوئی یہ اعتراض کہ جہالت اور وحشت علمی طاقتون کو کیونکر پیدا

کر سکتی ہین اوس صورت مین درست اور ٹھیک تھا کہ جب ہم علمی طاقتون کا موجد اور مظہر جہالت اور وحشت کو قرار دیتے جب ہم علمی طاقتون کا موجد اور مظہر قدرتی قوانین کو قرار دیتے ہین تو پھر اعتراض مذکور کیسے ورود یا ایراد کا کیا اندیشہ ہے جب یہ بات بدیہی شہادتون سے مان لیگئی ہے کہ انسان کی ذات مین قدرتی طور پر اس قسم کے مواد اور اسباب بھی موضوع اور ودیعت کئے گئے ہین کہ جو بالذات مفید اور معقول ہین تو پھر صرف انسان کی وحشت اور جہالت کو علمی طاقتون کا موجد قرار دینا بے انصافی نہین ہے تو اور کیا ہے جب ہم جہالت اور وحشت کو ایک ظلمت اور اندھیر قرار دیتے ہین تو کیا ہو سکتا ہے کہ اوسکو روشنی اور ضیا مان لین اور قبول کرین کہ اوسی کے امداد اور شراکت سے علمی طاقتین ظاہر ہوئی ہین ہرگز نہین۔

امر دوم علم باعتبار کلیت دو قسم پر منقسم ہے علم معقول و علم منقول۔ علم معقول وہ علم ہے کہ جسمین امور عقلیہ کی بابت بحث کیجاوے اور جسکے اصول مین کل الجہت عقلی ہون اس تعریف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جب قوت عقلیہ بلا امداد و معاونت علم کمالیت اور روشنی حاصل نہین کر سکتے تو علم کو اوس سے کیون نسبت دیگئی ہے لازم تو یہ تھا کہ عقل کو علم سے نسبت دیجاتی کیونکہ اوسکو علم سے کمالیت اور روشنی حاصل ہے۔

جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ جس عقل سے علم کو نسبت دیجاتی ہے اوس عقل سے وہ عقل مراد ہے کہ جسکو ہم قدرتی قانون مبرا من الخلل مانتے ہین اوس عقل کے موافق جسقدر اصول اور قواعد ہوتے ہین اونکو عقلی علوم کے نام سے موسوم کرتے ہین کیونکہ اونکی بنیاد [illegible] قواعد [illegible] ہوتی ہے کہ جو اوس عقل کے مطابق ہوتے ہین [illegible] روشنی [illegible] ضیا حاصل ہوتا ہے حالانکہ [illegible] منسوب [illegible] کیا جاتا ہے اسکا [illegible] اور عقل کو علم سے ضیا اور روشنی [illegible]

مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ قضیہ مذکور کو خلاف واقعہ خیال کیا جاوے انسان کپڑا اور اور مختلف چیزین آپ ہی ایجاد کرتا اور بناتا ہے اور وہ ہی اپنے ہاتھ کی بنائی اور ایجاد کی ہوئین اپنے کام مین لاتا ہے اور اوسکی بہبود اور آسایش اور آرام اور زیبایش کے واسطے ایک ضروری اور عمدہ ذریعہ بن جاتے ہین کیا اسوجہ سے خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ چیزین انسان سے فائق اور برتر ہین ہرگز نہین۔ اسیطرح عقل نے ابتدا مین اپنی قدرتی طاقت اور زور سے علم کو پیدا کیا اور پھر وہ ہی علم اوسکی محافظت اور نگرانی کے واسطے ایک اشد ضروری شئے خیال کیا گیا ہے۔

انتہا علم معقول باعتبار مقاصد و مضامین بہت قسمون پر منقسم ہے اب جسقدر موجودہ علوم کو معقول علوم کہا جاتا ہے اونکے سواے اگر اور علوم بھی معقول طور پر دریافت اور معلوم ہو سکین تو کچھ تعجب نہین جیسے معقول ضرورتین پیش آتی جاتی ہین ایسی ہی معقول علوم کا سلسلہ اور نمبر بڑھتا جاتا ہے ابتدا مین معقول علوم کا نمبر زیادہ نہ تھا اب اونکو روز بروز رونق اور ترقی ہوتی جاتی ہے اور شاید آیندہ کے واسطے بھی یہ مبارک سلسلہ جاری اور قائم رہے دنیا مین اب جسقدر علوم پائے جاتے ہین یہ سب ضرورتون کے پیش آنے سے ہے وضع اور پیدا ہوئی ہین جیون جیون انسانی نسلون کو ضرورتین پیش آتی گئین ویون ویون مختلف علوم پیدا اور ظاہر ہوتے گئے اصل مین تمام علوم اور فنون موجود فی الخارج اور وہ علوم اور فنون جو ابھی ضرورتون کے پیش نہ آنے سے ظاہر اور پیدا نہین ہوئی قدرتی طور پر عقل کے قدرتی خزانہ مین پائے جاتے ہین۔ علم منقول وہ علم ہے کہ جسمین امور نقلی کی بابت بحث کیجائے اور جسکے اصول مین بعض الجہت نقلی ہون اور بس بعض الجہت عقلی علوم نقلی اگرچہ امور نقلیہ سے مربوط اور وابستہ ہوتے ہین مگر اونمین بعض اعتبارات کی جہت سے امور عقلیہ کو بھی شرکت اور دخل ہوتا ہے کوئی ایسی نقل نہین ہے کہ جسکے پرتال اور تیار کیواسطے

عقلی اصولون اور قواعد کی ضرورت نہ پڑتی ہو علوم نقلیہ کو اوس وقت عزت اور اعتبار حاصل ہوتا ہے کہ جب عقلی قواعد اور اصولون سے مناسب طور پر ٹکر کھا سکین جب تک عقلی اصولون اور قواعد سے مناسب طور پر ٹکر نہ کھائین تب تک عزت اور اعتبار کلی کے ڈگری نہین مل سکتی کوئی ایسا نقلی علم نہین ہے کہ جسکی صحت اور پڑتال کے واسطے عقلی اصولون سے کام نہ لیا جاتا ہو علم تاریخ بھی ایک نقلی علم ہے اسمین اگر عقلی اصولون کو جواب دیا جاوے تو سخت مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑیگا علم تاریخ کے اغلاط کی اصلاح اور درستی کے واسطے ہمیشہ عقلی اصولون سے کام لینا پڑتا ہے اگر عقلی اصولون سے کام نہ لیا جاوے تو غلط واقعات سے صحیح اور مطابق واقعہ واقعات کا نکھارنا نہایت ہی دشوار اور مشکل ہو جاوے علی ہذا القیاس امور دینیہ اور اصول مذہبیہ کو عقل سے جزوی طور پر منسوب کیا جا سکتا ہے اونمین بھی عقلی اصولون کو نہایت مکرمت اور عزت سے شامل کیا گیا ہے تمام مذہبون کی اصلی غایت خداوند کریم جل جلالہ و عم نوالہ کا پہچاننا ہے اس شناخت اور پہچان کے واسطے بھی عقلی اصولون سے بہ شدت کام لیا جاتا ہے مگر مذہبی معاملات اور مقاصد اور امورات کو صرف نقل سے ثابت کیا جاوے تو شاید مخالفین مذاہب پر حجت قائم کرنا سخت مشکل ہو جائیگا علم تاریخ اور امور مذہبیہ پر کیا موقوف ہے ہر ایک علم نقلی کے مضامین اور مقاصد اور غایات اوسوقت بالوضاحت پایۂ ثبوت کو پہونچ سکتے ہین کہ جب اونکے ساتھ عقلی اصولون کو شامل کیا جاوے نقل مین اکثر واقعات بھی بیان ہوتے ہین اور یہ بات ظاہر ہے کہ واقعات کے صحت اور پڑتال کے واسطے عقلی اصولون اور قواعد کی سخت ضرورت ہی جب تک واقعات نقلیہ کو عقلی اصولون کے محک پر نہ گرایا جاوے تب تک اونکا غلط یا صحیح قرار دینا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے ۔

امر سیوم قبل اسکے کہ امر سیوم کے اصلی بیانات کیطرف رجوع کیا جاوے اس بات کو ضروراً ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ انسان پر ہر ایک چیز یا ارادہ کی نسبت دو زمانہ آتے ہین ایک کرنے کا اور ایک کرنے اور کرانے کا۔ ان دونون زمانون مین کبھی تو منافرت ہوجاتی ہے اور کبھی موافقت لیئے کبھی انھین سے ایک ہی زمانہ رہتا ہے اور کبھی دونون اکھٹے ہوجاتے ہین ایک وقت مین انسان ایک امر کے کرنے کو ہے طاقت رکھتا ہے اور ایک وقت مین کرانے کی اور ایک وقت مین ان دونون طاقتون کا وجود پایا جاتا ہے بالقوۃ تو اون دونون طاقتون کا وجود ہر ایک انسان کی ذات مین پایا جاتا ہے مگر مگر کسیوقت مین بالفعل ایک طاقت نہین ہوتی کسی امر کے کرنے یا کرانے کے اصولون اور قواعد مین تھوڑا ہی فرق ہے لاکن نہایت ضروری ہر ایک وقت مین اوس فرق کو ملحوظ رکھنا چاہیے ہمارے خیال مین علم حاصل کرنے یا کرانے کے وقت مندرجہ ذیل باتون اور اصولون کا ملحوظ رکھنا لازم ہے۔

(۱) - آئین زمانہ سب سے اول آئین زمانہ پر خیال اور لحاظ کرنا چاہیئے علم حاصل کرنے والے یا کرانے والے پر لازم اور واجب ہے کہ حتی المقدور آئین کو شش کرے کہ آئین زمانہ کے اصول اور قواعد کے موافق کارروائی ہو دنیا کے ہر ایک چھوٹے بڑی بات اور کام زمانہ سے متعلق ہے اگر آئین زمانہ کا واجب طور پر ساتھ نہ دیا جاوے گا تو سواے زیان اور نقصان کے اور کچھ حاصل نہوگا علم کو زمانہ سے بھی ایک مناسبت ہے اگر زمانہ کے آئین کو ملحوظ نہ رکھا جاوے تو علوم کا مفید ثابت ہونا ایک مشکل امر ہے فلاسفرون کا قول ہے کہ زمانہ ایک چوپان اور محافظ کا رتبہ رکھتا ہے جو شخص اوس چوپان اور محافظ کی حفاظت اور نگرانی مین رہنا پسند کرتا ہے وہ مختلف نقصانات کے اوٹھانے سے مامون اور مصئون رہتا ہے اور جو آدمی اوس قدرتی چوپان اور محافظ کی حفاظت اور نگرانی سے نکل جاتا ہے خراب ہوتا ہے زمانہ کی دوری خدا کی یہ قدرت

ہین ہے وہ جسطرح چاہتا ہے اوسکو گردش اور چکر دیتا ہے اور جس پہلو پر چاہتا ہے
پھیلاتا جاتا ہے زمانہ جتنا گذرتا جاتا ہے اوسیقدر اوسکی حالتین بدلتی جاتی ہین آجکا
دن کل سے نہایت جداگانہ رکھتا ہے اور کل کا دن پرسون اترسون سے متغائر ہوگا ہر ایک
شے اور ہر ایک امر زمانہ کی تاثیرات سے متاثر ہوتا ہے جو زمانہ آتا ہے وہ ایک مصلح
اور ریفارمر کا رتبہ رکھتا ہے اوسکے اصول اور ڈھنگ پہلے زمانون سے ضرور متغائر ہوتے
ہین پہلے زمانہ کے چال اور ڈھال کس روش پر رہتی ہے اور دوسرے کی کسی ڈھنگ پر
جیسا اپنے گورنمنٹ وقت کے احکام اور قوانین کے خلاف چلنا خلاف ادب اور موجب
نقصان ہے اسیطرح پر زمانہ کے چال کی مخالفت موجب ادبار اور باعث نقصان ہے
علوم کے حاصل کرنے یا کرانے مین ضروریات اور ملزومات مین سے ہے کہ موجودہ زمانہ
کی چال ڈھال اور آئین کو ملحوظ رکھکر کام شروع کیا جاوے جن علوم اور فنون کو زمانہ
ضروری بتلاتا ہو اونہین کو حاصل کرنا یا کرانا چاہیے اگر زمانہ موجودہ کے چال اور اصول
کے خلاف علوم اور فنون کو حاصل کیا یا کرایا گیا تو بجاے فوائد کے سخت سے سخت تکلیفون
اور نقصانات کا متحمل ہونا پڑیگا اور وہ بات جو علوم کے حاصل کرنے یا کرانے سے مد نظر
اور ملحوظ ہوتی ہے کسیصورت مین حاصل نہوگی جن لوگون نے موجودہ زمانہ کے چال
اور اصول کے خلاف علوم اور فنون کو حاصل کیا یا کرایا ہے اونکے حالات اور بیانات
سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اونکو زمانہ کی مخالفت کے باعث علوم اور فنون کے
حاصل کرنے یا کرانے سے معتدبہ فائدہ حاصل نہین ہوا بلکہ بجاے حصول فوائد کے
مختلف مصاعب اور مصائب کا متحمل ہونا پڑا ہے اگر انسان اپنی ترقی اور بہبود کا
خواستگار ہو تو اوسپر لازم ہے کہ اپنی رفتار اور خیالات کو ٹھیک ٹھیک موجودہ زمانہ
کے اصولون کے موافق بناے جس روش پر زمانہ چلے اوسی روش پر اوسکو چلنا لازم ہے
اگر ہم موجودہ زمانہ کی روش اور اصولون کو چھوڑ کے گذرے اور پرانے زمانہ کی روشون

اور اصولون پر چلینگے تو ہمکو کسیصورت مین ترقی اور بہبود کی ڈگری نہین مل سکتی ترقی اور بہبود کی استقرار ڈگری کے واسطے دلائل کا ہونا ضروری ہی اور دلائل کا ہم پہونچانا بجز اس صورت کے صورت پذیر نہین ہو سکتا کہ موجودہ زمانہ کے اصولون سے موافقت کیجاوے ہر ایک قسم کی انسانی ترقی اور خوشحالی اور بہبود موجودہ زمانہ کی روشون اور اصولون سے مربوط اور وابستہ ہے جب تک انسانی جماعتین ایک زور اور صداقت کے ساتھ موجودہ زمانہ کی روشون اور اصولون کو نہ اختیار کرینگے تب تک ترقی اور خوشحالی کا ملنا ایک دشوار اور مشکل امر ہے کیا ممکن ہے کہ ایک شخص بلا کمند یا سیڑہی یا کسی اور ہیچ و شیم کے ہوتے ایک اونچی گہاٹی یا جگہ پر چڑہ جائے ہرگز نہین خداوند کریم نے دنیا کی ہر ایک ترقی اور تنزل کو مختلف حیلے اور اسباب سے مربوط اور وابستہ کر رکھا ہے لازم اور واجب ہے کہ ان حیلے اور اسباب کو ضرور ساتھ لیا جاوے تاکہ کامیابی حاصل ہو سکے

(۲) (تخصیص و تشخیص علم) قبل از علم حاصل کرنے یا کرانے کے لازم اور ضروری ہے کہ یہ معلوم ہو سکے کسی علم کو خاص کرین جبتک حاصل کرنے یا کرانے والا کسی علم کو خاص اور تشخیص نہ کریگا تبتک حاصل کرنے یا کرانے مین بہت دقتین پیدا ہونے کا احتمال ہے ہر ایک کام کیا اور کرایا جا سکتا ہے لاکن جبتک کوئی کام خاص طور پر خاص اور تشخیص نہو لے تب تک مشکلات کا پیش آنا کوئی عجیب اور مشکل امر نہین ہے کسی علم کی تخصیص اور تشخیص کے واسطے بالعموم اون اصولون اور قواعد پر لحاظ کرنا چاہیے کہ جنکو ہمنے امر نمبر ۱ مین بیان کیا ہے —

(۳) - علم حاصل کرنے یا کرانے کیواسطے ماسٹر یا اُستاد کا مقرر کرنا نہایت ضروری ہے اس تقرری مین اعلی درجہ کی دانائی اور دور اندیشی درکار ہے اگر اسمین دانائی اور عقل و فکر سے کام نہ لیا جائیگا تو نقصان اوٹھانا پڑیگا ہر ایک انسان پر دو زمانہ آتے ہین ایک حاصل کرنے کا اور ایک کرانے کا - حاصل کرنے کا زمانہ بھی دو شقون پر

منقسم ہے ایک وقت مین تو اوس زمانہ مین ماسٹر یا اُستاد کی ضرورت ہوتی ہے اور ایک وقت مین حاصل کرنا تو ضرور ہوتا ہے مگر اوس زمانہ مین ماسٹر یا اوستاد کے چندان یا بالکل ضرورت نہین ہوتی جو کچھ کرنا پڑتا ہے اپ ہی کرنا پڑتا ہے - پہلے زمانہ مین ماسٹر کی نہایت ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اوسی زمانہ مین علم حاصل کرنے والا اسقدر طاقت اور ذہن رسا نہین رکہتا کہ بلا امداد ماسٹر علمی مطالب اور مقاصد پر پوری طور پر کامیاب ہو سکے ماسٹر یا اوستاد کے ہاتھ مین علم حاصل کرنے والے کی اوقات اور عمر کا درست کرنا اور اچھے نمونہ پر لانا سپرد کیا جاتا ہے اور ہر ایک قسم کی برائی یا بھلائی کا شروع اوسیکے ہاتھ سے ہوتا ہے اگر علم حاصل کرنے والے بگڑتے ہین تو ماسٹر کی عدم توجہی یا جہالت سے ہی بگڑتے ہین اور اگر سنورتے ہین تو اوستادون کی توجہ اور لیاقت سے ہر ماسٹر یا اوستاد کے انتخاب کے واسطے مندرجہ ذیل باتون کو ملحوظ رکھنا چاہیے —

اوّلاً ماسٹر یا اوستاد اوس علم یا فن مین کہ جسکا حاصل کرنا یا کرانا مدنظر ہو اسقدر لیاقت اور استعداد رکھتا ہو کہ جو اوس علم یا فن کی ضروری مقاصد اور مطالب کے ذہن نشین کرانے کے واسطے کافی ہو - ثانیاً ماسٹر یا اوستاد کے مورل طاقتین اور اصول اس وضع اور اس قسم کے ہونے چاہیے کہ جو عام معائب اور نقصانات سے پاک اور صاف ہون اگر ماسٹر یا اوستاد کے مورل طاقتین اور اخلاقی اصول معیوب اور ناقص ہونگی تو اس سے طلاب کی اخلاقی زندگی کو سخت نقصان پہونچنے کا احتمال ہے طلاب کو ایک مدت تک شب و روز ماسٹرون کیخدمت مین حاضر رہنا پڑتا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ صحبت مین رہنے سے انسان متاثر ہو جاتا ہے خصوص اوس صحبت سے کہ جسکے ساتھ کچھ تھوڑی سی یا کسی قسم کی ایک طرف سے حکومت اور دوسری جانب سے مجبوری بھی امیزش رکھتی ہو جب صحبت موثر ثابت ہو چکی ہے تو ضرور ماسٹرون کی

صحبت مین رہکر بگڑ جاتے ہین اونکا پھر درست ہونا ایک مشکل اور ناممکن امر ہے اگر اونمین سے کوئی درست ہو بھی جاتا ہے تو نہایت مشکل اور دقت سے لازم اور فرض ہے کہ ماسٹرون یا استادون کو اعلی درجہ کی عقل اور فکر اور دور اندیشی سے انتخاب کیا جاوے اگر سوچ سمجھکر ماسٹرون کو منتخب کیا جائیگا تو طالبعلمون کی اصلاح کے واسطے نہایت مفید ثابت ہوگا ماسٹرون کے انتخاب کے وقت جلدی اور عدم دور اندیشی کو دخل دینا نہایت ہی معیوب اور مذموم ثابت ہوا ہے ماسٹرون کے بری اور بے ڈھنگی انتخاب سے صرف طلاب کی ذات کو ہی نقصان نہین پہونچتا بلکہ اور لوگون کو بھی اونکے سبب نقصانات کا تحمل ہونا پڑتا ہے جس زمانہ مین ماسٹرون یا استادون کی ضرورت نہین ہوتی اوس زمانہ مین انسان کو سب کچھ آپ ہی کرنا پڑتا ہے اوس زمانہ مین انسان کی قوت متفکرہ اور خیالیہ بجاے مدبر ماسٹر اور دانا استاد کے ہوتی ہے ایسے وقت مین انسان کے واسطے استقامت طبع اور استقلال مزاج ضروری امر ہے جب تک استقامت طبع اور استقلال مزاج نہوتب تک ایسے زمانہ مین علمی مقاصد اور مطالب پر کامیاب ہونا ایک مشکل اور ناممکن امر ہے انسان کو بڑے زور سے اس امر کے حاصل کرنے مین کوشش اور سعی کرنی چاہیے تاکہ اوسکی طبیعت اور مزاج محور استقامت اور مرکز استقلال پر قائم ہوکر کارروائی کرے علوم کا خود بخود حاصل کرنا اگرچہ اوس شخص پر جسنے ابتدا مین باضابطہ تعلیم پائی ہو اور مختلف ماسٹرون کی تادیب اور با اصولون کا لحاظ کی جو کئین دیکھی ہون آسان ہے مگر اسمین کچھ شک وشبہ نہین کہ باوجود اس آسانی اور سہولت کے پھر بھی اس قسم کی دقتین اور مشکلات پیش آتی ہین کہ جنکے حل کرنے کے واسطے بڑی استقامت اور استقلال کا رہبر ساتھ لینا ضروری اور لازمی ہے جب تک یہ دو مددگار ساتھ نہون تب تک حصول کامیابی کی امید ایک موہوم امر ہے

(۴) علم حاصل کرنے یا کرانے کے واسطے ضروری اور لازمی امر ہے کہ ایسے اشغال
اور افکار سے قطعاً احتراز کیا جائے کہ جو بالذات حصول علوم کے مانع اور مزاحم ہوں
انسان کی طبیعت بڑی نازک اور متلون الحالت ہوتی ہے اوسکے واسطے ذرا ہی خلاف [illegible]
خیال کیا گیا ہے انسان کی طبیعت اوسی صورت میں کسی خاص امر کو بوجہ احسن حاصل
کرسکتی ہے کہ جب اوسکے مقابلہ میں موانعات اور مزاحمات کا وجود نہو علم کا حاصل کرنا
یا کرانا نہایت ہی مشکل ہے زیادہ تحصیل یا حاصل کرنے میں ہر قسم کے مخالفات اور مزاحمات
اور موانعات حائل ہونے کا قوی احتمال ہے کہ جو بالذات سلسلہ تعلیم و تعلم کے
انسداد اور ابتری کے واسطے کافی ہیں انسان کی طبیعت ہمیشہ ایسے امر کو قبول کرنا
چاہتی ہے کہ جسمیں ہر ایک قسم کی آسانی اور سہولت ہو اوس امر کو کہ جسمیں زیادہ
کے واسطے محنت کا اوٹھانا ضروری ہو نہایت وقت کے ساتھ قبول کرتی ہے
بالخصوص جب ایسے امر کی تحصیل یا حاصل کرنے میں رکاوٹوں کا مقابلہ ہو جاتا ہے
تو زیادہ تر اوسی کاہل اور غافل ہوجاتی ہے اس امر میں کچھ شک نہیں کہ
چند مدت تک علوم کا حاصل کرنا یا کرانا بہت ہی مشکل ہے خصوصاً انسان کی طبیعت
اوکھڑ جاتی ہے خصوص اوس نازک موقعہ پر کہ جب اوسکو مختلف قسم کے موانعات
اور رکاوٹوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے مختلف قسم کی رکاوٹیں اور موانعات اوسی صورت
میں پیدا ہوتی ہیں کہ جب انسان کے مزاج اور طبیعت پر قسم قسم کے اشغال اور
افکار کا ورود اور ہجوم ہو جب مختلف قسم کے موانعات اور رکاوٹوں کا ورود اور ہجوم
صرف اشغال اور افکار کا ہے موجب اور اثر ہے تو لازم اور ضروری ہو کہ طبیعت
کو اشغال اور افکار سے مامون اور محفوظ رکھا جاوے تاکہ رکاوٹوں اور موانعات
کا ظہور اور حدوث نہو اشغال اور افکار کا بند اور دور ہونا یا کرنا اوس صورت میں
ہوسکتا ہے کہ جب ہماری طبیعت یکسو اور مستقل ہو ہماری طبیعتیں صرف علم کے

حاصل کرنے یا کرانے کی جانب متوجہ ہونے لازم ہین اونمین اس قسم کی یکسوئی اور استقلال درکار ہے کہ اونکو اور اشغال اور افکار کی مطلقاً خبر ہی نہو اگر خبر ہو تو دیدہ و دانستہ اونکی طرف متوجہ نہون جو لوگ ضابطہ کے طور پر دوسرے ماسٹرون یا اوستادون سے تعلیم اور تربیت حاصل کر چکے ہین اونکے واسطے اور اشغال اور افکار کا اپنی طبیعتون مین جگہہ دینا معیوب نہین ہے کیونکہ اونکو اور مختلف اشغال اور متفرق افکار کا پورا کرنا بھی ضروریات مین سے ہے اور اونکی طبیعتین بوجہ مناسبت اور استقلال اشغال اور افکار کے نقصانات سے محفوظ رہتی ہین -

(۵) - علم حاصل کرنے یا کرانے کے زمانہ مین طلاب کو اسقدر مجبور اور پابند نکرنا چاہیئے کہ جس مین اونکی قوائے اور طاقتین بالکل کمزور اور ضعیف ہوجاوین - بلکہ اونکے واسطے اس قسم کے اشغال بہم پہونچانے لازم ہین کہ جنکے پورا کرنے سے اونکی قوتین اور طاقتین اپنے اپنے مرکز پر ثابت اور قائم رہکر روز بروز زور اور رونق پکڑین طلاب کو سارا دن قیدیون کیطرح باندھے اور جکڑے رکھنا اصول طب کے خلاف ہے طب اس بات کی اجازت نہین دیتی کہ انسانون کی طاقتون اور قولون کو بیجا طور پر نقصان پہونچا کر کمزور یا ضعیف کیا جاوے طب کے اصول اوس روش اور طریق عمل کے بالکل خلاف اور متضاد ہین اونکا یہ ہرگز منشا نہین ہے کہ طالبعلمون کو صرف تعلیم پر ہی مقہور اور مجبور کیا جاوے اونکا یہ منشا اور اصول ہے کہ طالبعلمون کی بدنی صحت اور تندرستی کے قائم اور ثابت رکھنے کے واسطے کسی نہ کسی قسم کی محنت اور ریاضت کا مقرر کرنا ایک لازمی اور ضروری امر ہے جب تک طلاب کو بدنی صحت اور تندرستی نصیب اور حاصل نہوگی تب تک علوم اور فنون کا کامل اور عمدہ طور پر حاصل کرنا مشکل امر ہے ایسے طالبعلم کہ ایام تعلیم مین جنکے واسطے کوئی بدنی ریاضت مقرر نہین ہوتے بعد ایام تعلیم کے نہایت ہی ضعیف القوی اور

نحیف البدن ہوجاتے ہین سوا ے اسکے کہ مسجد یا مندرون مین کتاب کے کیڑے
بنے رہین اور کسی کام کے نہین رہتے نہ مزدوری کرسکتے ہین اور نہ ملٹری کامون مین شامل
ہو سکتے ہین اور نہ کسی زور آور اور محنت کے کام مین پورے اوتر سکتے ہین اگر کسی نے
مسجد یا مندرون مین بیٹھے بٹھائے روٹی اور بھوجن لادیا تو بہتر ورنہ پہرون بھوکے ہی پڑے
سراپ دیتے رہے جو لوگ ذرا کچھ طاقت ور اور بدن کے مضبوط اور فربہ تازہ ہوے
وہ سوائے لکھنے پڑھنے اور نازک کامون کے اور کچھ کر ہی نہین سکتے دو چار میل پیدل
چلنا اونکے واسطے ایسا دشوار اور مشکل ہے کہ گویا سر پر ایک بڑی بلا پڑ گئی یہ کم ہمتی
اور کمزوری اور کاہلی صرف اسیواسطے ہی کہ ایام تعلیم مین اونکو کسی کڑی اور محنت طلب
کام پر لگایا نہین جاتا اس سبب سے اونکی طاقتین کمزور ہوکر پست ہوجاتی ہین
اور وہ محنت طلب اور زور آور کام کے کرنے سے رہ جاتے ہین اگر ایام تعلیم مین طالبعلمو
کے واسطے ریاضتین کام اور اشغال مقرر کیجاوین تو اونکی قوتین اور طاقتین ضرور
مضبوط اور زور آور رہین اور بعد ایام تعلیم و تربیت آرام اور مضبوطی سے زندگی بسر
کرین جو لوگ علم پڑھ جاتے ہین وہ دنیا کی محنتون اور کامون سے سبکدوش نہین
ہوجاتے اونکو بھی اوسیطرح پر دنیا کے مختلف کامون اور متفرق ضرورتون کو پورا
کرنا اور نبٹانا پڑتا ہے کہ جسطرح پر اور ساری مخلوق پورا کرتی اور نبٹاتی ہے
جب علم کا حاصل کرنا انسان کو دنیا کے مختلف کامون اور محنتون اور زندگانی کے
ضروری ضروریات سے سبکدوش نہین کرسکتا تو پھر جان بوجھ کر اپنی نسلون کو
ضعیف القوی اور نحیف الابدان بنانا دانائی اور دور اندیشی کے خلاف نہین ہے
تو اور کیا ہے انسان کے قوی اوسی صورت مین صحیح اور سالم رہ سکتے ہین کہ جب اونکو
مناسب ریاضت کا مانوس اور خوگیر بنایا جاوے البتہ اسمین کچھ شک و شبہ نہین
کہ طلاب کو ناجائز کھیل کود سے ضرور منع کرنا چاہیے کیونکہ اس سے سلسلہ تعلیم کی

عمدگی مین فرق آنے کے علاوہ بباعث نامناسب اور بے ڈھنگی کھیل کود کے
طالبعلمون کی صحت اور تندرستی مین بھی فرق اور کوئی نقصان اور مضرت پیدا ہونے
کا اندیشہ ہے طالبعلمون کے واسطے جو ریاضت مقرر ہو اوسکے باقاعدہ پورا کرانے
کے واسطے کسی ہوشیار کپتان یا ماسٹر کے تعین کی ضرورت ہے جب تک ناتجربہ کار
طالبعلمون کے سر پر کوئی ہوشیار کپتان یا مدبر ماسٹر مقرر نہ کیا جاویگا تب تک ریاضت
مقرر اور معینہ کا اعتدال اور فائدہ اور نتیجہ حاصل نہوگا طالبعلمون کی طبیعتین ابتدائی
دنون مین بباعث ناپختگی عقل و ناتجربہ کاری اسقدر مدبر اور مجوز اور متحمل اور دور اندیش
نہین ہوتین کہ اپنے طور پر بلا کسی دوسرے ہوشیار اور دانا شخص کے واجبی نگرانی
اور حفاظت کے کسی امر کی غایت اور فواید کو حاصل کرین اور یہ بھی اندیشہ ہے کہ ایسی
حالتون مین خودمختاری کے باعث آپسمین لڑائی اور فساد ہو جاوے اور اوسکا اثر تعلیم
اور تربیت کے واسطے مضر اور نقصان رسان ہو اگر ان متلون الامزجہ اور ناتجربہ کار
طالبعلمون کے ساتھ کسی ہوشیار مستعد کپتان یا مدبر ماسٹر کو مقرر کیا جاوے تو سب
قسم کے احتمالات رفع ہو جاوینگے اور طالبعلمون کو اوس کپتان یا ماسٹر کے تدبیر یا تجویز
یا تجربہ کے استعمال اور دیکھنے سے اپنے طور پر بھی مادہ تدبر اور طاقت تجویز و تجربہ حاصل
ہو جاویگی جو اونکی اگلی عمر یا زمانہ کے واسطے نہایت مفید ثابت ہوگی —

(۴) — امر چہارم علم حاصل کرنے یا کرانے کے واسطے مندرجہ ذیل وسیلہ کی ضرورت
ہے — اگرچہ اوسکے سوائے اور بھی بہت سے وسائل ہین مگر انکو کمالیت اور کلیت
حاصل نہین یہ وسیلہ اون سب پر محیط اور محتوی ہے — امر چہارم کے بیان کرنے مین
تین لفظ مندرجہ ذیل یعنے ولی جائز اور زمانہ تمیز اور تدابیر ضروریہ مستعمل ہونگے
چونکہ ان الفاظ کو مختلف معنون پر قیاس کیا جا سکتا ہے — اسواسطے خاص طور پر
انکے معنے بیان کیے جاتے ہین — ولی جائز کے لفظ سے ہر ایک ایسا ولی مراد ہے

کہ جیسا حقیقی باپ یا مان یا بھائی بہن یا کوئی اور رشتہ دار یا مہتمم اور منتظم خانہ یا محافظ یا نگران ہو جسے کسی ولی جائز کے لقب سے ملقب ہو۔ زمانہ تمیز سے وہ زمانہ مراد ہے کہ جس مین ہر ایک انسان تعلیم اور تربیت کے لائق ہو جاتا ہے۔ عام اس سے کہ کسی قسم کی تعلیم و تربیت ہو اور عام اس سے کہ اوسکو زمانہ مذکور مین تعلیم دیجاوے یا نہ دیجاوے۔ تدابیر ضروریہ سے وہ تدابیر مراد ہین کہ جو ولی جائز کی طرف سے انسان کی تعلیم اور تربیت کے واسطے ضروری الوجود ہوتے ہین — ہر ایک انسان کی ابتدائے حالت جو کہ پیدائش اور ولادت سے شروع ہوتی ہے۔ عموماً چار قسمون پر منقسم ہے

اول یا تو انسان پیدائش کے وقت اپنے آپ کو ایک ایسے ولی جائز کے زیر سایہ پائیگا کہ اسکے تمیز پکڑنے تک اسکے سر پر قائم نہ رہیگا خواہ کسی سبب سے ہو۔

دوم یا ایک ایسے ولی جائز کے زیر سایہ پرورش پاکر زمانہ تمیز مین قدم رکھیگا۔ جو بہمہ صورت مستعد اور ہوشیار اور لیئق اور صاحب تدبیر اور صاحب مال و زر ہو۔

سوم۔ یا ایک ایسے ولی جائز کے زیر سایہ پیدا ہوگا کہ جو باوجود ہوشیاری اور استعداد اور لیاقت اور خوش خیالی کے بعض اسباب لاحقہ مثل افلاس و ناداری و افکار کثیرہ و علالت وغیرہ سے مجبور و ناچار ہو کر تدابیر ضروریہ و تجاویز لازمیہ سے قاصر اور عاری ہو

چہارم یا ایک ایسے ولی جائز کے زیر سایہ پیدا ہوگا کہ جو باوجود لیاقت ذاتی و تونگری و خوشحالی وغیرہ بباعث بے علمی و بے وقوفی و کاہلی و غفلت و عدم دور اندیشی وغیرہ تجاویز لازمیہ اور تدابیر ضروریہ کے پیدا کرنے اور استعمال مین لانے یا قائم رکھنے سے قاصر اور عاری ہو

یہ ہر چہار باتین اور صورتین ایسی کثیر الوجود اور کثیر الوقوع ہین کہ کسی صورت مین انکے وجود اور تاثیرات سے انکار نہین ہوسکتا۔

ہر انسان مین ان چارون صورتون مین سے کسی نہ کسی صورت کا وجود اور نشان پایا جاتا ہے جب یہ ہر چہار صورتین ضروری الوجود اور کثیر الوقوع ہین اور کوئی انسان

اسنے خالی نہین -- تو ہم کہتے ہین کہ علم حاصل کرنے یا کرانے کے واسطے پہلا وسیلہ ایسے
ولی جایز کا ہونا ہے کہ جو ہر ایک طرح کے مستعد اور ہوشیار اور لائق اور دانا اور صاحب حوصلہ
اور صاحب دوراندیشی اور زمانہ موجودہ کی حالتون اور ضرورتون اور روشون کو جاننے
اور سمجھنے والا ہو مگر افسوس ہے کہ ایسا ولی جایز تمام انسانون کو حاصل نہین ہوتا
اگر انسانی جماعتون مین سے اکثر اشخاص کو خوبی قسمت سے ایسا ولی جایز حاصل ہوا
بھی تو اوس سے یہ استدلال نہین کیا جا سکتا کہ کل دنیا یا دنیا کے ایک مخصوص ملک
کے رہنے والون کو اوس قسم کا ولی جایز حاصل ہے یا یہ کہ وہ تمام انسانی نسلون کے
واسطے اور [illegible] ہے اس بات مین کچھ شک وشبہ نہین کہ جب تک علم حاصل کرنے والے
کو اوصاف مذکورہ کا ولی جایز حاصل نہووے تب تک سلسلہ تعلیم وتربیت ایک خوبی اور
استحکام سے قائم اور ثابت نہین رہ سکتا ہے باعث ہو کہ ملک ہندوستان کے اکثر
[illegible] تعلیم وتربیت تہذیب وشائستگی ترقی وبہتری خوشحالی وحسن معاشرت
کی ضروری دیگر باتون کے حاصل کرنے سے محروم رہتے ہین اور اونکے لیے بہت سے اونچے
[illegible] خاندان اور معزز گھرانے برباد ہو جاتے ہین - اگر چہ شایستہ
کہ تمام انسانون کو جو تعلیم وتربیت پاوے اور تہذیب وشائستگی حاصل کرنے کے
لائق ہوتے ہین اوصاف مذکورہ کا ولی جایز حاصل ہو تو تعلیم وتربیت کا سلسلہ
ایک خوبی اور پختگی سے قائم اور ثابت رہکر ملک اور قوم کے حق مین بہت فائدہ بخش
ثابت ہو جو انسان تعلیم وتربیت پانے کے وقت مین اوصاف مذکورہ کے ولی جایز کے
ساتھ اور مدد سے محروم رہجاوے وہ شاید کسی شاذ ونادر صورت مین ہی تعلیم وتربیت کے
حصول مین کامیاب ہوگا گمان غالب ہے کہ ایسا شخص یا ایسی نسلین خراب وخستہ ہو کر
ملک وقوم کے حق مین نقصان رسان اور ننگ ثابت ہونگے اب ہمکو انصاف اور عدالت
اور ہمدردی انسان کے تقاضا سے اس بات پر غور کرنی چاہیے کہ جا بروا ج قسم کے کثیر الوقوع

اور ضروری الوجود ولیون مین سے ایک ہی ایسا ولی جائز ہے کہ جسکا وجود انسانی نسلون
کے حق مین سعید ثابت ہوا ہے باقی اوصاف کے تین ولی مفید نہین ہین ایک ہی ایسا
ولی جائز ہے کہ جو سلسلہ تعلیم و تربیت کے قائم رکھنے اور انسانی نسلون کے مہذب اور
لائق بنانے کے واسطے کافی شمار کیا گیا ہے باقی کے ولی جائز محض بربادی اور خرابی
کے موجب ہین انکا عدم اور وجود برابر ہے جو ولی جائز مر گیا یا کسی اور سبب سے معذور الحال
ہوگیا اس سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے جو ولی باوجود لیاقت اور ہوشیاری کے
افلاس اور ناداری اور تنگی و زیر باری سے مجبور ہو وہ کیا کر سکتا ہے جو ولی باوجود
دولتمندی اور تونگری کے وحشی الطبیعت ہو اوسکی تجویزین اور تدبیرین کیونکر
مفید خیال کیجا سکتی ہین — جب تک ایک ہی ولی جائز جو عام طور پر نہین پایا جاتا
انسانی نسلون کی تعلیم و تربیت کے واسطے کافی اور مفید ہے تو بڑی خرابی اور بربادی
کا موجب ہوگا کیونکہ لازم تو یہ ہے کہ انسان کی تمام نسلین زیور تعلیم و تربیت سے مزین
اور مزیب ہون اور یہان یہ حالت مقصود ہے کوئی ایسی تجویز کرنی چاہیے کہ جنسے
عام طور پر ولی جائز کا رتبہ پیدا کرکے ہر ایک شخص کی نسل کو خاص طور پر ترتیبی اور
علمی فائدہ پہونچایا جاوے قدرتی طور پر تو یہ ضروری رتبہ مل نہین سکتا ہان اگر
انسانی نسلین بہیئت مجموعی اس رتبہ کے پیدا کرنے مین کوشش کرین تو کچھ مشکل
نہین کیونکہ اور قومون کی کوششون سے اس قسم کے مراتب پیدا ہو چکے ہین
ملک ہندوستان مین سے جائز ولیون کا جو اوصاف مذکور سے موصوف ہون
پایا جانا نہایت مشکل ہے یہی باعث ہے کہ ہندوستان کی نسلین روز بروز بے علمی
اور جہالت کے دریاے موج مین غرقاب ہوتے جاتے ہین اور ہندوستان کے
معزز سربرآوردہ خاندان اور گھرانے جو اگلے وقتون مین اپنی شرافت ذاتی اور
علم و فضل کے سبب مشہور و معروف تھے برباد و رائیگان ہو کر کوڑہ کرکٹ کیطرح

اُوڑ رہے ہین ہندوستانیون کی عزیز الوجود نسلین اور لخت جگر جب جوان ہوتے
ہن تو عموماً ایسی ردی اور ناقص الحالت مین ہوتی ہین کہ جنکو ہندوستان کا
ننگ و عار کہنا ذرا بھی زیادتی نہین ہندوستان کے شریفون اور امیرون اور
غریبون کی نسلین جائز ولیون کے نہونے کے سبب دریاے حماقت اور بحر جہالت
مین بہ رہی ہین - بجاے شریف اور مہذب بننے اور علم و فضل اور شائستگی
اور بہتری اور ترقی حاصل کرنے کے بدمعاش اور لوندے اوباش منکر دین و مذہب
مبطل ذات باری رنڈی باز - شراب نوش - جواری - چرسی - بھنگڑ
رہزن - چور - منافق - کاہل - بے علم - بے عقل بدہ بدہ فاسق و فاجر
احمق و جاہل بدخلق بے ادب و بدرو و بدروش بے سلیقہ فضول خرچ کم گوش
ضدی مغرور بے قدر و بے عزت متعصب و ہٹ دھرم مفلس و کنگال وحشی
و غیر مہذب کثیف و خبیث یا وہ گو بے وقوف تنگ خاندان بنجاتے ہین یہ یا تو
اسواسطے ظہور مین آتی ہین کہ ایام مناسبہ مین ایسے لوگون کے سر پر دلی جائز کوئی
نہین ہوتا شتر بے مہار کیطرح جدھر جی چل پڑے کوئی پرسان نہین
نہ کوئی قاعدہ نہ کوئی اصول ہے نہ کوئی ڈھنگ ہے نہ کوئی طریق ہے اگر شراب نوشی
اور رنڈی بازی کا چسکہ پڑگیا تو پھر کیا چار ہی دن مین گھر بار کو خاک سیاہ کر دکھایا
اگر قمار بازی پر دل آگیا تو اپنا پرایا سب کچھ اوجاڑ دیا اگر بھنگ اور چرس پر شیدا
ہوگئے تو لگے ہر روز قدح پر قدح چڑھانے اور دم پر دم لگانے اگر چانڈو مدک اور
گانجہ پر دلیل آگئی تو اللہ ہی حافظ اگر شہدون اور لچون اور اجلاف ناکارون کے
صحبت مین رہنے کی لت پڑگئی تو شب و روز انکھین نسے خدا ملا ہے نہ باوا کی خبر
نہ بیوی کی خبر بال و بچہ عیال و اطفال بھوکھے مرتے ہین اور میان صاحب چشم بد دور
قدح بھنگ یا دم چرس ہاتھ مین لیئے گل چھرے اوڑا رہے ہین اگر فضول خرچی اور

فسق و فجور کی طرف میلان ہو گیا تو دو ہی دن مین املاک جدی اور وراثت پدری کے ٹکڑے کر لیے اگر یون بھی پوری نہ پڑی تو چوری چکاری سے ہاتھ رنگ لیے ہر روز بازارون اور گلیون مین رنڈیون اور فاحشہ عورتون کو چھیڑتے اور چھیڑاتے دیکھے اور بدکارون کے پیچھے پھرتے ہین نہ اپنی عزت پر نظر نہ اپنے سلاف کی عزت کا خیال اگر ٹھٹھون اور مسخرے کی طرف خیال آیا تو دونون مین ہی کمال کر دکھایا بھانڈون اور نقلیون کے کان کاٹنے لگے اگر کفر و الحاد کی طرف جھک پڑے تو بزرگ و ولی اوتار چھوڑ کر خدا سے بھی منھ موڑ لیا اگر آزادی پر نظر ہوئی ۔۔ (آزادی کی [illegible] حقیقی آزادی کی مذمت مراد نہین کیونکہ وہ تو [illegible] کے سوا [illegible]) تو [illegible] اپنے پرائے خورد و بزرگ چھوٹے بڑے سب کو [illegible] لاٹھی سے ہانکنا اقتضا [illegible] کا کیا پوچھنا کاسہ گدائی ہاتھ مین لیے شہر کے [illegible] دروازون کو دیکھ [illegible] کرتے پھرتے ہین کہ کہین سے ٹکڑا پاؤ [illegible] بے عملی اور بے اتفاقی کا [illegible] ہے کہ سوائے چند چھوٹے قصے کہانیون کے اور کچھ [illegible] اتفاق [illegible] صورت آ کر قوم قوم سے اور بھائی بھائی سے باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے لڑ جھگڑ رہا ہے کاہل اور مغرور اسدرجہ کی کہ خدا کی پناہ انصاف اور خیال کرنے کا موقع ہے کہ جس ملک کی نسلین اسقدر ابتر و خراب حالت مین ہون وہ ملک اور اس ملک کی قومین غیر ملکون اور غیر قومون کی نظرون مین کیا رتبہ رکھتے ہونگے یہ سب خرابیان اور بربادیان کیون ہوئین اسواسطے کہ ہندوستانی نسلون کی درستی و اصلاح کے واسطے عام طور پر جائز ولیون کا وجود پایا نہین جاتا جو نہایت ضروری اور لازمی ہے اوصاف مذکورہ کے جائز ولیون کا ملک ہندوستان مین نہ پایا جانا خود اہل ہندوستان کی غلطی اور کم فہمی اور لاپرواہی اور نا اتفاقی کا اثر اور نتیجہ ہے اگر ہندوستانی اوصاف مذکورہ کے جائز ولیون کے پیدا کرنے مین کوشش کرین تو ایک

ایک آسانی سے پیدا ہوسکتے ہین ۔ ہندوستانیون کی پہلی غلطی یہ ہے کہ وہ اپنی نسلون کی اصلاح و درستی کے واسطے خاص طور پر توجہ اور غور نہین کرتے بلکہ اپنی عزیز نسلون کی درستی و اصلاح کو عام معاملہ کے مانند بھی نہین سمجھتے ۔ دوسری یہ غلطی ہے کہ اپنے مال اور دولت مین سے کوئی حصہ خاص طور پر اپنی اولاد اور نسلون کی تربیت اور تعلیم کے واسطے خاص نہین کرتے بیجا باتون ناروا کامون اور غیر مفید امورات اور واہیات معاملات کے انصرام مین اپنی دولت کو برباد کردیتے ہین ۔ تیسری یہ غلطی ہے کہ ہندوستانیون کے یہان تعلیم و تربیت کے قوانین ضروریہ اور قواعد مناسبہ مدون اور مقرر نہین ہین ۔ چوتھی یہ غلطی ہے کہ ہندوستان کے لوگون نے اب تک کوئی ایسی تجویز نہین کی کہ جس سے اون نسلون کی تربیت و تعلیم پوری ہوسکے کہ جنکو کوئی ولی جائز موصوف باوصاف مذکورہ حاصل نہین یا یہ کہ اونکی واجبی تعلیم اور تربیت کے واسطے کوئی ولی موجود نہین ۔ پانچوین یہ غلطی ہے کہ ہندوستانیون کی جائداد متروکہ کے ضروری انتظام کے واسطے جو اکثر اوقات بے وارث یا بے منتظم رہ جاتی ہی کوئی تجویز اور اصول مقرر نہین جس سے نابالغ یا کم عقل وارثان جائداد کی تعلیم و تربیت کو ایک بھاری چشم زخم پہونچتا ہے ۔ چھٹی یہ غلطی ہے کہ ایسی جائدادون اور مال و دولت کے انتظام کے واسطے کہ جسکا اصلی وارث اور مالک زندہ اور موجود ہے لاکن فضول خرچ یا کم عقل یا مخبوط الحواس اور ناقص الحالت ہونے کے سبب سے اپنی جائداد اور مال و دولت کی ترقی اور بحالی کا بندوبست نہین کرسکتا ذاتی یا قومی طور پر کوئی قاعدہ اور اصول مقرر نہین ۔ ساتوین یہ غلطی ہے کہ اون نسلون کی تادیب اور تنبیہ کے واسطے جو واجبی اور معمولی گفت اور شنود اور تادیب سے نادرست ہوسے ہون قطعی طور پر کوئی قاعدہ اور تجویز مقرر نہین ہے جائز دیون کے پیدا

کرنے اور سلسلہ تعلیم و تربیت کو لازمی طور پر رونق اور ترقی دینے کے واسطے ضروری ہے
کہ ہم ان سات غلطیون کو قطعًا دور کرین -

اوّل اپنی نسلون اور اولاد کی تعلیم اور تربیت کو ایک ضروری اور خاص معاملہ
سمجھین اور دل سے اس امر پر فکر اور غور کرین کہ ہماری نسلین کیونکر اور کسطرح
لائق اور مہذب اور تعلیم یافتہ بن سکتے ہین - اس معاملہ کو تمام معاملات سے فائق
اور برتر قرار دین اور معاملات کو پیچھے اور اوسکو پہلے رکھنا چاہیے اولاد کی پیدا ہونے
شادی اور خوشی کا پیچھے خیال کرنا لازم ہے - پہلے اوسکے تعلیم و تربیت سے فکر
کرنی چاہیے - دوسرے یہ کہ اپنے مال و دولت اور جائداد سے کوئی مناسب حصہ
اپنی اولاد کی درستی اور تعلیم و تربیت کے واسطے خاص کرنا چاہیے بلکہ اپنی
زندگی کی حالت مین وصیت کردینی چاہیے کہ ہماری جائداد سے اسقدر حصہ ہماری
اولاد کی تعلیم و تربیت کے واسطے وقف اور مخصوص ہے تاکہ ... اور ورثا وغیرہ
کو قطعًا بند کرکے بجاے انکے اولاد کے تعلیمی ... کو قائم اور ... رکھنا ...
واہیات کامون اور لغو امورات سے کچھ فائدہ نہین - فائدہ یہین ہے کہ دنیا مین
رہکر اپنے آپ اور اپنی اولاد اور عزیز نسلون کو مہذب اور تعلیم یافتہ اور لایق بناوے
یقین جانو کہ جو آدمی دنیا مین رہکر غیر مہذب اور غیر تعلیم یافتہ ہوا وسکے واسطے بہتر
تھا کہ دنیا مین ایک دم نہ رہتا زندگی وہی اچھی ہے کہ جو عقل اور فہم اور علم اور فضل
کے ساتھ ہو جاہل آدمی اگرچہ کتنا ہی مال دار اور حسین اور ذی رتبہ اور ذی عزت
اور مشہور ہو تب بھی اوسکی کوئی اور عزت نہین ذی علم اگرچہ کیسا ہی خراب اور خستہ
حال ہو تب بھی ایک بڑی قدر اور عزت اور وقار کے لایق ہے - تیسرے یہ کہ
اپنی نسلون کی تعلیم و تربیت کے قوانین آپ نہ بنانے چاہیئین جب تک اس قوم کو
اصلی ترقی نہین حاصل ہوسکتی - چوتھے یہ کہ ان نسلون کی تعلیم و تربیت کے واسطے

جنکو کوئی ولی جائز موصوف باوصاف مذکور حاصل نہین - یا یہ کہ اونکی واجبی تعلیم و تربیت کے لئے ولی موجود نہین ایسے معقول اور جیسے تجویز کرنی چاہیے کہ جو مفید ہو قومی اتفاق کے ذریعہ سے ایک ایسی کمیٹی قائم کیجائے کہ جو ایسی نسلون کی تعلیم و تربیت کی متکفل اور حامی ہو - اوس کمیٹی کو اون یتیم نسلون کا ولی جائز قرار دیکر اس امر پر مستعد کرنا چاہیے کہ اون نسلون کی تعلیم و تربیت مین نہایت اچھی سعی اور کوشش کرے اگر قومون کے اتفاق اور جوش ہمدردی انسانی سے اس قسم کے مبارک کمیٹیان مقرر یا قائم ہو جائینگے تو قوم کے یتیم اور غریب نسلون کو بہت فائدہ حاصل ہوگا - پانچوین ہندوستانیون کے مال و دولت اور جائدادہاے متروکہ کے انتظام کے واسطے اس قسم کی مضبوط اور ایماندار سوسائٹیان مقرر اور قائم ہونی چاہئین کہ جنکی کوشش اور تدبیر سے جائدادہاے مذکور قائم رہین - بہت نسلین صرف اس واسطے تعلیم و تربیت کے حاصل کرنے سے محروم رہجاتی ہین کہ اونکے بزرگ اتفاقاً بباعث فوت یا کسی اور باعث سے معذور الحالت ہو جاتے ہین تو اونکی جائداد اور مال و دولت نا تجربہ کار منتظمین کے ہاتھ مین منتقل ہو کر بجاے اسکے قائم رہنے اور ترقی کرنے کے برباد اور خراب ہو جاتی ہے جس سے اون نسلون کی تعلیم و تربیت مین ایک بھاری نقصان اور ابتری واقع ہوتی ہے اگر قومی اور ایماندار سوسائٹیان اس قسم کی متروکہ جائدادون کے قائم رکھنے اور ترقی دینے کا ذمہ اوٹھا لینگے تو اون نسلون کے بچاے اور تعلیم و تربیت نہایت عمدہ طور سے ہوگی اس قسم کی قومی سوسائٹیون کا قائم کرنا اور قائم رکھنا کچھ مشکل اور دشوار نہین ہے قومی اتفاق اور یگانگت کے آگے یہ کوئی مشکل امر نہین ہندوستان کے مردہ دل آدمیون کو کچھ کہا نہین جاتا لاکن جوش والی طبیعتون کو جوش دلایا جاتا ہے کہ ایسے مفید سوسائٹیون کے مقرر یا قائم کرنے مین دل سے سعی اور کوشش کرین تاکہ انکی قومی

اور ملکی نسلون کی تربیت اور تعلیم کا مبارک سلسلہ قائم اور پورا ہو۔ چھٹے یہ کہ اکثر
جائدادون اور اموال و دولت کے مالک اور وارث بباعث کم عقلی اور کم فہمی کے اپنی
عزیز جائداد اور مال و دولت کو طرح طرح کی فضول باتون مین برباد کر دیتی ہین —
کہ جس سے انکی اولاد کی تربیت اور تعلیم مین بہت ہی نقصان اور حرج واقعہ ہوتا ہے
بہتر ہے کہ ایسی جائدادون کے قائم رکھنے اور ترقی دینے اور اولاد کے حق مین مفید
بنانے مین پوری پوری کوشش کیجاوے۔ ایسے کم عقلون اور کم فہمون کو جو اپنے
جائداد کو واہیات باتون مین برباد دیتے ہین قومی طور پر وہ رستہ دکھانا چاہیے
کہ جسکے اختیار کرنے سے بہتری اور بہبودی حاصل ہو اگر قوم کے لوگ ملکر اس بیڑہ
کو اُٹھاوینگے تو ضرور کامیابی کا تاج سر پر رکھینگے۔ اور قومی نسلون کے حق مین مبارک
گنے جاوینگے مین اس امر کو مانتا ہون کہ اس زمانہ کے لوگ بیہودہ باتون سے بچنے کو
بہت ہی برا اور مذموم خیال کرتے ہین۔ اگر قوم کے لوگ ایسے لوگون کو برے
خیالات اور فضول باتون کے اقتدار اور پیروی سے باز رکھنا چاہین تو ضرور انکو
کئی قسم کی دقتین اور مشکلات پیش آئینگی۔ لاکن قوم کا جوش ہمدردی اس امر
کا متقاضی نہین ہے کہ اس قسم کی معمولی رکاوٹون اور جاہلانہ مبالغات سے پست ہو
ہوجاوے قوم کے جوش اور ہمدردی کو ایسی چستی اور چالاکی اور تیزی سے ایسی
رکاوٹون اور مبالغات کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ کہ کم فہم اور کم عقل لوگ اپنی جائداد
اور مال و دولت کی صرف اور خرچ کرنے مین عمدہ اور مفید اصولون کی پیروی کرین
جب انسان متفق ہوکر ہمت کرتے ہین تو خدا اونکی ہمت اور ارادہ مین اپنے
فضل و کرم سے برکت اور اثر ڈال دیتا ہے۔ ساتوین اہل ہند کی اکثر نسلین
اسواسطے خراب اور ابتر حال ہوجاتی ہین کہ اونکی تادیب اور تنبیہ کے واسطے
ہندوستان کی قومون مین کوئی اصول اور قاعدہ مقرر نہین بعض لوگ ایسے

ہوتے ہین کہ بگڑکر جلدی اسنوئم ہوجاتے ہین اور بعض دیرسے سُدھرتے ہین اور بعض ایک ہی حالت پر قائم اور ثابت رہتے ہین مودبین اور متنبین کو لازم ہے کہ اپنی تادیبی اور تنبیہی سلسلون کو نہایت استقامت اور استقلال سے قائم اور جاری رکھین اور جو لوگ تاثیرات تادیب اور تنبیہہ سے بالکل محروم رہتے نظر آئین اونکے واسطے یہ طریقہ اختیار کرنا لازم ہے کہ اونکو سلیم امزجہ اور فہیم الطبایع لسلون سے الگ اور جدا رکھین تاکہ اوپر اونکے بُرے خیالات کا اثر نہ پڑے اگر قومی سوسائٹی اس بوجھ کو اپنے سر پر اوٹھا کر یہ انتظام کرے کہ قومی طور پر ایسے لوگون کی حفاظت اور نگرانی اور صلاح کرے اس صورت مین ایسے لوگون کی اصلاح اور درستی کا یقین واثق ہوسکتا ہے اگر سوسائٹی مذکور کی تادیب و نگرانی سے اشخاص مذکور درست اور ٹھیک نہون گے تو اتنا تو ضرور ہوجائیگا کہ اور لوگ اونکے اور اونکے خیالات اور حالات کی تعریف اور پیروی سے احتراز کرینگے جو قوم کے واسطے ایک عمدہ بات ثابت ہوگی کسی قومی سوسائٹی کا اس امر کو اپنے ذمہ ہمت پر اوٹھانا کوئی مشکل امر نہین ہان یہ ضرور مشکل پیش آئیگی کہ قوم کے لوگون کو باہمین اتفاق اور اتحاد پیدا کرنا پڑیگا کیونکہ بلا حصول اتفاق و اتحاد قومی ایسے امور اور معاملات کا انجام پانا مشکل ہی نہین بلکہ نا ممکن ہے —

امر تحصیل علم حاصل کرنے یا کرانے کا زمانہ عام لوگون کی نظر مین تو ایک خاص میعاد تک محدود اور محصور ہے عامہ رائے یہ ہے کہ انسان حد ۲۵ - یا ۳۰ - برس کی عمر تک تحصیل علوم اور کسب فنون کی مبارک وادی مین قدم رکھ سکتا ہے اور جب یہ میعاد گذر جاتی ہے تو بسبب ضعف قوائی اور حدوث افکار مختلفہ اور لحوق اشغال متفرقہ انسان پر فنون کا سیکھنا اور علوم کا حاصل کرنا خیلے مشکل اور دشوار ہوجاتا ہے اگرچہ اس عامہ رائے کو ایک جہت سے تو قبول اور تسلیم کیا جاسکتا ہے اسواسطے کہ

مدارج انسانی کی ابتدائی عمر میں قوتین اور طبعی جذبات اور کششین اور خیالات بالطبع اور قوی الاثر ہوتے ہین ایسی حالت اور زمانہ مین فنون کا سیکھنا اور علوم کا حاصل کرنا کوئی بات مشکل اور دشوار امر دکھائی نہین دیتا لیکن جب انسان کی فطرت اور سرشت کی ذاتی جذبون اور حالتون پر غور کیجاتی ہے تو صاف طور پر اقرار کرنا پڑتا ہے کہ علم کے حاصل کرنے یا کرانے کے واسطے عام لوگون نے جو میعاد اور زمانہ مقرر کیا ہے وہ قطعی نہین ہے قطعی میعاد وہ ہے کہ جسکے گذرنے کے بعد کلیتہً و قطعاً سلسلہ کسب و تعلیم ختم اور منقطع ہو جاوے جب میعاد مقررہ کے گذرنے کے بعد بھی انسانی نسلین کسب فنون اور تحصیل علوم مین کامیاب ہو سکتی ہین تو پھر قطعی کیونکر قرار دیا جاوے ہمارے خیال مین اس قصہ مرضیہ کا فیصلہ یون دینا چاہیے کہ ابتدائی عمر مین بباعث قوی الاثر اور صحیح الحالت ہونے قوتون اور طاقتون کے کسب فنون اور تحصیل علوم کا مبارک مرحلہ ایک آسانی اور سہولت سے طے ہو جاتا ہے اور جب ابتدائی عمر گذرنے کے سبب قوتون اور طاقتون پر مختلف فکرون اور متفرق شغلون اور طرح طرح کے معاملات اور قسم قسم کے مصائب اور امورات کا بوجھ پڑ جاتا ہے تو ذرا محنت شاقہ اور توجہ تام صرف کرنی پڑتی ہے عمر کے دوسرے حصون مین جیسا بہ نسبت پہلی عمر کی محنت اور توجہ زیادہ کرنی پڑتی ہے ایسا ہی مطالب اور مقاصد اور مضامین علوم پر بباعث فرط شوق و کثرت ذوق و ترتیب توجہ و طریق محنت بالکمالیت و بالکلیت دسترس اور کامیابی ہو جاتی ہے لڑکون کی محنت کا طریق اور توجہ کی ترتیب اور شوق و ذوق کی حالت اور مقدار اچھا نہین ہوتا - اساتذہ اور ماسٹرون کی دوڑ دھوپ اور گفت و شنود سے ایک مدت تک کارروائی ہوتی ہے برخلاف اسکے بڑی عمرون کے طلاب اور متعلمین ہمیشہ اپنی ذاتی اشتیاق اور

طبعی جذبات کے وسیلہ سے کاربراری کرتے ہین جو کام کسی دوسرے شخص کے کہنے سننے
سے شروع کیا جاوے اوسمین ذاتی شوق اور طبعی ذوق اوسوقت پیدا ہوتا ہے کہ جب
شروع کرنے والا ذاتی طور پر اوس کام کے فوائد اور منافع اور ضروریات سے واقف
اور ماہر ہوا اور اس حالت کی پیدا ہونے کے واسطے شروع کرنے کے بعد ایک معقول زمانہ
کی ضرورت ہے چھوٹی عمر کے طلاب اور متعلم آباؤ اجداد یا دوسرے ولی جائز کے کہنے سننے
سے کسب فنون اور تحصیل علوم کے مبارک مرحلہ کو طے کرنا شروع کرتے ہین - اسواسطے
اونکو کسی زمانہ مین ہی ذاتی طور پر فنون اور علوم کے فوائد اور ضروریات کا علم ہوتا ہے
اور اوسیوقت اونکی ذاتی اشواق اور طبعی جذبات کی ٹرین کی رفتار شروع ہوتی ہے
بڑی عمر والے اپنے ذاتی اشواق اور طبعی جذبات کے جوش مارنے اور علوم و فنون کی
ضروریات اور فوائد کو وزن کرنے کے بعد وادی فنون اور عرصہ علوم مین قدم زن
ہوتے ہین اسواسطے اونکے اشواق طبعیہ اور جذبات ذاتیہ کے ٹرین ابتدا مین ہی چل پڑتی
ہے اس سبب سے منازل علمیہ اور مراحل فنیہ پر بعجلت تام و بکمالیت مالاکلام پہونچ
جاتے ہین - عام لوگون کی یہ بڑی بھاری غلطی ہے کہ فرضی میعاد کے گذرنے کے بعد
انسان کو کسب فنون اور تحصیل علوم سے محض معذور اور عاری خیال کرتے ہین اس
کمزور اور ضعیف الدلائل کلیہ کو تسلیم اور قبول کرکے بہت لوگون نے بڑی عمر مین کسب فنون
اور تحصیل علوم حتی کہ تحصیل السنہ سے بھی کنارہ جوئی کی ہے یہ ناقص طریق عمل انسانی
ترقی کے واسطے بہت مضر اور نقصان رسان ثابت ہوا ہے انسانی نسلون اور
جماعتون پر لازم اور فرض ہے کہ اپنی عمر کے ہر ایک حصہ مین کسب فنون و تحصیل علوم کو
امر لازمی اور کار ضروری خیال کرین - حکیم کنگ فوزی چینی کا قول ہے کہ انسان کو
کسی حالت مین کسب فنون اور تحصیل علوم سے کنارہ نہین کرنا چاہیئے محصلہ علوم اور
مکتسبہ فنون پر زیادہ عمر قناعت کرنا اون ترقیات اور کمالات کو روکدینا ہے کہ جو خداوند کریم

انسانی نسلون کے واسطے روز ازل اور یوم میثاق سے مخصوص کر رکھے ہین - حکیم سقراط
اور لبقراط اور بو علی سینا اور لارڈ بیکن کا قول ہے کہ انسان وہ ہے کہ جو ہر ایک زمانہ
مین کسب فنون اور تحصیل علوم مین ساعی رہے - کتب سیر اور واقعات الحکماء سے
معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی حکیمون اور فلاسفرون نے بڑی بڑی عمرون مین مختلف
فنون اور علوم کو بڑی خوبی سے حاصل کیا - دور کیون جاتے ہو اس زمانہ کے
انگریزون کو ہی دیکھیئے کہ باوجود اداے فرائض ملازمت و لحوق خدمات مختلفہ و
اشغال متفرقہ کے کس خوبی و عمدگی سے غیر قومون کے علوم اور فنون کو حاصل کرتے ہین
یہ طاقت انگریزون کو ہی نصیب نہین بلکہ ساری انسانی نسلون کو قدرتاً حاصل ہے
جو انسان اس وادی مبارک مین قدم رکھیگا خداے کے فضل و کرم سے کامیاب ہوگا
مگر ہمت اور حوصلہ اور استقامت طبع شرط ہے -

امر ششم علم کو موجودہ زمانہ اور موجودہ زمانہ کو علم سے اخص اور لازمی نسبت ہے
اگر علم حاصل کرنے یا کرانے والے اس اخص اور لازمی نسبت کو ثابت اور قائم نرکھین
تو بجاے فوائد اور منافع کے نقائص اور مضار حاصل ہونے کا اندیشہ اور احتمال ہے
اگرچہ ہر ایک فن اور علم کو بذاتہ ایک درجہ اور صورت مفیدہ حاصل ہے مگر غور کرنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض زمانون مین بعض فنون اور علوم کو بلحاظ ضروریات
و باعتبار معاملات اور فنون اور علوم پر شرف اور تقدم حاصل ہوتا ہے یہ شرف
اور تقدم یا تو قومون اور ملکون کے اپنے ذاتی کوششون اور جوشون سے پیدا ہوتا ہے
اور یا گورنمنٹ کے تبدیل یا گورنمنٹ کے پالیسی کے تبدیل سے ظاہر اور پیدا ہوتا ہے
ان دونون صورتون مین سے کوئی صورت ہو یہ امر ثابت ہے کہ بہرحال اون فنون
اور علوم کا حاصل کرنا مناسب اور ضروری ہے کہ جنکے موجودہ زمانہ مین مانگ او ضرورت
ہو اگر زمانہ موجودہ کے پالیسی اور اغراض کے خلاف فنون اور علوم کو حاصل کیا جاویگا

تو بجاے فوائد کے بڑی بڑی مصیبتوں اور بُری تہمتوں کا اوٹھانا پڑیگا جب زمانہ پلٹے کھاتا ہی تو فنون اور علوم سبھی اوسکے ساتھ ہی چولا بدلتے ہین اگرچہ قومین اور انسانی جماعتین فنون مروجہ اور علوم مرتبہ کو پہلی صورتون پر ہی ثابت اور قائم رکھنا چاہتی ہین مگر زمانہ زور سے انکو اپنا ساتھی اور موافق بنا لیتا ہے قومین اور لوگ تو شب و روز اوس دُھن مین لگے رہتے ہین کہ اپنے اباواجداد اور اسلاف کے طریقون اور اصولون اور روشون کو اپنے حال اور چال کے مخالف پاتا ہے اونکو جھٹ بدل دیتا ہے اور اوس زمانہ مین جسقدر انسانی نسلین پیدا ہوتی رہین اون سب کی طبعی صنعتین اور کششین بالعموم زمانہ کے موافق ہوتی ہین اگرچہ پچھلے زمانون کے بڑے پکے مقلد اور پیدا شین نئی نسلون کو یہ جیل مختلف مزاحم اور مانع ہوتے ہین کہ نئے زمانہ کے روشون اور اصولون کی پیروی اور اتباع نہ کرین مگر ازل کی تربیت یافتہ طبیعتین اور زمانہ کی خو بو حاصل کردہ مزاجین ایسے داؤن پیچ مین کب آتے ہین اگرچہ وہ مروجہ زمانہ کے علوم اور فنون سے بھی جاہل اور ناواقف رہین تاہم اونکی طبیعتین نئے زمانہ کے اصولون کی جانب قدرتاً ہی کچھ نہ کچھ راغب اور مائل ہوتی ہین نئے زمانہ کے حدوث اور ظہور کو طلوع آفتاب سے نسبت دیتے ہین جسطرح طلوع آفتاب سے تمام چیزین اور اجسام اور انفاس بناتے اور جمادی اور حیوانی متاثر اور مستفیض ہوتے ہین اوسیطرح پر جب کسی نئے زمانہ کا آفتاب آسمان قدرت رب الجلیل سے حدوث اور ظہور پکڑتا ہے تمام انسانی طبیعتون اور مزاجون اور خیالات کو جتنے مختلف فنون اور متفرق علوم اور انواع و اقسام کے کمالات اور فضائل مربوط اور منوط ہوتے ہین اپنے موافق اور مطابق بنا لیتا ہے جسطرح پر سورج کی نور آور کرنین اور شعاعین ہر ایک چیز اور جسم پر اپنا اثر اور روشنی پہونچاتی ہین اسیطرح پر آفتاب علوم کی کرنین قلوب اور ارواح انسانیہ کو منور بناتے ہین —

سورج کی کرنین تو اون اجسام اور اشیاء کو ہی روشن اور منور بناتے ہین کہ جو بلا حجاب
اور بلا پردہ ہین اور اونکی ظاہری حالت پر ہی موثر ہوتے ہین - لاکن علمی آفتاب
کی شعاعین اور کرنین انسانی جماعتون کے دلون اور اندرونی حالتون کو صورتا و باطناً
منور و روشن بناتے ہین جسے انفاس بناتے اور جمادی کی حالتین اور صورتین
بھی ہر یک قسم کی ترقی اور رونق حاصل کرتی ہین آفتاب کی کرنون سے شیئون اور
چیزدن مین بجز ایک خاص طاقت کے کوئی اور مادہ اور طاقت پیدا نہین ہوتی
لاکن علمی آفتاب کی کرنون اور شعاعون سے انسانی روحون اور دلون مین اس قسم کے
لطیف اور عجیب اور پاکیزہ اور زور آور اور صحیح طاقتین اور قوی الاثر مادی پیدا ہوتے
ہین کہ انسانی نسلین اونکے ذریعہ اور وسیلہ سے ہزارون طرح کی ترقیئین اور آرائش
اور حکمتین اور صنعتین پیدا کرکے عزت و وقار اور مکرمت و شرف و اعتبار کا معزز اور
عالی رتبہ حاصل کرتے ہین دنیا مین اسوقت جسقدر ترقیات اور عجائبات پائے
جاتے ہین یہ سب علمی آفتاب کی کرنون اور شعاعون کی تنور اور روشنی کا باعث
و موجب ہے -

امر ہشتم انسانی جماعتون کو کون علم حاصل کرنا چاہیے اس امر کے واسطے کہ انسانی
جماعتون کو کون کون علوم حاصل کرنے لازم ہین اول ہم علوم کے بلحاظ اثر کے
تقسیم کرتے ہین علوم دو قسم پر ہین - اول دینی - اور دوسرے دنیوی - علوم دینیہ
تو وہ علوم ہین کہ جنمین معاد کے طریق تبلائے گئے ہین جو انسانون کی روح اور دل
سے متعلق ہین اور جنمین اصل الاصول اور علت العلل خداوند پاک کی ذات اور
وجود کا تعلیم کرنا بیان کیا گیا ہے اور علوم دنیوی وہ علوم ہین کہ جنمین معاد کا ذکر نہین
ہوتا بلکہ امور معاشیہ - اور انسانون کے آپس کے برتاؤ اور زندگی بسر کرنے
کے وسائل اور طریق اونمین مذکورہ ہوتے ہین - پہلے قسم کے علوم کا حاصل کرنا بھی

ہریک انسان پر لازم ہے کیونکہ اوسمین انسان کے واسطے خداشناسی کے وسائل اور اصول درج ہوتے ہین اور ہم اس امر کو بیان کرچکے ہین کہ خداشناسی ایک ضروری امر ہے انسان کے شہوات اور بری باتون کے روکنے اور جائز اور فرض اور ممنوعات کی شناخت کے واسطے مذہبی علوم کا سیکھنا ضروری ہے بہت سے لوگ جو مذہب سے نفرت کرکے علوم مذہبیہ کو ترک کردیتے ہین وہ اصل مین کمال درجہ کی غلطی کرتے ہین مذہب انسان کی حالت اور دل وروح کو کوئی نقصان نہین پہونچاتا مذہب کا طریق اختیار کرنا اور اوسکی پابندی بہرحال مفید ثابت ہوئی ہے انسان بہت برائیون مین گرفتار ہونے کو طیار ہوتا ہے اور دنیا کے علوم کی تاکیدون اور اصولون اور رکاوٹون کو ترک کردیتا ہے یا ترک کرنے کو طیار ہوتا ہے تو ایسے وقت مین اوسکو مذہب کی پابندیان اور شرائط لغزش کھانے سے مضبوطی کے ساتھ روکتی ہین اور انسان اس معرفت اور ضروری روک اور مزاحمت کو دو وجہ سے آسانی اور خوشی کے ساتھ تسلیم کرلیتا ہے ایک تو اسوجہ سے کہ روز کا تجربہ اور رویت اور مذہبی خیالات اسکو اپنے وجود کے فانی ہونے کا اعتبار اور یقین دلاتے ہین اور ایک اسوجہ سے کہ اوسکے نہ قبول کرنے سے اوسکو اپنی سوسایٹی کی طرف سے بدنام ہونے کا اندیشہ اور خوف ہوتا ہے —

دنیوی علوم کے ذریعہ سے بھی انسان بھلی بری باتون مین تمیز کرکے بچ جاتا ہے مگر چونکہ دنیوی علوم مین مقیدانہ پابندی اور سوسائٹی کی بدنامی اور وعید مذہبیہ کا خوف اور ڈر نہین ہوتا اسواسطے انسان دنیا کے علمی اصولون کی کچھ پرواہ نہین رکھتے اونکی اقتدار اور پیروی سے اونکو خودرائے ہوکر کارروائی کرنی پڑتی ہے اور وہ ہی بری باتون اور گناہون کا موجب ہی انسان دنیا مین رہکر تب فتحمندی اور فلاح کا وارث بنتا ہے جبکہ اوسکا دل اور روح کسی نہ کسی قسم کی پابندی کی زنجیر مین

جکڑی ہو – بنتہم اور ڈو لیصاحب کا قول ہے کہ انسان اپنی فطرت مین آزاد پیدا کیا گیا ہے ہمارے خیال مین صاحبان موصوف کا یہ خیال حقیقت کے مطابق نہین ہے ہمارا یہ مذہب ہو کہ انسان اپنی فطرت مین ہی پابندی کے ضروری احاطہ مین لایا گیا ہے انسان کی پیدائش کا شروع اور اوسکا خاتمہ ہمارے قول کے زور کے ساتھہ تائید کرتا ہے جب انسان پیدا ہوتا ہے تو روز پیدائش سے یوم بلوغ تک اوسکو اپنے ماں باپ یا رشتہ دارون یا اورا قربا اور رحم دل لوگون اور پرورش کرنے والون کے اطاعت اور پابندی مین رہنا پڑتا ہے اور جب بالغ ہو جاتا ہے تو پھر اسکو اپنی ضروریات اور حاجتون اور خواہشون کی پابندی کرنی پڑتی ہے یہ تو ظاہری صورت ہی اوسکے طبیعت مین ہی مجبوری کا خیال پایا جاتا ہے ہم اس امر کا اقرار کرتے ہین کہ انسان کی طبیعت مین آزادی کا جوش بھی موجود ہے مگر اس بات سے بھی منکر نہین ہوا جاتا کہ اوس آزادی کے ساتھہ پابندی کا خیال بھی ملا ہوا ہے بعض فلاسفر اس مختصر سے پابندی کے خیال کو خواہش اور میلان خاطر کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہین ہمکو لفظی نزاع سے غرض نہین ہمارا مدعا صرف اسقدر ہے کہ انسان کی طبیعت مین آزادی کے ساتھہ پابندی کا خیال بھی فطرتاً ملا ہوا ہے خواہ کسی طریق سے ہو جبکہ انسان کی فطرت مین پابندی کا خیال پایا جاتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ کسی نہ کسی قسم کی پابندی مین جکڑا رہے البتہ جو پابندیان حکمت اور مصلحت کے انداز سے خارج ہین اونکے اوٹھانے پر انسان کو مجبور نہین کیا جا سکتا – مذہب کا اصل الاصول یہ ہوتا ہے کہ انسان کو فانی اشیاء ثابت کرکے اوس ہستی اور پاک وجود کے ماننے اور یاد کرنے کی طرف توجہ دلائی کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے انسان کی ہستی کی عجیب پتھر کو زندگی کے زمین مین نصب کیا مذہب کا اصل الاصول بلاشک انسان کے سارے تکبرون اور غرورون

اور برے خیالات کو توڑ کر اوسکو سچی اور تسکین اور حقیقی غربت کی طرف توجہ دلا کر خدا کی شناخت کا مقدس راستہ یاد دلاتا ہے۔ ہمارے خیال مین مذہب کے اصولون اور قوانین کی پیروی کرنا انسانی جماعتون کے واسطے لازمی اور ازحد ضروری ہے ہم اس موقعہ پر اس امر کے ظاہر کرنے کی بغیر نہین رہ سکتے کہ ہندوستان کی قومون مین واہیات اور غیر مفید مذہبی جھگڑون کو بہت ترقی ہوتی جاتی ہے جب دو چار آدمی ایک جگہہ پر اکھٹے ہوتے ہین تو سب سے اول مذہب کی بابت جھگڑا شروع ہو جاتا ہے اس غیر موقعہ سوال سے بجاے اسکے کہ دو چار آدمیون کے اکھٹے ہونے سے آپسکی محبت اور اُلفت اور ہمدردی کو ترقی ہو ایک منافرت اور مخالفت کا بیج بویا جاتا ہے ہمارے خیال مین یہ طریق عمل اچھا نہین ہے اس ہمارے قول سے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ ہم کسی مذہبی جماعت یا کسی اور شخص کو جو ایک تہذیب اور اور نیک نیتی کے ساتھ اپنے دل اور روح کے فایدہ اور نجات کے واسطے حق کی تلاش کرتا ہے روکنا چاہتے ہین ہمارا یہ منشا اور مدعا نہین ہے ہم صرف یہہ چاہتے ہین کہ بیجا طور پر مذہبی جھگڑون اور شورشون کو رونق اور فروغ نہین دینا چاہیے جیسے انسان کو اپنے دل اور روح کی درستی اور اصلاح کے واسطے علم معاد کی ضرورت ہی ایسا ہی اوسکو دنیا کی ضرورتون اور کامون کے پورا کرنے اور چلانے کے واسطے علوم اور فنون دنیوی کی حاجت اور ضرورت ہی جب انسان مان کے پیٹ سے نکل کر دنیا کی پر مصیبت اور فانی میدان مین پاؤن رکھتا ہی تو فوراً اوسکے ساتھ دنیا کی مختلف ضرورتین اور پابندیان اور نشیب و فراز اور دقتین اور مزاحمتین آموجود ہوتی ہین وہ چھوٹا جیسا منھہ اور کان اور آنکھ اور سر اور ہاتھ پاؤن بے کل ہوکر مارتا ہے سچ پوچھو تو اوسے کوئی درد اور دُکھ نہین ہوتا ہے اوسے کوئی ستاتا نہین ہے بلکہ دنیا کی گرم ہوا اوسکے کانون مین چپکے سے پھونک

دیتے ہے کہ اے بچہ تجھکو دنیا کے مواج اور قہار سمندر مین ڈالا گیا تیرے پاس کوئی کشتی اور ناو نہین ہاتھ اور پانون مار کے اپنے حوصلہ اور ہمت سے مقصود کے کنارے پر جا ٹھہر یہ مقام ارام اور چین کرنے کا نہین ہے بلکہ مختلف دقتون اور مصیبتون کے اوٹھانے کا یہان ہاے ہوے سے کام نکلتا ہے۔

جب لڑکا یا لڑکے پیدا ہوتی ہی تو اوسکو جلدی سے کپڑے مین لپیٹ کر چارپائی پر لٹا دیتے ہین اس عمدہ ترکیب سے اس ننھی سی پیدائش کو سمجھایا جاتا ہے کہ دنیا کے گھر مین بڑی ترکیب اور حفاظت سے رہنا چاہیے۔ جب بچہ یا بچی دو تین روز کا ہوتا ہے تو دایہ اوسکو گھٹی طیار کر کے دیتی ہے اس گھٹی مین کئی ایک دوائین اور اشیاء ڈالے جاتے ہین اوس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ دنیا کا ہر ایک کام اسیکی ملاوٹ اور ترکیب سے چلتا ہے۔ ایک مہینے تک یا اس عرصہ سے کچھ دن اوپر لڑکے یا لڑکی کو اندھیرے کمرہ مین رکھکر باہر لاتے ہین اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ دنیا کے ہر ایک کام مین اول محنت اور تکلیف اور مصیبت اٹھانی پڑتی ہے اور اسکے بعد راحت اور آرام کے سامان میسر آتے ہین جب لڑکا یا لڑکی چھ سات مہینے کے ہوجاتے ہین تو پھر مان باپ اونکو اپنی طاقت اور زور سے چلنا سکھاتے ہین اس سے اولاد کو سمجھایا جاتا ہے کہ دنیا مین رہکر اپنی مدد آپ کرو۔ جب انسان کو دنیا کے میدان مین قدم رکھتے ہی سخت سے سخت ضرورتین اور رکاوٹین اور مزاحمتین پیش آتی ہین تو اب ہمکو خیال کرنا چاہیے کہ ان ضرورتون یا رکاوٹون اور مزاحمتون پر انسان اپنے مختصر سے زندگی مین کیونکر فتح اور کامیابی حاصل کر سکتا ہی۔ جہانتک ہمارے قیاس کی رسائی ہے اسکے بموجب ہم خیال کر سکتے ہین کہ ان ضرورتون کے رفع کرنے اور ان رکاوٹون اور مزاحمتون کے توڑنے کے واسطے انسان کو اون اصولون اور قوانین کی ضرورت ہی کہ جو انکے رفع اور توڑنے کے واسطے بالذات مخصوص ہین۔

اوپر کی سطرون مین جن اصولون اور قوانین کا ہمنے نام لیا ہے اونکو لوگون نے خاص خاص نامون سے تعبیر کیا ہے عرف عام مین جنکو علوم اور فنون خاصہ کہتے ہین۔
جب ہم ان اصولون اور قوانین یا علوم اور فنون خاصہ کا اپنی زندگی کی ضرورتون اور رکاوٹون اور مزاحمتون سے مقابلہ کرتے ہین تو ہمین انصاف کے ساتھ اس امر کو قبول کرنا پڑتا ہے کہ اگر ہمارے دنیاوی زندگی کی ضرورتین اور رکاوٹین اور مزاحمین رفع اور پوری ہوسکتی ہین تو انھین قوانین اور اصول خاصہ سے ہماری دینی زندگی کے نبھانے کے واسطے جسطرح پر علوم معاد موید ہین اسیطرح پر ہماری دنیا کی زندگی پورا اور کامیابی کے ساتھ ختم ہونے کے واسطے مخصوصہ اصولون اور قوانین کی ضرورت ہے اگرچہ انسانی جماعتون نے ان اصولون اور قوانین کے انتخاب اور تشخیص کے واسطے اپنی اپنی راے سے کام لیا ہے مگر نتیجہ اور اثر پر خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سب کا منشا اور مدعا اخیر پر مل گیا ہے اگرکچھ انمین فرق ہے تو صرف ملکی یا قومی برتاو اور رسوم اور دستور او تاثیر کے اعتبار سے ہی انسانی انسانی پیدائش کے لحاظ سے نہین ہے جو کچھ ہمارے دنیا کی زندگی کی صحبت گذار راہ مین ضرورتین مزاحمتین اور رکاوٹین حائل ہوتی ہین اونکے رفع اور دور اور پورے کرنے کے واسطے ہم انسانی جماعتون کے لیئے علوم اور فنون ذیل کا حاصل کرنا یا کرانا لازمی اور ضروری خیال کرتے ہین۔
اول انسان کو دنیاوی زندگی کی راہ مین سوچ سمجھ اور استعمال عقل کی بھی ضرورت پڑتی ہے اسواسطے سب سے اول قواعد ادبیہ مثل صرف نحو بیان معانی فصاحت بلاغت اور خادم العلوم منطق عقلیہ کا حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ انکے مطابق کارروائی ہوسکے۔
دوم انسان کو دنیاوی زندگی کے طے کرنے کے واسطے اپنی معاش اور طریق معاش کے

سخت ضرورت ہے اگر یہ نہو تو انسان سے دنیاوی زندگی کا راستہ طے کرنا مشکل ہوجاویگا
پس اس سخت مشکل کے آسان کرنے کے واسطے علم معاش کا حاصل کرنا لازمی اور ضروری
ہے مین اس موقعہ پر ایک ایسی ضروری بات کے اظہار کی اجازت مانگتا ہون کہ جو انسان
کو امور معاش مین اکثر موقعہ پر ناکامیاب رکھتی ہے مین دیکھتا ہون کہ بعض آدمی
صرف حصول ملازمت کو ہی علم معاش کا حاصل ہونا سمجھتے ہین جب اونکی نوکری بن جاتی
ہے تو سمجھ لیتے ہین کہ معاش حاصل کرنے کا طریق صرف دفترون کے کاغذات کا سیاہ
کرنا یا اسیطرح کی ملازمت کے فرائض کو پورا کرنا ہوتا ہے مین افسوس کرتا ہون کہ
اس غلطی کو بہت لوگون نے اپنا عملدرامد کرلیا ہے معاش کے طریق اور حصول صرف
سرکار یا کسی اور کی ملازمت سے ہے ۔ البتہ نہین ہین بلکہ معاش کی وسعت اور فراخی
اور مضبوطی اور ہی طریقون اور اصولون سے مربوط ہے ۔

سوم علم نظام منازل کا حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ دنیاوی زندگی مین ہر ایک انسان
کو صاحبخانہ مجبوراً بننا پڑتا ہے اور صاحبخانہ بننے کی حالت مین ضروریات اور حاجات
اور امورات پیش آمدہ اور معاملات ضروریہ کو پورا کرنا اور نپٹانا اوسپر فرض اور لازمی
ہوجاتا ہے اور اون ضروریات وغیرہ کے پورا کرنے اور نپٹانے کے واسطے علم نظام
منازل ایک وفادار اور اچھا مددگار ثابت ہوا ہے اگر یہ کہا جاوے کہ بہت سے لوگ
اس دنیاوی زندگی کو بالتجرید گذرانتے ہین اونکو گھر در کی کوئی ضرورت نہین ہوتی
اونکے حق مین علم نظام منازل مفید نہین ثابت ہوسکتا جب مفید ثابت نہوا تو پھر
اونکو اوسکا حاصل کرنا لازمی اور ضروری نہین ہے اس اعتراض کا ہم یہ جواب دیتے
ہین کہ ہم اس امر کو تسلیم کرتے کہ بہت سے لوگ دنیاوی زندگی کو بالتجرید گذرانتے ہین
لیکن ہم اس تجربہ سے یہ خیال نہین کرسکتے کہ اونکو علم نظام منازل کے حاصل کرنے کی
چندان ضرورت نہین ہم کہتے ہین گو اونکو حالت تجرد حاصل ہے مگر صاحبخانہ بننے کی

ضرورتین اور مشکلات کسی نہ کسیقدر اونکو بھی لاحق ہین یہ بات ہم مانتے ہین کہ اور لوگون کی طرح خانگی ضرورتون کا باعث مجبور ہونے کے اونپر ہجوم نہین ہوتا مگر اسمین کوئی شک نہین ہے کہ کسی نہ کسیقدر اونکی گردن بھی خانگی ضرورتون اور مشکلات کے بوجھ سے دبی ہوئی ہے جب اونکے ساتھ بھی اُن ضرورتون اور مشکلات کا وجود اور اثر پایا جاتا ہے تو اون پر بھی فرض اور لازم ہے کہ علم نظام منازل حاصل کرین
چہارم انسانی جماعتون کو علم دولت یعنی پولٹیکل اکونمی کا حاصل کرنا ضروری اور لازمی ہے انسان کی ساری اور سب قسم کی ضرورتون اور مزاحمتون کے پورا اور دور کرنے کے واسطے دولت ہی موید اور معاون ہوتی ہے اگر دولت نہو تو دنیاوی زندگی کی مشکل مسافت طے کرنے کے واسطے ہم کسی کام کے نہین ہماری دنیاوی فلاح اور فراغت اور خوشحالی دولت سے ہی وابستہ ہے علم دولت مین دولت حاصل کرنے اور بڑھانے اور قائم رکھنے اور برتنے اور خرچ کرنے کے اصول اور قوانین وضع کئے گئے ہین جب تک ان قوانین اور اصولون پر سچی طور سے عملدرامد نہو تب تک ہم دنیاوی زندگی کو اچھی طرح سے نہین گذران سکتے۔

پنجسم انسانی جماعتون پر فرض ہے کہ علم اخلاق کو حاصل کرین۔ علم اخلاق مین انسان کو سکھایا جاتا ہے کہ دنیا مین رہکر اسطور پر زندگی کو بسر کرنا چاہیے دشمنون سے اسطور پر برتنا چاہیے اور دوستون کے ساتھ اسطور پر پیش آنا چاہیے اپنے کے ساتھ یہ عملدرامد کرنا چاہیے اور بُرائی سے یون برتنا چاہیے۔ اور علی ہذا القیاس اور بہت سے اصول سکھائے جاتے ہین۔

ششم ضروری ہے کہ انسانی جماعتین علم تاریخ کو سیکھین علم تاریخون مین انسانون کے گذشتہ پشتون کے حالات اور کوائف لکھے جاتے ہین اور یہ بات دل آویز اور عجیب مباحثون کے بعد تسلیم کیگئی ہے کہ انسان بالطبع اور افراد انسانی کے اچھے اور معقول

حالات اور خیالات سے موثر ہوکر اوسی قسم اور وضع کا بننا چاہتا ہے اور اونکے برے خیالات اور مذموم حالات کو سنکر یا دیکھ کر عبرتاً اونسے کنارہ گزین ہوتا ہے۔ جب اس اصول کو مان لیا گیا ہے تو ہم کہتے ہین کہ علم تاریخ مین انسانون کی گذشتہ نشستون کے اسی قسم کے حالات اور خیالات ہوتے ہین پس فرض اور لازم ہے کہ انسان اوسکو ضرورتاً حاصل کرین۔

ہفتم حساب ہندسہ اور ریاضی اور فن مساحت کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ شاید دنیا مین کوئی ہیے ایسا آدمی ہوگا کہ جسکو دنیا مین رہکران دلچسپ علوم کی ضرورت نہ پڑتی ہو۔ ہر ایک گھر کا مالک بجاے خود ایک ملک اور علاقہ کا مالک ہوکر اپنے گھر والون اور عزیزون پر رات دن حکومت کرتا ہے اور اوس حکومت کے درمیان اوسکو بہت سے ایسے کام کرنے پڑتے ہین اور ایسی ضرورتین پیش آتی ہین کہ جنکے پورا کرنے اور نبانے کے واسطے ان شریف علوم کی سخت ضرورت ہوتی ہے حساب کا ایک ادنیٰ فائدہ ایک آدمی کا اپنا روزمرہ حساب اور خرچ لکھکر اوسکو باضابطہ رکھنا ہے یہ فائدہ دنیا کے تمام آدمیون سے مخصوص ہے کوئی ہی ایسا آدمی ہوگا جسکو علم حساب کی اسقدر بھی ضرورت نہو جسقدر کہ ہمنے انسان کی روزمرہ کی ضرورتون کے مقابلہ مین بیان کی ہے ہمنے ان علوم کی ضرورت ثابت کرنے کے واسطے ایک عام فہم بات کو بیان کر دیا ہے مگر اگر اصل مین پوچھو تو ایسے تھوڑے سے اور عام بات کے بیان کرنے سے ان علوم کی ضرورت کو ثابت کرنا گویا ان علوم کی ہتک اور توہین کرنا ہے اگر ہم ان علوم کے حاصل کرنے کی ضرورت کو اعلیٰ درجہ کی دلیلون سے ثابت کرنا چاہین تو بہت طول ہوجائیگا اسواسطے ہم صرف اسیقدر پر کفایت کرتے ہین کہ ان علوم سے علاوہ روزمرہ کے کامون اور ضرورتون کے پورا ہونے کے انسان کی عقل اور فراست اور دور اندیشی اور طرز احتیاط اور ذہن کی

رسائی کو اعلی درجہ کی ترقی اور رونق حاصل ہوتی ہے اون مسائل اور مشکل امورات کے حل کرنے کے واسطے یہ علوم نہایت ہی موید اور مددگار ثابت ہوے ہین —
ہشتم علم طب یا ڈاکٹری کا حاصل کرنا بھی ضروری اور لازمی ہے انسانون کا مختلف غذاؤن اور اطعمہ اور اشربہ کا کھانا پینا اس امر کا موجب ثابت ہوا ہے کہ اونکو جسمی بیماریان اور عوارض وقتاً فوقتاً لاحق ہوتے رہین جب انسانی افراد مختلف بیماریان اور عوارض مین ماخوذ اور گرفتار ہوتے ہین تو لازمی امر ہے کہ اونکے قلع قمع کے واسطے انسان بہی اون طریقون اور تراکیب اور اصولون کو حاصل کرے کہ جو انکے مقابلہ مین بالتخصیص وضع کئے گئے ہین ان اصولون اور تراکیب کے تلاش کرتے ہمکو قواعد طب یا ڈاکٹری کے سوا اور کوئی قواعد زیادہ تر مفید نہین ملتے اسواسطے ہم اس بات پر زور دیتے ہین کسی حالت مین روک نہین سکتے کہ انسانی جماعتون کو علم طب یا ڈاکٹری کا پڑھنا سیکھنا ضروری ہے لاکن اس شریف علم اور ممتاز فن کو ایسی لاپروائی سے نہین حاصل کرنا چاہیے کہ جسطرح پر آجکل اکثر لوگ اسکو حاصل کرتی ہین اوس سے بہتر ہے کہ اسکا نام ہی نہ لیا جاوے پیا اس علم کو انسانون کے مفید بیان کیا جاتا ہے ایسا ہی اسکلے واسطے یہ الفاظ بھی استعمال کیے جاتے ہین کہ اگر اسکو کوئی شخص بے سمجھے اور لاپرواہی سے استعمال کرے تو اس سے انسان کا زیادہ تر کوئی دشمن نہین — شاید دنیا مین بہت سے ایسے مظلوم جانین نکلینگی کہ جنہون نے ناتجربہ کار طبیبون اور ڈاکٹرون کے ہاتھ سے دنیاوی زندگی کے گھر کو چھوڑکر دار العاقبت کا رستہ لیا —
نہم انسان کو علم جغرافیہ کا حاصل کرنا بھی ضروری ہے انسانی جماعتون کو تجارت اور بیوپار اور سفر کے واسطے غیر ملکون اور اونکی خصوصیات اور حالتون کا دریافت کرنا اور اس بات کا جاننا کہ ایک ملک کا دوسرے ملک کو راستہ

کسطرف سے ہوکر جاتا ہے اور فلان جگہہ سے وہ کسقدر مسافت اور فاصلہ پر ہے اور اوسکے راستے مین کون کون شہر اور قصبجات آتے ہین اور کس کس دریا اور اور پہاڑ سے گذرنا پڑتا ہے اور وہان کیا کیا اجناس پیدا ہوتے ہین اور کن کن اجناس اور شیئون کی ضرورت اور مانگ ہے اور وہان کے بود و باش کرنے والے کس حیثیت اور طبیعت کے آدمی ہین ایک ضروری اور لازمی بات ہے جغرافیہ صرف ہمکو تجارت اور بیوپار مین ہی مدد نہین دیتا بلکہ اور انسانی نسلون کے اتحاد تجارت تعلقات اور وسائل ہمدردی اور محبت کو مضبوط اور مستحکم کرتا ہے اور ایک انسانی نسل کو دوسری انسانی نسل سے ملنے کے یاد دلاتا ہے

۱۰ دہم انسان پر ضروری ہے کہ علم الاشیاء کو بھی حاصل کرے اس علم مین دنیا کے اشیاء اور موجودات کی ساخت اور بناوٹ کے دریافت اور معلوم کرنے کے وسائل اور تراکیب اور اسباب جبلائے گئے ہین یہ علم انسان کے واسطے اسلیئے مفید مانا گیا ہے کہ اسکے حاصل کرنے سے انسان کی قوت متمیزہ اور طاقت متفکرہ مین ترقی اور رونق ہوتی ہے اور ان قوتون کی ترقی اور رونق سے انسان اپنی دنیاوی زندگی کے برتن کو عمدہ طور پر چلاتا ہے ایسے علوم مین جب انسان کو قوت تجربت کی ڈگری ملجاتی ہے تو اوس سے اور علوم مثل ڈاکٹری اور طب وغیرہ کو بہت مدد ملتی ہے -

۱۱ یازدہم - علوم زراعت کا انسانی جماعتون پر حاصل کرنا نہایت ہی ضروری ہے اسواسطے کہ سارے دنیا کے لوگون کی زندگی کا مدار زراعت پر ہی ہے کوئی ایسا ملک نہین ہے کہ جسکی بود و باش کرنے والون کا گذارہ زراعت کے سواے کسی اور چیز پر ہو انسان کو زندگی بسر کرنے کے واسطے درخت کے پھل اور دودھ وغیرہ بھی کچھ نہ کچھ مدد دیتے ہین مگر یہ جزوی چیزین ساری دنیا کی انسانون کی زندگی بسر

کرانے کے واسطے کیا ایک ملک کے واسطے بھی کافی نہین ہین غلہ کے سواے اور چیزون کے کم ہو جانے سے دنیا مین کبھی قحط اور کال نہین پڑا جب قحط پڑتا ہے غلہ کے کم ہونے سے ہی پڑتا ہی اور چیزون کے قحط سے انسانی زندگی کو رنج اور دکہہ نہین پہونچتا مگر جب غلہ کا قحط پڑتا ہے تو ساری انسان اپنی زندگی سے مایوس اور نا امید ہو جاتے ہین جبکہ زراعت کا صیغہ انسانون کی زندگی کے قائم رکھنے کے واسطے جزو اعظم ہے تو انسانون پر لازم اور فرض ہے کہ اسکو ضروری طور پر حاصل کرین خصوصاً اوس ملک کے لوگون کو کہ جہان اکثر لوگون کا گذارہ زراعت پر ہی ہے ہندوستان مین زمین بہت ہی مگر افسوس ہے کہ اس جگہہ کے لوگ علم فلاحت اور فن زراعت سے اچھی طرح پر ماہر اور واقف نہین ہین ایسے طریقون پر زراعت کرتے ہین کہ اوںہین سے اکثر لوگون کو بجاے فائدہ ہونے کے نقصان ہوتا ہے ہندوستان کے لوگون علی الخصوص زراعت پیشہ لوگون پر لازم ہے کہ اس شریف فن کے حاصل کرنے کے واسطے خوب کوشش کرین تاکہ اونکی زمینین پورا پورا فائدہ دیکر اونکو خوشحال اور فارغ البال بنائین

وجہ دوئم - انسانی فرقون پر ملکی آئینون اور قوانین کا سیکھنا بھی ضروری ہے دنیا کے پردہ پر کوئی ایسی قوم اور فرقہ نہین ہے کہ جو کسی نہ کسی آئین اور قانون کا تابع اور ماننے والا نہو اگر رعیت اور محکوم لوگ ملکی آئینون اور قوانین سے واقفیت اور مہارت نہ رکھین تو انہین قانونی موانعات اور ضروریات سے بچنے اور پورا کرنے کے اور کوئی سبیل حاصل نہین ہے رعایا پر ہر صورت مین لازم ہے کہ ملکی قانون کی حمایت مین رہکر اپنی عزت اور قدر و منزلت اور مال و جان کے حفاظت کرین بہت لوگ قانون کے نہ جاننے سے ہی بعض جرمون کا ارتکاب کر بیٹھتے ہین جب اونکو قانون سے آگاہی ہوتی ہے تو پھر اپنے کیے پر نادم اور پشیمان

ہوتے ہین اگر اونکو پہلے سے ہی قانون کی خبر ہوتی تو ناواقفیت کی حالت مین بھی سلسلہ جرمون کا ارتکاب کرکے بلا وآفت مین کیون گرفتار ہوتے۔

سیزدہم۔ انسانی جماعتون پر لازم اور ضروری ہے کہ فن تجارت کے اصولون اور قواعد اور طریق کو سیکھین دنیا مین انسان کے آرام دینے والی شے سب سے زیادہ دولت ہی اور تجربہ نے اس بات کو بوجوہ ثابت کردیا ہے کہ دولت تجارت کے ذریعہ سے بہ نسبت اور سب طریقون کے ترقی پاتے اور تجارت کے ذریعہ سے ہی ایک ملک والے دوسرے ملک والون کی ضروریات اور حاجات کو پورا کرتے ہین اسمین دو فائدہ ہین ایک دولت کی ترقی اور دوسرے ملک کے لوگون کی ضروریات کو پورا کرنا ایک صورت مین اپنا ذاتی فائدہ اور دوسری صورت مین اور انسانون کا فائدہ۔ تجارت اسقدر شریف اور ممتاز فن ہے کہ ملکون اور قومون کے اولی العزم بادشاہ بھی اکثر اوقات انھین تاجرون کے گرویدہ احسان اور مقروض ہوجاتے ہین ہم اور فوائد کو الگ رکھکر صرف اسی پر زور دیتے ہین کہ تجارت کے ذریعہ سے انسان کی زندگی کے آرام کی صورتین مضبوطی اور وسعت سے ہاتھ آتی ہین اور انسان اور لوگون کو بھی فائدہ پہونچاتا ہے اور آپ بھی چین سے بسر کرتا ہے۔

چہاردہم۔ ہم اس چودھوین شق مین ضروری اور مفید فنون کے فرداً فرداً تفصیل نہین کرینگے صرف اسقدر جتلاتے ہین کہ دنیا مین جن فنون اور ہنرون کے عام طور پر قدر و منزلت مانگ اور ضرورت ہی اونکو ضرور سیکھنا چاہیے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہی اس سے انسانی جماعتون کو فنون اور ہنرون کے انتخاب اور تشخیص مین بہت سہولت اور آسانی ہوگی زمانہ مین جن ہنرون اور فنون کی ضرورت اور حاجت ہو اونکو حاصل کرلینا چاہیے اور زمانہ مین جنکی ضرورت اور مانگ نہو میرے خیال مین فائدہ کے واسطے اونکا سیکھنا ضروری نہین ہے کیونکہ جب وہ فنون اور ہنر ہماری دنیاوی

زندگی کو فائدہ نہین پہونچا سکتی تو اونکا حاصل کرنا اور اپنے عزیز وقت کو برباد دینا کیا معنے رکھتا ہے - انسانی جماعتون مین یہ بات مشہور ہے کہ نازک اور مصیبت کے وقت کا کوئی یار نہین لاکن ہمارا یہ خیال ہے کہ نازک اور مصیبت کے وقت کا یار کوئی اچھا فن اور مفید ہنر ہے ہمنے مختلف ملکون اور لوگون کی تاریخون مین مصیبت زدہ لوگون کے حالات پڑھکر اس بات کا سچے طور سے یقین کرلیا ہی کہ مصیبت کے وقت انسانون کو مفید ہنر اور اچھے فن نے بہت مددوی ہے اون دلچسپ اور باثر حالات اور واقعات کے پڑھنے سی ہمارا دل اس بات کی زور سے شہادت دیتا ہے کہ انسانی جماعتون کو مفید فنون اور ہنر ضروری حاصل کرنے چاہیئے - ہم اس کتاب کے ناظرین کے رجوع طبیعت کے واسطے چند ایسے فنون کا نام لکھ دیتے ہین کہ جنکے زمانہ مین بہت مانگ اور ضرورت ثابت ہو رہی ہے لاکن ہم پھر کہتے ہین کہ اگر ہمارے نشاندادہ فنون کے سوای کوئی اور ہنر اور فن زمانہ مین ضروری اور مفید ثابت ہو تو اوسکو بھی سیکھنا چاہیے غرضکہ اس بارہ مین کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ زمانہ مین جس فن کی ضرورت اور مانگ ہو اوسکو سیکھنا چاہیئے - ہمارے خیال مین ان فنون کی زمانہ مین بہت مانگ اور ضرورت ہی - فن مصوری - فن خوشنویسی - فن معماری - فن نجاری - فن حدادی - فن گھڑی سازی - فن درزی - فن موچی - فن گلٹ سازی جسمین فوٹوگرافی شامل ہے اور فن روغن سازی - اخیر ہم انسانی طبیعتون کو اسطرف بھی میل دلانا چاہتے ہین کہ اونکو فن سپاہ گری مین ہی کچھ ملکہ اور وقوف حاصل کرنا چاہیئے کیونکہ بدن کی چستی اور مضبوطی اور رفع اعدا اور حفاظت ملک کے واسطے اس فن کا سیکھنا بھی ضروری ہے -

امر ہشتم علم کے حاصل کرنے یا کرانے کے باعتبار ضروریات معاد و امور معاش کے

حقیقی غرض اور علت غائی کیا ہونی چاہیے اور یہ ہیئت مجموعی علم کا اثر انسان کی زندگی پر کس قسم اور وضع کا ہونا لازم ہے ۔ باعتبار ضروریات معاد کے حاصل کرنے سے ہمیشہ انسان کو یہ غرضین رکھنی چاہئین ۔

(۱) علت العلل پاک لازوال ہستی اور مقدس وجود کے موجودگی وحدت قدرت مطلق الامور خالق الموجودات حافظ الکائنات ہادی کل کا سچے دل سے اقرار کرنا اور اوسپر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا ۔

(۲) اپنے آپ کو فانی البنیان جاننا ۔

(۳) اپنے مالک ۔ خالق ۔ رازق ۔ مسبب الاسباب ۔ اور قادر مطلق کی تقدیس ستائش ۔ اور یاد کو اپنی ناچیز اور فانی زندگی کا ایک مضبوط اور عمدہ دستور العمل بنانا ۔

(۴) ہمیشہ اپنی روح اور دل کی پاکیزگی اور لطافت کے حاصل کرنے اور قائم رکھنے کی کوشش کرنا ۔

(۵) ساری انسانون کی دینی اور دنیوی بھلائی چاہنا اور اونکی ہمدردی کرنا ۔

(۶) اپنے گناہون پر نادم ہونا اور اپنی نیکی کو بڑائی جاننا اور ضروریات معاش کے لحاظ سے دنیوی علوم کے حاصل کرنے سے یہ غرضین ہونی چاہیئن ۔

(۱) دنیا مین رہکر اپنے دنیاوی زندگی کو معقول اور بہترین اصولون پر پورا کرنا ۔

(۲) جو دنیاوی ضرورتین اور کام پیش آئین اونکو عمدہ عمدہ ترکیبون اور تدبیرون کے ذریعہ سے نہایت نیک نیتی پرجستگی اور ہمت کے ساتھ نپٹانا اور پورا کرنا ۔

(۳) معاش کے حاصل کرنے اور سرمایہ معاش کے قائم اور ثابت رکھنے کے واسطے عمدہ ذریعون کا تلاش کرنا اور اونکو حوصلہ اور صفائی کے ساتھ عمل مین لانا ۔

(۴) اور انسانون سے ہمدردی کے ساتھ پیش آنا اور اتفاق سے ضروریات

کرنے مین ایک دوسرے کی مدد کرنا۔
(۵) نرمی سچائی دیانتداری ایمانداری انصاف اور عدالت کو اپنا عمل اور شعار بنانا
(۶) مفید کامون اور شغلون کو اختیار کرنا اور غیر مفید کامون اور شغلون سے احتراز کرنا۔
(۷) زمانہ کے موجودہ چال پر چلنا۔
(۸) علوم اور فنون کی ترقی پر زور دینا۔
(۹) دنیا کے عجائبات اور حقائق پر لحاظ اور غور کرکے اوس سے مفید نتیجون کا پیدا کرنا اور قوم اور ملک والون کو اون نتیجون سے فائدہ پہونچانا یہ ہیئت مجموعی انسان کی زندگی پر علم کا اثر یہ ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی ذات کو ہر طرح کے عمدہ صفات اور نیک باتون کا مانوس اور عامل اور خوگیر بناوے اور بری باتون اور بدعادتون سے ہر حال مین پرہیز کرے اور دنیا و دین کے کام نیک نیتی اور صداقت سے پورا کرکے اپنی ذات اور اور انسانون کو فائدہ پہونچاوے۔ اور اپنے عزیز اور چند روزہ زندگی کا یہ دستور العمل قرار دے کہ مین اسواسطے دنیا مین بھیجا گیا ہون کہ نیکی سے اپنی ذات اور دوسرون کو فائدہ پہونچاؤن۔
امر نہم۔ علم کے نتایج اور تاثیرون کی غلطی اور صحت کے امتیاز اور پرتال کے واسطے کیا اصول اور قاعدے ہین ان تمیز اور پرتال کے اصولون اور قواعد کے بیان کرنے کے اول ہم اس امر کا ظاہر کرنا ضروری خیال کرتے ہین کہ علم مین غلطی کا وقوع ممکن ہے یا نہین اور اگر ممکن ہے تو اوسکا وقوع کس طور پر ہوتا ہے۔ اس مبحث کے طے کرنے کے واسطے ضرور ہے کہ ہم علم کے ملحقہ اجزا کی تفریق کرین۔ اس کتاب کے ناظرین پر واضح رہے کہ نفس علم یعنے عین علم کے ساتھ چار اور چیزین پائی جاتی ہین جنکو عین علم ہی خیال کیا جاتا ہے لیکن یہ خیال [illegible]

عین علم مین شامل نہین ہین اون چارون جزون کا وجود عین علم کے وجود کے بعد ہی عین علم اور اون چارون جزون کے ملانے سے یہ صورت نکل آتی ہے -

عین علم - علم عین علم - دلائل عین علم - استعمال عین علم - نتایج عین علم

عین علم ایک حقیقت کا نام ہے عام اس سے کہ اوسکو عقل نے دریافت کیا ہو یا نہ کیا ہو - عین علم اوس حقیقت کے ادراک اور دریافت کو کہتے ہین خواہ کسی طریق سے ہو - جب عین علم لیعنے اوس حقیقت کا ادراک ہوجاتا ہے توپھر اوس حقیقت کی صداقت کے ثابت کرنے کے واسطے جو دلائل وضع اور پیدا کیے جاتے ہین اونکو دلائل عین علم کہا جاتا ہے عین علم کی صداقت کے دلائل کو عمل مین لانے کا نام استعمال عین علم ہے عین علم کی تاثیرون کے مقرر اور پیدا کرنے کا نام نتایج عین علم ہے اس ضروری تفریق کے لعبد ہمکو یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا اس تمام مجموعہ مین غلطی کے وقوع کا احتمال ہے یا کہ اسکے محض اجزا مین جہانتک کہ ہمارا خیال پہونچ سکتا ہے اوسکے موجب ہماری یہ رائے ہی کہ عین علم مین غلطی کا وقوع ناممکن ہے اگر ہم یہ قبول کرلین کہ عین علم مین غلطی کا واقعہ ہونا ممکن ہے توپھر یہ قبول کرنا پڑیگا کہ حقائق الاشیا غیر متحقق اور غلط ہین اور یہ بات درست اور ٹھیک نہین کیونکہ یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ حقائق مین غلطی نہین ہوتی حقیقت نام ہے اوس حالت اور صورت کا کہ جسمین کوئی غلطی نہو اگر اوسمین کوئی غلطی تسلیم کیجاے توپھر حقیقت مین اوسکا نام حقیقت رکھنا ایک بڑی بھاری غلطی ہے جب یہ بات ثابت ہوچکی کہ عین علم مین غلطی کا ہونا ناممکن ہے تو اب باقی رہین چار جزین سو ان اجزاے اربعہ کی نسبت ہمارا یہ خیال ہے کہ انمین غلطی کا واقعہ ہونا ممکن ہے - ممکن ہے کہ ہم کسی حقیقت کے جاننے مین غلطی واقعہ ہوجاے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس حقیقت کی صداقت کے ثابت کرنے کے دلائل مین ہم غلطی کرجائین علی ہذا القیاس ممکن ہے

کہ جیسے استعمال عین علم اور اوسکی تاثیرون کے پیدا اور مقرر کرنے کی حالت مین غلطی
واقعہ ہو جاے اس امر کے ثابت کرنے کے واسطے کہ ان چارون اجزا ملحقہ عین علم
مین غلطی کا واقعہ ہونا ممکن اور محتمل ہے دلائل لانے کی کوئی ضرورت نہین کیونکہ اسلیے
کہ یہ امر ادنی فکر سلیم سے بھی واضح اور ثابت ہو سکتا ہے اب ہم اس بات کو بیان
کرتے ہین کہ ان چارون ملحقہ اجزا سے عین علم کے صحت اور اغلاط کو کن اصولون اور
قاعدون کے بموجب معلوم اور دریافت کرنا چاہیے پہلے ایسے اصولون اور قاعدون
کے لکھنے کی اس امر کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ آیا ان ہر چہار اجزا ملحقہ مین غلطی سلسلہ وار
واقعہ ہوتی ہے یا کہ اسکے برعکس ہمارے خیال مین غلطی کا وقوع اسطور پر ہوتا ہے
یعنے اگر علم عین علم مین غلطی واقعہ ہوگی تو باقی کی ہر سہ اجزا مین سلسلہ وار غلطی پڑ جاے گی
اگر علم عین علم صحیح اور درست ہو مگر دلائل عین علم مین غلطی ہو تو اس صورت مین
بھی باقی کے دونون جزون مین غلطی پڑ جائیگی اگر دلائل عین علم مین یا عین علم
کیطرح غلطی واقعہ نہو بلکہ استعمال عین علم مین ہو تو اس صورت مین باقی کی ایک
صورت مین بھی غلطی پڑ جائیگی اگر صرف نتائج عین علم مین غلطی واقع ہو جاے تو
اس صورت مین باقی اجزا مین جو اس سے پہلے نمبرون پر واقعہ ہین غلطی نہین واقعہ
ہوگی علی ہذا القیاس اگر اس چوتھے جزو کی طرح تیسرے یا دوسرے جزو مین ہی غلطی
واقعہ ہوگی تو اس صورت مین بھی ہمکو دوسرے یا پہلے جزو مین اثبات غلطی کی ضرورت
نہین امتیاز صحت اور غلطی کے یہ قاعدے ہین اگر علم عین علم مین غلطی واقع ہو جاے
تو اوسکی صحت اور غلطی کے واسطے امتیاز اور پرتال کے واسطے یہ اصول اور قاعدہ ہے
کہ اوسکے نتیجون کو عقل سلیم اور قوانین قدرت کے ساتھ مطابق کرنا چاہیے اس مطابقت
اور مقابلہ سے علم عین علم کی غلطی کھل جاویگی - کیونکہ کوئی عین علم نہین ہے کہ
جو عقل سلیم اور قوانین قدرت سے مطابق نہو جو عین علم خواہش قدرت اور عقل سلیم کے

ساتھ مقابلہ اور ٹکر نہین آ سکتا وہ دقت علم ہی نہین ہے یہان یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے
کہ انسان کو علم عین علم کی غلطی کے وقوع کا علم کیونکر حاصل ہو۔ یعنے ایک شخص کو
علم عین علم مین غلطی ہوگئی ہے لاکن باوجود اسکے وہ اپنی اس غلطی سے واقف نہین ہے
تو اس صورت مین اوسکو اس غلطی کا علم کیونکر ہو۔ جواب اس بات کا یہ ہے غلطی
کے وقوع کا علم ہے۔ نتائج عین علم کو وزن کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے جب نتیجون پر
خیال کیا جاوے اور وہ عقل سلیم اور قوانین قدرت کے مخالف ہون تو خودبخود یہ امر
کھل جاویگا کہ علم عین علم مین کوئی غلطی واقعہ ہوگئی ہے کیونکہ اگر اوس غلطی کا وقوع
نہوتا تو نتائج عقل سلیم اور قوانین قدرت کے مطابق کیون نہوتے۔ اگر غلطی دلائل
عین علم مین واقعہ ہو تو اوسکا اثر نتائج مین ظاہر ہوجاتا ہے جب نتائج کو عقل سلیم
اور قوانین قدرت کے مطابق کیا جاویگا اور ادھر سے صحیح علم عین علم کو مقابلہ مین
رکھا جائیگا تو خودبخود غلطی اور صحت مین تمیز اور فرق ہوجائیگا اگر استعمال عین علم
مین غلطی پڑ جاوے تو اوسکی تاثیر بھی نتائج مین جا رہینگے نتائج کو عقل سلیم اور
قوانین قدرت کے ساتھ مطابق کرنے اور صحیح علم عین علم اور صحیح دلائل عین علم کو
مقابلہ مین رکھنے سے اوسکی صحت اور غلطی صاف ہوجاویگی - اگر نتائج عین علم
مین غلطی کا وقوع ہوجاوے تو بدستور معمول اونکو عقل سلیم اور قوانین قدرت
کے ساتھ مطابق کرنے اور صحیح علم عین علم اور صحیح دلائل عین علم اور صحیح استعمال
عین علم کے مقابلہ کرنے سے صحت اور غلطی مین امتیاز ہوجاویگا اصل الاصول
ان قاعدون کا دو باتین ہین - اول عقل سلیم اور قوانین قدرت پر خیال کرنا
دوم نتائج کا عقل سلیم اور قوانین قدرت سے مقابلہ کرنا - ان دونون قاعدون پر
عمل کرنے سے صحت اور غلطی صاف طور پر کھل جاتی ہے -

امر ششم علمی طاقتین کہان تک اور کسقدر ترقی پا سکتی ہین -- اگر ہم دنیا اور انسانی

جماعتون کی ابتدائی حالات اور خیالات کو دیکھین تو معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی
دنون مین دنیا اور انسانی جماعتون مین اور فنون کے اسقدر ترقی اور رونق
نہ تھی کہ جسقدر مابعد کے دنون اور زمانون مین ہوئی ہے آجکل کے علوم اور
فنون کو اگر پہلی نسلون کے روبرو پیش کیا جاوے تو وہ حیران ہوکر ضرور خیال
کرینگے کہ زمانہ نے بڑی ترقی کی ہے علوم اور فنون کو شروع سے لیکر آجتک بسلسلہ
ترقی ہوتی چلی آئی ہے اگر ہم اس سلسلہ کے پہلے نمبرون کو اخیر نمبرون سے ملاینگے
تو اونمین ضرور فرق نکلیگا اخیر نمبرون مین بہ نسبت پہلے نمبرون کے ترقی کا وزن
زیادہ ہوگا - جبکہ علوم اور فنون اور انسانی خیالات کو سلسلہ وار اب تک ترقی
ہوتی چلی آتی ہے تو اس سے ہم خیال کرسکتے ہین کہ اگلے دنون اور زمانون مین
بھی اس ترقی کا سلسلہ شروع رہیگا اوسوقت تک کہ خداوندکریم اس دنیا کی
بچھی ہوئی صف کو لپیٹ لے دنیوی علوم اور فنون کے ترقی کا مدار استقرار اور
تتبع پر ہے اجتک جسقدر علوم اور فنون دنیوی کے ظہور پذیر ہوچکے ہین اون
سب کا اصل الاصول تتبع اور استقرار ہے جیسے جیسے انسانونکو تتبع اور استقرار
کی ضرورت پڑے اوسیکے مطابق اور بقدر یہ علوم اور فنون کو ترقی ہوتی گئی تتبع
اور استقرار کی ضرورت اوسوقت پیش آتی ہے کہ جب نئی نئی ضرورتین الاتمام ضرورتین
پیدا ہون - اور یہ بات تجربہ اور خیالات انسانی نے ثابت کردی ہے کہ جبتک
ضرورتون کا پیدا ہونا اور پیش آنا بقاے نوع انسان تک قائم اور ثابت رہیگا
جب باعث ایجاد علوم اور فنون کو اسقدر وسعت اور استقامت حاصل ہے
تو پہر سواے اسکے اور کیا نتیجہ نکالا جاوے کہ علمی طاقتین اوس درجہ تک ترقی
پاسکتی ہین کہ جس درجہ تک انسانی خیالات اور ضرورتین ترقی ہوکر تتبع اور استقرار کو
ترقی اور وسعت بخشتی ہین میرے خیال مین بعض لوگون کی یہ راے کہ اب اونکو

علوم اور فنون کا ایجاد یا ظاہر ہونا یا کرنا مشکل ہے صحیح اور درست نہین ہی اس
قول اور راے کو ہم اوسوقت قبول کرسکتے ہین کہ جب ہم اسکے ساتھ ہی بواعث
اور اسباب ایجاد یا ظہور یا اظہار علوم اور فنون کا نہونا تسلیم کرلین جبکہ بواعث
اور اسباب مذکور کا ہونا ہم تسلیم کرتے ہین تو پہر ضرور ہے کہ علوم اور فنون کی ترقی
روز افزون کو قبول کرین شرط کا قبول کرنا اور مشروط کو اوڑا دینا دانائی کا
کام نہین - جب شرط موجود ہے تو مشروط بھی ضرور پایا جائیگا - بعض لوگون
کا یہ بھی خیال ہے کہ ایجاد یا ظہور یا اظہار علوم اور فنون کیواسطے بڑے بڑے حکیمون اور فاضل منش
لوگون کی بالخصوص ضرورت ہی میرے خیال مین اس خیال کے ساتھ کسیقدر غلطی ملی ہوئی ہی
میرا یہ خیال ہے کہ حکیم اور فاضل منش آدمی علوم اور فنون کو بیشک بہ نسبت اور لوگون کے ایک
عمدگی اور آسانی سے ظاہر یا ایجاد کرسکتے ہین مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اور افراد انسانی
کی عقل اور ادراک کو ایجاد یا اظہار علوم اور فنون سے بالکل ہی عاری اور محروم سمجھا جاے
دنیا مین بہت سی علوم اور فنون اس قسم کے پائی جاتے ہین کہ اونکے موجد و مظہر متوسط درجہ کے آدمی
تھے اونکو حکیمون مین شمار نہ کیا جاتا تھا البتہ اسمین کچھ شک نہین کہ حکیم اور فاضل منش لوگ
اور لوگون کے ایجاد کردہ فنون اور علوم کو زور حکمت اور فراست سی ترقی اور رونق
دیدیتے ہین کیونکہ اونکے ہاتھ مین رونق اور ترقی دینے کے اسباب اور مواد موجود
ہوتے ہین - علوم اور فنون کا پیدا یا ظاہر کرنا عقل سے متعلق اور یہ بات
مان لیگئی ہے کہ جوہر عقل سے کوئی فرد بشر خالی نہین - ہان اس بات کو
مین مانتا ہون کہ عقل کے مقدار اور سلامتی مین بہت فرق ہے تمام افراد بشر کی
عقل یکسان حیثیت اور ایک ہی مرکز پر واقعہ نہین ہے آپس مین اونکے تمیز
اور تفاوت ہی - اور یہ دوسری بات ہی جب عقل کا وجود ہر ایک انسان مین
پایا جاتا ہے تو پہر ہم ایک آسانی سے اس نتیجہ پر پہونچ سکتے ہین کہ ہر ایک انسان

اوس عقل کے ذریعہ اور زور سے استقرار اور تتبع سے علوم اور فنون کو پیدا یا ظاہر کرسکتا ہے یعنے علوم اور فنون کے ایجاد اور اظہار کی قوت رکھتا ہے باقی رہی یہ بات کہ علوم اور فنون کے موجد اور مظہر بہت تھوڑے ہوتے ہین اس سے پایا جاتا ہے کہ اوسکے طاقت بھی تھوڑی ہی متنفس رکھتے ہین سو اسکا یہ جواب ہے کہ کسی طاقت کا اظہار اور شی ہے اور اوسکا ایک وجود مین قدرتاً پایا جانا اور شی ہے ہماری بحث موجودگی طاقت مذکور سے ہے نہ کہ اس امر کے بابت کہ اوسکو کون کون عمل مین لاتا ہے —

امر یازدہم - علمی طاقتون کی ترقی پانے اور دینے کے واسطے کون کون قواعد یا امورات ضروری ہین - قبل از بیان کرنے قواعد یا امورات ضروریہ کے اس امر کا بیان کرنا مناسب ہی کہ جیسے علوم اور فنون مختلف ہین ویسے ہی اونکے ترقی کے قواعد اور امورات مختلف ہین — چونکہ سارے علوم اور فنون کے قواعد ترقی کا قلمبند کرنا ایک بڑی طوالت چاہتا ہے اسواسطے ہم صرف اونھین کلیہ قواعد کے درج کرنے پر کفایت کرتے ہین کہ جو باعتبار کلیت کے تمام علوم اور فنون کی ترقی پانے یا ترقی دینے پر حاوی ہین - اون قواعد کو ہم تین شقون پر تقسیم کرتے ہین —
مطالعہ[1] - نظر[2] - بحث[3] -

شق اول

لغت مین لفظ مطالعہ کے معنے دیکھنے کے ہین اور اصطلاح مین ایک چیز پر وقوف حاصل کرنے کو کہتے ہین مطالعہ ایک ایسا کثیر الاستعمال لفظ ہے کہ جسکو ہر ایک شخص اور ہر ایک اعلی ادنے طالبعلم جانتا ہے گو لفظ مطالعہ کثیر الاستعمال ہے مگر لفظ مذکور اپنے معانی اور نتایج کے اعتبار سے ایک ایسا لفظ ہی کہ جسپر پورے غور اور فکر کرنے لازم ہے - بہت شخص یا بہت طالبعلم مطالعہ کرتے ہین یا دوسرون کو کہتے ہین

کہ مطالعہ کرنا چاہیئے یا یہ کہ اونکو اس امر کا علم ہے کہ مطالعہ بھی کوئی شے ہی مگر اونمین سے اکثر اشخاص یا طالبعلم مطالعہ کو صرف رسمی جسکو مکتبی یا ایجوکیشنل رسم کہنا چاہیئے یا بندی یا خیال اور لفظی اعتبار سے ہی کرتے یا جانتے ہین لفظ مطالعہ کا گو اونکے زبان پر دن مین بیسون دفعہ آتا ہے لیکن اوسکے حقیقت اور اقسام اور صورتون کا اصلاً علم نہین ہوتا یہی باعث اور موجب ہی کہ ایسے لوگ مطالعہ سے مستفید نہین ہوتے کسی شئے یا قاعدہ سے استفادہ کی ڈگری اوسی صورت مین مل سکتی ہے کہ جب اس شئے یا اوس قاعدہ کو ٹہیک اوسکے مراتب پہ استعمال کیا جاوے چونکہ بعض لوگ مطالعہ کو اوسکے حقیقی مراتب پر استعمال نہین کرتے اسواسطے اوس سے کسی قسم کا فائدہ نہین اوٹھا سکتے - واضح ہو کہ مطالعہ باعتبار اپنے ذاتی نتیجون کے تین قسم پر ہے - اول ابتدائیہ - دوم انتہائیہ - سوم خیالیہ - مطالعہ ابتدائیہ سے وہ مطالعہ مراد ہے کہ ایام طالبعلمی مین مستعمل ہوتا ہے - مطالعہ انتہائیہ سے وہ مطالعہ مراد ہے کہ جو ایام انتہائے تحصیل علوم سے وابستہ ہوتا ہے یعنی فارغ التحصیل ہونے کے بعد ظہور مین آتا ہے - مطالعہ خیالیہ سے وہ مراد ہے کہ جو ابتدا اور انتہا دونون زمانون مین ہوتا ہے مگر صرف خیال سے مربوط ہوتا ہے نقوش یا تحریرات یا اشارات سے اسکو علاقہ اور لگاو نہین ہوتا - ہر سہ اقسام مندرجہ بالا کے اصول اور طریق جدا جدا ہین - پہلی شق کے اصول اور ہین اور شق ثانیہ کے اور - اور علی ہذا القیاس شق ثالث کے - اسواسطے کہ ہر سہ اقسام مذکور کے اصول اور طریق الگ الگ ہین اس امر کو ضروری اور مناسب خیال کیا جاتا ہے کہ اونکو نمبروار

[illegible] ---

شق اول مطالعہ ابتدائیہ

[illegible] مطالعہ کرنا شروع کرے تو اوسپر لازم ہے کہ اپنے

ول اور خیالات کو پاک صاف کرے کتاب کو صرف اس نیت سے ہاتھ مین لے کہ اوسکو مطالعہ کہا جاویگا۔

(۲) - ایسی جگہ پر بیٹھکر مطالعہ نہ کرے کہ جہان کوئی شخص یا کوئی اور شئے کسیطرح سے اوسکے طمانیت طبیعت کے حارج اور مخل ہو —

(۳) اُسوقت یا اوسحالت مین مطالعہ نہ کرے کہ جب کسی جہت سے طبیعت ماؤف یا ناساز ہو کیونکہ ایسی صورت مین طبیعت بار مطالعہ کو اوٹھا نہ سکیگی اور اس صورت مین کچھ فائدہ نہوگا۔ انسان کی طبیعت حل مقاصد یا مطالب پیش آمدہ پر اس حالت مین کامیاب ہوسکتی ہے کہ جب مرکز اعتدال پر قائم اور ثابت ہو۔

(۴) مطالعہ کے وقت ڈکشنری یعنے لغت اور کوئی نہ کوئی شرح اپنے پاس ضرور موجود رکھنی چاہیے کیونکہ بعض وقتون مین طالبعلمون کو اس قسم کی دقتین اور موالغات پیش آجاتی ہین کہ جنکا حل کرنا ڈکشنریون اور شروح پر موقوف ہوتا ہے طالبعلمون کی طبیعتین الفاظ یا معانی اور تراکیب جمل اور علوم کلم پر باعث مبتدی ہونے کے اسقدر محیط اور حاوی نہین ہوتین کہ اونکو مطالعہ کے وقت ڈکشنریون یا شروح کی حاجت نہ پڑے سٹوڈینٹ کی تو ایک ابتدائی حالت ہوتی ہے انکو ڈکشنریون اور شروح کی جسقدر ضرورت پڑے تھوڑی ہے - منتہی یا فارغ التحصیل لوگون کو بھی مطالعہ کے وقت مختلف شروح اور متفرق ڈکشنریون کی حاجت پڑتی ہی اگرچہ طالبعلم اُستاد سے الفاظ مشکلہ اور جمل مدققہ کے معانی یا مطالب دریافت کرسکتے ہین مگر جو لطف اپنے طور پر مطالعہ کی حالت مین دریافت کرنے کا ہی وہ مارا جاتا ہی

(۵) طالبعلمون کو حتی المقدور اس امر کی کوشش کرنی چاہیے کہ اونکے پاس صحیح اور عمدہ کتابین ہون کیونکہ اگر کتابین منقوص اور اغلاط ہونگی تو مطالعہ مین بہت دقتین پیدا ہونگی —

(۶) جہان تک مطالعہ کرنا ہو پہلے وہان تک بلا فکر اور غوض کرنے کے بڑھ جاؤ اور
اوس مقام مقام پر پنسل سے یاد داشتی نشان کر دو تاکہ طبیعت کو عبارت اور اجمالی
سے ایک لگاؤ پیدا ہو جائے اگر شروع سے ہے فکر اور غوض کو ساتھ لیا جائیگا
تو طبیعت متحمل نہوگی -

(۷) جب اس مرحلہ کو طے کر لو تو پھر ایک ایک جملہ کو پڑھو سب سے پہلے پڑھے
ہوے جملے کے الفاظ کو دیکھو کہ انمین کسی قسم کی غلطیان تو نہین اگر کوئی غلطی ہو
تو اوسکو صحیح اور درست کرو تاکہ ادراک مطلب اور اخراج مفہوم مین حارج نہو بعد
اسکے اس جملے کے لفظی معنے کرو اگر کسی لفظ کے معنے نہ آتے ہون تو ڈکشنری نکال
دیکھو اسکے بعد با محاورہ معنے کرو تاکہ اوس جملہ کا مطلب ایک موزون اور آسان
صورت مین آ جائے بعد اسکے اپنے طور پر زبانی جیسا کوئی شخص ایک بات یا ایک
مطلب کو سمجھ کر دوسرے شخص کو سمجھاتا ہے - بلا دیکھنے کتاب کے تقریر کرو جب ایک
جملہ طے ہو جاوے تو دوسرے کو چھیڑو ایک ہی دفعہ چند جملون کو نہ پڑھو کیونکہ اس
صورت مین طبیعت کے دق ہو جانے کا اندیشہ ہے -

(۸) جب مقدار سبق پوری ہو جاوے تو پھر ایک دفعہ سارے سبق کے زبانی
تقریر کرنی چاہیے تاکہ طبیعت ساری عبارت کے مطلب پر حاوی ہو جاوے -

(۹) جب مطالعہ کرنے کے بعد اور طالبعلمون کے پاس جو فیلو کلاس ہون
جاؤ تو اونسے مطالعہ کئے ہوے سبق کی بابت زبانی بحث کرو اس سے وہ فائدہ
ہوگا کہ اپنی معلومات کے صحت اور غلطی کا امتحان ہو جائیگا -

شق دوم مطالعہ تنہائیہ

(۱) جسقدر مراتب نمبر ۶ تک طالبعلمون کے واسطے بیان ہوے ہین وہ فارغ التحصیل
لوگون کی ذات سے بھی تعلق رکھتے ہین فارغ التحصیل لوگون کو بھی اونپر غور کرنی لازمی ہے

(۲) جب فارغ التحصیل لوگ کسی کتاب کے مطالعہ مین مشغول ہون تو اونکو اپنے ذہن مین عبارت مطالعہ پر خدشات اور اعتراضات پیدا کرنے لازم ہین اور جب اعتراضات پیدا ہو چکین تو ذہنی طور پر ہے اونکے نالغات اور واقعات کی صحت اور غلطی کا لحاظ اور تنقیح کرین اور زور دیکر دیکھین کہ ما لغات اور واقعات موروده اور موقوعہ زائل ہو سکتے ہین یا نہین۔

(۳) پہلی تصوریات کی بابت احداث اعتراضات اور خدشات کا سلسلہ شروع کرین اور بعد اوسکے تصدیقات کی بابت۔

(۴)۔ فارغ التحصیل لوگون کو یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ وہ بسبب فراغت کے مشکلات مطالعہ اور ان دقتون کو جو حالت مطالعہ مین ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہین بلا کسی اور کے امداد کے ہمیشہ حل کر لیا کرینگے نہین بلکہ اونکو ہمیشہ مشکلات مطالعہ کے حل کرانے کے واسطے اور لوگون کی امداد کی امید رکھنی چاہیے اور جب اونکو اثنائے مطالعہ مین کوئی حل طلب عقدہ پیش آئے تو خوشی سے اور دور اندیش اور رسا مزاج لوگون کی مدد لینی چاہیے کوئی شخص یہ دعوی نہین کر سکتا کہ وہ ہر ایک وقت علمی مشکلات کو بلا امداد غیار حل کریگا۔

(۵) چونکہ فارغ التحصیل لوگون کو طالبعلمون کی طرح محدود مضامین اور محصور عبارات کا مطالعہ کرنا شرط نہین ہوتا اسواسطے اونکو لازم ہے کہ وہ اس آزادی کی حالت مین جس کتاب یا جس آرٹیکل کا مطالعہ کرنا شروع کرین نہایت توجہ اور استقامت طبیعت سے شروع کرین

(۶)۔ کتاب کو ابتدا سے انتہا تک دیکھین تاکہ طبیعت اوسکی آسان اور مشکل مقاصد پر پوری طرح سے متصرف اور ماہر ہو کر اظہار رائے کا موقعہ پیدا کرے۔

(۷) جس مطلب کو طبیعت دریافت نہ کر سکے اوسکو کسی دوسرے موقعہ پر محفوظ رکھنا چاہیے ایک ہی دفعہ طبیعت پر بوجھ نہ ڈالنا چاہیے ہان اگر طبیعت بالکل ناچار ہو جاوے تو اوس صورت مین اورون سے امداد کی درخواست کرنی چاہیے۔ جب تک اپنی طبیعت مین ادراک

مطلب کی طاقت اور قوت باقی رہے تب تک اغیار سے امداد کی درخواست کرنی اپنی طبیعت کو دیدہ و دانستہ کاہل اور کمزور بنانا ہے –

مطالعہ خیالیہ

مطالعہ خیالیہ کی تعریف سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ اس قسم کا مطالعہ تحریرات اور اشارات اور نقوش سے تعلق نہین رکھتا بلکہ اسکا تعلق امورات عقلیہ اور خیالیہ سے ہوتا ہے انسانون مین ایک ایسی قوت بھی ہے کہ جسکے ذریعہ سے بلاکسی تحریر اور نقش کے انسان اپنے خیالات کے ذریعہ سے امورات عقلی اور وہمی کی بابت مطالعہ کرسکتا ہے انسان کا علم کتابوں نقوش یا تحریرات سے ہی وابستہ نہین بلکہ اصل مین پوچھو تو انسان کا علم سب سے اول عقلی یا خیالی طور پر ہے شروع اور پیدا ہوتا ہے اور پھر احاطہ تحریر اور دائرہ تقریر مین آتا ہے – دنیا مین جسقدر علوم اور فنون پائے جاتے ہین وہ پہلے پہل انسانون کے دلون مین ہی پیدا ہوئے تھے پھر انکو بہ تدریج تحریر اور تقریر کے صورت مین لایا گیا جبکہ سب علوم اور فنون کا شروع اور ابتدا عقول اور قلوب سے ہی مربوط ہے گویا سب قسم کے علوم اور فنون کے پودے عقلی باغبان کی توجہ اور کوشش سے ہی لگائے گئے ہین تو پھر عقلی اور خیالی طور پر مطالعہ کرنا ایک ضروری اور ممکن الصورت امر ہے مطالعہ خیالی کے شروع کرنے کے واسطے تین باتون کی اشد ضرورت ہے گویا تین باتین اصل الاصول ہین – اول استقامت طبیعت اگر استقامت طبیعت نہوگی تو تھوڑی دیر کے بعد ہی اس خیالی سلسلہ مین ضعف اور کمزوری آنی شروع ہوگی جبکہ ایسے مطالب سے جو کتابون اور نقوش یا اشارات مین مرکوز نظر آتے ہین انسان کی طبیعت دل برداشتہ ہو جاتی ہے تو پھر عقلی امورات اور خیالی ابحاث مین تو ضرور ہی ضعیف اور کمزور ہو جاتی ہوگی دوسرے یکسوئی خیالات یہ بات نہایت ہی ضروری اور لازمی ہے کہ عقلی یا خیالی مطالعہ

مطلعین کے خیالات منتشر نہ ہون۔ خیالات کا انتشار خیالی مطالعہ کے واسطے سخت قباحت ثابت ہوئی ہے خیالی مطالعہ مین خیالات کا یکسو ہونا نہایت ہی ضروری امر ہے جب تک مطلعین کے خیالات مستقیم اور یکسو نہونگے تب تک طبیعت استقامت پذیر نہوگی اور جب طبیعت مطلعین استقامت پذیر نہوگی تو خیالی مطالعہ کے فوائد اور منافع مترتب اور ظاہر نہونگے۔ خیالی مطالعہ پر کیا منحصر ہے ابتدائی اور انتہائی مطالعہ مین بھی اگر خیالات کا انتشار ہو تو مطالعہ کے ضروری فوائد ظہور پذیر نہین ہو سکتے۔ طالبعلمون کو سبق کا یاد کرنا ایک معمولی بات معلوم ہوتی ہے اگر اوسمین بھی خیالات کی یکسوئی نہوگی تو فوائد مترتب نہونگے۔ جب چھوٹے چھوٹے باتون اور معمولی مقاصد کے استحصال کے واسطے خیالات کی یکسوئی اور استقامت درکار ہے تو پھر خیالی مطالعہ مین تو اوسکا بدرجہ اولے ہونا لازمی اور ضروری ہے جب خیالات یکسو اور مستقیم الحالت ہوجاتے ہین تو انسان کی طبیعت پیش آمدہ عقدہ اور مطالب کو اس خوش اسلوبی اور عمدگی سے حل کرتی ہے کہ جس سے ہزارون دقائق اور نکتے معلوم ہوتے ہین۔ یکسوئی خیالات کی حالت مین انسان کے طبیعت مین تیزی اور جولانی آجاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا طبیعت کے سر سے ایک بڑا بوجھ اوتار اگیا جسکے سبب طبیعت کی رفتار مین ایک ہلکاپن اور سبکی پیدا ہوجاتی ہے دیکھو جب ہم اشغال کثیرہ اور افکار پیش آمدہ کے وقت کسی معاملہ کی بابت غور کرتے ہین تو ہماری طبیعت خیالات کی یکسوئی نہونے کے باعث کیسی بیقرار اور مضطرب ہوتی ہے ہزار کہین کبھی حل مقاصد کی طرف توجہ نہین کرتے اس تساہل کا اصل باعث یہی ہے کہ خیالات منتشر ہوتے ہین اور طبیعت کی حالت دگرگون ہونے کے سبب متوجہ نہین ہوتی برخلاف اسکے جب خیالات یکسو ہوتے ہین اور طبیعت کی حالت مین دگرگونی حائل نہین ہوتی تو بڑی جانبازی

اور خوشی سے حل مقاصد پیش آمدہ پر دوڑتی ہے اور ایک آسانی سے بڑی بڑے ادق مسائل اور پیش مقاصد کو حل کر لیتی ہے اگر کوئی دقت بھی پیش آ جاتی ہے تو وہ اوسکو بڑی استقامت اور خوش اسلوبی سے حل کر دیتی ہے اس تیزی اور استقامت اور دور یکا اصل موجب اور حقیقت یکسو ہونا خیالات کا ہے مطلعین کو خیالات کی یکسوئی کے واسطے سب سے اول سعی اور کوشش کرنی لازم ہے تاکہ پورے فوائد حاصل ہون بہتر ہے کہ مسئلہ صحیح اور مامون من الاغلاط ہو اگر مسئلہ جسکی بابت مطالعہ شروع کیا جاوے گا صحیح اور مامون من الاغلاط نہوگا تو مطالعہ کی بڑی درست اور ٹھیک نہ بیٹھے گی خیالی طور پر بہت سے اس قسم کے مسائل ہی پیدا ہو سکتے ہین کہ جو اپنے مطالب اور مقاصد کے اعتبار سے بالکل فضول اور لغو ہون مطلعین کو اس امر مین احتیاط کرنی چاہیے کہ اونکے خیالی مسائل صحیح اور مامون من الاسقام ہون۔ اس امر کے امتیاز اور امتحان کے واسطے کہ خیالی مسائل صحیح اور درست ہین و یا اونمین کسی قسم کی لغزش اور غلطی ہے ۔ اس اصول کو اختیار کرنا چاہیے کہ جب کوئی مسئلہ خیالی طور پر دل مین پیدا ہو تو اوسکو اسباب کی جہت سے پڑتال کرنا چاہیے اگر اوسکے اسباب درست اور ٹھیک ہون تو وہ مسئلہ بھی درست اور ٹھیک ہوگا اور اگر اسباب درست اور ٹھیک نہونگے تو مسئلہ بھی درست اور صحیح نہوگا اور اسباب کی صحت اور غلطی کے ادراک کے واسطے سب سے زیادہ عمدہ اور معقول طریقہ یہ ہے کہ قوانین قدرت پر خیال کیا جاوے اگر اسباب قوانین قدرت کے موافق ہون تو صحیح سمجھے جائین ورنہ غلط۔ اب اس بات کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ مطالعہ سے طلاب کو خواہ کسی قسم کے ہون بہت سے فوائد اور منافع حاصل ہوتے ہین مطالعہ سے طلاب کی طبیعتون مین ایک تیزی اور شستگی پیدا ہو جاتی ہے جسکے سبب سے علمی مدارج مین روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے ۔ جب لوگ فارغ التحصیل ہو کر سکولز

یا مدرسوں سے اٹھ گھڑی ہوتے ہین اور اونکو اسا تذگی خدمت مین حاضر ہونیکا موقعہ نہین ملتا تو اونکے واسطے علمی مدارج کو ترقی دینے کی غرض سے مطالعہ سے زیادہ کوئی اصول ضروری اور مفید نہین ہے انسان ساری عمر ہی استادون کے پاس یا اسکولون مین نہین بسر کر سکتا اوسکو اور بھی ایسی ضروری کام ہین کہ جسمین اوسکا مصروف ہونا ضروری اور لازمی ہے اور یہ بات بھی لازمی اور ضروری ہے کہ علم کو ترقی اور رونق ہوتی رہے اور ترقی اور رونق بلا اسکے نہین ہوتی کہ علم کا شغل رہے پس اسکے واسطے مطالعہ کا قاعدہ مفید اور لازمی ہے کیونکہ اس قاعدہ کی پیروی سے شغل علمی بھی ہوتا رہتا ہے اور علم کو وقتاً فوقتاً ترقی بھی ہوتی رہتی ہے اور دوسرے اشغال اور افکار کا بھی انسداد لازم نہین آتا مطلعین پر لازم ہے کہ مطالعہ کے واسطے کوئی ایسا وقت محفوظ رکھین کہ جس سے اوسمین کسی جہت سے حرج اور نقص واقعہ نہو۔

نظر

نظر کے معنے فکر کرنے کے ہین - نظر اور مطالعہ مین بہت فرق ہے مطالعہ صرف صورت وقوف کا نام ہے جسمین فکر کو پورا پورا دخل نہین ہوتا بلکہ ایک سرسری غور ہوتی ہے اور نظر کی صورت مین فکر کو کامل دخل ہوتا ہے - وقوف بلا فکر ہوسکتا ہے لاکن فکر بلا وقوف نہین ہوسکتی - جب تک ہم ایک شی سے واقفیت نہین حاصل کرینگے تب تک اوسکی بابت فکر کیونکر کی جاسکتی ہے فکر کا وجود اوسصورت مین پیدا ہوتا ہے کہ جب وقوف حاصل ہولے - وقوف صرف موجودہ الفاظ اور اون الفاظ کے معانی یا موجودہ شے کی صورت سے ہی متعلق ہوتا ہی لاکن نظر کی صورت مین خارجی متعلقات اور بعید نسبتون پر بھی غور اور فکر کرنی پڑتی ہے نظر مطالعہ سے دوسرا درجہ ہی جب اہل علم یا اہل فن مطالعہ کا پہلا درجہ طی کر لیتے ہین تو

نظر کے دوسرے درجہ پر آنا پڑتا ہے پہلے درجہ مین احتیاط ملحوظ رکھی جاتی ہے
دوسرے درجہ مین اوس سے بھی زیادہ ضرورت پڑتی ہے جسطح پر مطالعہ چند قسمون پر
منقسم ہے اسیطح نظر بھی بلحاظ اثر کے دو قسم پر ہے - نظر فی العلوم - نظر فی الفنون
پہلی قسم علوم سے متعلق ہے اور دوسرے فنون سے - قسم اول کے تین قسمین ہین -
اول نظر فی الالفاظ اور وہ چھہ قسم پر ہے - اول نظر فی الالفاظ من حیث الاملا
دوم نظر فی الالفاظ من حیث الصرف - سوم نظر فی الالفاظ من حیث النحو -
چہارم نظر فی الالفاظ من حیث الانشاء - پنجم نظر فی الالفاظ من حیث البلاغت
ششم نظر فی الالفاظ من حیث الفصاحت - جو شخص اس بات کا خواہان ہے کہ
اوسکی علمی طاقتون مین رونق اور ترقی ہو اوسکو لازم ہے کہ جب کسی علمی تصنیف یا
تالیف کو پڑھے تو اون چھہ باتون کا خیال رکھے - ان چھہ باتون کے خیال رکھنے
سے پڑھنے والے کو صرف مولف یا مصنف کے مبلغ علم اور استعداد کی مضبوطی اور
کمزوری کا ہی علم حاصل نہین ہوتا بلکہ اپنی علمی طاقتون مین بھی صفائی اور ترقی
اور مضبوطی حاصل ہوتی ہے اب ہم ان چھہ طریقون کو مختصر سی تصریح کے ساتھ
علٰحدہ علٰحدہ بیان کرتے ہین -

اول نظر فی الالفاظ من حیث الاملائ

لغت مین لفظ املا کے معنے پر کرنے اور تشریح کرنے کے ہین اور اصطلاح مین اوس علم
کو کہتے ہین جسمین حروف کی ترکیبون اور جوڑ اور مناسبات کا بیان کیا گیا ہے
پڑھنے والے کو چاہیے کہ جب کسی شخص کی تالیف یا تصنیف کو پڑھے تو قواعد املا کے
طریق اور اصول پر الفاظ کی حرفی ترکیبون پر لحاظ کرتا جاے اگر اوسکو کسی لفظ کی
ترکیب مین شبہ یا شک پاشی ہو تو لغات اور قواعد املا سے اوسکی صحت کرے اگر
مولف یا مصنف نے اوس مشتبہ لفظ کے جوڑ اور ترکیب مین غلطی کھائی ہوگی تو وہ

صاف ہوجائیگی اور اگر پڑھنے والا غلطی کر رہا ہے تو اوسکا فیصلہ ہوجائیگا اس صفائی اور فیصلہ سے یا تو پڑھنے والا آیندہ کی غلطی سے بچیگا اور یا اوسکے خیال کو اوس صورت مین کہ جب مصنف یا مؤلف غلطی پر ہو تکمیل حاصل ہوجائیگی کوئی صورت ہو پڑھنے والے کے حق مین فائدہ بخش ہی ثابت ہوگی۔

دوم نظر فی الالفاظ من حیث الصرف

لفظ صرف کے معنے لغت مین حیلہ۔ حادثہ۔گردش زمانہ۔ اولٹا کرنے۔اور پڑھنے کے ہین اور صرفیون کی اصطلاح مین صرف وہ علم ہے جس سے کلمون کی تغیر و تبدل کی شناخت حاصل ہوتی ہی پڑھنے والے کو چاہئیے کہ ہر تصنیف اور تالیف کے پڑھنے علم صرف کے اصولون اور قواعد کے موافق الفاظ کی تغیر و تبدل اور اشتقاق پر غور کرتا ہے اس سے علمی طاقتون کو ایک اعلی درجہ کی ترقی حاصل ہوتی رہتی ہے ضرور نہین ہے کہ صرف کے قواعد کو لائق مصنفون اور فاضل مولفون کی تصنیفات اور تالیفات دیکھتے وقت از بر اور حفظ کیا جاوے ایسی حالت مین قواعد مذکور کا غور کامل اور فکر سلیم سے دیکھنا ہے کافی ہی۔طوطے کی طرح یاد کرنے سے ترقی نہین ہوتی البتہ قوت حافظہ کو کچھ رونق ہوجاتی ہے جب انسان فارغ التحصیل ہوکر علمی طاقتون کو ترقی دینا چاہتا ہے تو اوسکو یہی کافی ہے کہ ضروری قواعد اور اصولون کو فکر سلیم کے زور سے طے اور صاف کرکے عام طور پر یاد رکھنے زیادہ تر ضبط اور حفظ کرنے کے کوئی ضرورت نہین ہے جب فکر سلیم کی بدولت کوئی قاعدہ یا اصول حل ہوکر صاف ہوجاتا ہے تو پھر خود بخود ہی طبیعت مین منقوش اور متمکن ہوجاتا ہی اوسکے ضبط اور حفظ کرنے کی تازہ تکلیف نہین اوٹھانی پڑتی ہے۔

سوم نظر فی الالفاظ من حیث النحو

لفظ نحو کے معنے لغت مین راہ۔ طرف اور مانند کے ہین اور نحویون کی اصطلاح مین نحو سے وہ علم مراد ہے کہ جس سے عبارت اور کلام کی ترکیب اور اوس ترکیب سے پوری اور اصلی معنے پیدا کرنے یا بنانے کے قواعد اور قوانین حاصل ہوتے ہین جب تک اس مفید اور شریف علم کے قوانین کو ساتھ نہین لیا جاتا تب تک عبارتون اور کلام کا کچھ پتہ ہی نہین چلتا اگر پڑھنے والا قواعد نحویہ کی مدد سے کام نہ لے تو اوسکے بعینہ ایسی مثال ہوتی ہے جیسا کہ کوئی شخص ایک بڑے رونق دار اور آباد شہر مین جائے اور روپیہ پیسہ نہونے کے سبب خالی ہاتھ چلا آئے بلکہ اس سے بھی زیادہ تر اوسکا بدحال ہوتا ہے جیسے کسی عجیب اور آباد اور فرحت افزا شہر مین جانے سے اندھے کو کوئی لطف حاصل نہین ہوتا اسیطرح پر اوس شخص کا حال ہے کہ جو عالمون اور فاضلون کی تصنیفات اور تالیفات کے دیکھنے اور پڑھنے وقت قواعد نحو پر خیال نہین کرتا اگر پڑھنے والا پڑھنے کی حالت مین قواعد نحویہ کے دریافت اور معلوم کرنے کو چند روز تک ہی اپنا طریق عمل بنالے تو پہر اوسکی طبعیت مین خود ہی ایک ایسی سمجھ بہ حالت پیدا ہوجاتی ہے کہ چندان محنت کرنے کی ضرورت نہین پڑتی —

اس طریق کو اختیار کرنے سے علمی طاقتون مین روز افزون ترقی ہوتی جاتی ہے صرف اسی صیغہ مین نہین بلکہ اسکی مدد سے اور علمی صیغون مین بہ۔ روز بروز رونق اور ترقی ہوتی جاتی ہے۔ ہم صرف کے قواعد کے بابت اس امر کو ظاہر کرچکے ہین کہ علمی طاقتون کو اپنے طور پر ترقی دیتے وقت اونکا حفظ کرنا ضروری نہین ہے اسیطرح پر نحو کے قوانین کی بابت بھی یہی راے ہے کہ حفظ کرنا کچھ ضروری نہین ہے فکر سلیم کے زور سے بھی حل کردینا کافی ہے —

چہارم تطرق الالفاظ من حیث الانشاء

لغت مین لفظ انشاء کے معنی شروع کرنے اور پیدا کرنے کے ہین اور اصطلاح مین اوس علم کو

کہتے ہین کہ جہان عبارت کی ترکیبون اور بندش اور لوازمات اور مناسبات کا ذکر کیا جاتا ہے پڑھنے والے کو لازم ہے کہ پڑھتے وقت علم انشار کے قوانین اور قواعد پر ضرور خیال کرے جو شخص باوجود عالم ہونے کے انشار پرداز نہین ہے وہ ایسا عالم ہے کہ جیسے ایک لولا یا لنگڑا آدمی ہوتا ہے جیسے لولا لنگڑا چل نہین سکتا اسیطرح پر وہ عالم جو انشار پرداز نہین ہے اپنی علمی طاقتون کو رونق اور ترقی نہین دے سکتا - انشار پردازی کو اوس حال مین وسعت اور ترقی ہوتی ہے کہ جب مختلف انشار پردازون کی طبعی اور دلچسپ تحریرات کو دیکھا جائے کسی کتاب اور تصنیف اور تالیف کو پڑھتے وقت دریا کی طرح گذر جانا اچھا طریق عمل نہین ہے غرض مطالب کے حاصل کرنے اور مصنف یا مولف کے غرض اور دلاویز نکات کو دریافت کرنے کی ہے نہ کہ کتاب کو شل کیطرح پڑھکر بیٹر پر رکھدیجئے کے - مضمون کی دلاویزیون کے دقائق اور نکات فرفر پڑھ جانے سے حاصل نہین ہو سکتے ان دقائق اور نکات کے اصول کے واسطے پرلے درجہ کے غور و فکر اور دور اندیشی اور احتیاط درکار ہے املا کے قواعد کی روسے حروف کی اصلی ترکیب اور جوڑ کے صحیح اور دریافت کرنے مین چندان دشواری نہین اوٹھانی پڑتی مگر علم انشار کے قوانین کے روسے عبارتون کی اصلی اور واقعی تراکیب اور مناسبات کے دریافت کرنے کے واسطے سوچ اور فکر کی بہت ضرورت ہے خاص کر علم انشار کی مخصوص کتابون سے ہی قوانین اور قواعد انشار پردازی کی ترقی اور واقفیت نہین ہوتی اور تصنیفات اور کتابون سے بھی ایک عمدگی سے علم انشار کی ضروری اور واجب التعمیل قوانین اور ضروریات کا ملکہ اور علم حاصل ہو جاتا ہے - ایک مشہور فاضل کا قول ہے کہ مین نے عام فاضلون اور مصنفون کی تصنیفات اور کتابون سے ہی علم انشار پردازی کا اس درجتک ملکہ

حاصل کر لیا ہے کہ میرے زمانہ کے لوگ مجھکو اس علم مین اچھا ماہر جانتے ہین
فاضل موصوف کا قول بے شک درست اور صحیح ہے مگر ایسے طور پر انشا پرداز
بننے کی واسطے پرلے درجہ کے موزون طبیعت اور فکر سلیم درکار ہے اسمین کچھ شک
نہین ہے کہ اگر اور لائق مصنفون کی تصنیفات کو پڑھتے ہوے آدمی انشا کی
طرف خیال رکھے تو بہت اچھی صفائی اور کمالیت حاصل کر سکتا ہے اُستاد
کہلانا تو اور بات ہے مگر اس طریق سے قواعد انشا پردازی کا متوسط درجہ کا ملکہ
حاصل ہونا مشکل اور بعید از قیاس نہین ہے علوم انشا کے قوانین اور قواعد ایسے
مشکل اور دور از قیاس نہین ہین کہ پڑھنے والے کی طبیعت پڑھنے کی حالت مین
اونکے ضبط کرنے سے تنگ آجائے - اگر پڑھنے والا غور کرتا رہے تو طبیعت خود
اون قوانین کے ضبط کرنے کے ڈھنگ پر جا رہتی ہے -

پنجم نظر فی الالفاظ من حیث البلاغت

لغت مین لفظ بلاغت کے معنی جوان ہونے - اور مرتبۂ کمال پر پہونچنے کے ہین
اور اصطلاح مین کلام کو مطابق اقتضاے مقام کے لانے کو کہتے ہین پڑھنے
والے کو لازم ہے کہ پڑھنے کی حالت مصنف یا مؤلف کی عبارت نقد کلام کو قواعد اور محاسن بلاغت
سے بھی پرکھتا جاے اس پڑھنے والے کو ساتھ ساتھ ہی اس امر کا علم کافی حاصل
ہوتا جائیگا کہ اقتضاے مقام کے مطابق کلام کو کسطرح پر لاتے ہین اور کلام مین
کن باتون کو اہم اور مقدم رکھنا چاہیئے اور کن باتون کو موخر لانا چاہیے بہت
سے تصنیفات اور کلامین اسواسطے موثر ثابت نہین ہوئین کہ اونکے مصنفون
اور متکلمون نے بلاغت کے قواعد کو ملحوظ نہین رکھا - مقبول اور پسندیدہ وہی
تصنیف اور کلام ہوتی ہے کہ جسکو قواعد بلاغت کی روی سے صاف کیا گیا ہو
علم بلاغت کی مخصوص کتابون مین بھی قواعد بلاغت کو ایک استقلال اور تصنیف سے

بیان کیا گیا ہے اور لائق فاضلون کے اور تصنیفات اور تالیفات مین بھی ان قواعد سے کام لیا گیا ہے اگر پڑھنے والا اون تصنیفات اور تالیفات پر غور اور فکر کرے تو ادنسے بھی بہت کچھ حاصل کرسکتا ہے - طباع اور ذہین پڑھنے والون کو مختلف تصنیفات اور متفرق تالیفات قواعد بلاغت کا دریافت اور معلوم کر لینا مشکل امر نہین ہے جب طبیعت کو اس عجیب علم کی چاٹ لگ جاتی ہے تو بہت آسانی سے کامیابی حاصل ہوتی جاتی ہے - یہانتک کہ طبیعت پر بالکل گرانی اور بوجھہ معلوم نہین دیتا -

ششم نظر فی الالفاظ من حیث الفصاحت

لفظ فصاحت کے معنے لغت مین تیز زبانی اور خوشگوئی کے ہین اور علم معانی کے اصطلاح کے بموجب اوس فن کا نام ہے جسمین اس بات کو ثابت کیا جاتا ہے کہ کس قسم کے الفاظ کا عبارت مین لانا باخبر کے نزدیک مستحسن اور زیبا ہے اور کس قسم کے الفاظ کا اطلاق اور استعمال غیر مانوس اور مکروہ ہے مختلف تصنیفات اور تالیفات کے پڑھنے وقت پڑھنے والے کو لازم ہے کہ از روی قواعد فصاحت کے اس امر کی تحقیق کرتا جاے کہ اس کتاب کا مصنف یا مولف جو الفاظ استعمال کرتا ہے اونکے استعمالی حالت کیسی ہے بر موقعہ اور موزون واقعہ ہوئے ہین یا بے موقعہ اور غیر موزون پڑھنے والے کو الفاظ کے استعمالی حالت معلوم کرنے سے ایک ایسا مضبوط ملکہ حاصل ہوجائیگا کہ اوسکی طبیعت صحیح اور موزون استعمال پر قائم اور ثابت ہوکر غلط اور غیر موزون استعمال سے ہٹ جائیگی اور اس صحیح اور موزون استقامت سے اوسکی طبیعت مین ایک استقلال سی علمی طاقتون کو رونق اور ترقی حاصل ہوگی -

اوپر کی سطرون مین ہمنے ہر شش شقون کی بابت بالاختصار ذکر کر دیا ہے اب ہم

اس بات کو کھولنا چاہتے ہین کہ اون ہر شش شقون پر عمل کرنے سے صرف اونھین علمی طاقتون کو ترقی ہوتی ہے جو اون چھ شقون سے متعلق ہین کہ یا اونسے اور علمی طاقتین بھی متاثر ہوتی ہین ہمارا یہ خیال ہے کہ ان شقون کے متعلقہ علوم یعنے املا ۔ صرف ۔ نحو ۔ انشا ۔ بلاغت ۔ اور فصاحت ۔ اور علوم کو زیبائش اور آرائش اور لطافت بخشنے والے ہین مختلف تصنیفات اور تالیفات مین اونکا بالالتزام خیال رکھنے سے اور علوم کو بھی بلا شک اعلی درجہ کی صفائی اور لطافت اور ترقی حاصل ہوتی ہے ۔ قسم اول کی دوسری قسم نظر فی المعانی ہے اور وہ تین قسم پر ہے ۔ اول نظر فی المعانی من حیث الالفاظ ۔ دوم نظر فی المعانی من حیث المراد ۔ سوم نظر فی المعانی من حیث القرائن ۔

قسم اول نظر فی المعانی من حیث الالفاظ

پڑھنے والے کو چاہیے کہ پڑھتے وقت الفاظ مستعملہ کے معانی کو اچھی طرح سے ذہن نشین کرتا جائے لغت کی روسے بھی اور محاورہ کی روی سے بھی بہت سے ایسے الفاظ ہین کہ لغت مین اونکے معنے کچھ اور بیان کیے گئے ہین اور محاورہ مین کسی اور طرح پر استعمال کیے جاتے ہین پڑھتے وقت ان دونون شقون کو ملحوظ رکھنا چاہیے ۔

قسم دوم نظر فی المعانی من حیث المراد

بہت سے الفاظ اسی طور پر استعمال کیے جاتے ہین کہ عام طور پر اونکے معنے کچھ اور ہوتے ہین اور استعمال کرنے والا اونھین الفاظ سے اپنے خیال مین کوئی اور معنے مراد لیتا ہے مرادی معنے عبارت کے ڈھنگ اور طرز کلام سے معلوم ہو جاتے ہین اگر ان مرادی معنون پر خیال نہ کیا جائے تو وہ لطف حاصل نہین ہوتا کہ جو مصنف اور متکلم کو حاصل ہے پڑھنے والے پر واجب ہی کہ طرز عبارت اور کلام سے ان مرادی معنون کو ساتھ ہی ساتھ سمجھتا جائے جس سے ایک تو لطف کلام حاصل ہوتا ہے

اور دوسرا ذہن کو رسائی کا مادہ حاصل ہو کر علمی طاقتون کو رونق اور ترقی ہوتی ہی

قسم سوم نظر فی المعانی من حیث القرائن

لغت مین لفظ قرینہ کے معنے وہ مناسبت ہی کہ جو دو چیزون کے درمیان موجود اور پیوستہ ہو اور اصطلاح مین قرینہ اوس نسبت کا نام ہے کہ جس سے کسی امر پر بوجہ مناسبت راے قائم کی جاسکے اور اوسکی چار قسمین ہین - اول قرینہ شئے دوم قرینہ شان شئے - سوم قرینہ قریبہ - چہارم قرینہ بعیدہ -

قرینہ شئے وہ قرینہ ہی کہ جو کسی شی کی ذاتی نسبت سی کسی دوسری شئے کی بابت راے قائم کرنے کے واسطے مؤید ہو قرینہ شان سی وہ قرینہ ہی کہ جو کسی شئے کے متعلقات ظاہری اور معنوی اور ذاتی نسبت سے کسی دوسری شئے کی بابت رای قائم کرنے کے واسطے موثر اور مؤید ہو - شئے اور شان شئے دو جدا حالتین ہین شئے جدا ہی اور اوسکی شان جدا ہی شئے سے صرف ذات مراد ہی اور شان شئے سے ذات کے متعلقات اور عوارضات - قرینہ قریبہ سے وہ قرینہ مراد ہی کہ جو باعتبار قرابت لفظی یا معنوی کسی دوسری شئے پر موثر ہو -

اور قرینہ بعیدہ سے وہ قرینہ مراد ہے کہ جو باعتبار بعد لفظی یا معنوی کسی دوسری شئے پر موثر ہو چارون قسم کے قرائن تصنیفات اور تالیفات اور کلام مین پائے جاتے ہین انپر غور اور فکر کرنے سے مصنف یا مؤلف یا متکلم کے غرض اور علت فی الفور سمجھ مین آجاتی ہے - بہت لوگ صرف اسواسطے تصنیفات یا تالیفات اور کلام کے غرض اور علت کے سمجھنے اور دریافت کرنے سے رہ جاتے ہین کہ وہ اون قرائن ضروریہ پر پڑھتے وقت غور اور فکر نہین کرتے یہ قرائن سرسری نظر اور عبور سے دریافت نہین ہوسکتی انکے دریافت کرنے کے واسطے اول اول طبیعتون کو خوب متوجہ کرنا پڑتا ہے البتہ جب اسمین ایک پریکٹس ہوجاوے تو پھر چندان غور اور فکر کی ضرورت نہین رہتی - طبیعت بغور گذر کرنے سے

قرائن کو دریافت کرکے اصل مقصد پر جا پہونچتی ہے -

قسم سوم نظر فی النتائج

پہلی قسم کے اوپر کے دو قسمین صرف الفاظ اور معانی سے متعلق تھین یہ تیسری قسم الفاظ معانی جملون اشکال - اوضاع اعداد - علامات - نشانات - آثار نقوش - خصوصیات - صوت - اور اشارات پر بھی حاوی ہے اور اس قسم کا عمل بہ نسبت پہلی دو قسمون کے مشکل اور ادق ہے اور لغت مین لفظ نتیجہ کے معنے تراشنے اور باہر کرنے کے ہین اور اصطلاح مین نتیجہ سے وہ حالت یا قول یا صورت مراد ہے کہ جو دو یا دو سے زیادہ جملون یا خیالات یا خصوصیات یا آثار یا علامات یا اشکال یا اشارات وغیرہ کے مرکب کرنے سے حاصل ہوتی ہے جسکو اصطلاح اہل منطق مین جزوہاے صغری وکبری وحداوسط کے نام سے تعبیر کرتے ہین جتنی صورتین نتیجون پر نظر کرنے کی ہین وہ سب علمی طاقتون کی ترقی اور استقامت کے واسطے بالذات اور بالخصوص مخصوص ہین -

نتیجون کے نکالنے کے واسطے صرف ایک ہی طریق اور اصول نہین ہے انسانون مین یہ طریق اور اصول مختلف حیثیتون سے پائے جاتے ہین - منطق والون نے ان طریقون اور اصولون کو اپنی مخصوصہ اصطلاحون اور مقررہ الفاظ مین بیان کیا ہے مگر وہ منطقی اصطلاحین اور الفاظ عام کی سمجھ مین نہین آسکتے -

منطقی اصطلاحون اور مخصوصہ الفاظ کے باب مین ہمارا یہ مذہب ہے کہ انکو اہل عقل اور اصحاب دانش نے فکر وغور کی مدد سے عام قواعد سے ہی استنباط کیا ہے اگر ہم اون مستنبطہ قواعد کو پھر اصلی حالت مین لاکر پیش کرین تو شاید کوئی قباحت نہوگی - ہمارے قواعد اور الفاظ اور اہل منطق کے مخصوصہ قواعد اور الفاظ مین صرف ترکیب اور وضع کا ہی فرق ہوگا - اخیر پر علت دونون کی

ایک ہی نکلینگے - البتہ اسمین کچھ شک نہین کہ عام اور اصلی قواعد مین بہ نسبت
منطقی قواعد کے ایک سادگی اور آسانی ہوگی - منطقی قواعد مین ادق امور
اور مشکل صورتین اسواسطے مزاحم اور حائل ہو جاتی ہین کہ اونکو ایک عام اور
سلیس حالت سے ایک خاص اور دقیق حالت کی طرف لے لیا گیا ہے قدرت
نے ہی انسانی طبیعت کو اوس مرکز پر ثابت اور قائم کر دیا ہے کہ جسکے ثابت
کرنے کے واسطے اصول اور قواعد علم منطق وضع اور مقرر کیے گئے ہین ساری
انسان منطقی نہین ہوتے مگر منطقیون کیطرح زندگی بسر کرتے ہین اس سے
پایا جاتا ہے کہ انسان کی طبیعت ہی منطقی قواعد کی موزون واقعہ ہوئی ہے -
جب کوئی شخص کسی تصنیف یا تالیف کو پڑھتا یا کسی متکلم کے کلام کو سنتا یا
خصوصیات کو دریافت کرتا یا نقوش اور علامات اور آثار اور خیالات اور اشکال
اور اوضاع اور اعداد اور صورت کا ادراک اور علم حاصل کرتا ہے تو اوسوقت
اوسکی طبیعت اون صورتون کے نتائج کے دریافت اور معلوم کرنے کی طرف متوجہ
ہوتی ہے بعض وقت طبیعت خود بخود آپ ہی اسی راستہ پر لگ جاتی ہے کہ
منزل مقصود پر پہونچ جانا سہل اور آسان ہو جاتا ہے اور بعض اوقات بعض
موانعات کے سبب سے روک جاتی ہے ایسے وقت مین انسان کو پژمردہ خاطر
نہین ہونا چاہیے بلکہ ایک مستعدی اور دلجمعی کے ساتھ نتیجہ پر پہونچنے کے
واسطے طیاری کرنی چاہیے - جن اسباب کی مدد سے ہم علوم محصلہ اور مدرکہ
کی اصلی اور حقیقی نتیجون پر پہونچ سکتے ہین اونکو ہم نیچے کی سطرون مین بالاختصار
بیان کرتے ہین اونپر عمل کرنے سے طبیعت کے واسطے ایک مانوس صورت پیدا
ہوجاویگی - نتیجون پر نظر کرنا دو قسم پر ہے - اول صورت مین جبکہ نتائج ظاہر ہون
یا ظاہر کیے گئے ہون - دوم اوس صورت مین جبکہ نتائج ظاہر نہون اور نہ ظاہر

کیے گئے ہون پہلی قسم کے نتایج کو نتایج صوری کہتے ہین اور دوسری قسم کو معنوی

قسم اول صوری کا بیان

بہت سے علمی باتین اور اوضاع و اشکال اور آثار اور خیالات وغیرہ اس قسم کے ہین کہ اونکے نتایج عام طور پر ظاہر ہوتے ہین اونکے دریافت اور ادراک کے واسطے چندان نظر و فکر کی ضرورت نہین پڑتی توجہ طبیعت کے ساتھ ہی کھل جاتے ہین۔ مثلاً ہم طب کی کتاب پڑھ رہے ہین جسمین اوسکا مصنف یہ بات سمجھا رہا ہے کہ تپ اوس حرارت غریبہ کو کہتے ہین کہ جو دل مین مشتمل ہو کر شرائین کے واسطہ سے تمام بدن مین پھیل جاتی ہے مصنف مذکور کی اس عبارت کے پڑھنے سے ہمکو نتیجہ پر پہونچنے کے واسطے فکر اور نظر کی ضرورت نہین پڑیگی فی الفور اس بات کو سمجھ لینگے کہ تپ حرارت ولی کا نام ہے۔ علی ہذا القیاس جب ہم کسیوقت آسمان پر ابر کے آثار دیکھینگے۔ تو سمجھ لینگے کہ شاید مینہہ برسے جب کسی شخص کو روتا دیکھین گے تو خیال کرلینگے کہ اسکو کوئی نہ کوئی تکلیف ہے جب آفتاب ڈوبنے پر آئیگا تو ہم ایک آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہونچ جاینگے کہ اب رات پڑھ جائیگی۔ جب صبح کے چار بجینگے تو ہم سمجھ لینگے کہ عنقریب دان چڑھ جائیگا۔ علی ہذا القیاس اور سیکڑون ایسی صورتین ہین کہ جنکے دیکھنے یا سننے یا خیال کرتے ہی نتایج معلوم اور دریافت ہوجاتے ہین فکر اور غور کے بالکل ضرورت نہین پڑتی۔

قسم دوم معنوی کا بیان

معنوی نتایج کے ادراک اور معلوم کرنے کے واسطے چند اصول اور قواعد مقرر کیے گئے ہین اونکے عمل مین لانے اور مد نظر رکھنے سے معنوی نتایج کا ادراک اور علم ایک آسانی کے ساتھ ہو جاتا ہے ہم اون مقررہ اور موضوعہ قواعد مین سے

بعض قواعد کو ایک تشریح کے ساتھ اور نمبروار بیان کرتے ہین یہ قواعد صرف کتابی علوم اور فنون اور باتون سے ہی مخصوص اور وابستہ نہین ہین خدا کے اور پیدایش اور قانون قدرت کے وسیع اور دلاویز سلسلہ سے بھی متعلق ہین ۔

اول نظر فی النتائج من حیث الاستقرار

لغت مین لفظ استقرار کے معنے جستجو اور تلاش کرنے کے ہین اور اصطلاح مین معلوم سے مجہول کے استدلال کو کہتے ہین ایک اور طرح پر بہی استقرار کی تعریف کرتے ہین ۔ یعنے استقرار جزئیت سے کلیت کا معلوم کرنا ہی یہ دونون تعریفین اصل مین غایت کے اعتبار سے قریب قریب واقعہ ہوے ہین معلوم بھی اصل مین بالمقابل مجہول کے ایک جز ہوتا ہے اور مجہول کو بالمقابل معلوم کے ایک کلیت حاصل ہے خدا کے نادر اور دلاویز پیدایش کے مبارک سلسلہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہ نسبت حقائق غیر مدرکہ اور مجہولہ کے حقائق مدرکہ اور معلومہ کا وزن اور مقدار بہت کم ہے ۔ مگر اون قلیل المقدار معلومات سے ہمکو کثیر الوزن مجہولات کے ادراک اور معلوم کرنے کا راستہ ہاتھ آگیا ہے اگر ہم چاہین اور اپنے توسن خیال کو میدان فکر کے ذریعہ سے جولان کرین تو بہت آسانی کے ساتھ منزل مقصود پر پہونچ سکتے ہین خدا کی پیدایش اور اوس پیدایش کا وسیع قانون جسکو قانون قدرت کہا جاتا ہی ایسی ڈھنگ پر واقعہ ہوا ہے کہ اوسمین پیدایش کے سلسلون کو وسعت کے ساتھ معلوم کرنے کے واسطے خاص اصول اور قواعد موضوع ہین ۔ اگر ہم اون مخصوصہ قواعد کو زور فکر سے عام بنا لین تو پہر ادراک مجہولات کا دروازہ کھل جاتا ہے اور ہم ایک آسانی سے اوسمین داخل ہوکر الٰہی پیدایش کے عجیب اور دلاویز حکمتون اور قدرتون کا تماشا کرسکتے ہین ۔ ان خاص اصولون اور قواعد کے عام بنانے کا یہ طریق اور ڈھنگ ہی کہ اونکی خاص تاثیرون کو مدنظر

رکھیں اور حالتون یا شئیون کے ساتھ مقابلہ کیا جاوے اگر وہ تاثیرین اون حالتون یا شئیون کے ساتھ مقابلہ اور ٹکر کھا جاوین تو اوس صورت کو جو اوس مقابلہ سے پیدا ہو ایک عام قاعدہ اور اصول تسلیم کیا جاوے - مثلاً ہم دیکھتے ہین کہ لوہا چاندی - وغیرہ جب خوب گرم کیجائین تو پگھل جاتی ہین - یہ ایک خاص قاعدہ تھا اب اگر ہم اس خاص قاعدہ کو اس طریق پر اور دھاتون کے ساتھ مقابلہ کرین کہ جب ایک دو ایسی چیزین جنکو دھات کہا جاتا ہے گرم کرنے سے پگھل جاتی ہین تو اس بات مین کوئی شک نہین کہ اور ایسی چیزین بھی جنکو دہات کی تعریف کے نیچے لاسکین گرم کرنے سے پگھل جاتی ہونگی - کیونکہ جب اوسی قسم کے ایک شی ایک خاص حالت قبول کر لیتی ہے تو اوسی قسم کی اور شئیین کیون نہ اوس خاص حالت کو قبول کرینگی - اس مقابلہ سے بذریعہ اس عمل معلوم کے کہ چاندی وغیرہ گرم کرنے سے پگھل جاتی ہے یہ ایک عام قاعدہ نکل آیا کہ ہر ایک دھات گرم کرنے سے پگھل جاتی ہے اور یہ امر کہ ہر ایک دھات گرم کرنے سے پگھل جاتی ہے امر مجہول تھا -

دوسری مثال اگر ہم مختلف جسم کے دو وزن لین ایک تو کاغذ کا پرچہ اور ایک روپیہ اور ان دونون کو ایک ایسے مکان مین جسمین سے ہوا کو بالکل نکال دیا ہو یکسان بلندی سے ایک ہی وقت مین نیچے ڈالین تو معلوم ہوگا کہ روپیہ اور کاغذ ایک ہی وقت مین اوس مکان کے فرش پر پہونچ جاینگے اس امر معلوم سے یہ ایک خاص قاعدہ پیدا ہوا کہ جب کاغذ اور روپیہ کو یکسان بلندی سے ہوا کو دور کرکے ایک ہی وقت مین نیچے ڈالا جاوے تو وہ ایک ہی وقت مین مکان کے فرش پر پہونچینگے یہ قاعدہ خاص ایک امر معلوم تھا اس سے ہمنے یہ استدلال کیا کہ جن چیزون پر اس امر کی تعریف صادق آتی ہے وہ یکسان بلندی سے ایک ہی وقت مین زمین پر

پہونچ جاتے ہین اور یہ نتیجہ ایک مجہول امر تھا جو ایک معلوم سے بدلیل استقرائی حاصل ہوا ہے ـ

تیسری مثال ازمانے سے معلوم ہوا کہ خالص پانی جب اسکے عناصر کی ترکیب سے جدا کیے جائین تو دو گاسین ہو جاتا ہے ایک حصہ آکسیجن اور ایک حصہ ہیڈروجن پس اس امر معلوم سے بدلیل استقرا نتیجہ یہ نکلا کہ پانی دو عنصر سے مرکب ہے اور یہ امر مجہول تھا۔ اسطرح پر اور معلومات سے مجہولات نکالے جا سکتے ہو سکتا ہے خواہ وہ مجہولات کسی قسم اور نوع سے ہون۔ استقرا کی بنیاد الہی پیدائش کی وسیع اور دلاویز سلسلون پر مبنی ہے جب ہم اون وسیع سلسلون کو دیکھتے ہین کہ وہ بدلتے نہین تو ہمین یقین کرنا پڑتا ہے کہ اونکی ترکیب اور ملانے سے جو مجہولات دریافت ہوتے ہین وہ مطابق واقعہ ہین استقرار دو قسم پر ہے ایک استقرا جزوی اور ایک استقرا کلی۔ استقرا جزوی مین وقوع غلطی کا بھی احتمال ہے مگر کلی مین نہین اگر ہم ایک مرتبہ اپنے گھر سے کسی کام کے واسطے اپنے دوست کے مکان پر جائین اور سب سے اول ہمکو ایک خاص آدمی ملجائے اور اتفاق سے ہمارا کام پورا نہ ہو تو ہم اوس سے یہ نتیجہ نکالین کہ چونکہ فلان منحوس آدمی ہمکو راستے مین ملا تھا اسواسطے ہمارا کام نہین ہوا اور پھر یہ امر مجہول قائم کرلین کہ جب فلان فلان قسم کے آدمی گھر سے نکلتے اول ہی ملین تو کام پورا نہین ہوتا یہ نتیجہ بالکل غلط ہے کیونکہ بالمقابل اسکے صدہا مرتبہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایسے آدمی گھر سے نکلتے ملے بھی اور کام بھی ہو گیا جب اس نتیجہ کے توڑنے کے واسطے ہزارون دفعہ کا تجربہ موجود ہے تو پھر اسکی صحت کو کیونکر تسلیم کیا جاوے یہ استقرا جزوی تھا کیونکہ اسمین صرف ایک جز کے بھروسہ پر امر مجہول نکالا گیا تھا ـ

اگر ہم ایک پتھر کو اوپر کی طرف پھینکین تو وہ اگرچہ کتنی ہی دور چلا جائے پھر بھی

زمین پر آرہیگا اس معلوم سے ہمنے یہ نتیجہ نکالا کہ اس قسم کے مختلف اجسام اوپر کے
پھینکنے سے ہمیشہ نیچے کو آتے ہین اور یہ امر مجہول تھا اسمین غلطی کا احتمال نہین
کیونکہ اوسکے مخالفت مین اب تک کوئی تجربہ ثابت نہین ہوا یہ استقراء کلی ہے
استقراء جزئی کے صحیح کرنے کے واسطے یہ قاعدہ ہے کہ اگر اوسکے مخالف کوئی بات
نکل آئے تب تو وہ غلط ہوگا اور اگر کوئی مخالف حالت ظاہر نہو تو تب صحیح ہوگا
استقرائی جزئی کی مثال مین دیکھو کہ یہ حالت مخالف ثابت ہوگی کہ بتجربہ پہلے
سے معلوم ہوا کہ کسی عرفی منحوس آدمی کے ملنے سے کام کے پورا ہونے مین کوئی
رخنہ اور خلل واقعہ نہین ہوتا اگر یہ حالت پیدا نہوتی تو اس امر کو کہ منحوس آدمیون
کے ملنے سے کام کے پورا ہونے یا کرنے مین فرق آجاتا ہے ایک صداقت اور سچا
نتیجہ تسلیم کیا جاتا - پتھر کے اوپر پھینکنے اور اوسکے گرنے سے یہ نتیجہ نکلا تھا کہ اس قسم کے
مختلف اجسام اوپر کے پھینکنے سے نیچے گر پڑتے ہین اب تک اسکے مخالف یہ بات
ثابت نہین ہوئی کہ اوپر ٹھہر جاتا ہے اسواسطے تسلیم کیا گیا کہ اس استدلال مین
کوئی غلطی اور شک نہین ہے -

نظر فی النتیجہ من حیث الاستخراج

لغت مین لفظ استخراج کے معنے نکالنے کے ہین اور اصطلاح مین کل سے جزء کے
ثابت کرنے کو کہتے ہین مثلاً ہمنے استقراء سے یہ بات معلوم کی کہ فلان چیزین زہردار
ہین اور اونکے استعمال سے استعمال کرنے والے کو ضرر پہونچتا ہے اس عام قاعدہ
سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر کسی شخص نے زہر کا استعمال کیا ہے تو اوسپر زہر نے اثر
کیا ہوگا کیونکہ جب باعتبار کلیت یہ بات ثابت ہو چکی کہ فلان قسم کی چیزین زہردار
ہین تو ضرور ہے کہ باعتبار جزء یہ بات ثابت ہو کہ اگر کسی شخص نے اون زہردار چیزون
سے کوئی چیز کھائی ہے تو اوسکو اوسکا اثر ہوگا استخراج اصل مین استقرا بعد استقرا کا نام ہے

ہمنے یہ امر کہ فلان چیزین زہر دار ہین استقراء سے ہی معلوم کیا تھا اسی امر سے استخراجی صورت کو پیدا کیا ۔

نظر فی النتیجہ من حیث التمثیل

لغت مین لفظ تمثیل کے معنے مانند کے ہین اور اصطلاح مین ایک جزی کا حوالہ دیکر دوسرے جزی کے ثابت کرنے کو تمثیل کہا جاتا ہے مثلاً یہ کہ جو شخص ہمت اور استقلال سے کام کرتا ہے وہ کبھی نہ کبھی اپنے ارادہ پر کامیاب ہوجاتا ہے دیکھو کہ کلمبس نے امریکہ نئی دنیا کے دریافت کرنے مین کوشش کی اور کامیاب ہوگیا پہلی جزی کے ثابت کرنے کے واسطے دوسرے جزی کا حوالہ دیا گیا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمت اور استقلال سے انسان اپنے ارادون پر کامیاب ہوجاتا ہے جس جزی کے ذریعہ سے دوسرے جزی کو ثابت کیا جاتا ہے وہ بجاے خود ثابت ہونی چاہیے غیر ثابت جزی سے دوسرے جزی ثابت نہین ہوسکتی مثلاً ہم یہ بات کہین کہ جو شخص ہمیشہ ثقیل غذا کھاتا ہے وہ بیمار ہوجاویگا دیکھو فلان شخص نے ثقیل غذا کھائی تھی وہ بیمار نہین ہوا تو اس سے پہلے جزی ثابت نہین ہوسکتی ۔ پہلے جزی کے اثبات کے واسطے دوسرے جزی محولہ کا بجاے خود ثابت ہونا ضروری ہے ۔ تمثیل کے لانے سے بہت جلاے اور آسانی سے نتیجہ نکل آتا ہے اسواسطے کہ اوس سے ایک شبہتہ اور موقوعہ صورت نکل اتی ہے ۔

نظر فی النتیجہ من حیث النظیر

لغت مین لفظ نظیر کے معنے دیکھنے کے ہین مگر اصطلاح مین نظیر اوس جزی کا نام ہے کہ جسکے ایراد اور ذریعہ سے کسی دوسرے جزی کے وضاحت اور صراحت ہوجاوے خواہ وہ صراحت فی الاثبات ہو اور خواہ فی النفی ۔ تمثیل اور نظیر مین فرق ہے تمثیل مین جزی مثبت کا بذاتہ صحیح ہونا لازمی ہے اور نظیر مین جزی مثبت کا مسلم ہونا ضروری ہے

عام اس سے کہ اوس تسلیم کے دلائل اور وسائل غلط ہون یا صحیح جزئیات نظیرے مسلمہ مین سے بہت سے ایسے جزئیات ہین کہ جو محض غلط روایتون یا اصولون یا اجماع پر تسلیم کرکے نظیراً بیان کیے جاتے ہین اور بہت سی ایسی ہین کہ جنکے تسلیم کے وسائل اور دلائل ٹھیک اور صحیح ہین - برخلاف اوسکے جزئیات تمثیلی شبتہ بالکل ثابت ہوتی ہین اور ہونی چاہییں - ثابت ہونے اور تسلیم کرنے مین بہت فرق ہے ثبوت مین غلطی کا صدور اور وقوع نہین ہوتا اور تسلیم مین صدور غلط کا احتمال ہوتا ہے ممکن ہے کہ ہم ایک جزی کو تسلیم کرلین مگر درحقیقت ہمارا تسلیم کرنا غلط وسائل اور اصولون پر مبنی ہو اگر کوئی کہے کہ ممکن ہے کہ ہمارے نزدیک یا کسی اور کے نزدیک ایک ہی جزی ثابت ہو مگر در اصل ثابت نہو جواب اسکا یہ ہے کہ تمثیل مین ہم ایسے جزی کو پیش کرہی نہین سکتے کہ جو فی الحقیقت ثابت نہو تمثیلون مین وہ ہی جزئیات لائے جاتے ہین کہ جو فی الاصل آفتاب لنصف النہار کی طرح ثابت ہوتے ہین تمثیل کی غرض ہے یہ ہوتی ہے کہ ایک جزی کے حوالہ سے دوسرے جزی کو ثابت کیا جاوے اگر وہ جزی جسکے ذریعہ سے ہم دوسرے جزی کو ثابت کرنا چاہتے ہین بجاے خود ثابت نہو گی تو پھر ہم اوسکے ذریعہ سے دوسری جزی کو کیونکر ثابت کرسکتے ہین نظیر مین جزی کے لانے سے صرف ایک دوسری جزی کی صراحت اور وضاحت مد نظر ہوتی ہے اس امر کے ثابت کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہوتی کہ اوس جزی کو ثابت کیا گیا ہی یا نہین - دیکھو جب کوئی پلیڈر عدالت چیف کورٹ پنجاب یا ہائی کورٹ یا پریوی کونسل کا کوئی فیصلہ عدالت مین کسی مقدمہ فوجداری یا دیوانی کے تصفیہ کے وقت پیش کرتا ہے تو اوس فیصلہ کے پیش کرنے سے اوسکی یہ غرض اور مدعا نہین ہوتا کہ جو امر اوس فیصلہ مین طی کیا گیا ہی وہ ثابت ہوگیا ہے بلکہ یہ کہ اوس امر طے شدہ کو ایک عدالت العالیہ نے تسلیم کرلیا

یہ ممکن ہے کہ عدالت العالیہ کا کسی امر کو تسلیم کر لینا غلط اور کمزور وسائل اور دلائل پر موضوع اور مبنی ہو کیونکہ تسلیم کرنے کے وسائل بالکل عدالت العالیہ کے ہاتھ ہی مین نہین ہوتی مدعی مدعی علیہ اپنے اپنے فائدہ کے واسطے ان دلائل اور وسائل کو غلط طور پر بھی ظاہر کر سکتے ہین تمثیل مین جو جزی حوالہ کے طور پر پیش کیجاتی ہے پہلے پیش کرنے کے اوسکا وجود بجائے خود بلا کسی کے تصرف اور دخل کے واقعہ اور ثابت ہوتا ہے۔

نظیر کی پہلی مثال۔ ایک شخص یہ دعوی کرتا ہے کہ چاندی سے سونا بن سکتا ہے اور اپنے اس دعوی کی صراحت اور وضاحت کے واسطے بیان کرتا ہے کہ مین نے اپنی آنکھون سے فلان شخص کو بناتے دیکھا ہے اگر ہم اس نظیر کی تسلیم کرنے کو صحیح خیال کرین تو یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ قلب ماہیت ممکن ہے۔ مگر یہان یہ بات نہین ہے کیونکہ ہم دلائل سے قلب ماہیت کا ابطال ایچلے مین ثابت کر چکے ہین کہ مدعی کی تسلیمی وسائل مین لغزش اور غلطی واقعہ ہوئی ہے۔

نظیر کی دوسری مثال۔ زید نے اس بنیاد پر عدالت مین دعوی کیا کہ مین نے بکر سے بالمقابل مبلغ پانصد روپیہ کی ایک جائداد غیر منقولہ رہن رکھی تھی۔ بکر اوس جائداد پر مجھکو قبضہ نہین دیتا۔ قبضہ دلایا جاوے۔ بکر مدعی علیہ کے وکیل خالد نے بیان کیا کہ ایکٹ رجسٹری کے بموجب ایسے رہن نامہ کی رجسٹری لازمی ہے بلا رجسٹری عدالت اسکو سماعت نہین کر سکتی۔ اور عدالت العالیہ چیف کورٹ نے ایسے رہن نامہ بلا رجسٹری کو اپنے ایک فیصلہ مین ناقابل السماعت قرار دیا ہے اس نظیر سے یہ نتیجہ نکلا کہ جہان چیف کورٹ نے ایسے رہن نامون کو ناقابل السماعت قرار دیا ہے پہلے جو امر واضح نہین تھا اس نظیر کے پیش کرنے سے واضح ہوگیا ان دونون مثالون سے معلوم ہوسکتا ہے کہ نظیر مین صرف ایک

مسلم الثبوت جزی کا بیان منظور ہوتا ہے کہ تا اوسکی ذریعہ سے دوسرے جزئی واضح ہوجائے
یہ منظور نہیں ہوتا کہ کسی جزی کو تمثیل کیطرح بجائے خود ثابت قرار دیا جائے - ان دونون
نظیری مثالون سے پہلے مثال مین تسلیمی وسائل اور دلائل غلط واقعہ ہوئے ہین اور
دوسری مثال ہرن صحیح کیونکہ وہ ایک قانون پاس شدہ کے مطابق ہین ہمنے نظیر کی
بحث کے شروع مین کہا تہا کہ نظیر مین صدور اغلاط کا احتمال ہے پہلی مثال سے
واضح ہوگیا کہ تسلیم کرنے مین مدعی نے غلطی کہائی اگر غلطی نہ کہاتا تو قلب ماہیت کا
قائل ہوتا نظیر کے قبول اور منظور کرنے مین بہت احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ جب تسلیم
کے وسائل مین صدور اغلاط کا احتمال ہے تو یہ ہوسکتا ہے کہ ہم نظیر کے قبول کرنے
مین ٹہوکر کہا جاوین بہت سی ایسی نظیرین ہین کہ وہ صرف غلط طور پر تسلیم کیگئی ہین
ورنہ اونکی اصلیت بالکل کمزور اور ہیچ ہے اگر دیکہا جائے تو دنیا مین ایک نہین
ہزارون آدمی اس قسم کے ملینگے کہ وہ قلب ماہیت یعنے تانبا پیتل سے سونا بنجانے
کے قائل اور مقر ہین اور اپنے دعوی کی صراحت اور وضاحت کے واسطے بیسون نظیرین
دینگے مگر ان سب نظیرون کے تسلیمی وسائل غلط بنا پر مبنی ہین - نظیر کے قبول کرنے مین
اس بات کا بہی خیال رکہنا چاہیے کہ وہ اوس جزی سے جسکے واضح کرنے کے واسطے
اوسکو بیان کیا جاتا ہے بعینہ مطابق ہو اس مطابقت کے واسطے یہ طریق اچھا ہے
کہ دوسرے جزی اور اوس مسلمہ جزئی کے متعلقات اور خصوصیات پر غور اور لحاظ کیا جاوے
متعلقات اور خصوصیات کے دیکہنے سے یہ امر کہل جائیگا کہ واضح کرنے والے جزئی کو
دوسرے جزئی سے مطابقت ہو یا نہین بعض جزئیات نظیری مسلمہ اوس قسم کی ہوسکتے
ہین کہ دوسرے جزئی کے ایک جز سے ہی تعلق رکہتے ہین اور بعض کل جزئی سے متعلق
ہوتے ہین اگر اوس مسلمہ جزی کو جو وضاحت طلب جزئی کے صرف ایک ہی جز کے وضاحت
اور صراحت کرتی ہے کلی طور پر واضح یا متعلق قرار دیا جائے تو ایک بھاری اور نقصان رسان

غلطی ہو جاتی ہے جسقدر مسلمہ جزئی وضاحت طلب جزی کی وضاحت اور صراحت کرے اوسیقدر اوسکو تسلیم کرنا چاہیئے اوس سے زیادہ تسلیم کرنا اصدار اغلاط کا باعث وموجب بنتا ہے ۔

نظر فی النتیجہ من حیث التشبیہ

لغت مین لفظ تشبیہ کے معنے مانند اور ایک جیسے کے ہین اور اصطلاح مین ایک جزئی کے مشتبہ حالت کو دوسرے جزی مشتبہ کی حالت سے نسبت دینے کو کہتے ہین جزی اول کو مشبہ اور جزی درم کو مشبہ بہ اور نسبت کو نسبت تشبیہی کہتے ہین ۔ مثلاً زید بہادری مین شیر کے مانند ہی زید مشبہ شیر مشبہ بہ بہادری نسبت تشبیہی تشبیہ چار قسم پر ہے تشبیہ فی الذات ۔ تشبیہ فی الصفات ۔ تشبیہ جزی ۔ تشبیہ کلی ۔ تشبیہ فی الذات وہ تشبیہ ہے کہ جسمین جزی اول کو جزی ثانی سے ذات مین نسبت دیجاتی ہے مثلاً زید بکر کے مانند آدمی ہے اس مثال مین زید کو بکر سے ذات مین نسبت دیگئی ہی تشبیہ فی الصفات وہ تشبیہ ہی کہ جسمین جزی اول کو جزئی ثانی سے صفات مین نسبت دیجاتی ہے مثلاً زید خوشنویسی مین خالد کے مانند ہی خوشنویسی ایک صفت ہے اور اس صفت سے زید کو نسبت دیگئی ہے ۔ تشبیہ جزئی وہ تشبیہ ہے کہ جسمین جزئی اول کو جزئی ثانی سے صرف ایک جزو مین نسبت دیجاتی ہے مثلاً خالد خوبصورتی مین ولید کے مانند ہے خوبصورتی ایک جزوی صفت ہی جس سے خالد کو نسبت دیگئی ہے تشبیہ کلی وہ تشبیہ ہے کہ جسمین جزی اول کو جزئی ثانی سے کل مین نسبت دیجاتی ہے مثلاً بکر ساری باتون مین زید کے مانند ہے مشبہ اور مشبہ بہ مین کوئی تبدیل واقعہ نہین ہوتی ہے ہر چہار صورتون مین مشبہ اور مشبہ بہ ایک ہی حالت پر قائم رہتی ہین مگر نسبت تشبیہی مین تبدیلی ہوتی رہتی ہے اور نسبت تشبیہی کے تبدیلی کے لحاظ سے تشبیہ کو جدا جدا نامون سے موسوم کیا جاتا ہے نسبت تشبیہ دو قسم پر ہے

ایک یقینی - اور ایک اعتباری - نسبت یقینیہ صرف ذوات سے متعلق ہے اور نسبت اعتباریہ صفات اور عوارض کے ساتھ مخصوص ہے - نسبت یقینیہ کو یقینیہ اسواسطے کہتے ہین کہ اوسمین کوئی تخالف نہین ہوتا ہے اور اونکے فطرتًا ایک ہی لیت ہوتی ہے اور نسبت اعتباریہ کو اعتباریہ اسواسطے کہا جاتا ہے کہ اوسکا وجود صرف اعتبار کے لحاظ سے ہوتا ہے جب ہم یہ کہتے ہین کہ زید حیوانیت مین شیر کے مانند ہے تو اوسکا نتیجہ یقینی نکلتا ہے اور جب ہم یہ کہتے ہین کہ زید بہادری مین شیر کے مانند ہے تو اوسکا نتیجہ اعتباری نکلتا ہے گو زید بہادر ہوتا ہے مگر اوسکی بہادری کو شیر کی بہادری سے یقینی نسبت حاصل نہین ہے ایک اعتباری طور پر زید کی بہادری کو شیر کی بہادری سے نسبت دیجاتی ہے - نسبت تشبیہی کبھی ظاہر مین لائی جاتی ہے اور کبھی اوسکو حذف کیا جاتا ہے جب ظاہر مین لائی جاتی ہے تو مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان رابطہ کے طور پر واقعہ ہوتی ہے جیسے اس مثال مین کہ زید بہادری مین شیر کے مانند ہے بہادری نسبت تشبیہی ہے اور وہ زید مشبہ اور شیر مشبہ بہ کے درمیان واقع ہوئی ہے جب نسبت تشبیہی کو حذف کیا جاتا ہے تو پھر مشبہ بہ کے بڑے جزو کو مراد لیا جاتا ہے مثلًا یہ کہ زید شیر ہے اس مثال مین نسبت تشبیہی بیان نہین ہوئی مگر اگر محذوف نسبت تشبیہی کو نکالینگے تو یہی نکلینگے کہ زید شجاعت مین شیر کے مانند ہے اور شجاعت ہی شیر کی ذات مین جزوی اعظم ہے - علی ہذا القیاس اگر ہم کہین کہ زید بکین ہے تو اوسکی محذوف النسبت تشبیہی یہی ہوگی کہ زید حکمت مین بکین کے مانند ہے اور بکین کی ذات مین حکمت ہی جزوی اعظم ہے اگر ہم کہین کہ زید پتھر ہے تو اوسکی محذوف نسبت تشبیہی یہی نکلینگے کہ زید سخت دل ہے کیونکہ پتھر کے جزوی اعظم سختی ہی ہے اگر ہم کہین کہ زید الّو ہے تو اوسکی نسبت تشبیہی بیوقوفی نکلیگی کیونکہ بموجب عرف عام کے الّو کی جزوی اعظم بیوقوفی ہے تشبیہات مین ہمیشہ نسبتون کے اعتبار پر نتیجہ نکلتا ہے

سب سے اول نسبتون کو جانچ لینا چاہیئے اگر نسبتون کو قبل از نتیجہ نکالنے کے نہ جانچین تو بہر وقوع اغلاط کا اندیشہ ہی نسبتون کے جانچنے مین یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ کس قسم سے واقعہ ہوئی ہین جس قسم کی ہون اوسی کے موافق نتیجہ نکالنا چاہیئے ۔

نظر فی النتیجہ من حیث الحس و الحواس

لغت مین لفظ حس کے معنے دریافت یا معلوم کرنے کے ہین اور اصطلاح مین حواس صوری اور معنوی کے اور اکی صورتون کا نام ہے ۔ لفظ محسوس کے معنے لغت مین دریافت شدہ کے ہین اور اصطلاح مین اون حالتون کو کہتے ہین کہ جنکا علم حواس صوری اور معنوی کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے ۔ حواس دنل ہین ۔ پانچ صوری اور پانچ معنوی ہے حواس صوری کی یہ تفصیل ہی ۔ باصرہ ۔ سامعہ ۔ شامہ ۔ ذائقہ ۔ لامسہ ۔ معنوی یہ ہین ۔ حس مشترک ۔ خیال ۔ وہم ۔ حافظہ ۔ متصرفہ ۔ حواس ظاہری کے ذریعہ سے ظاہری باتین اور صورتین اور شکلین وغیرہ معلوم اور دریافت ہوتی ہین اور حواس باطنی کے ذریعہ سے ظاہری صورتین اور شکلین وغیرہ ذہن مین آجاتی ہین اور کبھی حواس باطنی بلا صور ظاہری کے حاصل کرنے کے بھی ذہنی طور پر مختلف حالتین پیدا کر لیتی ہین جنکو باطنی حالتین کہا جاتا ہے ۔ ہم جو اس دنیا مین رہتے سہتے ہین اور اوسکا ایک جزء ہین جاگنے کی حالت مین حواس ظاہری کے ذریعہ سے کچھ سنتے یا کچھ دیکھتے یا کچھ سونگھتے یا کسی چیز کا مزہ چکھتے ہین یا کوئی شے سرد گرم نرم سخت سیاہ سفید سرخ زرد معلوم اور دکھائی دیتی ہے اسیطرح جو بات معلوم ہوتی ہے اوسکو حس ظاہری کہتے ہین جب ایسی کوئی حس ہمارے دل مین پیدا ہوتی ہے تو ہم یون کہا کرتے ہین کہ ہمکو کچھ آواز سنائی دیتی ہے یا کسی قسم کی بو آتی ہے یا کوئی شے دکھائی دیتی ہے یا کچھ ذائقہ معلوم ہوتا ہے یا کوئی شے سخت و نرم سرد و گرم معلوم دیتی ہے مثلاً ایک خاص آواز سنکر ہم جاب جاتے ہین

کہ دیوار کے پیچھے گھوڑے جا رہے ہین ایک خاص بو رسونگھ کر ہم کہدیتے ہین کہ
یہ تو پیاز کی بو ہے ایک خاص رنگ کا کپڑہ جب ہمارے سامنے آتا ہے تو ہم کہتے ہین
کہ سیاہ رنگ کا کشمیرہ ہے جب ایک خاص مزا معلوم ہوتا ہے تو ہم کہدیتے ہین کہ
یہ ٹھیک کشمیری کا مزا ہے اسطرح جو کچھ ہمکو حواس کے ذریعہ سے دریافت اور معلوم
ہوتا ہے اوسکو شئے یا چیز یا محسوس کہتے ہین سونے کی حالت مین اور جاگنے کی حالت
مین بھی جبکہ ہمارے حواس ظاہری کو صور محسوس کیطرف اصلاً توجہ نہو حواس باطنی
حواس ظاہری کے طرح کام مین لگے رہتے ہین اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک طرف
تو حواس ظاہری اپنے کام مین مشغول ہین اور ایک طرف حواس باطنی ساتھ ہی
ساتھ اپنا کام کر رہے ہین انسان کے سارے حواس باطنی اور ظاہری کوکی ہوئی
گھڑی کیطرح ہین جیسے کوکی ہوئی گھڑی ہر وقت چلتی رہتی ہے اسیطرح پر انسانی
حواس مصروف اور مشغول رہتے ہین خواب کا دیکھنا بھی حواس باطنی سے متعلق
ہے جب آدمی کے حواس ظاہری معطل ہو کر آرام مین ہو جاتے ہین تو اوسوقت
حواس باطنی کا دور شروع ہوتا ہے جسکو خواب یا رویا کہتے حواس باطنی کا یہ دور
اکثر کرکے ٹھیک اور سچا ثابت ہوا ہے مین اس موقعہ پر اسکی بابت بحث کرنا نہین
چاہتا اگر خدا نے چاہا تو اسی بحث مین مستقل طور پر ایک رسالہ لکھون گا مگر اسقدر
کہنا چاہتا ہون کہ بہت لوگون کو یہ تجربہ ہوا ہے کہ جو بات یا مسئلہ بیداری کی حالت
مین حل نہین ہوتا تھا وہ خواب کی حالت مین حواس باطنی کی مدد سے پورے طور
پر حل ہوگیا اس سے استدلال ہو سکتا ہے کہ حواس باطنیہ کی معرفت بھی کبھی
کبھی باثر یا نتیجہ نکل آتی ہے جب ہم حواس ظاہری کے ذریعہ سے کوئی شئے دیکھتے
یا سونگھتے یا کوئی بات یا کوئی حالت سنتے ہین تو نتیجہ نکالنے مین چندان وقت
نہین ہوتی کیونکہ ایسی شکلین بدیہی الانتاج ہوا کرتی ہین مثلاً اگر ہم کسی گاڑی کی آواز

سنین تو فوراً یہ نتیجہ نکال لیتے ہین کہ گاڑی جاتی ہے جب کسی بو دار شے کو سونگھتے ہین تو جہان جاتے ہین کہ فلان شے کی بو ہے البتہ اسمین کچھ شک نہین کہ ایسی شکلون کے نتائج نکالنے کے واسطے مبادی النتائج کے جاننے کی ضرورت ہی جب تک اونکا علم نہو اون شکلون کے نتیجہ نکالنے مین بھی وقت پڑتی ہے مبادی النتائج اون مسائل اور صورتون کا نام ہے جنکے جاننے سے ہم گاڑی کی رفتار سے گاڑی کا جانا پہچان لیتے ہین یا ایک خاص بو کے سونگھنے سے پہچان جاتے ہین کہ فلان شے کی بو ہے۔ ہمنے صرف ایک آواز کے سننے سے گاڑی کے وجود پر اسواسطے استدلال کیا کہ ہمکو قبل از سننے اس آواز کے اس بات کا علم تھا کہ گاڑی کے چلنے کی آواز اسطرح پر ہوتی ہے جب ہمنے وہ معلومہ آواز سنی فی الفور جان لیا کہ گاڑی جاتی ہے اور اگر ہم اس آواز کیطرح اور صدمہ سے بیخبر ہوتے تو گاڑی کے چلنے کی آواز سنکر گاڑی کے وجود پر استدلال نہ کر سکتے آواز کے علم یا شناخت کو گاڑی کے وجود کے استدلال یعنے نتیجہ کا مبادی کہا جاتا ہے مبادی النتائج دو طرح پر حاصل ہوتے ہین ایک بالرویۃ اور ایک بالسماع گاڑی کو چلتے دیکھکر اوسکی آواز کی طرح اور صدمہ کو جاننا بالرویت ہے اور گاڑی کے چلنے کی آواز کے طریق اور آثار کو کسی اور سے سنکر گاڑی کے چلنے پر استدلال کرنا بالسماع ہے۔ پہلی قسم یقینی ہوتی ہے اور دوسری اعتباری قسم اول مین وقوع غلطی کا اندیشہ نہین ہوتا مگر قسم ثانی مین وقوع اغلاط کا احتمال ہے حواس ظاہری سے دنیا کی پیدایش کے بہت سے حالات کھلتے ہین اور اون حالتون کے نتائج کے معلوم کرنے سے انسانون کے علم اور عقل کو ترقی ہوتی ہے اور نتیجے نہین معلوم ہوتے مگر اوسوقت کہ جب مبادی النتائج کا کافی علم ہو اور مبادی النتائج کا کافی حاصل کرنا توجہ اور دھیان پر موقوف ہی جب تک توجہ اور دھیان نہو تب تک خدا کے پیدایش کے طریق عمل معلوم نہین ہوتے اور جب طریق عمل معلوم نہ ہووے

تو مبادی النتایج کا علم حاصل ہونا ناممکن ہے جو لوگ اپنے علمی طاقتون کو رونق اور ترقی دینا چاہتے ہین اونھین لازم ہے کہ توجہ اور دھیان کی مدد سے مبادی النتایج کے سرمایہ کو ڈھونڈھا تے ہین۔

نظر فی النتیجہ من حیث العلت و المعلول

لغت مین لفظ علت کے معنے سبب ہین اور لفظ معلول کے معنے وہ شے جو سبب سے ثابت ہو اور اصطلاح مین علت سے جزی شرطیہ مقدم اور معلول سے جزی موخر از جزی شرطیہ مقدم مراد ہے۔ یعنی علت کی یون تعریف کرتے ہین کہ علت اون تمام عوارض کے مجموعہ کو کہتے ہین جنکی موجودگی یا عدم موجودگی کسی حادثہ کے ظہور کے لیے ضروری ہو پہلی تعریف اور اس تعریف کا مفہوم صرف ایک ہی ہے الفاظ مین فرق ہے۔
مثلاً جسوقت آفتاب طلوع ہوگا دن ضرور ہوگا طلوع ہونا آفتاب کا ایک علت واقعہ ہوا ہے جس سے وجود معلول یعنے دن کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔
دوسری مثال۔ اگر چاند آفتاب اور زمین کے درمیان آجائے تو ضرور گہن پڑیگا اس دوسری مثال مین حائل ہونا چاند کا علت ہے اور گہن کا پڑنا معلول معلول کا وجود اسیوقت ظہور پذیر ہوتا ہے کہ جب علت کا وجود ہولے اگر علت کا وجود نہ ہو تو معلول کا وجود نہین ہو سکتا علت کا وجود اپنے ساتھ ہی معلول کے وجود کو لاتا ہے جب کوئی کہتا ہے کہ آفتاب نکل آیا تو سامعین کو خبر طلوع آفتاب کے ساتھ ہی یقین ہو جاتا ہے کہ اب دن چڑھا اور جب کوئی کہتا ہے کہ آفتاب غروب ہوگیا تو سننے والے یقین کرلیتے ہین کہ اب رات پڑی۔ علت دو قسم پر ہے ایک علت تام اور ایک علت ناقص۔ علت تام اوسکو کہتے ہین کہ جسکے وقوع سے معلول کا موجود ہونا لازمی ہو جیسے اگر آفتاب طلوع کرے تو ضرور اور لازمی ہے کہ اوسکے طلوع کے ساتھ ہی دن موجود ہو اور علت ناقص وہ ہے کہ جسکے وقوع سے کسی اور زور آور یا اور قوی سبب کے پڑنے سے

معلول کا وجود پیدا نہو جیسے زہر کا کھا لینا ایک علت ہی معلول اسکا یہ ہونا چاہیے
کہ اسکا کھانے والا مر جاوے کیونکہ زہر قاتل قرار دیا گیا ہے مگر اگر ڈاکٹری قواعد
کی روسے زہر کے اثر کو سرایت کرنے سے روکا جاوے تو اوسکا کھانے والا بچ بھی جاتا ہی
چنانچہ بہت لوگ زہر کھا کر ڈاکٹری عمل کے زور سے جان سے بچ رہے ہین - زہر کا
استعمال کرنا تو ضرور ہلاکت کا باعث تھا مگر اوس سے مضبوط سبب ڈاکٹری کا عمل
حائل ہو گیا اسواسطے زہر کے کھانے سے ہلاکت واقعہ نہو ئی جن علتون کو ناقص
قرار دیا جاتا ہے وہ ہمیشہ کے واسطے ناقص نہین ثابت ہوتین بہت دفعہ اونکا
وقوع سے معلول کا وجود بھی پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ اسی زہر کے کھانے سے صد ہا
آدمی ہلاک بھی ہو گئے ہین ایسی علتون کو ناقص علتین صرف اس لحاظ سے کہا
جاتا ہے کہ اونکے وقوع کو اور زور آور اور مضبوط اسباب بھی روک سکتے ہین اور علل تامہ
کے وقوع کو اور کوئی سبب روک نہین سکتا دیکھو اگر آفتاب کا طلوع ہو جاوے
تو اوسکے طلوع کو کون سبب روک سکتا ہی کوئی ایسا سبب ثابت نہین ہوتا کہ جو آفتاب
کے طلوع کو روک دے برخلاف اسکے اگر ابر آئے تو اوسکو ہوا روک سکتی ہی علل تامہ
اور ناقصہ کے امتیاز کے واسطے یہ اصول اور محاک بہت عمدہ ہے کہ علل تامہ کے وقوع
کو اور کوئی سبب روک نہین سکتا جب علل تامہ کا وقوع ہوتا ہے تو ساتھ ہی معلول کا
وجود ظاہر ہو جاتا ہے اور علل ناقصہ کے وقوع کو اور مضبوط اور مزاحم اسباب بھی روک
سکتے ہین اور اصلی معلول کے ظاہر ہونے کی صورت بند ہو جاتی ہی پہر علتین چار قسم
پر ہین - مادی - صوری - فاعلی - غائی - اگر علت معلول مین بالقوہ
داخل ہو تو اوسکو مادی کہا جاتا ہے اور اگر علت معلول مین بالفعل داخل ہو تو
اوسکو صوری کہتے ہین اور اگر علت خارج مین ہو تو اوسکو فاعلی سے تعبیر کرتے ہین
اور اون تینون علتون کے معلول کے غرض کا نام غائی ہے علت غائی بلحاظ ظہور کے

ہر سہ دیگر علتون سے موخر ہوتی ہے لاکن باعتبار تعقل اور ذہن کے سب علتون سے مقدم ہے مثلاً اگر ہم کوٹھی بنانا چاہین تو اوسمین لیٹنے اور رہنے اور آرام کرنے کے غرض مقدم ہوگی اور وہی علت غائی ہے اور علتون کا عمل درآمد اوسیوقت شروع ہوتا ہے کہ جب علت غائی تعقل اور ذہن مین بالتقدیم پیدا ہوجاتی ہے علت مادی اور صوری اور فاعلی اگرچہ موجود ہوتے ہین مگر جب تک علت غائی ذہن اور تعقل مین پیدا نہین ہولیتی تب تک ان ہرسہ علتون کی تاثیرین ظاہر نہین ہوتین بعض علتین بذات واحدا شیہ معلول کو پیدا کرتی ہین اور بعض اور علتون کے ملنے سے مثلاً آفتاب جب چڑھتا ہے تو اوسکے ساتھ ہی دن نمودار ہوجاتا ہے اور جو آفتاب کا معلول ہے اوسکے نمود کے واسطے آفتاب کو کسی اور علت کے ملانے یا ملنے کی ضرورت نہین پڑتی بذات واحد اوسکے نمود کے واسطے کافی ہے لیمپ کا آگ سے جلنا یا جلانا ایک علت ہے اور روشنی اوسکا معلول ہے ـ لیمپ بذات واحدا شیہ معلوم لیعنے روشنی کو پیدا نہین کرسکتا روشنی اوسوقت نمودار ہوتی ہے جبکہ تیل اور بتی اور اوس تیل اور بتی کے رکھنے کی جگہ اور ڈھنگ بالفعل موجود ہو جب تک یہ علتین مرکب ہوکر موجود نہونگے تب تک روشنی لیعنے معلول نہوگا۔ پہلی قسم کو علل مفردہ کہتے ہین اور دوسرے قسم کو مرکبہ یہ علل مفردہ اور مرکبہ بلحاظ ظہور اور اصلیت کے دو قسم پر ہین ـ قدرتی اور مصنوعی ـ قدرتی وہ علتین ہین جو انسان کی ساخت اور بناوٹ سے باہر ہین لیعنے انسان کو اونکی ساخت اور بناوٹ مین کچھ دخل نہین اگر انسان دنیا مین موجود نہو تو بھی وہ چیزین اوسیطرح پر ہوتین جیسے اب ہین مثلاً سورج کا طلوع چاند کا طلوع کواکب کا ظہور ابر کا آنا ہوا کا چلنا حرارت کا اثر پانی پر سردی کا اثر حرارت پر وغیرہ مصنوعی وہ علتین ہین کہ جنکو انسان نے اپنی حکمت اور ہنر سے بنایا ہے مثلاً لیمپ کا آگ سے جلنا یا جلانا باجہ کا بجنا یا بجانا گھڑی کا کوکنا وغیرہ قدرتی علتون کی چند مثالون سے

ظاہر ہے کہ انسان کو اونمین کچھ بھی دخل نہین قدرتی طور پر ہی اونکا ظہور ہوتا ہے
اور قدرتی طور پر ہی اونکا معلول پیدا ہوجاتا ہے لاکن مصنوعی مثالون کی حالت اسکے
برخلاف ہے لیمپ مین چار علتین ہین۔ تیل۔ بتی۔ آگ۔ ٹین یا پیتل یا لوہا۔ یا
کانچ۔ یا چینی وغیرہ۔ انسان نے ان سب علتون کو اپنے ہنر اور حکمت سے ترکیب
دیکر ایک نئی شکل قائم کی جسکو لیمپ کہتے ہین اوس جدید شکل کے قائم ہونے سے
ایک خاص قسم کی روشنی یعنے معلول پیدا ہوا اگر ہم چاہین کہ ان علتون سے بالتفرید
ایک خاص قسم کی روشنی حاصل کرین تو وہ ممکن نہین ہے خاص قسم کی روشنی
اوسیوقت حاصل ہوگی کہ جب انکو مرکب کیا جائے باجہ مین دو علتین ہین۔
لوہا۔ لکڑی۔ لوہے اور لکڑی کی ایک خاص ترکیب سے ایک خاص شکل
بنائی جاتی ہے جس سے ایک خاص قسم کی آواز یا سُرین نکلتی ہین جو باجہ کا
معلول ہے لوہا اور لکڑی جدا جدا دو علتین ہین مگر انسے بالتفرید ایک خاص
قسم کی آواز یا سُرین نہین نکلتین ان دونون علتون کے مرکب کرنے سے ہی ایک
خاص قسم کی آواز اور سُرین نکلتی ہین۔ گھڑی۔ سونے۔ چاندی۔ لوہے۔
شیشے۔ لال کے کئی پرزون سے مرکب ہے اگر کئی پرزون سے ایک خاص وضع
پر مرکب نہو تو وقت یعنے گھڑی کا معلول معلوم نہین ہوسکتا۔ مصنوعی علتین بھی
درحقیقت قدرتی علتین ہین فرق صرف اتنا ہے کہ انسان نے بعض قدرتی علتون
کو اپنی حکمت اور ہنر سے مرکب کرکے اپنی ضرورت کے موافق بنالیا ہے جن مفرد علتون
سے ہم ایک مرکب علت کا وجود پیدا کرتے ہین وہ ترکیب سے پہلے قدرتا موجود
ہولی ہین اگر موجود نہون تو ہم ایک خاص مرکب وجود یا شکل پیدا نہین کرسکتے
اگر گھڑی ساز کہے کہ مین نے ایک خوبصورت گھڑی بنائی ہے تو اگر بنانے سے اوسکے
یہ غرض ہے کہ مین نے لوہا اور سونا پیتل وغیرہ کے پرزون کو پیچون اور کیلون سے

جوڑ دیا ہے تو اوسکا دعوی صحیح ہے لاکن اگر یہ کہتا ہی کہ مین نے لوہا پیتل وغیرہ کو بنایا ہے تو یہ فضول ہے لوہا پیتل وغیرہ تو قدرتاً ہی موجود تھی اوسنے کیا بنایا ہی گھڑی ساز نے بجز اسکے اور کیا کیا ہے کہ سونے چاندی لوہے وغیرہ دھات کے پرزے بنا کر اور ریت اور کھار کا بنا ہوا شیشہ اور کچھ لال لیکر ان سب کو ایک ترتیب خاص سے جوڑ دیا ہے اگر یہ چیزین نہ ہوتے تو وہ کیا بنا سکتا تھا - جن علتون کو ہم مصنوعی علتین کہتے ہین اونکی ترکیب وہیئت کی زیادتی اور تغیر تبدل ہو سکتا ہے جیسے اگر گھڑی ساز چاہے تو لوہے کی جگہہ کسی اور دھات کو بدل دے یا ایک مخصوصہ شکل سے کوئی اور مفید اور تازہ شکل بنا دے علی ہذا القیاس اور علتون مین - مگر قدرتی علتون مین یہ تغیر تبدل اور ادل بدل نہین ہو سکتا - سورج - چاند - ہوا - تارے - اپنے قدرتی وزن اور مرکز پر ہی ہمیشہ قائم رہتے ہین انسان اونکو کچھ بھی ادل بدل نہین کر سکتا قدرتی علتون کے ساتھ جو معلول مخصوص ہین وہ بھی برابر ظاہر ہوتے رہتے ہین اونمین کبھی کمی زیادتی اور تغیر تبدل نہین ہوتا - آفتاب ہزارون برس سے نکلتا ہے اوسکا معلول اعظم یعنی دن ہمیشہ ایک ہی وزن اور صورت پر رہتا ہے مصنوعی علتون کے معلول ایک حالت اور ایک وزن پر نہین رہتے جیسے جیسے اونکی ترکیبی شکلین بدلتی رہتی ہین ایسی ہی اونکے معلول مین تبدیل ہوتی رہتی ہے لوہے سے ہی باجہ بنتا ہے اور لوہے کے پرزے ہی گھڑی مین ہوتے ہین باجہ کا معلول آواز اور سر ہین اور گھڑی کا معلول وقت کا جتلانا ہے - دیکھو یہان علتون کی ترکیبی شکلون کے متفاوت ہونے سے معلول بھی جدا جدا ہو گئے - انھین دو مثالون پر کیا منحصر ہے اگر اور علتون کے ترکیبی شکلون کو بھی جدا جدا کیا جاوے تو اونکے معلول بھی اسیطرح الگ الگ نکلینگے دنیا مین جتنے اجسام [illegible] کی علتون کی ترکیبی شکلون کے متفاوت اور جدا جدا بنانے

سے ہی ترقی اور رونق ہوئی ہے علتوں کی ترکیبی شکلوں کے اختلاف اور تفاوت
سے کبھی تو معلول آپسمین بالکل متبائن اور جدا ہوتے ہین اور کبھی اونمین جزوی
طور پر تمیز اور تبائن ہوتا ہے - باجہ اور گھڑی کے معلول مین تبائن کلی ہے کلاک
اور جیبی گھڑی کے معلول مین تبائن کلی نہین ہے مگر جزوی طور پر البتہ دونون قسم کی گھڑیون کے
معلول مین بظاہر تمیز پائی جاتی ہے مگر معلول کے مفہوم مین تمیز نہین ہے دونون گھڑیون کے معلول
کا مفہوم ایک ہی ہے کلاک بھی وقت جتلاتی ہے اور جیبی گھڑی بھی اور یہی دونون کے معلول کا مفہوم
ہے - تبائن کلی اور تمیز یا تبائن جزوی کے فرق کرنے کے واسطے مفہوم معلول پر نظر کرنی چاہیئے
اگر معلولات کا مفہوم ایک ہو تو اونمین تبائن یا تمیز جزوی ہوتی ہے اور اگر معلولات کا مفہوم ایک نہو
تو تبائن کلی ہوتا ہے کلاک و جیبی گھڑی کا مفہوم ایک ہے اسواسطے ان دونون گھڑیون کے معلول مین تبائن
یا تمیز جزوی ہے - باجہ اور گھڑی کا مفہوم ایک نہین ہے اسواسطے باجہ اور گھڑی کے معلول مین تبائن
کلی ہے - تبائن ہمیشہ معلول کے مفہوم مین ہوتا ہے اور تبائن یا تمیز جزوی صورت
یا طریق ظہور معلول مین مفہوم معلول اور صورت یا طریق ظہور معلول مین بہت فرق
ہے مفہوم معلول تو ذات معلول کا نام ہے اور صورت یا طریق ظہور معلول سے مفہوم
یعنے ذات معلول کے طرز تاثیر مراد ہے مثلاً کلاک اور جیبی گھڑی کے معلول کی ذات
یعنے وقت کا جتلانا تو ایک ہے مگر طرز تاثیر جدا ہے کلاک اور ڈونگ پر ٹائم بتلاتی
ہے اور جیبی گھڑی اور طرح پر پھر علتین بلحاظ تاثیر اور عمل کے دو قسم پر ہین - ایک لازمی
اور ایک متعدی - لازمی علتین تو وہ ہین کہ جو صرف ایک ہی معلول کو پیدا کرتے ہین
مثلاً جب ہم لیمپ جلائینگے تو اوسکا صرف ایک ہی معلول یعنے روشنی ہوگی اسکے سوا
اور کوئی معلول نہین ہوگا اور متعدی علتین وہ ہین کہ جو کئی ایک معلول رکھتی ہین
مثلاً جب آفتاب کا طلوع ہوگا تو دن اوسکا معلول ہوگا مگر اسکے ساتھ اور معلول بھی
مثل حرارت نضج اور پختگی کا مادہ پیدا کرنا وغیرہ بھی شامل ہونگے - دیکھو یہان علت

ایک تھی مگر اوسکے معلول کئی نکل آئے جب ابر آئیگا مینہہ برسیگا آفتاب کی چمک اور کرنون کو مدھم کردیگا دیکھو یہان بھی علت ایک تھی مگر معلول دو نکلے۔ جب ہوا چلیگی گرمی دور ہوجائیگی بہت سی بوٹیان تازہ ہونگی اور بڑھینگی درختون کے پتے اور ٹہنیان ہلینگی وغیرہ یہان بھی علت ایک تھی مگر معلول کئی ایک ہین۔ ان تین شالون پر کیا موقوف ہے ہزارون ایسی علتین ہین کہ جو اپنی ذات مین ایک ہین مگر معلول اونکے بہت ہین اگر کارخانۂ دنیا پر نظر کیجائے تو ایسی شالون کا ملنا چندان مشکل نہین ہے ہر یک علت مین خواہ وہ قدرتی ہو اور خواہ اعتباری مصنوعی دو حالتین پائی جاتی ہین۔ ایک کو ظہور کہتے ہین اور دوسری کو زہوق۔ حالت ظہور سے وہ حالت مراد ہے کہ جسمین علت کا وقوع ہوتا ہے اور حالت زہوق سے وہ حالت مراد ہے کہ جسمین علت کے وقوعی حالت ختم ہوجاتی یا ختم کردیجاتی ہے حالت ظہور مین بھی ایک معلول ہوتا ہے اور حالت زہوق مین بھی اور یہ دونون معلول آپسمین بالکل متفاوت اور متبائن ہوتے ہین اگرچہ یہ معلول ایک ہی علت کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہین مگر چونکہ اوس علت کی جدا جدا حالتون سے متعلق ہوتی ہین اسواسطے آپسمین بالکل متفاوت اور متبائن ہوتے ہین جب سورج طلوع کرتا ہے تو وہ ظہور کی حالت مین ہوتا ہے حالت ظہور مین سورج کے طلوع کا معلول دن ہوتا ہے جب سورج غروب ہوجاتا ہے تو وہ زہوق کی حالت مین جا رہتا ہے حالت زہوق مین سورج کے غروب کا معلول رات ہوتی ہے دونون صورتون مین علت تو ایک ہی رہی مگر حالتون کے اختلاف سے معلول جداگانہ ہوگئے جب گھڑی کوکی جاتی ہے تو وہ ظہور کی حالت مین ہوتی ہے حالت ظہور مین گھڑی کے کوکنے کا معلوم ٹائم کا معلوم ہوتا ہے جب گھڑی بند کیجاتی ہے تو وہ زہوق کی حالت مین منتقل ہوجاتی ہے حالت زہوق مین گھڑی کے بند کیے جانے کا معلول وقت کا نہ دریافت ہوتا ہے جب باجہ

بجایا جاتا ہے تو وہ ظہور کی حالت مین ہوتا ہے حالت ظہور مین باجے کے بجانے کا
معلول آواز اور سُر ہوتا ہی جب باجہ بند کیا جاتا ہے تو وہ زہوق کی حالت مین جا
رہتا ہے حالت زہوق مین باجے کے بند کیے جانے کا معلول سُر اور آواز کا بند ہو جانا
ہے جب برف کے ۳۲ - درجے کی حرارت پر پہونچایا جاتا ہے تو وہ ظہور کی حالت مین
ہوتی ہے حالت ظہور مین اوسکا معلول پانی بنتا ہے جب برف کو ۳۲ درجے کی
حرارت نہ پہونچائی جائے تو وہ زہوق کی حالت مین ہوتی ہے حالت زہوق مین
اوسکا معلول پانی نہ بنتا ہی جب لیمپ جلایا جاتا ہے تو وہ ظہور کی حالت مین ہوتا ہی
حالت ظہور مین اوسکا معلول روشنی ہے جب لیمپ کی بتی گل کیجاوے تو وہ حالت
زہوق مین ہوتا ہے حالت زہوق مین اوسکا معلول اندھیرا ہے ان مثالون
سے علتون کی دونون قوتوں یعنے حالت ظہور اور زہوق کا ایک عمدگی سے یقین
ہو سکتا ہے کیونکہ ہر یک مثال مین ان دونون حالتون کو ثابت کر کے دکھایا گیا ہی
یہ دونون حالتین ایک وقت مین واقعہ نہین ہو سکتین ایک کا وقوع کا ایک وقت
ہوتا ہے اور دوسرے کے وقوع کا دوسرے وقت پر حالت ظہور کے عدم سے حالت
زہوق پیدا ہو جاتی ہے اور حالت زہوق کے عدم سے حالت ظہور واقعہ ہوتی ہی
قدرتی اور اعتباری مصنوعی علتون کا اسی طور پر سلسلہ واقعہ ہوا ہے کہ اونکے جو
معلول ہوتے ہین اونکو اور معلولات کے مقابلہ مین علتین بنایا جاتا ہے - مثلاً
دن آفتاب کا معلول ہے اور آفتاب دن کی علت ہی جبتک دن کو آفتاب کے
بالمقابل بیان کرینگے تب تک تو دن آفتاب کا معلول اور آفتاب دن کی علت ہوگی
لاکن جب سورج کو الگ کر دینگے تو پھر دن کو اور معلول کے مقابلہ مین علت قرار دیا جائیگا
مثلاً دن چڑھیگا تو لوگ اپنے اپنے کام کو باہر نکلینگے دن ہوگا تو پرندے اوڑینگے
یہان دن کو علت اور لوگون اور پرندون کو معلول بنایا گیا - روشنی ہوگی تو رات کو

کچھ نظر آئیگا یہان روشنی کو علت اور نظر آئیگا کو معلول قرار دیا گیا دن اور روشنی آفتاب
اور لیمپ کے معلول تھے مگر یہان پر اونکو اور معلولات کے واسطے علت ٹھہرایا گیا علت
ومعلول کے ایسے سلسلہ کو فرضی سلسلہ کہتے ہین ہمنے دن اور روشنی کو اور معلولات
کے واسطے فرضاً علت ٹھہرالیا ہے اگر اصلیت پر لحاظ کرین تو یہی کہنا پڑیگا کہ حقیقی علت
ان معلولون کے آفتاب اور لیمپ ہی ہے کیونکہ اگر آفتاب کا طلوع اور لیمپ کا جلنا
نہو تو دن اور روشنی کہان سے ہوگی دن اور روشنی اوسیوقت ہوگی کہ جب آفتاب
طلوع ہو اور لیمپ جلایا جائے - اسمین کچھ شک نہین کہ اس فرضی سلسلہ سے حقایق الامور
کا آسانی سے علم ہوجاتا ہے کیونکہ جب ہم ایک معلول کو ایک اور معلول کے واسطے
علت گردانتے ہین تو اس سے نتیجہ جلدی نکل آتا ہے اور حقایق الامور کا انکشاف
ہوجاتا ہے - یہ فرضی سلسلہ دو تین علتون پر ہے موقوف نہین ہے کل علتون مین
خواہ وہ قدرتی ہون اور خواہ اعتباری مصنوعی پایا جاتا ہے - علتون مین ایک
اور ہی حالت یا قوت پائی جاتی ہے جسکو حالت مغیرہ کہتے ہین یہ قوت دوسرے
علتون کے معلولات کی حالت مین ایک خاص قسم کی تبدیلی کردیتی ہے جس سے معلول
کی اصلی ہیئت مین کچھ فرق آجاتا ہے یہ طاقت یا قوت ہر ایک علت مین پائی جاتی ہے
قدرتی علتون مین بھی اور اعتباری مصنوعی علتون مین بھی اور یہ قوت یا حالت
معلول کے ذریعہ سے دوسری علت کے معلول پر اثر کرتی ہے مثلاً جب سورج نکلا تو
دن بھی چڑھ گیا کیونکہ وہ اوسکا معلول ہے سورج کے طلوع ہونے کے بعد ابر آیا اور
مینہ برسا اور وہ ابر کا معلول ہے مینہ کے برسنے سے دن کی حالت مین جو سورج کا معلول
ہے ایک جزوی سے فرق آگیا یہ جزوی اور خفیف سے فرق اسوقت ثابت ہوسکتا ہے
کہ جب دن نکلے اون آثار اور اوس حالت کو جو مینہ کے برسنے سے پہلے ہوتی ہے اون
آثار اور اوس حالت سے کہ مینہ کے برسنے پر ہوتی ہے مقابلہ کیا جاوے جو لوگ قدرتی

حالتون کو غور کی نظر سے دیکھتے رہتے ہین وہ اس مقابلہ سے سمجھ جائینگے کہ دن کی دونون حالتون اور آثار مین کچھ خفیف سے فرق ہوتا ہے جب مینہ نہین برستا تو دن کی حالت کچھ اور ہوتی ہے اور جب مینہ برستا ہے تو کچھ اور ہو جاتی ہے اگر دونون حالتین اور آثار ایک وقت مین موجود ہون تو غور کرنے والے آسانی اور سہولت سے فرق دریافت کر سکتے ہین جب سورج چڑھتا ہے تو حرارت بھی پیدا ہو جاتی ہے جو سورج کا ایک دوسرا معلول ہے جب سورج کے طلوع کے بعد ہوا چل پڑتی ہے تو فی الجملہ سورج کے دوسرے معلول یعنے حرارت مین فرق اور کمزوری آجاتی ہے ہوا کا معلول سردی اور ٹھنڈی اوسنے سورج کے دوسرے معلول حرارت کو فی الجملہ بدل دیا جس سے ایک اور ہی سمان بندھ گیا یا تو لوگ مارے گرمی اور طپش کے تڑپے جاتے تھے اور یا ان جان مین جان آگئی یہ فرق حالت حرارت اور حالت چلنے ہوا کے مقابلہ کرنے سے عمدہ طرح پر ثابت ہو سکتا ہے حالت حرارت کا عمل کسی اور طرح پر ہوتا ہے اور جو حالت ہوا کے چلنے کے بعد ہوتی ہے وہ کسی اور طرح پر عمل کرتی ہے ان دونون عملون مین کچھ نہ کچھ فرق پایا جاتا ہے فرق پڑنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک معلول اثر کرنے مین دوسرے معلول سے قوی العمل ہوتا ہے قوی العمل اسواسطے ہوتا ہے کہ اوسکا ذاتی اثر دوسرے معلول پر خفیف اور جزوی طور پر پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک علت کے معلول کی طاقت مغیرہ دوسرے معلول پر کلی اور کامل طور پر موثر نہین ہوتی ابر کے معلول مینہ برسنے سے دن کے ہونے مین فرق نہین آتا البتہ دن کی حالت مین فرق آجاتا ہے سو دن کا ہونا اور دن کی حالت ایک معنی مین دن کا ہونا کلی ہے اور دن کی حالت جزئی ایک علت کے معلول کی طاقت مغیرہ کو ہم دوسری علت کے معلول کے واسطے کلی طور پر مغیرہ نہین ٹھہراتی صرف جزوی اور خفیف طور پر تسلیم کرتے ہین پھر علتین بلحاظ فائدہ کے دو قسم پر ہین۔ ایک وہ جنکے معلول بذات واحد فائدہ کے لائق ہین اور ایک وہ جنکے

معلول کسی اور علت کے معلول سے ملکر فائدہ پہونچاتے ہین مثلاً آفتاب کا معلول دن بذاتہ فائدہ پہونچاتا ہے اسکے ساتھ کسی اور علت کے معلول کے ملنے یا ملانے کی ضرورت نہین پڑتی لیمپ کا معلول روشنی بذاتہ نہین پہونچاتا اسکے ساتھ جب تک آنکھون کا معلول بینائی اور بصارت نہو کسی کام کا نہین آنکھون کا معلول بصارت اور بینائی اور لیمپ کا معلول روشنی ملکر فائدہ پہونچاتے ہین بالتفرید دونون علتون کی معلولون مین نتیجہ پر پہونچانے کی طاقت نہین اگر ہم آنکھین بندکرلین تو پہر لیمپ کا معلول روشنی کسی کام کا نہین اور اگر روشنی نہو تو ہماری آنکھون کا معلول بینائی اور بصارت کسی کام کا نہین ہان جب ان دونون معلولون کا وجود شامل ہو تو پہر کوئی فائدہ ہوسکتا ہے سورج کے معلول دن مین یہ بات نہین وہ بذاتہ اور بالتفرید فائدہ پہونچانے کے واسطے کافی ہے اگر ہمکو آنکھون کی بصارت اور بینائی حاصل نہو تو تب بھی ہم دن سے کام لے سکتے ہین مادرزاد اندھے دن کے چڑھنے اور رات کے بڑھنے سے آسانی کے ساتھ فائدہ اوٹھا سکتے ہین مگر لیمپ کی یا کسی اور چیز کی روشنی کے تمیز نہین کرسکتے اور نہ اوس سے کوئی فائدہ اوٹھا سکتے ہین معلوم ہوا کہ دن بذاتہ اور بالتفرید فائدہ پہونچانے کے لائق ہے لاکن مصنوعی روشنی سوائے آنکھون کے قدرتی معلول بصارت اور بینائی کی تمیز نہین کیجاتی اور نہ کوئی فائدہ پہونچاتی ہے کلاک گھڑی کا معلول وقت جتلانا اوسیصورت مین مفید ہوسکتا ہے کہ جب سننے والے کو قوت سامعہ حاصل ہو جب سننے والا قوت سامعہ سے محروم ہو تو پہر اوسکو کلاک کا معلول کیا فائدہ پہونچاسکتا ہے جیسا علت سے معلول کا استدلال کرتے ہین اسیطرح پر معلول سے علت کا استدلال ہوسکتا ہے اسکو عکسی استدلال کے نام سے تعبیر کرتے ہین مثلاً دن کے ہونے سے آفتاب کے طلوع کا استدلال کرنا یا آوازدن اور سردن کے وجود سے باجے کا استدلال کرنا جب کوئی ہمسے کہتا ہے کہ دن چڑھ گیا تو ہم فوراً جان جاتے ہین کہ سورج نکل آیا یا جب

ہم خود ہی دن چڑھا دیکھتے ہین تو سمجھ جاتے ہین کہ سورج نکل آیا جب ہم رسیلی آوازین اور سُرین سنتے ہین تو سمجھ لیتے ہین کہ کوئی باجہ بجتا ہے۔ جب ہم کسی جگہ دھوان نکلتا دیکھتے ہین تو استدلال کرتے ہین کہ آگ جلتی ہے جب سردی اور ٹھنڈ ہوتی ہے تو جان جاتے ہین کہ کسی جگہ بارش ہوئی ہے یا ہوا چلتی ہے۔ گو ہمنے سورج نکلتا اور باجہ بجتا اور آگ جلتی اور بارش ہوتے یا ہوا چلتے نہین دیکھی مگر اونکے معلولات سے اونکے وقوع اور وجود پر استدلال کرلیا۔ جب چاند گہن پڑتا ہے تو عکس زمین پر گول پڑتا ہے عکس گول پڑنا معلول ہے جس سے علت یعنی زمین کا گول ہونا معلوم ہوتا ہے اکثر موقعون پر وجود معلول سے علت کا وجود ثابت کرنا ضروری ہوجاتا ہے خون کے مقدمون مین معلول کے وجود سے ہی علت یعنی قاتل کو معلوم کیا جاتا ہے معلومات کے ذریعہ سے ہی ہم اپنے پیدا کرنے والے خدا کے پاک وجود پر استدلال کرتے ہین یعنے جب ہم مختلف حکمتون اور رنگارنگ صنعتون کا مشاہدہ کرتے ہین تو اونکے ذریعہ سے اونکے موجد اعظم یا صانع کل کے پاک ہستی علت العلل کا یقین کرلیتے ہین علت و معلول کے متعلق اور بھی بہت سی صورتین اور شکلین بیان ہوسکتی ہین مگر چونکہ اونکے بیان کرنے سے طوالت کا خطرہ ہے اسواسطے ہم اونکے بیان سے متعذر ہوکر یہ امر ظاہر کرتے ہین کہ علت و معلول سے نتیجہ نکالنے کے واسطے عموماً قواعد مندرجہ ذیل پر خیال کرنا چاہیے۔

اول قانون علت و معلول پر۔ قانون علت و معلول یہ ہے کہ ہر ایک معلول کسی نہ کسی علت سے پیدا ہوتا ہے یعنے یہ امر لازمی ہے کہ ہر ایک معلول کے واسطے کوئی نہ کوئی علت موجود ہو۔

دوم شرائط علت و معلول پر۔ ہر ایک علت کے ساتھ دو قسم کی شرطین پائی جاتی ہین ایک موجبہ اور ایک سالبہ۔ جب تک ان دونون قسم کی شرائط کا وجود نہو تب تک

علتون کا وقوع اور معلول پیدا نہین ہو سکتا علمی تحقیقات کی ترقی اور کامل کرنے
کے واسطے ان دونون قسم کی شرطون پر خیال اور لحاظ کرنا چاہیے اگرچہ بلالحاظ
کرنے ان شرطون کے بھی نتیجہ نکل آتا ہے مگر اوسمین صدور غلطی کے اندیشہ کے
علاوہ علمی تحقیقاتون کو تکمیل حاصل نہین ہوتی مثلاً اگر ہم ایک دیواسلائی سے ایک
لکڑی کو آگ لگائین تو عموماً دیواسلائی کے لگانے کو لکڑی کے جلنے کی علت کہدیا
کرتے ہین لاکن اسکے سوائے اور بھی کئی ایک ایسے شرائط ہین اونکے موجودگی یا عدم
موجودگی مین آگ کا جلنا ممکن نہ تھا مثلاً شرائط مثبت یعنی موجبہ جیسے ایندھن اور
ہوا کا وجود اور شرائط منفی یعنے سالبہ جیسے ایندھن مین نمی کے عدم موجودگی ان
شرائط کا بالکل خیال نہین کیا جاتا صرف دیواسلائی کے لگانے کو خیال کیا جاتا ہے
اور اوسیکے خیال پر نتیجہ نکالا جاتا ہے - علمی تحقیقات کرنے کے واسطے صرف دیواسلائی
پر خیال کرنا کافی نہین ہے اوسکے شرائط الخصوص اون شرطون کو شمار مین لانا چاہیے
کہ جنکے وجود پر حادثہ کا ظہور موقوف ہے -

سوم خداوند کریم نے ہر یک علت کی ذات مین معلول کے پیدا کرنے کی طاقت رکھدی
ہے مثلاً سورج مین قدرتاً یہ طاقت ہے کہ اپنے طلوع سے دن کے وجود کو پیدا کرے
کشش ثقل مین یہ طاقت قدرتاً رکھی گئی ہے کہ وہ ایک وزن دار جسم کو زمین
کیطرف کھینچے اس طاقت کے اثبات کے واسطے ہم ایک مختصر سی مثال دیتے ہین
وہ یہ ہے کہ اگر کسی وزن دار جسم کو اوپر کی طرف پھینکین تو وہ اوپر کو بلا کسی روک
اور مزاحمت کے چڑھتا جائیگا اوسکا صعود اوسوقت تک قائم رہیگا جب تک کہ
ہمارے ہاتھ کی طاقت اوسکے ساتھ شامل رہیگی جب ہمارے ہاتھ کی طاقت ختم ہو جاویگی
تو کشش ثقل اوس وزن دار جسم کو زمین پر کھینچ لیگی دیکھو کہ جب تک ہمارے ہاتھ کی
طاقت اوس وزن دار جسم کے ساتھ شامل رہی تب تک تو اوسکی صعودی حرکت برابر قائم رہی اور جب

ہاتھ کی طاقت ختم ہوگی تو کشش ثقل نے صعودی حرکت کو روک کر نزولی حرکت شروع کی جسکے سبب وزن دار جسم زمین پر کھنچ آیا ہمارے ہاتھ کی طاقت ایک وزن دار جسم کے اوپر پھینکنے کے واسطے ایک علت تھی اور اوس وزن دار جسم کا اوپر جانا ایک معلوم تھا - علی ہذا القیاس کشش ثقل ایک علت ہی اور وزن دار جسم کا زمین کی طرف کھنچ آنا ایک معلول ہے اگر ہاتھ مین طاقت نہوتی تو وزن دار جسم اوپر نہ جاسکتا اور اگر کشش ثقل مین نیچے لانے کی طاقت نہوتی تو وزن دار جسم اوپر ہی معلق رہتا جسطرح پر ہاتھ اور کشش ثقل مین بالذات ایک وزن دار جسم کو اوپر کے پھینکنے اور نیچے لانے کی طاقت ہی [illegible] جسطرح پر ہر ایک علت مین قدرتاً معلول کے پیدا کرنے کی طاقت اور خاصیت پائی جاتی ہے علت و معلول پر استدلال کرنے کے وقت علتون کی طاقتون پر ضرور لحاظ کرنا چاہیے علتون کی ذاتی خاصیتون اور طاقتون پر خیال کرنے سے نتیجہ بہت درستی اور صفائی سے نکلتا ہی اور اگر ہم علتون کی طاقتون اور خاصیتون پر لحاظ اور غور نہ کرین تو نتیجون کے نکالنے مین بہت دفعہ غلطی ہو جاتی ہے مثلاً اگر ہم کسی بڑے تناور درخت کو جڑسے اوکھڑا دیکھ کر یہ استدلال کرین کہ اوسکو کسی شخص نے محض ہاتھ سے اوکھاڑ ڈالا ہے اور ہاتھ کو اوس تناور درخت کے اوکھاڑ ڈالنے کی علت قرار دین تو یہ بات ٹھیک نہین نکلیگی کیونکہ محض ہاتھ مین اسقدر تناور درخت کے اوکھاڑ ڈالنے کی طاقت نہین ہے اگر ہم اسکا واقعہ یا معلول کو دیکھ کر علتون کی طاقتون کے قانون کو کام مین لائینگے تو فوراً سمجھ جائینگے کہ اسقدر تناور درخت کا اوکھاڑ ڈالنا ہاتھ کا کام نہین ہی ہاتھ کی طاقت اس معلول کی علت نہین ہو سکتی - یہ معلول کسی اور زور اور علت کا پیدا کیا ہوا ہے جب یہانتک پہونچ جائینگے تو پھر وہ اصلی علت تھوڑے سے غور اور تفتیش کے بعد ہی معلوم ہو جائیگی - چہارم نتیجہ نکالنے اور استدلال کے وقت اس امر کو بھی

سوچ لینا چاہیے کہ اس معلول کے پیدا کرنے کیواسطے کس کس قسم کی علتون نے عمل کیا ہی اور یہ معلول ایک ہی علت سی پیدا ہوا ہی یا مرکب علتون سے —

قسم دوم نظر فی الفنون

ہمنے اس کتاب کی پچھلے نمبرون مین اس امر کا ذکر کر دیا ہی کہ انسان کو ہنرون اور فنون کا سیکھنا بھی ضروری اور لازم ہے اسواسطے ہم اس موقعہ پر اون ضروری باتون اور قواعد کو بالاختصار بیان کرتے ہین کہ جنپر عمل کرنے سی ہنرون اور فنون کو ترقی اور رونق ہوتی ہے —

پہلا قاعدہ — جسطرح پر علوم کے حاصل کرنے اور ترقی دینے کے واسطے حاصل کرنیوالون کو فراغت دلی شوق - توجہ - فکر اور غور کی ضرورت ہی اسیطرح مختلف ہنرون اور فنون کے سیکھنے والون کو واسطے فراغت دلی شوق توجہ فکر اور غور کی ضرورت ہی سب سے اول فن اور ہنر کے سیکھنے والونکو ان ضرورتون کو جو اوپر بیان ہوئی ہین بہم پہونچانا چاہیئے جبتک یہ ضرورتین مہیا نہونگی تب تک ہنرون اور فنون مین ملکہ اور لیاقت پیدا کرنہ دشوار اور مشکل ہی ان ضرورتون مین سے پہلی ضرورت ہی ایسی ہی کہ جسکا حاصل کرنا بالعموم مشکل ہے باقی کی ضرورتین آسانی سے حاصل ہو سکتی ہین پہلی ضرورت ہی کوئی ایسی ضرورت نہین کہ جسکا حصول ناممکن ہو اگر انسان سعی کرے تو وہ بھی اور ضرورتونکیطرح حاصل ہو سکتی ہے فراغت کے معنون مین لوگون نے یہ غلطی کی ہی کہ اوسکو بالاتفاق کے معنون کے قریب کر دیا ہے جب فراغت کا لفظ بولتے ہین تو یہ مُراد لیتے ہین کہ فلان شخص تعلقات سے بالکل خالی ہے انھین معنون کے بموجب فراغت کے حصول کو ناممکن قرار دیتے ہین میری دانست مین یہ معنی ٹھیک نہین ہین جو شخص دنیا مین رہکر بلاتعلق ہی اوسکو ہم فارغ نہین کہسکتے البتہ یہ کہسکتے ہین کہ وہ انسانی جماعتون سے خارج ہے دنیا سے بلاتعلق ہونے کی بابت مین یہ خیال کرتا ہون کہ وہ مطابق واقعہ نہین ہے اگرچہ انسان دنیا کے تعلقات کو چھوڑتا ہی مگر سچ یہ ہے کہ دنیا کے تعلقات اوسکو نہین چھوڑتے — میری رائے مین فراغت کا لفظ صرف ایک محفوظ وقت کے نکالنے کے معنون

اطلاق کرنا چاہیے اور کسی کام کے کرنے کے واسطے کسی محفوظ وقت کا نکالنا نکالنے والیکے واسطے مشکل نہین ہے۔

دوسرا قاعدہ

جسطرح علوم کے حاصل کرنے اور ترقی دینے کے وقت علوم کی ضرورت اور فائدون پر خیال کرنا ضروری ہے اسیطرح پر فنون اور ہنرون کے حاصل کرنے اور سیکھنے اور ترقی دینے کے وقت اونکی ضرورت اور فائدون پر خیال کرلینا چاہیے اگر ہمین ثابت ہوجائیگا کہ فلان ہنر یا فلان فن بہت مفید اور ضروری ہے لوگ اوسکی بہت خواہش کرتے ہین تو ہم دلی شوق سے اوس ہنر اور فن کے ترقی دینے کی کوشش کرینگے انسان کی طبعیت مین یہ بات ڈالی گئی ہے کہ وہ جب اور انسانون کو کسی چیز کا محتاج اور مشتاق پاتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ وہ چیز اوسکے تصرف مین آجائے تاکہ وہ اوسکے تصرف اور تیسر سے اور محتاج اور مشتاق انسانون کے ہاتھ سے منفعت اوٹھائے۔ اسیطرح پر جب ایک انسان دیکھتا ہے کہ اور انسان ایک خاص ہنر یا فن کے محتاج اور مشتاق ہین تو وہ خوشی اور شوق سے اوس ہنر یا فن کے ترقی مین زور دیتا ہے اس سے مطلب اوسکا یہ ہوتا ہے کہ اور لوگ بسبب احتیاج اور اشتیاق کے اوس ہنر یا فن کی طرف رجوع کرینگے اور مین فائدہ اوٹھاؤن اگر ہمکو تحقیقات سے ثابت ہو کہ کسی ہنر یا فن کی ضرورت اور مانگ نہین ہے تو ہمارا دل اوس ہنر یا فن کے ترقی دینے اور بڑھانے کی طرف اصلا توجہ نہین کرتا۔ اس عدم توجہی کا یہی باعث ہے کہ ہم اوس ہنر اور فن کے ترقی دینے مین اپنا فائدہ نہین دیکھتے دیکھو ہمکو ضرورت پر خیال کرنے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ایک صورت مین ہمارا دل محنت کرنے پر مستعد ہوجاتا ہے اور ایک صورت مین بیفائدہ محنت اور کوشش سے بچ جاتا ہے یہ بہت عمدہ اصول ہے کہ ہنرون

اور فنون کے موجودہ ضرورتون پر خیال کیا جاوے ۔

تیسرا قاعدہ

ہنرون اور فنون کے ترقی دینے کے واسطے ضروری ہے کہ ہنرون اور فنون کی غرضون کو دیکھا جائے یعنے اس بات کی تحقیقات کیجاوے کہ فلان ہنر اور فلان فن کی غرض کیا ہے جب ایک ہنر اور فن کے غرض کی غرض کو ثابت کیا جاتا ہے تو دل مین یہ جوش اور شوق پیدا ہوتا ہے کہ اس غرض کو کسی اور طریق سے بھی حاصل کیا جاوے مثلاً جب ہم دیکھتے ہین کہ پنکھا اسواسطے بنایا جاتا ہے کہ گرمی کے موسم مین اوسکو حرکت دینے سے ہوا آتی رہے ۔ تو اُس سے یہ غرض ثابت ہوتی ہے کہ پنکھے کے موجد نے پنکھے کو گرمی کے موسم مین انسان کو ہوا پہونچانے کے واسطے ایجاد کیا ہے ۔ جب پنکھے کی غرض کو معلوم کر لیتے ہین تو ہمارے دل مین آتا ہے کہ اگر کوئی اور آسان اور سہل صورت ہوا پہونچانے کے نکلے تو بہتر ہو یہانتک کہ ہم سوچتے سوچتے ایک اور آسان صورت نکال لیتے ہین ابتدا مین جب بندوق بنائی گئی تو اوسکی صورت اسی قطع وضع توڑے دار اور پتھر دار بندوق کے قریب قریب تھی جب لوگون نے بندوق کی ایجاد کے غرض کو معلوم کر لیا تو پھر یہانتک تبدیلی ہوگئی کہ اب بیچ لوڈر کی صورت پر آگئی آدمی مختلف صنعتون کی غرضون پر دل مین جون غور اور فکر کرتا ہے وون وون اوسکی آسان اور سہل کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اگر انسان پنکھے اور بندوق کی غرض ایجاد پر غور نہ کرتا تو ممکن نہین تھا کہ پنکھون اور بندوقون کی صنعت کو ترقی ہوتی ۔ جب ہم جانتے ہی نہین کہ پنکھا اور بندوق کس غرض کے واسطے بنائی گئی ہے تو ترقی کیا کرینگے اگر ہمکو کہا جاوے کہ اس اونچے ٹیلہ پر چڑھ جاؤ ۔ تو ہم اوپر چڑھنے کی سوچ بچار کرینگے مگر اگر ہم ٹیلہ کی شکل بھی نہ دیکھین تو ہمارے دل مین اور تجویزون کا خیال بھی نہ آئیگا ۔ بعینہ یہی حالت فنون کی غرض

معلوم کرنے کی ہے اگر غرض کا علم ہو جائے تو اوسکی آسانی اور سہل بنانے کی مختلف تجویزین اور وسائل نکل سکتے ہین اور اگر غرض کا علم نہو تو کوئی تجویز بھی سوجھی نہین جاسکتے ہمارے خیال مین فنون کی ترقی کے ضروری اسباب اور وسائل مین سے غرض کا جاننا بھی ہے اگر اہل فن اور اہل ہنر اس طرف غور نکرتے تو وہ ترقی کے کوچہ مین قدم ہی نہین رکھ سکتے تھے جو لوگ فنون کے اغراض پر غور نہین کرتے وہ ہمیشہ ایک ہی نقشہ یا خیال پر جمے رہتے ہین لڑکپن مین اونھون نے جو کچھ خوش قسمتی سے سیکھا ہوتا ہے اوسی پر کفایت اور قناعت کرکے بیٹھے رہتے ہین آگے قدم رکھنا اونپر حرام ہو جاتا ہے اصل پوچھو تو اونکا کوئی قصور نہین ہے جب اونکے ہاتھ مین ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کا موجب ہی نہین ہے تو وہ کیا کرین وہ تو یہی سمجھے بیٹھے ہین کہ جس اصول پر ہمنے فنون اور ہنرون کو سیکھا ہی اوسکے سوائے اور کوئی اصول نہین ہے اگر اونکو فنون کی غرضین معلوم ہوتین تو اونکی طبیعتون مین اسقدر رکاوٹ کیون پیدا ہوتی۔ جو لوگ اپنی عقل اور دور اندیشی کو مختلف ہنرون اور فنون کی ترقی دینے مین صرف کرنا چاہتے ہین اونھین ضروری اور لازم ہی کہ نہایت احتیاط اور مستعدی سے فنون کے اغراض کو دریافت اور معلوم کرین جب وہ اغراض فنون کو دریافت اور معلوم کرلینگے تو اونکی طبیعتین دونون مین ہی فنون کی ترقی دینے کے بلکہ اور قوت پر کامیاب ہوجائینگی۔

چوتھا قاعدہ

ہنرون اور فنون کے ترقی دینے کے واسطے اہل فنون کو عام پسندیدگی کی طرف بھی خیال اور لحاظ رکھنا چاہیئے۔ جس طریق کی طرف عام پسندیدگی کا میلان ہوا اوس طریق کے موافق فنون کی حالت کو بدلتے رہنا چاہیئے بہت دفعہ اہل فنون سچے فنون کو رواج دینے سے محض اسواسطے رک جاتے ہین کہ اونھون نے فنون کی حالت کو

عام پسندیدگی کے موافق نہین بنایا فرض کرو کہ عام پسند کا میلان تو اسطرف ہے کہ بندوق مین ایسی کارگیری رکھی جائے کہ اوسکا چلانا اور بھرنا آسان اور اوسکی مار بہت ہوجاوے — اور ہم بباعث اسکے کہ ہمکو اس عام پسندیدگی سے اطلاع یا خبر نہین بندوق کو پورانے طریقہ پر ہی بناتے ہین اس صورت مین ہمکو نہ بندوقون کی ساخت فائدہ دیگی اور نہ ہم اوسکی صنعت مین کچھ ترقی کرینگے فائدہ تو اسواسطے نہین ہوگا کہ وہ عام پسند نہین ہین اور اوسکی صنعت مین ترقی اسواسطے نہوگی کہ ہمارے دل مین اوسکی ترقی دینے کا خیال ہی نہین گذرا اگر ہمکو عام پسندیدگی کا علم ہوتا تو ہماری قوت متفکرہ اور طاقت خیالیہ ضرور کوئی ایسی تدبیر اور تجویز سوچتے کہ جس سے ہم بندوقون کے عام پسند بنانے کی کوشش کرتے —

پانچوان قاعدہ

تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ انسان نئی طرح کے چیز کو دل سے پسند رکھتا ہی بازار مین جاتے جاتے جب کبھی ہم کوئی نئی چیز مثلاً ایک نئی قسم کی لکھنے کی دوات دیکھتے ہین تو باوجود اسکے کہ پہلے ہمارے پاس لکھنے کے واسطے ایک دوات موجود ہوتی ہے دل چاہتا ہے کہ اسکو مول لے لین باوجود دوات کی موجود ہونے اور کام چلنے کی ہم قیمتاً ایک اور دوات جو لی لیتے ہین اسکا اصلی باعث یہ ہے کہ اس دوات کی نئی قطع اور جدید شکل ہمارے دل کو موزون اور اچھی معلوم دیتی ہے جسطرح بن پڑتا ہی خرید لیتے ہین اگر نئی شکل کے نہ ہوتی تو ہم سواے پہلی دوات کے ٹوٹنے کے اور دوات کب خریدتے تھے — تجربہ تو جدا رہا ہم کہتے ہین کہ انسان کا یہ طبعی امر ہے کہ وہ نئے وضع اور قطع کو پسند کرتا ہے جب کوئی ہمارا دوست سفر کو جاتا ہے تو ہم اوسکو خوشی سے کہتے ہین کہ ہمارے واسطے کوئی نیا تحفہ لانا جب ہمین خبر ملتی ہے کہ آج فلانے بازار مین نئی قسم کی چیزین بکنے آئی ہین تو گو ہمنے کوئی چیز بھی نہ لینی ہو دلمین آتا ہے

کہ وہان چلکر ضرور دیکھین - جب ہم رستہ مین گذرتے ایک جگہ پر بھیڑ اور لوگون کا مجمع دیکھتے ہین تو خواہ مخواہ راہ چلتے ہمارے دل مین آتا ہے کہ دیکھتے ہی چلین ہوتا کیا ہے - یہ خیال صرف اسیواسطے پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے دل مین یہ وہم گذرتا ہے کہ شاید وہان کوئی نئی کیفیت ہو -

جبکہ ہر ایک انسان نئی چیز کو دل سے پسند کرتا ہے تو اہل فنون کو لازم ہے کہ اپنے اپنے ہنرون اور فنون کو نئے طور پر اور نئی سانچون مین انسانی جماعتون کے روبرو پیش کیا کرین تاکہ اونکو رونق اور ترقی ہو - جس ملک کے اہل فنون اور صناعون نے اس عمدہ اور فائدہ بخش اصول کو اپنا دستورالعمل بنا لیا ہے اونکے ہنرون اور فنون کے ملک والون نے اسقدر قدر اور عزت کی ہے کہ جسکا کچھ اندازہ نہین اپنے خاص قوم یا ملک والون پر کیا موقوف ہی اور ملک اور قوم والون نے بھی ایسے جدید صنعتون اور کاریگریون کی بہت ہی قدر اور عزت کی ہے دیکھو ایشیائک قومین اہل یوروپ کی صناعون اور کاریگرون کی صنعتون اور کاریگریون کی کیسی قدر کرتے ہین اور بالمقابل ان جدید یورپین صنعتون اور کاریگریون کی ایشیائی صنعتین اور کاریگریان کیسی ابتر حالت مین ہین یورپین صنعتون اور کاریگریون کی قدر اور ایشیائی صنعتون اور کاریگریون کی بیقدری کا اصلی موجب یہی ہے کہ یوروپ کی صنعتین اور کاریگریان ہمیشہ جدید شکلون اور وضعون پر طیار ہوتے اور بنتے رہتی ہین اور ایشیائی صنعتین اور کاریگریان ایک ہی قطع وضع اور شکل پر طیار ہوتی ہین لوگ جدید شکلون اور وضعون کی صنعتون اور کاریگریون کو پسند کرتے ہین اور پورانی صنعتون کو ناپسند اگر صناعان یوروپ کیطرح ایشیائی صناع اور کاریگری بھی اپنی صنعتون اور کاریگریون جدید جدید شکلون اور نئے نئے وضعون پر طیار کرتے اور بناتے تھتے تو اونکو بھی لوگ یوروپ کی صنعتون کی طرح پسند کرین -

جب ایک کاریگر یا اہل فن کے دل مین اس بات کا یقین ہو جائیگا
کہ لوگ نئے وضعون یا شکلون کی صنعتون کو بہت پسند کرتے ہین تو اوسکی توت
متفکرہ جدید شکلون کے پیدا کرنے کی طرف خود بخود مائل ہو جائیگی - اور ہنرون اور
فنون کو روز بروز ترقی ہوتی جائیگی -

چھٹا قاعدہ

اکثر فنون اور صنعتون کے ترکیبی اسباب اور ضروریات قانون قدرت سلسلہ کی چلنے سے
حاصل ہوتے ہین جب تک قانون قدرت کے سلسلہ کا علم نہو تب تک فنون اور صنعتون
کو ترقی ہی نہین ہوتی - دنیا مین خداوند کریم نے جسقدر چیزین پیدا کی ہین اون مین
مختلف قوتین اور طاقتین پائی جاتی ہین اون قدرتی قوتون اور طاقتون کے جاننے
سے انسان مختلف قسم کی صنعتون اور فنون کے نکالنے پر قادر ہو سکتا ہے - مثلاً
اگر پانی کی طاقتون اور افعال پر غور کرین تو معلوم ہو جائیگا کہ پانی جب حرکت مین
ہوتا ہے تو وہ اپنی حرکت اور شئے مین بھی منتقل کر سکتا ہے پانی کی اس قدرتی
طاقت کے معلوم ہونے سے ہم مختلف قسم کی صنعتین نکال کر مختلف قسم کے کام
لے سکتے ہین چنانچہ اکثر کارخانے پانی کے زور پر ہی چلتے ہین - اہل فن کو لازم ہے
کہ اپنی صنعتون کو عام پسند بنانے اور ترقی دینے کے واسطے قانون قدرت کے
سلسلہ پر غور کرتا رہے اوسکو جسقدر خدا کے لا انتہا اور حکمت آمیز پیدائش کی طاقتین
اور افعال معلوم ہو جائینگی اوسیقدر اوسکے ہنرون اور فنون مین رونق اور ترقی
ہوتی جائیگی -

ساتوان قاعدہ

جسطرح ہر انسان آپسمین مختلف الطبیعت ہے اسیطرح ہر انسانون کی صنعتین اور

فنون مختلف ہین، مادہ صناعی کی ترقی کے واسطے صناعون کو لازم ہے کہ ہر ایک فن اور
صنعت کی ترکیبون اور بندشون پر نظر کرتے رہین اگر ہم ایک صنعت کو فکر و غور سے
دیکھ لیین گے تو اوسکے تمام ترکیب اور بندش ہماری سمجھ مین آجائینگے جس سے ہمارے
مادہ صناعی کو خوب ترقی ہوگی -

مقدار و حد ترقیات فنون

اوپر کے سات قاعدون مین ہمنے بالاختصار فنون اور صنعتون کی رونق اور ترقی
دینے کے وسائل اور صورتون کو بیان کر دیا ہے اب ہم اس امر کو بیان کرتے ہین
کہ انسان کس مقدار اور کس حد تک اپنی صنعتون اور کاریگریان کو ترقی اور رونق
دے سکتا ہے قبل اسکے کہ ہم انسانی کمالات کی حد بیان کرین ہم اس بات کا ظاہر
کرنا ضروری خیال کرتے ہین کہ خداوند کریم نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ
سے دنیا مین جس شی کو پیدا کیا ہے اوسکی ذات مین خاص طور پر ایک خاص
قوت اور اثر پیدا کر رکھا ہے ہر ایک شی اپنے خاص قوت پر ثابت اور قائم ہوتی
ہے جسقدر کسی شئے کی قوت اور اثر ہوتا ہے اوسیقدر اوسکا عمل ہوتا ہے یہ بات
نہیین کہ ایک شی کی ذات مین قدرتی اثر اور قوت تو کچھ ہو اور اوسکا عمل کچھ اور
اگر ہم اس امر پر زور دین کہ کوئی شے اپنی قدرتی اثر یا قدرتی قوت کے برخلاف
عمل کرے تو کبھی بھی کامیابی نہوگی کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم پانی مین قند یا مصری
تو اسقدر ڈالین کہ ایک سیر پانی کو شیرین بنا دے اور اس امر کی امید رکھین کہ
اسی مقدار مصری سے تین سیر پانی کو میٹھا کیا جاوے ہرگز نہین جسقدر مصری
ڈالینگے اوسی کے موافق شربت ہوگا اسیطرح یہ اشیاء کی قدرتی قوتون کا حال ہے
اونکا عملدرآمد ٹھیک اونکی قدرتی قوتون کے موافق اور برابر ہوتا ہے جب یہ
بات سمجھ مین آچکی تو اب ہم اس بات کے اظہار کی اجازت مانگتے ہین کہ انسان خاکی

دنیان کی ساری ترقیان اور تمام کمالات اونھین مادّون اور شیئون سے مربوط اور
مضبوط ہین کہ جنکو خدا نے عام طور پر دنیا مین پیدا کر رکھا ہی انسان کے کمالات
اور ترقیون مین سے کوئی ایسا کمال اور ترقی نہین کہ جو خدا کی پیدائشی سلسلہ سے
باہر ہو جس کمال یا ترقی پر نظر کرو خداوند کریم کی پیدائشی سلسلہ سے ہی مربوط
ہوگی - اگر انسان نے مختلف علوم کو پیدا کیا ہے تو وہ خدا کے پیدائشی سلسلہ سے
ہی وابستہ ہین اگر مختلف فنون اور عجائبات ظاہر کر دکھائے ہین تو وہ سب کے
سب اوسی مقدس سلسلہ سے متعلق ہین غرض یہ کہ سب کے سب کمالات اور
ترقیات خدا کے پیدائشی سلسلہ سے مربوط ہین انسان نے جو کچھ کیا اوسکا اصلی
ماخذ خدا کا پیدائشی سلسلہ ہی ہے تار برقی اور ریل اور ہیلوگراف اور چھاپہ خانہ
اور کپڑے کی کلین اور لکھنے کے آلات وغیرہ سب اوسی سلسلہ سے جکڑے ہوئے
ہین تار برقی کے مواد اور اسباب انسان نے کہان سے مہیا کیے ریل کی ضرورتین
کسنے پیدا کین آخری جواب یہی ہے کہ ان سب اسباب اور سارے وسائل کا
سلسلہ خدا کے پیدائشی سلسلہ سے ہے جا ملتا ہی کوئی ایسا سبب اور وسیلہ ہے
کہ جو اس وسیع سلسلہ سے ٹکر نہ کھاتا ہو انسان کے جسقدر کمالات اور ترقیات
ہین یا جو کسی اور وقت مین ظاہر ہونگے یہ سب خدا کی پیدائشی سلسلہ سے ہی وابستہ
ہین اوپر کی سطرون مین ہمنے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ خداوند کریم نے دنیا کی
پردہ پر جسقدر شئین پیدا کی ہین اون سب کی ذات مین ایک خاص اثر اور خاص
قوت موضوع اور مخلوق ہے اور یہ بات بھی یاد رہے کہ انسان کے جسقدر کمالات
ہین وہ سب اونھین اشیا کے قدرتی اثرون اور قوتون کے اوزان اور مقادیر
پر موقوف ہین جب ہر یک شئ اپنی قدرتی اثر اور اپنی قوت کے بموجب ہی عمل
کر سکتی ہے اور انسان کے کمالات اور ترقیان بھی اونھین اثرون اور قوتون سے

مربوط ہین تو یہ بات ظاہر کیجا سکتی ہے کہ حضرت انسان کی ترقیات اور کمالات
کے اصلی حد خزانین قدرت کی قوت اور تاثیر ہے جسقدر قانون قدرت نے کسی شئے
کو اثر اور قوت بخشا ہے اوسیکے موافق انسان کمال اور ترقی کر سکتا ہے برق مین
خدا نے جسقدر اثر اور قوت عطا کر رکھی ہے اوسیکے مطابق تار برقی کو رونق اور
ترقی ہو سکتی ہے سٹیم مین قدرت نے جیسا اثر اور قوت ودیعت کی ہے اوسقدر
اوس سے کام لے سکتے ہین اگر ہم چاہین کہ برق اور سٹیم کی قدرتی اثر یا قدرتی
قوت سے زیادہ کام لین تو یہ ایک مشکل بات ہی اگر موجودہ حالت سے برق اور
سٹیم سے زیادہ کام بھی لیا جاوے تو ہم اس سے یہ خیال نہین کرینگے کہ حضرت
انسان نے برق اور سٹیم کی قدرتی اثر یا قدرتی قوت سے بڑھ کر کام لیا بلکہ یون
کہین گے کہ ابھی برق اور سٹیم کی قوت اور اثر باقی ہے علی ہذ القیاس پانی اور
آگ سے اوسیقدر کام لیا جا سکتا ہے کہ جسقدر اوسکے ذات مین طاقت ہے
خواہ ہم کچھہ ہی کرین قدرتی اثر اور قوت سے بڑھ کر کار براری نہین ہو سکتی ہمارے
ساری ترقین اور تمام کمالات شئیون کی قدرتی قوتون سے مربوط ہین ہم ایک
ذرہ بھر بھی زیادہ نہین کر سکتے آدمی اگر لاکھ برس تک کوشش کرے کہ شئیون
کی قدرتی قوت سے بڑھکر کمال اور ترقی کرے کبھی نہین ہو گی شئے کی طاقت
کے برخلاف کچھ بھی نہین ہو سکتا جب خدا نے ایک شئے کی ذات مین ایک سیر
طاقت رکھی ہے تو اوس سے دو سیر کا کام کیونکر لیا جا سکتا ہے یہ بات دلائل سے
ثابت ہو گئی ہے کہ ہر یک شئے اپنی قدرتی قوت اور طاقت کے موافق ہی کام
دیتی ہے اور انسانون کی ترقیات اور کمالات کا سلسلہ بھی اوسی قوت اور طاقت
سے ملکر کہاتا ہے اگرچہ انسان کے کمالات اور ترقیات کا سلسلہ روز بروز رونق
اور زور پکڑتا جاتا ہے مگر اوسکی ساری رونق اور ترقی اوسی حد تک ہو جسکو قدرت

نے مقرر کر دیا ہے قدرتی حد سے کسی صورت مین بھی تجاوز نہین کیا جا سکتا خواہ یوروپین کے کمالات ہون اور خواہ ایشیاٹک کی ترقیین قدرتی حدود سے کسی صورت مین بڑھ نہین سکتین اگر ہزار سال تک ایک شے کو ترقی اور رونق ہوتی رہے پھر بھی اوسکا سلسلہ قدرتی حد پر ختم ہوگا اگر افلاطون اور سٹر سپنسر بھی کوشش کرے کہ قدرتی حدود سے بڑھ کر کمال حاصل ہو تو تب بھی نہوگا اور اگر کوئی پیغمبر یا پروفیسر بھی زور لگا سکے کہ اس الٰہی حد کو توڑ کر گذر کیا جاوے تو تب بھی کچھ نہین سد سکندری تو کہا ہے کرتی ہین یہ تو اوس سے بھی بڑھ کر ہے یوروپین کی طبیعتون اور ایشیاٹک کی فکرون کے یاجوج ماجوج کتنا ہی زور دین یہ سد لوٹنے ہی کی نہین بہر حال یہ بات ہمارے نزدیک مضبوط اور زور آور ہے کہ انسان کے کمالات اور ترقیون کی حقیقی حد وہ ہی ہے کہ جسکو قدرت نے مقرر کر دیا ہے اور اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ قدرتی حد کی تعریف کیا ہے تو ہم یہ جواب دے سکتے ہین کہ ہمارے نزدیک قدرتی حد وہ ہے کہ جسکو شیئون کی قدرتی قوت یا قدرتی اثر یا قدرتی طاقت قرار دیا جاتا ہے ہر ایک شی کی قدرتی قوت یا قوتی اثر یا قدرتی طاقت انسان کے کمالات اور ترقیات کی ایک قدرتی حد ہے —

بحث

لغت مین لفظ بحث کے معنے زمین کھودنے کے ہین اور اصطلاح مین تحقیقات علمی سے مراد ہے علمی طاقتون کی مضبوطی اور ترقی کے واسطے بحث ایک نہایت عمدہ اصول اور طریقہ ہے۔ علوم اور فنون کا حاصل کرنا یا سیکھنا ایک جدا بات ہے اور اونکی تحقیقات کرنا اور صورت ہے محض حاصل کرنے اور محض سیکھنے کی صورت مین صرف محدود مسائل اور دقائق علمی کا علم ہوتا ہے اور تحقیقات کی صورت مین مختلف مسائل اور دقائق کا علم ہو جاتا ہے محض حصول اور محض سیکھنا علمی طاقتون کی رونق

اور ترقی اور مضبوطی کے واسطے کافی نہین ہے اور نہ محض حصول اور محض سیکھنے کو بجاے
خود یا بذاتہ کامل اور مضبوط کہا جا سکتا ہے محض حصول اور محض سیکھنے مین تجربہ اور
یقین کلی حاصل نہین ہوتا تحقیقات مین تجربہ اور یقین کلی حاصل ہوجاتا ہے
محض حاصل کرنے اور سیکھنے کی صورت مین انسان کی طبعیت مین جودت اور
سلامتی نہین پیدا ہوتی اور نہ قوت فیصلہ اور تمیزہ کو ترقی ہوتی ہے جب تحقیقات
کا دروازہ کھل جاتا ہے تو انسان کی طبعیت مین ایک خاص قسم کی جودت اور تیزی
اور سلامتی اور صفائی پیدا ہوجاتی ہے اور قوت فیصلہ اور تمیزہ کو بھی بتدریج
ترقی ہوتی جاتی ہے داناؤن اور حکیمون کا یہ مانا ہوا مقولہ ہے کہ جب تک تحقیقات
کا دروازہ نہ کھولا جاے تب تک علمی انوار اور دقائق حاصل نہین ہوسکتے -
خداوند کریم نے انسان خاکی بنیان کو ایک قوت عطا کی ہے جسکو قوت فیصلہ کے نام
سے موسوم اور تعبیر کرتے ہین اس نادر قوت کا یہ کام اور خاصہ ہے کہ امورات اور
مسائل پیش آمدہ کی صورتون اور نتیجون اور آثار مین بالتفصیل فیصلہ کردیتی ہے
جس سے راے صائب قائم کرنے کا راستہ نکل آتا ہے قوت فیصلہ اوسوقت
تک اپنا کام شروع نہین کرتی جب تک کہ تحقیقی نتائج اور تجربے اور یقینی اسباب
اور صورتین حاصل اور میسر نہ ہولین - تحقیقی نتیجے اور تجربے اور یقینی اسباب
اور صورتین محض حاصل کرنے اور محض سیکھنے سے مترتب اور حاصل نہین ہوتی
بحث یا تحقیقات سے حاصل ہوسکتی ہین جو آدمی صرف کتاب کے ذریعہ سے
اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ پانی مین سحاب بننے کی طاقت موجود ہے اوسکی
علمی طاقتین بہ نسبت اوس شخص کے کہ جسنے بحث یا تحقیقات سے پانی کی طاقت
مذکور کا یقین اور اعتبار کیا ہے کہین زیادہ مضبوط اور مفید ہین پہلا شخص اپنی
قوت فیصلہ کے ذریعہ سے اپنے یقین کی بابت کوئی سلیم یا صائب راے قائم نہین

کرسکتا - مگر دوسرا شخص اپنی تحقیقی اعتبار اور یقین کے بھروسے پر اپنی قوت فیصلہ کے ذریعہ سے ایک سلیم اور صائب رائے قائم کرسکتا ہے بحث باعتبار آثار اور نتیجون کے دو قسم پر ہے ایک بحث عقلی - اور ایک بحث نقلی - بحث عقلی وہ بحث ہی کہ جسمین مسائل اور امور عقلیہ کے تحقیقات ہوتی ہے اور بحث نقلی وہ بحث ہے کہ جسمین اموراث اور مسائل نقلی کی تنقیدات کیجاتی ہے ان دونون قسم کی بحثون کے طریق اور اصول جداگانہ ہین - ہم مختصر طور پر اس موقعہ پر ان دونون قسم کے اصولون کو نمبروار بیان کرتے ہین -

نمبر اول اصول بحث عقلی

بحث عقلی دو قسم پر ہے ایک لازمی اور ایک متعدی - لازمی وہ بحث ہے کہ جسمین خارجًا کوئی دوسرا فریق یا بحث کرنے والا نہین ہوتا صرف ایک ہی شخص اپنی ذاتی اور اندرونی قوتون کی توجہ کے ذریعہ سے علوم اور فنون اور حادثات اور مختلف مسائل کی تحقیقات کے سلسلون کو شروع کرتا ہے -

لازمی بحث کے شروع کرنے کے واسطے انسان کی قوت خیالیہ اور متفکرہ اور قیاسیہ بجاے دوسرے کے ہوجاتی ہین جب انسان دنیا کے حادثات اور قدرت کے وسیع سلسلون اور علوم و فنون کی خصوصیتون اور مسلمہ موضوعات کو دیکھتا یا سنتا ہے تو اوسوقت اوسکے قواے مذکورہ بالا مین توجہ اور ادراک کا جوش یا شوق پیدا ہوتا ہے - لعض وقت انسان اس جوش اور شوق کو اور مزاحمات اور مولتفات سے فرو اور کمزور کردیتے ہین اور لعض اوقات یہ مفید سلسلہ شروع ہوجاتا ہے جب ہم کسی حادثہ کو دیکھتے ہین تو اوسوقت طبعی طور پر ہمارے دل مین اس بات کا جوش اور شوق پیدا ہوتا ہے کہ اس حادثہ کی وقوعی اسباب اور علتون کو دریافت کرین - جب یہ عمدہ اور معقول جوش اور شوق پیدا ہوتا ہے تو ہماری قوت متفکرہ

اور قیاسیہ اپنے طور پر اس امر کی تحقیقات مین مصروف ہو جاتے ہی کہ اس حادثہ کا
وقوع کیونکر ہوا یا یہ کہ اس حادثہ کے وقوعی اسباب کیا ہین ہم طبعی طور پر ہی اوس
حادثہ کے وقوعی اسباب اور علتون کو دریافت کرنے کی کوشش کرتے ہین کبھی تو
ہماری قوت متفکرہ اور قیاسیہ چند اسباب کو پیدا کرکے اوس حادثہ کے وقوعی
اسباب قرار دیتی ہے اور کبھی اونکو مردود ثابت کرکر اور جدید اسباب نکال
لیتے ہی اس رد و بدل سے اوس حادثہ کے وقوعی اسباب کا ایک صحت کے
ساتھ پتہ لگ جاتا ہے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا وند کریم نے انسان
کی طبیعت مین بحث لازمی کا مادہ قدرتاً ودیعت کر رکھا ہے ہر ایک انسان کا کسی
حادثہ کے وقوعی اسباب کے ادراک اور معلوم کرنے کے واسطے شوق اور جوش
ظاہر کرنا اس بات کے پختہ اور برجستہ برہان ہے کہ انسان طبعاً لازمی بحث کیا
چاہتا ہے - اگر انسان نے طبیعت مین قدرتاً لازمی بحث یعنی تحقیقات کا مادہ
ودیعت نہ کیا گیا ہو تو لازم ہے کہ انسان کو اسطرف مطلقاً توجہ اور شوق ہو
انسان کا اسطرف توجہ کرنا اس بات کو یاد دلاتا ہے کہ اوسکی طبیعت مین ہی
لازمی تحقیقات کا جوش اور مادہ موجود اور مخلوق ہے -

بحث لازمی بہ نسبت اور بحثون کے زیادہ تر ادق اور مشکل ہے اور بحثون مین تو
اور طبیعتون کی طرف سے مدد ملجاتی ہے اس صورت مین محض اپنی طبیعت پر ہی
بھروسہ اور زور ہوتا ہے جو شخص اس نازک بحث (یعنے تحقیقات) مین
اپنے آپ کو مصروف کرنا چاہتا ہے اوسپر لازم ہے اور واجب ہی کہ نہایت مضبوطی
اور برجستگی کے ساتھ اس کوچہ مین قدم رکھے - گو اس تحقیقات کا خزانہ اور مصدر
انسان کی اپنی طبیعت ہی ہے مگر اس تحقیقات مین مصروف ہوتی جو مشکلین
اور دقتین حائل اور مزاحم ہوتی ہین وہ نہایت ہی مایوس اور حیران کرنے والی ہین

یہ کتنی بڑی مشکل ہے کہ ہم ایک حادثہ کے وقوعی اسباب کو بلاکسی اور خارجی امداد
کے دریافت اور معلوم کرنا چاہتے ہین ایسے وقت مین طبیعتین بالکل مایوس اور
حیران ہو کر رہجاتے ہین دل معذور اور مجبور ہو جاتے ہین قوت متفکرہ فکر و غور
سے جواب دیتی ہے اور قوت قیاسیہ قیاس اور اندازہ کرنے سے ہٹ جاتی ہے
اکثر انسان اسی وقتون مین مایوس ہو کر رہجاتے ہین اور تحقیقات لازمی کے
مفید سلسلہ کو ترک کر دیتے ہین اور جو لوگ مستقیم المزاج ہوتے ہین وہ قائم اور ثابت
قدم رہکر منزل مقصود پر پہونچ جاتے ہین اسی حالتون مین بددل اور مایوس ہوجانا
چاہیے بلکہ قواے موئدہ کو ساتھ لیکر مضبوطی اور سلامتی سے تحقیقات کرنی چاہیے
جب لازمی طور پر عقلی مسئلون اور دقائق کی تحقیقات شروع کیجاوے تو محقق پر
لازم ہے کہ اول اون مسئلون اور دقیقون کے مبادیات اور خصوصیات اور لوازمات
پر نظر کرلے جب تک عقلی مسئلون اور دقیقون کے مبادیات اور خصوصیات اور
لوازمات پر نظر نہ کیجاویگی تب تک تحقیقات کامل اور مفید نہوگی۔ مثلاً
اگر ہم اس امر مین بحث کرین کہ پانی مین کسی دوسری چیز یا جسم پر دباؤ ڈالنے
کی طاقت ہے یا نہین تو سب سے اول ہمکو پانی کی خصوصیات اور لوازمات پر غور
کرنی پڑیگی جب تک ہم پانی کی خصوصیتون پر غور نہین کرینگے تب تک پانی کی
طاقت مذکور کی حالت پورے طور پر منکشف نہین ہوگی جب ہم یہ بھی نہین جانتے
کہ پانی کیا شے ہے تو پھر ہم اوسکے مخصوص طاقتون کو کامل طور پر کیونکر معلوم اور
دریافت کرسکتے ہین پانی کی مخصوص طاقتون اور آثار کا علم کافی تو اوسی صورت
مین حاصل ہو سکتا ہے کہ جب ہم پانی کی حیثیت کو دریافت کرلین۔ اگر ہم انسان
کے طبعی قوتون کی بابت بحث اور تحقیقات کرین تو اول ہمکو اون طبعی قوتون کے
خصوصیتون پر نظر کرنی چاہیے۔ طبعی قوتون کی خصوصیتون اور اصلی حالت اور قوت

کھلیگی کہ جب اونکی خصوصیتون کا علم کافی حاصل ہوجائے ایک امر عقلی کی تحقیقات
اور بحث مین بعض وقت ہم اسواسطے غلطی اور دھوکھا کھا جاتے ہین کہ اوس امر
کی خصوصیتون پر لحاظ نہین کرتے - اگر ہم قبل از بحث یا تحقیقات امر قابل تحقیق
یا بحث کے مبادیات اور خصوصیات پر غور اور نظر کر لیتے تو غلطی کیون صادر ہوتی
تحقیقات اور بحث متعدی وہ بحث ہی کہ جسمین دو فریق ہوتے ہین ایک کو مدعی
اور دوسرے کو سائل کہتے ہین - مدعی وہ ہے کہ جو دعوی کے ثابت کرنے مین
سرگرم ہو اور سائل وہ ہی کہ جو دعوی مدعی کے ابطال کی کوشش کرتا ہو - ایسی
بحث مین بحث کرنے والون کو بالخصوص مندرجہ ذیل خصوصیتون کی طرف خیال
اور لحاظ کرنا چاہیے اول دعوی مدعی کی تشخیص اور تخصیص کرنی ضروریات سی ہے
جب تک مدعی کے دعوی کی تشخیص نہوگی تب تک تحقیقات مفید نہ ثابت ہوگی
مدعی کا دعوی ہے مشخص اور مخصوص نہین تو تحقیقات کیا ہوگی خاک تحقیقات
اور بحث اوسصورت مین مفید ثابت ہوگی کہ جب دعوی کی تشخیص ہوجاٸیگی
دعوی وہ کلام ہے کہ جسمین حکم موجود ہو یعنے دعوی اوس کلام کو کہتے ہین کہ جسکے
واسطے بحث یا تحقیقات کا انعقاد ہوا اور وہ دو قسم پر ہے ایک ایجابی - مثلاً
جو انسان ہے وہ ناطق ہے - دوسرا سلبی - مثلاً کوئی انسان ناہق نہین دعوے
سے مدعی کا اصلی مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ ثابت ہوکر دوسرے کے دلنشین ہوجائے
دوئم حیثیت دلیل کا جاننا ضروری ہے دلیل وہ صورت ہی کہ جسکے علم سے دوسری
شے کا علم ہوجائے - مثلاً عالم متغیر ہے اور جو متغیر ہے وہ حادث ہے اسکے
علم سے لازم آتا ہے حادث ہونا عالم کا اور حدوث عالم ایک دوسری شے کی
دلیل دو قسم پر ہے ایک لمی کہ جسمین حد اوسط علت واقعہ ہو واسطے نسبت کے
ذہن اور خارج مین معاً مثلاً کہین کہ یہ محموم ہے کیونکہ یہ متعفن الاخلاط ہے اور ج

متعفن الاخلاط محموم ہے حد اوسط اسمین متعفن الاخلاط ہے اور وہ علت واقعہ کر
واسطے نسبت کے ذہن اور خارج مین معاً ۔ دوسری دلیل انی کہ جسمین حد اوسط
علت واقعہ ہو واسطے نسبت کے صرف ذہن ہی مین فقط نہ خارج مین مثلاً کہین
کہ یہ متعفن الاخلاط ہے کیونکہ یہ تپ محموم ہے اور ہر محموم متعفن الاخلاط ہے حد اوسط
اسمین محموم ہے اور وہ علت واقعہ ہے واسطے نسبت کے ذہن مین فقط نہ خارج مین
دعوی کو دلیل سے ایک خاص نسبت ہے جب تک دلیل کا کافی علم نہو گا تب تک
دعوی کی حالت بھی تفصیل سے نہین معلوم ہوسکتی ۔ بحث کرنے والون پر اسکا
جاننا بھی ضروری ہے ۔ تیسرے امارت اور تنبیہ اور مقاطع مانند دور اور تسلسل
غور کرنے لازم ہے ان امور اور ضروریات کے زیادہ تر تشریح علم مناظرہ مین ملیگی
مستعد طالبعلمون کو اوس فن شریف کتابون کو دیکھنا چاہیئے ۔

نمبر دوم اصول بحث نقلی

بحث نقلی مین ہمیشہ نقلی مسائل اور امور پیش ہوتے یا آتے یا کیے جاتے ہین
نقلی مسائل اور امورات کی تنقیح اور تصحیح کے واسطے صورت یا سند نقل پر لحاظ
کرنا چاہیئے بلا سند یا صورت نقل پر اعتبار کر لینا یا اوسکے بھروسہ پر رائے قائم
کردینے بحث اور تحقیقات کو غیر مفید بنانا ہے جب تک نقل کی سند اور صورت قابل
یقین کرنیکے نہو تب تک اوسپر اعتبار کرنا اپنی تحقیقات علمی کو ناقص اور کمزور
ثابت کرنا ہے چونکہ بحث کے متعلق علم مناظرہ کی کتابون مین ایک تفصیل اور
تشریح کے ساتھ قواعد اور اصول مشرح ہین اسواسطے ہم اونکے مختصر اظہار
پر ہی کفایت کرتے ہین مستعد اور ہوشیار طالبعلمون اور طاقتون کو ترقی
دینے والون کو لازم ہے کہ علم مناظرہ کے مستند اور مشہور کتابون اور تصنیفات
کی طرف توجہ کرین ۔۔

اطاعت والدین

جب ہم دنیا کے کارخانہ اور سلسلہ پر غور کرتے ہین تو معلوم اور ثابت ہوتا ہے
کہ دنیا مین کوئی ایسی شے اور پیدائش نہین ہے کہ جسکو دوسری شے یا پیدائش
سے کوئی نسبت یا تعلق نہو دنیا کی ہر ایک شے یا پیدائش کو دوسری شے
یا پیدائش سے کوئی نہ کوئی نسبت اور تعلق ہوتا ہے جسطرح پر غور اور فکر کے بعد
اشیاء کے تعلق اور نسبت کو ثابت اور قبول کیا گیا ہے اسیطرح پر اس امر کو
مان لیا گیا ہے کہ اگر اوس تعلق اور نسبت کو ثابت اور قائم نہ رکھا جائے تو
ابتری اور خرابی پڑنے کا اندیشہ اور احتمال ہے انسان کو بھی جو دنیا کے دیگر
شیؤن اور پیدائش سے ممتاز اور اشرف پیدائش خیال کیا جاتا ہے ایک
دوسرے انسان سے کوئی نہ کوئی تعلق اور نسبت حاصل ہوتی ہے کوئی ایسا
بشر اور آدمی نہین ہے کہ جسکو دوسرے آدمی سے کوئی تعلق اور نسبت حاصل نہو
اگرچہ انسان آپسمین بہت سے تعلق اور نسبتین رکھتے ہین مگر ہم اس موقعہ پر
صرف ایک خاص نسبت کو بیان کرنا چاہتے ہین - خداوند کریم نے اپنی قدرت
کاملہ اور حکمت بالغہ سے انسان کی ترقی اور پیدائش کے سلسلہ کو مرد اور عورت
کے وجود پر منحصر رکھا ہے جب تک مرد اور عورت مین ایک خاص قسم کا تعلق اور
نسبت پیدا نہین ہوتی تب تک ایک دوسرا انسان وجود نہین پکڑتا جب خاص
تعلق اور نسبت پیدا ہو کر خداوند کریم کی قدرت سے ایک دوسرا انسان
وجود پکڑتا ہے تو اوسوقت مرد کو باپ اور عورت کو مان اور اوس نئے وجود کو
اولاد یا لڑکا یا لڑکی کہتے ہین - باپ اور مان کو اولاد سے باعث تولید اولاد
کے لحاظ سے باپ یا مان ہونے کی نسبت اور تعلق ہوتا ہے اور لڑکا لڑکی کو
مان باپ سے باعتبار مولود ہونے کے اولاد کی نسبت اور تعلق ہوتا ہے - یہ جبلی

تعلق اور نسبت اوس وقت ظہور پذیر ہوتا ہے کہ جب پہلے مرد اور عورت مین
ایک خاص قسم کا تعلق اور نسبت پیدا ہوئے جب تک وہ مخصوص تعلق اور نسبت
پیدا نہین ہوتی تب تک یہ جدید اور نسبت بھی ظہور مین نہین آتی - جب یہ
جدید نسبت ظہور مین آجاتی ہے تو ایک خاص مدت تک اس جدید اور خاص
نسبت کو ماں باپ ہی ثابت اور قائم رکھتے ہین اولاد کو اوس خاص اور جدید
نسبت کے قائم اور ثابت رکھنے کی بابت کچھ تردد اور فکر نہین ہوتی - اس خاص
اور جدید نسبت کو ثابت اور قائم رکھنے کے واسطے ماں باپ کو مختلف قسمون کی
دقتین اور تکلیفین اوٹھانی پڑتی ہین اگر ماں باپ اون وقتون اور تکلیفون
کی برداشت نہ کرین تو اولاد کا بچنا دشوار اور مشکل ہوجائے اولاد کے پالنے
اور پرورش کرنے کے واسطے جن جن باتون اور وسائل کی ضرورت ہے وہ بجز
تکلیف اوٹھانے اور محنت کرنے کے حاصل نہین ہوسکتی ایک ایک ضرورت
کے رفع کے واسطے ماں باپ کو مختلف رکاوٹون اور مزاحمتون کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے
اولاد مزے سے بیفکری مین کھاتی پیتی اور چین کرتی ہے اور ماں باپ نسبت
جدید کو ثابت اور قائم رکھنے کے واسطے طرح طرح کی مصیبتین جھیل کر ضروریات
پرورش کو پورا کرتے ہین ماں باپ پرورش اولاد کی ضروریات کے مہیا کرنے
کے واسطے رات دن محنت و تردد مین لگے رہتے ہین اور اولاد کو کچھ خبر بھی نہین
ہوتی ماں باپ اپنے آپ کو مصیبت اور تکلیف مین ڈالنا پسند کرتے ہین مگر
اولاد کو محفوظ اور خوش رکھنا چاہتے ہین - جب اولاد کچھ ہوش سنبھالتی ہے
تو اوسکی درستی اور اصلاح کی ماں باپ کو فکر ہوجاتی ہے مصیبتون سے اکٹھا
کیا ہوا مال و دولت اولاد کی درستی اور اصلاح مین صرف کردیتے ہین جب اولاد
جوان ہوتی ہے تو فطرت کے تقاضا سے اوسکے دل مین خودمختاری اور آزادی کا

جوش پیدا ہوتا ہے جب یہ فطرتی جوش ظہور مین آتا ہے تو ماں باپ کی طرف سے
جو سلسلہ عمل اوس جدید نسبت کے قائم رکھنے کے واسطے شروع ہوتا ہے وہ اولاد
پر منتقل ہوجاتا ہے - جسطرح پر ابتداءے دونون مین ماں باپ اوس جدید اور
خاص نسبت کو قائم اور ثابت رکھنے کے کوشش کرتے تھے اوسیطرح پر اس
انتقالی صورت مین اولاد پر اوس جدید نسبت کو اپنی طرف سے ثابت اور قائم
رکھنے کی کوشش کرنا ضروری اور لازمی ہے جسطرح پر ماں باپ کی عدم توجہی اور اوس
جدید اور خاص نسبت کو نہ قائم رکھنے سے اولاد کی حالت اور طریق زندگی مین
ابتری پڑنے اور فرق آنے کا احتمال اور اندیشہ تھا اوسیطرح پر اولاد کی طرف سے
اس جدید اور خاص نسبت کے نہ قائم رکھنے کی صورت مین فساد اور ابتری پڑنے
کا احتمال اور اندیشہ ہے ابتری اور خرابی پڑنے کا احتمال اور اندیشہ اوس صورت
مین نہین ہے کہ جب اس جدید اور خاص نسبت کے دونون طرفین یا گوشے
برابر ہون اگر دونون گوشون مین سے کسی ایک گوشے مین فرق آجاتے تو
فی الفور ابتری اور خرابی نمودار ہوجائیگی اس جدید اور خاص نسبت کے ثابت
اور قائم رکھنے کے دو زمانہ ہین - ایک کو زمانہ اولے کہتے ہین - اور دوسرے کو
زمانہ ثانی - زمانہ اولے مین ماں باپ کا فرض ہوتا ہے کہ نسبت جدید کو قائم
رکھین اور زمانہ ثانی مین اولاد پر نسبت جدید کا قائم اور ثابت رکھنا واجب ہے
اوپر کی سطرون مین ہمنے صرف اس امر کی بابت بحث کی ہے کہ اس نسبت جدید کا
قائم اور ثابت رکھنا دونون فریقون یعنے ماں باپ اور اولاد پر واجب اور لازم ہے
اب ہم اس امر کو ظاہر کرتے ہین کہ جب ماں باپ کی طرف سے اس نسبت جدید کو
ثابت اور قائم رکھا جاتا ہے تو اوسکو الفت پدری یا تربیت اولاد سے تعبیر کرتے ہین
اور جب اولاد کی طرف سے نسبت مذکور قائم رکھی جاتی ہے تو اوسکو سعادت فرزندانہ

اور اطاعت والدین سے موسوم کرتے ہین جسطرح پر الفت پدری اور تربیت اولاد کا باضابطہ اور با اصول ہونا ضروری ہے اسیطرح پر سعادت فرزندانہ اور اطاعت والدین کا باضابطہ اور با اصول عمل مین لانا ضروری ہے جسطرح پر الفت پدری اور تربیت اولاد بے ضابطگی اور بے ترتیبی سے مفید ثابت نہین ہوتی اسیطرح پر سعادت فرزندانہ اور اطاعت والدین بے ضابطگی اور بے ترتیبی سے بجائے مفید ہونے کے نقصان رسان اور مضر ثابت ہوتی ہے - الفت پدری اور تربیت اولاد کے اصولون اور طریقون کو تو ہمنے ایک تفصیل کے ساتھ تربیت اولاد مین بیان کر دیا ہے یہان پر صرف سعادت فرزندانہ اور اطاعت والدین کے طریقون اور اصولون کو بیان کرتے ہین جسطرح پر الفت پدری اور تربیت اولاد کے اصولون اور طریقون مین غلطیان واقع ہو جاتی ہین اسیطرح پر سعادت فرزندانہ اور اطاعت والدین کے طریقون اور اصولون مین غلط خیالات مل جل کر غلطی پیدا کر دیتے ہین یہ غلطیان کچھ تو والدین کی طرف سے پیدا ہوتی ہین اور کچھ اولاد کی جانب سے والدین اپنی غلطیون پر قائم اور ثابت رہتی ہین اور اولاد اپنے پر فریقین نفس اطاعت اور سچی سعادت پر غور اور نظر نہین کرتی غلط اور کمزور خیالات کو حقیقی اطاعت اور سچی سعادت کے ساتھ ملا دیتے ہین ایسے غلط اور کمزور خیالات کی آمیزش سے والدین اولاد سے اور اولاد سے والدین شاکی اور ناخوش رہتی ہین والدین اولاد کو نالائق اور ناخلف سمجھتے ہین اور اولاد والدین کو جابر اور نامنصف خیال کرتی ہے نسبت جدید کے قائم رکھنے سے جو فائدہ حاصل ہونا چاہیے وہ فریقین کے کمزور خیالات اور غلط رایون سے معدوم اور مفقود ہونے کے قریب جا پہونچا ہے سچی اطاعت والدین اور حقیقی سعادت فرزندانہ وہ ہے جو غلط اور کمزور خیالات کی آمیزش سے پاک اور صاف ہو - جو اطاعت اور جو سعادت فرزندانہ غلط اور کمزور خیالات سے

خالی نہین ہے وہ سچی اطاعت اور حقیقی سعادت نہین ہے نسبت جدید کے قائم اور ثابت رکھنے کے واسطے سچائی اور خلوص نیت کا ہونا لازم ہے جسطرح پر والدین زمانہ اولے مین سچائی اور خلوص نیت سے نسبت جدید کو ثابت اور قائم رکھتے ہین اسیطرح پر زمانہ ثانی مین اولاد کو نسبت جدید کا قائم رکھنا اور والدین کو اوس نسبت جدید کے قائم اور ثابت رکھنے کی تاثیرات کو قبول کرنا چاہیئے - اطاعت والدین کا اصل الاصول یہ ہے کہ اونکو اپنا سچا بزرگ اور حقیقی محسن سمجھ کر لائق تعظیم و تکریم خیال کیا جاوے ہر حال مین اونکی خوشنودی اور رضامندی کو ضرور اور مقدم سمجھا جاوے والدین کی عزت اور تعظیم و بزرگی کو دکھا دیکھی نہ قبول کرنا چاہیے کیونکہ ایسی اطاعت اور تعظیمین سچائی اور صداقت سے خالی ہوتی ہین خلوص نیت اور دل کی سچائی سے والدین کو اپنا بزرگ خیال کرنا چاہیے - ہمکو اپنے والدین کا ایسا فرمان بردار بننا چاہیے کہ جسمین مصنوعی محبت اور جھوٹی خوشامد کو دخل نہو ہمکو اپنے ماں اور باپ کی عزت اسواسطے تعظیم اور عزت نہین کرنی چاہیے کہ اونکے ہاتھ سے ہمکو نفع پہونچتا ہے یا یہ کہ اونسے کسیقدر زر ملنے کی توقع ہے - بلکہ اسواسطے کہ وہ ہمارے اعلی درجہ کے بزرگ اور جائے ادب ہین اگر صرف مال حاصل کرنے کے واسطے ہی ہم اپنے ماں باپ کی عزت اور فرمان برداری کرتے ہین تو اسکا کیا اعتبار ہے جب اونکے پاس مال نہ رہے گا تو ہم فرمانبرداری بھی نہین کرینگے - ایسی مصنوعی فرمانبرداری سے تو نافرمانی بہتر ہے فرمانبرداری وہ ہونی چاہیے کہ جو ہر حال مین ثابت اور قائم رہے فصلی فرمانبرداری کا کیا اعتبار اور اثر ہے لبعض لوگ والدین کے اطاعت کو صرف اسیواسطے ضروری خیال کرتے ہین کہ اولاد کو اونسے فوائد کے حصول کی توقع ہے میرے خیال مین صرف حصول فوائد کی توقع پر والدین کی فرمانبرداری کرنا سچی فرمانبرداری نہین ہے اسمین کچھ شک نہین ہے کہ توقع حصول فوائد بھی

اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کا ایک جزو ہے مگر سچائی اور صداقت اس امر کی متقاضی ہے کہ اسی جزو کو والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کا جزو اعظم نہ خیال کیا جاوے - اونکے درجے اور رتبے کو جو اونکو قدرتاً عطا ہوا ہے اور اس امر کو کہ وہ ہماری پیدایش کے بنیاد ہین اونکی عزت اور تعظیم کا اصلی موجب قرار دینا چاہیے - جس عزت اور تعظیم مین مصنوعی محبت کو شامل کیا جاتا ہے وہ سچی تعظیم اور حقیقی اطاعت نہین ہوتی بعض اشخاص خیال کرتے ہین کہ والدین کی فرمانبرداری اور اطاعت صرف اسیقدر ہے کہ اونکے حکمون اور فرامین کو تسلیم اور قبول کرلیا میری راے مین والدین کی سچی فرمانبرداری کا یہ خاصہ اور تعریف نہین ہے والدین کے حکمون اور فرامین کو تسلیم کرنا یا نہ کرنا ایک جدا بات ہے سچی اطاعت یہ ہے کہ اونکو بزرگ خیال کیا جائے ماں باپ انسان اور بشر ہوتے ہین اور یہ بات مان لیگئی ہے کہ بشر سے غلط راے یا غلط حکم کا صادر اور واقع ہوجانا محتمل اور ممکن ہے فرض کرو کہ ایک شخص کے والدین نے ایک غلط راے یا غلط حکم کے قبول کرنے کے واسطے اپنے لڑکے یا لڑکی کو کہا اب بموجب قول عامہ کے لازم آتا ہے کہ اوس غلط حکم یا غلط راے کو تسلیم کیا جاوے مگر دور اندیشی اور دانائی اس بات پر فتوی دیتی ہے کہ اوس غلط راے یا غلط حکم کا قبول کرنا ضروری نہین سچی اطاعت یہ ہے کہ اولاد اوس حکم یا راے کی غلطی اور سقم کو دریافت اور معلوم کرکے شائستگی اور ادب سے والدین کو اوس سے متنبہ اور آگاہ کرے یہ سچی فرمانبرداری نہین ہے کہ والدین کو ایک غلطی کرتے دیکھکر خاموشی اختیار کیجاوے بڑون کی اطاعت اور فرمانبرداری اسواسطے کیجاتی ہے کہ اونکی بزرگی اور عزت قائم رہے - جب اونکو غلط راے پر قائم رہنے دیا تو پھر اونکی عزت اور بندگی کیا رہیگی اگر زید کا باپ بکر زید کو یہ کہے کہ تو فضل کے گھر چوری کرکے اوسکا

روپیہ لے آ تو زید پر بوجہ اسکے کہ اوسکے باپ بکر کا حکم غلط ہے لازم نہین ہے
کہ اوس حکم کی تعمیل کرے - زید پر بجاے اوس غلط حکم کے تعمیل کرنے کے
یہ لازم ہے کہ اپنے باپ بکر کو اس غلط حکم کے برائیون اور قباحتون سے متنبہ
اور آگاہ کرے اور اس بات کی کوشش کرے کہ اوسکا باپ ایسے قبیح حکمون
کے صادر کرنے سے قطعاً احتراز کرے اگر زید اپنے باپ کی فرمانے کے بموجب ہمسایے
فضل کا روپیہ چرالے تو میرے خیال مین زید کو اپنے باپ بکر کا سچا فرمانبردار
نہین کہا جائیگا جس حالت مین زید اپنے باپ بکر کے حکم کے قباحتون اور برائیون
کو صراحتاً جانتا تھا تو لازم تھا کہ اپنے باپ بکر کو چوری کی قباحتون اور برائیون
سے مطلع اور خبردار کردے شاید اوسکے کہنے سننے سے بکر اپنے برے ارادے
اور معیوب فعل سے باز آجائے - اگر بکر زید کے کہنے سے باز نہ آئے اور اپنے غلط
حکم کی تعمیل پر اصرار کرے تو اوسکا اختیار ہے زید کا فرض ادا ہو گیا اوسنے
سچی اطاعت اور فرمانبرداری کا جو حق تھا وہ ادا کر دیا اگر لوگ اس سبب سے
زید کو باپ کا نافرمانبردار کہین کہ اوسنے چوری نہین کی تو یہ اونکی غلطی ہے
زید نے اوس فرمانبرداری کا حق ادا کر دیا جو کہ اوسپر از روے تقاضاے قانون
فطرت کے ضروری اور واجب تھی اگر زید اپنے باپ بکر کے کہنے کے موافق چوری
کرتا تو فرمانبرداری کے حق کو پورا اور ادا نہ کر سکتا - سچی فرمان برداری کی
شناخت یہ ہے کہ وہ قانون فطرت کے مطابق ہو چوری کرنا قانون فطرت کے
مطابق نہین ہے البتہ چوری سے انکار کرنا قانون فطرت کے مطابق ہے - لوگون
کی یہ بڑی غلطی ہے کہ وہ اطاعت اور فرمانبرداری کو صرف کسی برے بھلے حکم کا
قبول کرنا اور مان لینا ہے سمجھتے ہین سچی اطاعت اور حقیقی فرمانبرداری کے یہ معنے
نہین ہین - سچی اطاعت اور حقیقی فرمانبرداری کا یہ اصول ہونا چاہیے کہ والدین کو

غلطیون اور کمزوریون سے بچایا جاسے۔ اگر والدین غلطی کرین تو اونکو تہذیب کے ساتھ روکا جائے والدین کو غلطی سے روکنا خیر خواہی اور سچی محبت مین داخل ہے اور خیر خواہی اور سچی محبت فرمانبرداری اور اطاعت کا جزو اعظم ہی فرمانبرداری اور اطاعت ظاہر ہے اوسوقت ہوتی ہے کہ جب فرمانبردار اور مطیع کے دل مین مطاع کی خیر خواہی اور محبت ہو جس اطاعت کے ساتھ مطاع کی خیر خواہی اور سچی محبت شامل نہین ہے وہ اطاعت اور فرمان برداری نہین ہے وہ تو ایک دھوکے کی ٹٹی اور دن کٹنے کا ذریعہ ہے یہ کیا اطاعت اور فرمانبرداری ہے کہ ہم مطاع کو ٹھوکر کھاتے اور غلطی کرتے دیکھ کر کلید بہ دہن رہین کیا ہمارے چپ رہنے اور غلطی کرنے والے مطاع کو نہ آگاہ کرنے کا یہ منشار اور نتیجہ نہین ہے کہ مطاع غلطی کرنے کے باعث مختلف قباحتون اور برائیون مین مبتلا ہو اگر اطاعت اسی طریق عمل کا نام ہے تو خدا جانے دشمنی کس جانور کو کہتے ہین اگر یہ کہا جاسے کہ زید کے انکار کرنے سے اوسکا باپ بکر خوش اور رضامند نہوگا اور باپ کے خوشی اور رضامندی تکمیل اطاعت کے واسطے ضروری ہے تو اسکا یہ جواب ہے کہ زید کے انکار کرنے سے اوسکے باپ بکر کو جو ناخوشی اور نارضامندی ہوتی ہے وہ قابل اعتبار اور لائق تمسک نہین ہے اصلیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زید کا چوری سے انکار کرنا ناخوشی اور نارضامندی کا موجب نہین ہے بکر کے فطرتی خواہش کا بھی یہی تقاضا ہے کہ چوری اچھا فعل نہین ہے اگر زید اچھے حکم اور نیک فعل کے کرنے سے انکار کرتا تو بلا شک بکر کی نارضامندی اور ناخوشی کا افسوس تھا برے فعل اور نقصان رسان حکم کے انکار سے جو نارضامندی اور ناخوشی پیدا ہوتی ہے وہ افسوس اور لحاظ کے قابل نہین ہے۔ جیسا بعض لوگ حکم والدین کے قبول اور انکار کی بابت غلطی کرتے ہین اسیطرح برادریا تون کی

بابت غلطیاں ہو جاتی ہیں انفس اطاعت پر تو خیال نہیں کرتے کمزور خیالات کے پیرو
تے غیر مفید طریقہ اختیار کر لیتے ہیں کمزور اور غلطی آمیز خیالات سے بچنے کے واسطے یہ
اصول قرار دینا چاہیے کہ والدین کی اطاعت اوسی مقدار اور حد تک فرضی اور واجب
ہے کہ جو قانون قدرت اور شریعت حقہ اور عقل کے موافق ہے - جو اطاعت فطرتی
قانون سے باہر یا اوسکے مغائر ہے وہ اطاعت نہیں ہے نا فرمانی اور تمرد ہے
والدین یہ خواہش کر سکتے ہیں کہ اولاد بدیہی صداقتوں اور اچھے فعلوں سے
اعراض کرے مگر اولاد پر واجب اور لازم ہے کہ صداقتوں اور اچھے فعلوں سے
ہرگز انکار نہ کرے اگر ہم والدین کے کہنے کے بموجب صداقتوں اور اچھے فعلوں کو
چھوڑ دینگے تو ہم اپنی بیوقوفی سے خدا کے قانون کو توڑنے والے بنینگے خدا اور ہماری
فطرت جیسے خدا نے ہمکو پیدا کیا ہے یہ نہیں چاہتے کہ ہم صداقتوں اور اچھے فعلوں
اور نیکیوں کا والدین کے کہنے پر خون کریں - دانائی اور دوراندیشی یہ ہے کہ
ہم ماں باپ کے فرمانے پر صداقتوں اور نیکیوں کا خون نکریں بلکہ اس بات پر
زور دیں کہ ہمارے ماں اور باپ بھی ہماری طرح صداقتوں کو قبول کریں -
اگر ماں باپ ہمکو صداقتوں کے قبول کرنے سے روکیں تو ہمکو کسی حال میں
رک جانا نہ چاہیے مگر ماں باپ کو اس غلطی اور روک کے واسطے ناچیز اور بے عزت
نہ خیال کرنا چاہیے غلط حکم دیدینا اور شئے ہے اور ماں باپ کا لائق ادب اور قابل
تعظیم اور بزرگ ہونا اور شئے ہے ماں باپ کے کسی حکم اور راے میں کمزوری یا
غلطی کا پایا جانا اس امر کا مستلزم اور موجب نہیں ہے کہ اونکو ناچیز اور حقیر
حقیر الحیثیت خیال کیا جائے ہم غلط حکم نہ قبول کریں مگر عزت اور بزرگی برابر
ثابت اور قائم رکھنی چاہیئے جسطرح پر قبل از صدور غلطی کے ماں باپ کو لائق ادب
اور قابل اعزاز و احترام سمجھتے تھے اسیطرح پر بعد از صدور غلطی سمجھنا چاہیے اولاد

ماں باپ کی غلطی آمیز فعل سے انکار کر سکتے ہے مگر ماں باپ کے درجہ اور بزرگی اور قسم قسم کے احسانات سے منکر نہین ہوسکتے ہنداسنے اولاد پر ماں باپ کو جو عزت اور حرمت اور رتبہ و بزرگی خدا کی ہے وہ باوجود صدور غلطی کے بھی ثابت اور قائم رہتی ہے اولاد کی سعادت یہ ہے کہ اوس قدرتی عزت اور امتیاز کے ہر حال مین قدر کرے ماں باپ کو اپنے حق مین ایک پورا مہربان اور مددگار خیال کرے اونکی خبرگیری اور مدد اور دلجوئی اور تعظیم وتکریم اپنی سعادت کا ایک جزو اعظم جانے۔ سچے دل سے اونکے ساتھ الفت اور محبت کرے مصیبتون اور رنجشون مین اونکا ساتھ دے اور دقتون اور تکلیفون مین اونکی تسلی اور تشفی کا باعث ہو جسطرح پر والدین اولاد کو اپنی آنکھ کی پتلی دل کا چین خیال کرتے ہین اسیطرح اولاد پر لازم ہے کہ اپنے والدین کو اپنا سرتاج اور قبلہ وکعبہ سمجھے ہر حال مین اس امر کی تلاش کرے کہ زمانہ ثانی مین اوسکے ہاتھ سے والدین کو آرام اور آسایش حاصل ہو۔ جو اولاد زمانہ ثانی مین والدین کی خدمت اور ادب اور خبرگیری کرتی ہے اور اوسکو اپنی سپیشل ڈیوٹی سمجھتے ہے وہ اطاعت والدین اور سعادت فرزندانہ کا حق نیک نیتی سے ادا کر دیتی ہے اور جو اولاد زمانہ ثانی مین بجاسے آرام دینے اور آسایش پہونچانے کے والدین کو طرح طرح کی تکلیفین پہونچاتی اور مصیبت کے دن دکھاتی ہے وہ دنیا اور عقبی مین روسیاہ او رسوائی حاصل کرتی ہے جو لڑکے یا لڑکا زمانہ ثانی مین ماں باپ کو تنگ کرتا ہے اوسکے واسطے بہتر تھا کہ وہ دنیا مین پیدا نہو تا سعادتمند وہ اولاد ہے کہ جو سچائی اور نیک نیتی سے اپنے پیارے ماں باپ کی عزت اور بزرگی کو قائم رکھتی ہے اور اونکی حقیقی اطاعت اور سچی فرمان برداری کو دیانت اور قانون فطرت کے مطابق پورا اور کامل کرتی ہے۔ اے خدا ہم سبھون کو یہ نیک توفیق بخش کہ ہم محبت اور سچائی

سے اپنے مان باپ کی بزرگی اور عزت اور قدر کرین - اللھم آمین

تربیت اولاد

اگر ہم انسان کی تربیت اور تعلیم کی مقررہ اوقات پر نظر کرین تو ہمکو بہت سے تجربون اور آزمایشون کی شہادت اور گواہی سے یقین کرنا پڑیگا کہ انسان اگرچہ اپنی ساری زندگی مین کسب کمالات کرسکتا ہے اور اپنے آپ کو لایق اور ہونہار بنا سکتا ہے مگر تب بھی اوسکے تربیت اور تعلیم کا ایک وقت اور زمانہ مقرر ہے - اگر اوس زمانہ کی ابتدا یعنے شروع پر لحاظ کیا جاوے تو روز تولید سے ہی گنا جاویگا اور اوسکی انتہا پچیس سال تک لفظ انتہا سے یہ مراد نہین کہ انسان اوس حد پر پہونچکر از دیاد تربیت اور معلومات سے عاری ہوجاتا ہے نہ بلکہ اوس سے صرف یہی مراد ہے کہ اس حد تک انسان محتاج تعلیم اور تربیت ہوتا ہے اوس سے آگے انسان کے معلومات کے ٹرین اپنی ذاتی اور اندرونی قوت اور زور سے چلنے لگتی ہے - تربیت اور تعلیم کی اوقات مین سے جو اوپر ذکر کیے گئے ہین بہت سے ایسے وقت ہین جنکی اصلاح اور درستگی دوسرے لوگون کے ہاتھ مین ہوتی ہے اور گو اونکا کوئی حصہ خاص متعلم کے قبضہ مین بھی ہوتا ہے مگر اوسمین بھی اغیار کا کچھ نہ کچھ دخل ہے - اوپر کی مختصر بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ انسان کی تربیت اور تعلیم کا مقررہ وقت ابتداے عمر کا حصہ ہے جو یوم ولادت سے شروع ہوتا ہے اور وہ حصہ والدین کی نگرانی کا محتاج ہے -

حکماے کا مقولہ ہے کہ انسان جیسا صغر سنی یعنی ابتدائی عمر مین تربیت اور تعلیم پاسکتا ہے ایسا کبھی دوسرے حصہ مین حاصل نہین کرسکتا اسکی بہت سی وجہین ہین چھوٹی عمر مین انسان کے سارے قوی اور طاقتین صحیح وسالم ہوتے ہین اور اوسکے خیالات منتشر نہین ہوتے اور حواس ظاہری ومعنوی قایم الاعتدال

ہوتے ہین اور کسی قسم کا غم اور فکر لاحق حال نہین ہوتا غرض سب طرح سے فراغت
اور بشاشت حاصل ہوتی ہے حکمار کا قول ہے کہ انسان کی ابتدائی عمر کا حصہ
ہری لکڑی سے مشابہت رکھتا ہے ہری ٹہنی کو جسطرح پر پھیرنا چاہو پھیر لو
ایسا ہی چھوٹے لڑکون اور لڑکیون کو جن اخلاق اور اوصاف کا خوگیر اور پابند
بنانا چاہین بنا سکتے ہین ۔ اولاد نعماے سبحانی اور آلاے رحمانی کا ایک بڑا
محکم نمونہ ہے لاکن اس نمونہ اور نعمت کی تاثیرات اوسی صورت مین عمدہ اثر پیدا
کر سکتے ہین کہ جب اس نمونہ اور نعمت کو ایک عمدگی اور خوش اسلوبی سے کام مین
لایا جائے ۔ مستحسن استعمال سے یہ مراد ہے کہ اولاد کو کم سنی مین معقول اور پسندیدہ
طریقون پر پرورش اور تربیت کیا جاوے اولاد کا صغر سنی مین معقول طور پر
تربیت کرنا اپنی بزرگی اور عزت کو قایم کرنا ہے اور غیر معقول طریق پر پرورش کرنا
اپنی عزت اور مکرمت کو ڈبو دیتا ہے ۔ اولاد سے صرف لڑکے ہی مراد نہین بلکہ
لڑکیان بھی والدین پر جیسا لڑکون کے واجبی نگرانی اور خبرگیری ضروری ہے
ایسا ہی لڑکیون کے جیسا لڑکون کو قدرتاً اور انساناً والدین پر استحقاق تربیت اور
پرورش کی ڈگری حاصل ہے ایسا ہی لڑکیون کو الہی عدالت سے ڈگری کا پرچہ
حاصل ہے الہی کورٹ کے جج نے لڑکون اور لڑکیون کی نگرانی اور تربیت کا ساوے
رکھی ہے ۔ بعض انسانی جماعتون مین اوس کمزور خیال کو ایک سچا اور زور آور
خیال سمجھا گیا ہے کہ والدین پر صرف لڑکون کی تعلیم و تربیت فرض اور ضروری ہے
لڑکیون کے عمدہ طور سے تربیت کرنا کچھ ضروری نہین یہ خیال محض نکما ہے سچ یہ ہے
کہ جیسا لڑکون کو الہی کورٹ کے قانون کے مطابق والدین سے تعلق اور رابطہ ہے
ایسا ہی لڑکیون کو حاصل ہے ابتداے عمر مین اولاد پر والدین کے کہنے سننے کا بہت کچھ
اثر ہوتا ہے اس تاثر کی یہ وجہ ہے کہ اولاد اونکو دل سے اپنا ہمدرد اور سچا محسن

خیال کرتی ہے اور جانتی ہے کہ والدین ہمارے دل سے ہمدرد اور خیر خواہ ہین اور
تانس اور محبت کے باعث اونکے دل ایک سہولت اور عمدگی سے متاثر ہوتے ہین جب
لڑکا یا لڑکی پیدا ہوتی ہے تو ساعت ولادت سے ہی پرورش اور تربیت کا ذمہ
شروع ہوجاتا ہے اور اون وقتون کی نگرانی محافظین اور والدین کے ذمہ ہوتی ہے
شروع یوم ولادت سے والدین پر ضروری اور فرض ہے کہ اولاد کے معقول تربیت
شروع کرین بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ چھوٹے چھوٹے لڑکون اور لڑکیون کو آموزش
اور تعلیم کی کیا ضرورت ہی یہ بڑی غلطی اور لغزش ہے اگر ہم کم سنی کے عزیز وقت کو
کھو دین گے تو پھر اس سے بہتر اور مفید وقت ہرگز دستیاب نہین ہوگا۔ اول
والدین پر ضرور ہے کہ اپنی اولاد کو زیبا اور اچھے نامون سے موسوم کرین اگرچہ نامون
سے آدمی کی ذاتی لیاقت مین کچھ زیادتی اور کمی نہین ہوتی مگر جب اولاد بڑی ہوتی
ہے تو برُے نامون سے ایک کراہت پیدا ہوتی ہے اور اپنے والدین کو ملزم
بناتے ہین - اولاد کی پرورش اور تربیت کے واسطے یہ طریقہ اختیار کرنا لازم
ہے کہ چھوٹی عمر سے ہی اونکو معقول لوگون کی صحبت مین بٹھایا اوٹھایا کرین تاکہ ان
لوگون کے اچھے اور معقول عادات کے پیرو اور خوگیر ہو جاوین اگر چھوٹے چھوٹے
لڑکون اور لڑکیون کو بُرے اور غیر معقول آدمیون کے ہم صحبت مین رکھا جاویگا
تو انھین بری عادات کے پیرو اور مقتدی ہوجاوینگے - والدین پر فرض اور
مناسب ہی کہ لڑکون اور لڑکیون کو ہمیشہ صفائی کی طرف توجہ دلاتے رہا کرین
اور خود اونکے بدن اور پوشاکون کو کثافت اور غلاظت سے پاک رکھا کرین اسمین
دو فائدے ہین ایک یہ کہ حدوث امراض متعفنہ سے آرام رہتا ہے اور دوسرا
یہ کہ اولاد کو ابتدائے عمر سے ہی لطافت اور صفائی کا شوق پیدا ہوجاتا ہی جو اونکے
اخیر عمر تک کام دیتا ہے ہماری ملک کے بعض لوگ کہا کرتے ہین کہ لڑکون اور لڑکیون کو

چھوٹی عمر مین صفائی کی کیا ضرورت ہے اونکے نزدیک کثافت اور لطافت یکسان
ہے یہ قول بالکل لغو اور عبث ہے اگرچہ خورد سال اولاد کو کثافت اور لطافت مین
چندان تمیز نہین ہوتی مگر انکو عادت تو پڑ جاتی ہے جو جوانی مین کام آتی ہے
والدین کو مناسب ہے کہ اولاد کو ایسا لباس پہناوین جو مہذب اور معقول ہو
اور جسمین صحت بدنی کا بھی لحاظ رکھا گیا ہو بہت سے ایسے لباس مین جن سے
صحت کو نقصان پہونچتا ہے اور آدمیت مین فرق آتا ہے سب سے بہتر وہ لباس
ہے جو سیدھا سادہ وضع کا ہو کیونکہ اوسمین آدمی کا بدن چست اور گٹھا رہتا ہے
لڑکیون کے واسطے بھی ایک معقول قطع کا لباس ہونا لازم ہے - زیور پہنانا
اچھا اور مناسب نہین ہے اولاد خصوصاً لڑکیون کو اور نہ اونکے کانون اور
ناک کو چھیدنا چاہیے - زیور پہنانے مین علاوہ قدرتی ہیئت بگاڑنے کے جان
کا نقصان بھی متصور ہے ہندوستان مین بہت سی ایسی وارداتین گذرتی
ہین جو زیورات کے اتارنے کے خاطر کیجاتی ہین زیور پہنانے سے انسان کے
ہیئت اور طرح وضع عورتون سے ملتی جلتی ہے جن لڑکون کو زیور پہنایا جاتا ہے
اونکے ہاتھ اور کلائیین اور کان اور ناک ہمیشہ کثیف اور گندے رہتے ہین اور
اونمین ڈھونڈھو اینچھ میل جم جاتی ہے گوری گوری کلائیون پر جوڑہ پہنا دینا اونکی
قدرتی ہیئت مین فرق لانا ہے لڑکیون کو بھی صرف اتنا ہی زیور پہنانا لازم ہے
جو ضروری ہے خواہ مخواہ ہاتھ پانون ناک جکڑ دینا کیا معنے رکھتا ہے - مرد زیور
پہننے اور ناز نین بننے کے واسطے پیدا نہین ہوے بلکہ حوصلہ اور مردی ظاہر کرنے
کے واسطے جو شخص مرد ہو کر زیور پہنتا ہے اپنی مردی اور حوصلہ کو خود دھبہ لگاتا ہے
والدین پر لازم ہے کہ چھوٹے چھوٹے لڑکون اور لڑکیون کے روبروے ایسی
باتین اور کام نہ کرین جس سے اولاد کی تربیت اور سعادت مین کچھ فرق آتا ہو جو شخص

حرکات مذموم اور اطوار مکروہ کا خوگیر اور پابند ہوا وسکو لڑکون اور لڑکیون کے
پاس آنے سے منع کرین مین نے بہت سے ایسے لڑکے اور لڑکیان دیکھے ہین جو
چھوٹی عمر مین ہی پرلے درجہ کے بیباک اور بیخوف ہوجاتے ہین اپنے ماں باپکو
گالی دینا پیار سے بلانا سمجھتے ہین اور بعض ہاتھ پاؤن سے بُری اور مکروہ حرکات
کرنے لگ جاتے ہین - تھوڑے دنون کا ذکر ہے کہ مین نے ایک جوان آدمی کو
اس حرکت کا پابند دیکھا کہ وہ بار بار زبان کو منھ سے نکالتا تھا اور پھر اندر کرلیتا تھا
جب اس حرکت کا سبب اور موجب دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ چھوٹی عمر مین جب
اوسکی ماں اسکو گود مین لیکر کھلایا کرتی تھی تو اوسی طور پر بار بار اپنی زبان نکال کر
اوس سے گلگلیان کیا کرتی تھی اس سبب سے اوس لڑکے کی بھی وہی عادت پڑگئی
والدین کو لازم ہے کہ اولاد کے ساتھ اسقدر ناز اور پیار سے پیش نہ آئین کہ اولاد
کے دل سے اونکا رعب داب کافور ہو اور نہ اسقدر سیاست کرین کہ اولاد اونکو
اپنا دشمن خیال کرے ہر ایک پہلو کو اعتدال پر رکھین اور اس مصرعہ پر عمل کرین
ع درشتی و نرمی بہم در بہ است ؎ کئی لڑکے اور لڑکیان سیاست سے بگڑ
جاتے ہین اور کئی پیار اور محبت سے جو شخص اپنی اولاد سے بالاعتدال پیش آتا ہے
البتہ اوسکی اولاد طرح طرح کی خرابیون اور بدنامیون سے بچ رہتی ہے اور جو شخص
ایک ہی پہلو کو دبائے جاتا ہے اوسکی اولاد بھی یکطرفہ ہی چلتی ہے ترقی اور
بہبودی کی بلندی پر چڑھنے کے لیے اعتدال کی سیڑھی نہایت موزون اور زیبا ہے
جو آدمی اعتدال کی سیڑھے چھوڑکر افراط و تفریط کی سخت راہ سے گذرتا ہے
اپنے پاؤن پر کلہاڑی مارتا ہے - بعض لوگون کی عادت ہوگئی ہے کہ لڑکون
کے بال عورتون کیطرح بہت لمبے لمبے رکھتے ہین جس سے اپنے نزدیک وہ اونکی
زیبائش اور آراستگی خیال کرتے ہین مگر اگر طبی اور ڈاکٹری شاہد کی گواہی پر

اعتماد اور اعتبار کیا جائے تو مردون کا عورتون کیطرح لنبے لنبے بال رکھنا علاوہ
ایک قسم کی بے اعتدالی اور ناشائستگی کی اولاد کی صحت اور تندرستی مین فرق لاتا ہے
اسلیئے مناسب اور ضرور ہے کہ لڑکون کے بال عورتون کی طرح نہ رکھا کرین لڑکون
کے سر کے بالون کا پیمانہ حد تین انگل نہایت مناسب اور زیبا ہے - بعض لوگون
کا ایک یہ بھی دستور ہے یہ دستور مذہبی رسمون کی جزو بن گیا ہے کیونکہ اسکو
بڑی آرزو اور منت سے منایا جاتا ہے کہ کسی پیر یا دیوتا کے نام سے لڑکے کے
سر پر ایک مقرر مدت تک بال قائم رکھکر پیر یا دیوتا کے چوٹی اور بالون سے موسوم
کرتے ہین خیال فرمانا چاہیئے کہ اگر کسی لڑکے کے سر پر دو تین سال تک اس رسم
کی پیروی اور اقتدا سے بال رکھے جائینگے تو اوسکے قوی اور جو اس مین کیا
کچھ انقلاب واقعہ ہوتا ہوگا مکتبون اور اسکولون مین دیکھا جاتا ہے کہ جن
طالبعلمون کے بال حد سے لنبے اور زیادہ ہوتے ہین اونکو گرمی کے موسم مین بال
سلجھانے سے فرصت نہین ملتی اونکے ہاتھ تمام اور شانہ کیطرح سر مین ہی رہتے
ہین اس صورت مین پڑھائی اور محنت مین ضرور ہی فرق آجاتا ہے جب لڑکا
اور لڑکی پانچ چھ سال کا ہو جائے تو اوسکو والدین اپنے طور پر زبانی عمدہ عمدہ
اخلاق اور شائستہ اطوار کی تعلیم دینی شروع کرین کیونکہ جسوقت اولاد والدین
سے مبادی حاصل کریگی تو اوسکو اسکول اور مدرسہ مین داخل ہونے چندان دقت
اور مشکل معلوم نہوگی بلکہ اونکے دلون مین اگلی چاشنی کے سبب سے ایک ولولہ
اور شوق پیدا ہوگا اور روز بروز اپنے جوش اور شوق سے علمی مدارج مین ترقی
اور رونق پکڑتے جائینگے - یونان کے حکیمون کا ابتدا سے یہی قاعدہ اور اصول مقرر
تھا کہ وہ اپنے اولاد کو قبل از داخل اسکول خود مبادی علوم سے آشنا کردیا کرتے
تھے اور نہایت دلچسپ اور دلسوز تمثیلون سے اونکے آتش شوق کو بھڑکاتی تھے

اس معقول قاعدہ کے برتنے سے اونکے اولاد صغر سنی مین ہی تحصیل علوم کی شائق
ہو جاتی تھے جیسا یونانی حکیمون کا اصول تھا ایسا ہی یورپین فلاسفر ذکر کرتے ہین ۔
انگریزی زبان مین بہت سے ایسے چھوٹی چھوٹی کتابین ملینگی جنمین چھوٹی عمر کی اولاد
کو مبادی علوم مین ذہن نشین کرانے کے لئے نہایت دلچسپ اور نرم جملون مین چھوٹے
چھوٹی تمثیلین لکھی گئی ہین آپ [illegible]گ اگر اون کتابون کو دیکھینگے تو آپکو بہت سی
ایسی کہانیان اور تمثیلین ملینگی [illegible] کون اور لڑکیون کے ماؤن کی زبانی بیان ہوئی
ہین کہین کسی لڑکے کے مہذب اور [illegible] ماں نرم نرم جملون مین بڑے پیار اور
خوشی سے آسمان کا حال بیان کرتی ہے [illegible] تمثیل مین علم ہوا اور علم آب بیان ہوتا ہے
کسی مین علم کمسٹری اور جیالوجی کے مسائل [illegible] بیان ہوئے ہین کسی کی ماں آسان
آسان فقرون مین قومی ہمدردی کے فوائد [illegible] ہی ہے کوئی اپنی ننھے سے پیارے
بچے کو کلمس کے سفر کا حال بتاتے ہی بہ [illegible] ان مفید اور عمدہ اصولون کے ہمارے
ملک کے لوگ اپنے خورد سال اولاد کو [illegible] ادا سے بڑے بڑے حرکات اور عادات
کے پیرو بنا دیتے ہین اگر یوروپ مین [illegible] ننھے لڑکون اور لڑکیون کو مبادی علوم
سکھائے جاتے ہین تو ہندوستان [illegible] بون اور [illegible] مسخری کے تعلیم ہوتی ہے
مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست [illegible] تا بکجا ۔ چونکہ اب تعلیم کا بیان شروع
کیا گیا ہے اسواسطے ذکور اور ا[illegible] کے خیال سے یہ بیان دو نمبرون
مین لکھا جاتا ہے ۔ پہلے نمبر مین [illegible] کی تعلیم کا بیان ہوگا اور دوسرے
نمبر مین لڑکیون کا ۔

نمبر [illegible]

والدین پر فرض اور ضروری ہے کہ [illegible] آٹھ سال کی عمر مین لڑکے کو سکول
مین داخل کرین گر یہ نہو کہ بعد داخلہ [illegible] پرائیویٹ تعلیم اور تربیت سے ہاتھ

اُسطالیوین جیسے کہ قبل از دخول اسکول پرائیویٹ تربیت کا سلسلہ جاری تھا اسطرح بعد از ادخال جاری اور قائم رہنا مناسب ہے اگر ایک طرف لڑکون کو اسکول مین تعلیم ہوتی ہو اور دوسری طرف پرائیویٹ تربیت ... ہو تو تربیت دوبالا ہو جاویگی اور دونون مین ہی علم اور تہذیب کی ... دولت مل رہیگی -

جب لڑکا اسکول مین دو تین علم شاخون ... مہارت اور درک پیدا کرلے تو پھر والدین کو اوسکے طبعی میلان کی ... نظر سے دیکھنا چاہیے اور خیال کرنا چاہیے کہ لڑکے کی طبعیت کس ... طرف راجع ہے کیونکہ انسان طبعون مین اختلاف رکھتا ہے جسکو مین ... اسکو میرا کوئی دوسرا بھائی پسند نہین کرتا اور یہ بات تجربہ سے ہاتھ آگئی ... طالبعلمون کے طبائع تحصیل علوم کے وقت ایک یا دو علمون سے ... اور ... ہوتے ہین پس والدین کو لازم ہے کہ اپنی اولاد کے طبعی میلان کی طرف ... لحاظ رکھین جس شاخ کی طرف اونکو ... رغبت دیکھین او... ین اگر لڑکے کو اوسکی طبعیت کے الٹ تحصیل مانوس شاخون مین ... ایک کراہت اور عدم میلان کے باعث لڑکا تحصیل علوم سے محروم ... -

والدین پر ضرور اور مناسب ... ن کو ابتدا ہی مین اخلاقی اور سوشیل تعلیم سے مانوس کرین بڑے ... ور سولیا زرادیون کا مانا ہوا مقولہ ہے کہ سب سے اول اولاد کو اخلاقی ... پابند اور مانوس بنانا چاہیے یونان کی ہسٹریون اور قومی واقعات ... متوارون سے اس امر کا یقین کرنا پڑتا ہے کہ یونانی لوگ سب سے پہلے اپنی اولاد علم اخلاق کی تعلیم کیا کرتے تھے اُنکے ہان یہ اصول بندھ گیا تھا کہ جب تک طالبعلم کی اخلاقی اور سوشیل طاقتون کو جلا اور فروغ نہین ہوگا اوسوقت تک طالبعلم ایک عمدگی اور خوش اسلوبی سے اپنے

علمی مطالب اور مقاصد کو پورا نہین کر سکیگا۔

والدین کو مناسب ہے کہ اپنے عزیز اور پیارے بچون کو زمانہ کے موافق تعلیم دین مین دیکھتا ہون کہ اب بعض لوگ باوجود انقلاب زمانہ وہی سکہ شاہی تعلیم دیے جاتے ہین جس سے اولاد کی مٹی خراب ہو جاتی ہے بھلا اس زمانہ مین ہر کرن شاہی التعلیم کا کیا قدر ہو سکتا ہے کوئی خیال بھی نہین کرتا۔ جہان ریاضی۔ اور ہیئت۔ اور علم جیالوجی اور فزیک جر ثقیل اور علم کمسٹری اور علم آب اور علم ہوا اور علم برق اور ڈاکٹری اور علم نباتات اور علم فلاحت اور علم حیوانات اور علم معدنیات اور جغرافیہ تاریخ۔ فوٹوگرافی وغیرہ وغیرہ مفید علوم کا زور اور چرچا ہو وہان مکتبون کے ملا دان اور دھرم سالہ کے پنڈتون کی تعلیم وہ بھی ڈھاک کے تین پات کیا قدر رکھتی ہے نئی تحقیقات کے آفتاب کی شعاعون اور کرنون نے پرانے علوم کے آفتاب کو مات کر دیا ہے جو اشخاص منزل المقصود پر پہنچنا چاہتے ہین انکو ضرور ہے کہ مشرقی آفتاب سے پھر کر مغربی آفتاب کے شعاعون سے راہ مقصود ڈھونڈھین۔ بعض لوگ خصوصاً ہمارے مسلمان بھائیون کا قول ہے کہ علوم جدیدہ کا حاصل کرنا گناہ ہے کیونکہ وہ عیسائیون کی بدولت حاصل ہوتے ہین مسلمان کا یہ وہم کہ علوم متعارفہ اور خیالات جدیدہ کا حاصل کرنا گناہ ہے ایک عبث خیال ہے اسلامی قانون کا کوئی ایسا دفعہ اور ضمن نہین ہے جسکے معانے اس امر پر دال ہون کہ عیسائیون سے علوم کا سیکھنا گناہ مین داخل ہے اگر یہ امر ہوتا تو اسپر ابتدا اسلام سے ہی عمل کیا جاتا حالانکہ ہم دیکھتے ہین کہ متقدمین اہل اسلام برابر غیر قومون سے مختلف علوم سیکھتے رہے ہین اپنی قوم کے داناون اور فہیم شخصون سے پوچھتا ہون کہ عرب نے جو آفتاب اسلامی کا مشرق ہے علم منطق اور علم ریاضی اور علم طب اور علم ہیئت کہان سے سیکھا شاید آپ یہی جواب دینگے کہ اہل یونان سے

پس فرمایئے کہ یونانی کون تھے اے پیارو جب ہمارے بزرگون نے غیر قومون سے سفید سفید علوم کو حاصل کر لیا تھا تو ہم کسلئے اگر اسلام مین کچھ بھی ممالغت ہوتی تو ہمارے بزرگ کاہے کو اس گناہ کو اپنے سرون پر لیتے ہارون الرشید مسلمانون کا ایک بڑا دین دار اور مشہور خلیفہ ہوا ہے اسکے عہد مین مختلف زبانون کے یونیورسٹیین اور مدرسے جاری ہوے اور مختلف زبانون سے کتابین ترجمہ کی گیئین اسکے دربار مین یہودی۔ عیسائی۔ پارسی۔ ہندو۔ کو مسلمانون کیطرح دخل تھا اے عزیزو اگر اسلامی قانون کا کوئی دفعہ اور مادہ بھی اس امر کے مخالف ہوتا تو اتنا بڑا خلیفہ باوجود ایک مسلم الثبوت دین دار اور متقی ہونے کے کیون اوسکے برخلاف چلتا اسلامی قانون تو کسی پہلو سے مانع نہین بلکہ اس دین کے ایک سبب سے بڑے بزرگ کا قول ہے کہ اطلبوا العلم ولو کان بالیقین۔ جب چین مین جاکر علم سیکھنے کی تاکید ہے تو پھر کیون گھبرائے ہوے عیسائیون سے نہ سیکھا جائے لوگ خیال کرتے ہین کہ متقدمین کی تحقیقاتون کو چھوڑ کر متاخرین کے نقش قدم پر کیونکر چلین افسوس انکو یہ خیال نہین آتا کہ متقدمین کی تحقیقاتین الہامی تحقیقاتین نہین ہین کہ اونمین وقوع اغلاط کا احتمال ہی نہو یورپین حکیمون نے اس مسئلہ کو بڑے بڑے راسخ اور محکم دلیلون سے ثابت کر دکھایا کہ زمین متحرک ہی اب کوئی عاقل اس بارہ مین متقدمین کی کمزور تحقیقات کو باوجود عقل وبینش کیونکر مان لیگا غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم دین کے استکمال کے لئے سب علوم متعارفہ اور فنون جدیدہ کے کمال حاجت اور ضرورت ہے کیا علم ہیئت کی ضرورت نہین ہے کیا علم جغرافیہ اور علم کمسٹری درکار نہین کیا علم مرایا منظر اور علم ہندسہ کی ضرورت نہ پڑیگی کیا علم طب کا حاصل کرنا ضرور نہین ہے وہ کون سا رطب ویابس ہے جس سے امور دینی کو مدد نہین ملتی حقیقت مین دیکھو تو یہ علوم ایک جہت سے دین سے علاقہ

رکھتے ہین اور ایک جہت سے انسانی حوایج اور ضروریات کے منصرم اور مہتمم ہین
جیسا دینی قانون تحصیل علوم جدیدہ سے مانع نہین ہے اسیطرح ہمارے کانشنس
بھی مانع نہین ہے ہماری کانشنس ایسی بات کو پسند نہین کرتے جو ترقی اور بہبودے
انسانی کے مانع ہولیس اسے بھائیو از روے ہدایت مذہبی قوانین اور کانشنس
علوم جدیدہ کے حاصل کرنے مین کوئی قباحت اور برائی نہین - بہتر ہے کہ اوس
پرانے خیال کو جو ترقی کا مانع ہے دل سے دور کرو اور اپنی اولاد کو علوم مفید اور
متعارفہ کی تحصیل مین لگاؤ تاکہ روزافزون ترقی کے مالک اور وارث ہو -
چونکہ ملک ہندوستان مین ہر ایک مذہب و ملت کا آدمی ایک معقول کثرت سے
بود و باش رکھتا ہے اس لحاظ سے ہماری گورنمنٹ نے (جسکے اصول سلطنت
عامہ آسایش اور عین انصاف اور عدالت پر مبنی ہین) گورنمنٹی اسکولون اور
مکتبون مین امور دینیات کو دخل نہین کیا کیونکہ اسمین ایک عام ناراضگی کا
احتمال تھا اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہر ایک مذہب ملت والے کو قوانین مذہبی
اور اصول دینی کا سیکھنا ضروریات سے ہوتا ہے اس خیال سے والدین کو
لازم ہے کہ اپنے طور پر اپنے اولاد کو دینیات کی تعلیم کرین ہمارے ملک
کا قدیمی دستور ہے کہ جب لڑکے کو اُستاد کے سپرد کیا تو اوسکے پرائیویٹ تعلیم
(جو اوسکے واسطے طبعاً نہایت موزون اور فائدہ بخش خیال کیگئی ہے)
دست کش ہوگی جس سے طرح طرح کی خرابیان پیدا ہوتی ہین اگرچہ یہ بات
ہے کہ سرکاری اسکولون مین ترقی تہذیب اور اصلاح طبائع طلباء کے واسطے
نہایت معقول طور پر انتظام کیا گیا ہے مگر پھر بھی وقوع بعض نواقص سے جو اسکولون
مین پائے جاتے ہین اکثر کے طالبعلمون کی طبیعتون مین بیجا آزادگی اور آوارگی
(جو وحشت کے قریب پہونچ جاتی ہے) پیدا ہو جاتی ہے جس سے لوگون کو

موجودہ تعلیم حاصل کرنے سے ایک کراہیت اور آزردگی سی ہوجاتی ہے وہ خیال کرتے ہین کہ ہمارے بچون کی خرابی اور آزادگی کا اصلی موجب انگریزی تعلیم اور سولیزیشن ہی ہے لوگون کا یہ خیال بظاہر تو قابل تسلیم ہے معلوم دیتا ہی (کیونکہ وہ اپنے خیالی دعوی پر ملک مین بہت سی نظیرین دیتے ہین) مگر اگر بہ نظر امعان دیکھا جاوے تو انکا یہ ادعا مدلل اور موجہ ادعا نہین ہے اگرچہ مین مانتا ہون کہ اونکے ہاتھ مین اپنے دعوی پر نظیرین بھی ہین مگر مین کہتا ہون کہ ہندی سٹوڈنٹون کی خرابی اور بیجا آزادگی کا باعث انگلش تعلیم اور سولیزیشن نہین ہے (کیونکہ اصل مین سولیزیشن ایک ہی معنے سے مراد لیجاتی ہے اگرچہ کسی ملک کی ہوہان جزوی اختلاف ضرور ہوتا ہے جو طبعی اور قدرتی اسباب کی تخالف کی تاثیر ہے) بلکہ اس آزادگی اور ابتری کا موجب والدین ہی ہین اگر والدین ابعد ادخال سکول اپنے لڑکون کو اپنے طور پر اخلاق اور دینیات کی تعلیم کرتے تو کیون اونمین یہ آزادگی پیدا ہوتی - ہندوستان کے اسٹوڈنٹ جب ابتدائے اسکولون مین ابتدائی تعلیم حاصل کرلیتے ہین تو اونکے والدین دوسرے شہر کے اسکولون مین جانے سے روکتے ہین اس دلیل سے کہ وہ اسکولز اپنے گھر اور شہر سے دور ہین وہان جانے سے سفر کے باعث لڑکون کو تکلیف ہوگی اگرچہ ہندوستانی سٹوڈنٹون کے والدین کا یہ خیال ایک محبت اور پیار سے ہی مگر بیجا ہے لڑکون کی عمر کو بٹہ لگجاتا ہے جب تک لڑکے تکلیف نہ اوٹھائینگے تب تک کیونکر لائق اور معقول بنینگے لڑکون کا طالبعلمی کی حالت مین سفر اختیار کرنا بڑے بڑے نتیجہ پیدا کرتا ہے ابتدائی حالت مین ہی اونکو سفر کی مصیبتون اور سختیون پر صبر اور برداشت کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے کیا آپ لوگون نے سنا نہین ہی کہ ولایت مین یونیورسٹی کیمبرج اور اکسفورڈ کالج مین دور دور سے لوگ آکر تعلیم پاتے ہین اور پھر بڑے بڑے امیرون

اور دولتمندون کے بیٹے جو اپنے گھر مین استاد اور ماسٹر نوکر رکھ کر اپنے لڑکون کو
تعلیم دے سکتے ہین - خدیو مصر جو آج ایک اعلی درجہ کی ریاست کا امیر اور رئیس
گنا جاتا ہے اسکا بیٹا حسن پاشا اکسفورڈ کا ہی تعلیم یافتہ ہے کیا خدیو مصر اپنے
بیٹے کو پرایویٹ طور پر تعلیم نہین دے سکتا تھا سب کچھ کر سکتا تھا مگر اسکے
نظر تو تکمیل تعلیم پر تھی انڈین سٹوڈنٹون کے حق مین اس بات سے اور کوئی
بات زیادہ تر مفید اور مضبوط نہین کہ انکو ابتدائی عمر ہی مین سفر کا خوگیر اور
مانوس بنایا جاوے ہندوستانیون کا یہ قاعدہ اور اصول کہ لڑکون کو سفر سے
مانوس نہ کرنا چاہیے ہاف میجبر اصولون مین سے ہی جو اولاد اور والدین کے
حق مین زہریلی تاثیرات رکھتا ہے دقیانوسی خیالات کی تقلید سے اولاد کو ایک
بھاری چشم زخم پہونچنے کا احتمال ہے - لوگون کی یہ بھی عادت ہی کہ جب
اونکے لڑکے تعلیم پاتے ہین تو انکو ملازمت کا شوق دلاتے ہین اولاد کے حق
مین یہ اشتیاق اور اشتعال زہر کی تاثیر رکھتا ہے کیونکہ جب والدین نے
ہی اولاد کے دلون مین انقطاع سلسلہ تعلیم کا ولولہ اور جوش پیدا کر دیا تو پھر
کیا باقی رہا تعلیم سے حصول ملازمت غرض نہین ہے بلکہ متعلمین کا فہیم اور
عقیل اور سویلائزڈ بننا والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو ترقی تعلیم کا شوق دلائین
اور اونکو نصیحت کرین کہ آزاد پیشہ اختیار کرو جس سے قوم اور ملک کو بھی کچھ
فائدہ ہو اگر سب لوگون کا گورنمنٹ کی ملازمت پر ہی مدار رہا تو کسی دن مطلع
صاف ہی جیسا اولاد کو علوم کا سکھانا پڑھانا لازم اور موجب بہبودی ہی ایسا ہی
اس موجودہ زمانہ کے لحاظ سے کسی نہ کسی مفید ہنر اور فن کا سکھانا بھی ضروریات
سے ہی ہمارے ملک کے لوگ تحصیل ہنر اور اکتساب فنون کو ایک عار اور لغو امر
خیال کرتے ہین مگر یہ خیال دانا اور مہذب لوگون کے نزدیک کچھ ہی وقعت اور

قدر و منزلت نہین رکہتا کیونکہ عقل اور تہذیب کے خلاف ہی کسی ہنر اور فن کا سیکہنا
عین مقتضاے عقل و قیاس ہے انسان کی زندگی مین بہت سی ایسی وقت آتی ہین
جنمین ہنر اور فن پورے طور سے مدد دیتا ہے اگر کسی ہنر اور فن کا اکتساب مذموم
اور معیوب ہوتا تو بڑے بڑے امیر اور بادشاہ نہ سیکہتے حالانکہ ہمکو اونکے واقعات
سے معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے فنون اور ہنرون کو بڑی چاہت اور خوشی سے
سیکہا اور اخیر پر وہ ہی ہنر اور فن اونکے کام بہی آئے دور کیون جاتے ہو یورپ مین
کو ہی دیکھ لو کہ بڑے بڑے ڈیوک اور لارڈ بہی کوئی نہ کوئی ہنر اور فن جانتے ہی ہین
گو دولتمند اور امیر خیال کرتا ہے کہ میری دولتمندی اور امارت کو چشم زخم نہ پہونچیگا
مگر یہ خیال درست نہین ہے کیا انسان کہہ سکتا ہے کہ مین تمام عمر خوشی اور فارغ البالی
مین ہی بسر کرونگا انسان کی زندگی مین بہت سی ایسے منحوس وقت آجاتے ہین
جنمین اونکو طوعاً و کرہاً محتاج ہونا پڑتا ہے کیا انسان کہہ سکتا ہی کہ میری تمام
عمر اپنے گہر کے صحن اور شہر کے گلی کوچون مین ہے گذریگی کوئی ایسا وقت بہی
ضرور ہے آویگا کہ جسمین ہمکو ہنر اور فن کا محتاج ہونا پڑیگا مہذب والدین پر
ضرور ہے کہ وہ اپنی عزیز اولاد کو فنون اور کسب کی چاٹ بہی لگا دین تاکہ اونکی
اولاد ہر ایک طرح سے کامل ہو نکلے اور اونکو تکمیل التعلیم کا تمغہ ملجاوے۔ اللہم آمین
ہندوستان مین دو قسم کی قومین بود و باش رکہتی ہین ایک وہ جو قدیم سے
ملازمت پیشہ ہین اور ایک وہ جو پیشہ ور قومین گنی جاتی ہین ملازمت پیشہ کو
تو قدیم سے ہی اکتساب ہنر اور فنون سے عار تہا اب اس نئی تعلیم کی ترقی سے
پیشہ ور قومین بہی ایکطرفہ ہی چلتی ہین جہان کسی پیشہ ور قوم کا لڑکا چشم بد دور
اسکول مین داخل ہوا اوسی دم سے خود بدولت حضرت والد صاحب نے عدالت کے
چکمٹ پکڑ لی شیخ چلی کیطرح خیالی پلاؤ پکا کر اس امر کے گرد ہو گئے کہ اب کہہ دو

کو ضلع مین نوکر ہے کرا کر چھوڑینگے الغرض یہ خیالات تعلیم نہونی بھوت چھوڑ گیا

(حضرات ناظرین ان دو سطرون سے یہ نہ سمجھینگا کہ مین قومی فخر کا قائل ہوگیا ہون یا ان پیشہ ور قومون کو حقیر جانتا ہون توبہ توبہ) اے پیشہ ور قومون کے سرگروہ تعلیم عامہ سے گورنمنٹ کی یہ غرض اور مدعا نہین ہے کہ لوگ تعلیم پاکر اپنے اپنے پیشون سے دست بردار ہوجاوین نہ بلکہ اوسکی یہ غرض ہے کہ یہ پیشہ ور قومین بھی تعلیم یافتہ ہوکر اپنے دانائی اور عقل سے یورپ مین کیطرح اپنے کسبون اور پیشون کو چلاوین اور علمی روشنی اور طاقت کی زور اور امداد سے روز افزون ترقی حاصل کرین مگر کہا کچھ اور سمجھ لیا کچھ پیشہ ور قومون کو ضرور اور مناسب ہے کہ حتی المقدور اپنی اولاد کو مفید مفید ہنر اور پیشے سکھانے مین کسیطرح سے دریغ اور عدم توجہی کو راہ نہ دین کیونکہ اسمین اونکے تمول اور دولتمندی اور خوشحالی اور آزادی مین فرق آئیگا اندلیشہ ہے اور ظاہر بھی ہورہا ہے کہ ملک ہندوستان روز بروز جو بحر افلاس مین ڈوبا جاتا ہے یہ کمی فنون کا ہی باعث ہی ہان اون پیشون کو نہ سکھاوین جو معیوب اور مذموم ہون وہ لوگ جو امارت اور ریاست کے مالک ہین اونکو لازم ہے کہ اپنے لڑکون کو فن سپہ گری اور فن سواری وغیرہ سے بھی مانوس بنا دین کیونکہ اوسمین انکی طاقتین زیادہ ہوتی ہین اور حوصلے بڑھتے ہین امیرون اور رئیسون کو اپنی اولاد کو فن سپہ گیری اور سواری وغیرہ سکھانے مین کسیطرح کی وقت اور مشکل نہین ہے ہماری عادل گورنمنٹ نے انکو ہر یکطرح سے آزادی دے رکھی ہے باوجود اس آزادی کے بھی اگر امیر لوگ اپنی اولاد کو با مناسبہ تربیت نکرین تو سخت افسوس ہے —

ہندوستانی ملاؤن اور پنڈتون اور بھائیون کا ایک پرانا دستور ہے کہ طالبعلمون کو تمام روز صبح سے تا شام ایک ہی کھونٹی پر جکڑی رکھنا کیا مجال کہ طالبعلم

سرک بھی جاوے یا ان ہمہ سطلع صاف آوے خاک بھی نہین والدین بھی تاکید
کردیتے ہین کہ میانجی دیکھنا لڑکا ہلنے نہ پاوے افسوس اس قید اور بندش مین
لڑکے کو کیا آوے خاک سارا دن میان پنڈت قصائی بنے بیٹھا ہے لڑکا سر کا تراک
سر پر ڈونڈا استدر سے نشانہ مکتب کیا ہی چاندماری ہے خیال کرنا چاہیے کہ جب طالبعلم
کو فراغ طبیعت ہی حاصل نہین ہوگا اور استادصاحب کالے بھوت کیطرح ڈونڈا
لیے سر پر ہی چڑھے رہینگے تو آنا جانا خاک ہر ایک کام انضباط اوقات سے کرنا لازم
ہے والدین اور خصوصاً اساتذہ کو لازم ہے کہ طلبار کے فراغ طبائع کے لیئے کوئی
وقت منتخب کرین اور اس وقت مین انکو کوئی مہذب کھیل مثل کرکٹ اور گینند
کھلاوین تاکہ اس ریاضت سے اونکے قواے مین ایک طاقت اور تفریح پیدا ہو
اگر طالبعلمون کو سارے دن مین سے کوئی وقت بھی فراغت اور کھیل کا نہین
دیا جاویگا تو قطع نظر دل برداشتہ ہونے کے حدوث امراض کا اندیشہ ہی انہین
نقصانات کو دیکھکر اہل یوروپ نے سٹوڈنٹون کے واسطے کھیل کا ہونا ضروریات
سے سمجھا ہی ریاضت کی ریاضت اور فراغت کی فراغت یہ قاعدہ صرف یوروپین
کے ہی ایجادات مین سے نہین ہے بلکہ پچھلے زمانون مین بھی اسکا رواج تھا
یونانیون کے علمی واقعات اسپر شاہد ہین اُنکی ترقی اور رونق کے زمانہ مین اس
قاعدہ کو بھی ترقی تھی غرضکہ سب مہذب لوگون نے اگرچہ وہ کسی ملک کے ہون
اس قاعدہ کو طالبعلمون کے حق مین مفید سمجھکر اختیار کیا ہے ـــــ

جب لڑکون کو اسکول مین داخل کرین تو بعد داخل اونکے اسکولی اصراف اور
اخراجات کو پورا کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین بالخصوص اون اسباب
اور مواد کا مہیا اور پورا کرنا اپنے پر واجب اور فرض سمجھ لین کہ جو طالبعلمون کی
پڑھائی اور تعلیم مین معاون ہین اگر ایسے ضروری اسباب اور اشیا کو ایک معقول طور پر

مہیا نکیا جاسیگا تو طلبا کی تعلیم اور پڑھائی مین ضرور ایک انقلاب اور فرق واقع ہوگا ہم مین سے
بہتون کی عادت ہوگئی ہے کہ اپنے عزیز لڑکون کو اسکول مین داخل کرکے اونکی تعلیمی اور
ضروری اسباب کے تہیہ سے مطلقاً غافل اور لاپرواہ ہوجاتے ہین اونکے نزدیک
اسکول مین ہی داخل کرنا مکتفی ہے مگر اگر غور سے دیکھا جاوے تو والدین کی یہ لاپروائی
اور غفلت لڑکون کے حق مین اخیر پر زہریلی تاثیرات پیدا کرسکتی ہے حال کی اسکولون
اور طالبعلمون کے مصارف اور حوائج پورانے زمانہ کے مکتبون اور مدرسون کے
عام اخرجات سے بڑھکر نہین ہین اور نہ ان مصارف کا ایک شخص پر بوجھ پڑتا ہے
موجودہ اسکولون کے طلبا کی ضروریات کو پورا کرنا کوئی مشکل امر نہین ہے باوجود
ایسی آسانی اور کمی کے بھی اگر سٹوڈنٹ اپنی ضروری حاجتون کے پورا کرنے
سے قاصر اور معذور رہے تو سوائے تحیر اور تعجب کے کیا کہا جاوے والدین پر فرض
بل افرض ہے کہ اپنی اولاد کے اسکولی اخراجات کے پورا کرنے مین حتی الوسع والامکان
ہمیشہ ساعی رہین اگر طالبعلمون کو ہمہ وجوہ مصارف اسکولی مہیا کردیے جاوینگے تو
اونکی تعلیمی ٹرین نہایت برجستگی اور تیزی سے چلیگی —

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ والدین اپنی اولاد کی پوشاک اور لوازمات بدنی اور حاجات جسمی
کے مکمل اور پورا کرنے مین تساہل اور تغافل کرتے ہین بالعموم یہ بات اکثر اشخاص اور افراد
مین پائی جاتی ہے کہ اونکے خیالات اپنی اولاد کی صفائی اور لطافت کی بابت کم درجہ
کم وزن ہوتے ہین وہ لڑکے جو اسکولون مین تعلیم پاتے ہین اونکی صفائی کی طرف خیال
اور لحاظ رکھنا اونکی صحت اور ترقی تعلیم مین مدد کرنا ہے اگر طالبعلم کے پوشاک میلی اور
کثیف ہوگی تو ضرور اوسکی عمدگی خیالات اور صحت بدنی مین فرق آجائیگا صفائی ایک
ایسی عمدہ چیز ہے جو انسان کے خیالات اور صحت مین پوری پوری معاون اور ممد ہے
قبل از بلوغت یا من بعد دخول سنین بلوغت بعض لڑکے اس مذموم اور مخذول عادت

اور خو کے عادی اور گرویدہ ہوجاتے ہین کہ کوچہ گرد اور آوارہ لڑکون کے ساتھ ملکر شہرون کی گلی کوچون مین وقت بوقت چکر لگاتے رہتے ہین جس سے اونکی طبیعتون مین ایک آوارگی اور خودسری بیٹھ جاتی ہے جو اونکی اصلاح اور بہتری کے مانع اور آڑ ہوجاتی ہی ماں باپ کو مناسب ہی کہ ایسے وقتون مین حکیمانہ طور پر نگرانی کرین کیونکہ اگر اولاد کو اپنے ہی طریق اور روش پر چھوڑا جائیگا تو اونمین ایک سرکشی اور خودسری جم جائیگی اور پھر اوسکا دور کرنا ایک مشکل امر ہوجائیگا طبائع متغیرہ اور خیالات مبدلہ اوسیوقت مین اپنے مرکز اور محل پر آسکتے ہین کہ جب اونکی صلاحیت اور صقالت مین ابتدا مین ہی زور دیا جاوے ولنعم ما قیل ۔ ع سرچشمہ شاید گرفتن بیل ٭ جب کسی شخص کی اولاد ایسی بیجا حرکات اور ناروا سے خیالات مین مصروف اور مبتلا ہو تو اوسپر فرض ہے کہ اونکی ازالت اور ازاحت مین بہت جلدی ساعی ہو مگر ایسے موقعون پر جو کارروائی کیجاوسے حکیمانہ طور پر ہو پہلے لڑکون کو سختی اور درشتی اور زدوکوب اور گالی گلوچ سے نہ سمجھاوین کیونکہ اس طرز عمل سے بباعث اشتعال آتش غضب وظہور ضد وکراہت اونکی طبیعتون مین پہلے سی بھی زیادہ سرکشی اور خودسری آجائیگی اور متنبہین کے تنابیہ اور ناصحین کے نصائح کا کچھ اثر نہوگا تجارب گذشتہ اور موجودہ اس امر کے اثبات پر شاہد اور موید ہین کہ سخت فہمایش سے اکثر اشخاص خصوصاً لڑکون کے طبائع مین ایک ضد اور غصہ پیدا ہوجاتا ہے اور اونکی طبیعتین تاثیرات اصلاح سے متاثر نہین ہوتین اور یہ بات تو اظہر من الشمس وابین من الامس ہے کہ جس انسان کو کسی کام سے ہٹایا جاوے تو وہ آدمی برخلاف ترک اور احتراز کے اوسی کام کو کیے جاتا ہی ماں باپ کو مناسب ہو کہ ایسی وقتون مین اصول حکمیہ اور قواعد عقلیہ اور قوانین اخلاقیہ کے استعمال اور زور سے کام لین جب کسی شخص کو معلوم ہو کہ اوسکا بیٹا حرکات رویہ اور خیالات واہیہ کا خوگیر اور پابند ہوتا جاتا ہی تو اوسکو

لازم ہے کہ کسی ایسے وقت مین جبکہ وہ لڑکا دو چار آدمیون مین ایک جمعیت سی میں بیٹھا ہو دوسرے آدمیون سے مخاطب ہوکر اون افعال اور اعمال کے قبایح اور معائب نظیراً اور تمثیلاً سناوے کہ جنمین وہ لڑکا گرفتار اور مبتلا ہو لیکن یہ یاد رہے کہ اوس حقیقی مشار الیہ یعنے لڑکے کو اصلاً معلوم نہو کہ اون باتون کے کرنے سے میرا سمجھانا منظور ہے بلکہ وہ سنتے ہوے یہی جانے کہ کسی اور شخص کا ذکر کر رہے ہین اس طرز عمل سے قوی امید ہو سکتی ہے کہ منصوح اور مشار الیہ اپنے بُرے افعال اور مکروہ اطوار سے ایک آسانگی سے باز آجاویگا ایسے خفیہ تنبیہ مین یہ فائدہ ہوگا کہ منصوح کی طبعیت مین خودی اور سرکشی شعلہ زن نہوگی اور دوسرا یہ کہ جب وہ لڑکا اپنے مشابہ افعال اور حرکات کے نتایج اور تاثیرات کو ایک دوسرے ہم جنس کے حق مین مضر اور نقصان رسان دیکھیگا تو ضرور اپنی حالت پر غور کریگا اگر منصوح اس حکمت عملی سے بھی باز نہ آوے تو پھر علانیہ نرم نرم لفظون مین سمجھانا چاہیے اگر پھر بھی نہ مانے تو نرمی سختی آمیز سے پیش انا چاہیے اگر پھر بھی درست نہو تو اوس صورت مین کوئی اور مضبوط تدبیر کرنی چاہیے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ جب تک سہولت اور نرمی سے کار برآری ہو سختی اور درشتی سے پیش نہ آوین کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک لڑکا نرم نرم تادیب اور نصیحت سے قابو مین آجاوے لڑکون کو ابتدا عمر مین کئی ایک ضروریات اور حاجات پیش آتے ہین جنکے رفع کرنے کے واسطے روپیہ پیسہ کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ابتدا عمر مین لڑکون کو گھر پر چندان دخل نہین ہوتا اور ضروریات کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے پس والدین کو لازم ہے کہ اپنے اولاد کی ضروریات بلحاظ کر کر انکو روپیہ پیسہ سے مدد دیا کرین تا وہ در صورت عدم استطاعت رفع ضروریات سے تنگ آکر چوری کے عادی نہو جاوین ۔

امیر والدین کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ اونکی اولاد نوکرون اور ملازمون سے

چندان مخلوط نہ رہے اور نہ اونسے ٹھٹھہ مسخرے کرنے پاوے کیونکہ اس صورت مین لڑکون کی تربیت اور ذاتی رعب وداب مین فرق آنے کا اندیشہ ہے ہمیشہ لڑکون کا نوکرون اور ملازمون پر والدین کیطرح رعب وداب چاہیئے اگر نوکر لوگ کسی امیر کے لڑکے پر ابتدائی عمر کے حصہ مین اپنے مکر وفریب اور چاپلوسی ہمارضی سے غالب آجائنگے تو جوانی مین بھی اوس لڑکے کا رعب وداب قائم نہین رہیگا اور اس صورت مین امارت اور ریاست مین فرق آجائیگا - یہ بھی ضرور اور مناسب ہی کہ لڑکون کو زیادہ ترعورتون سے مانوس نہ رکھا جاوے کیونکہ اسمین اکثر لڑکے بے ترتیبی ابتر اور خراب ہوجاتے ہین جہانتک ہوسکے مردون کی صحبت مین رکھنا چاہیئے تاکہ اونکی خو بو مردون کے مانوس اور عادی ہون - ہر ایک ملک اور ہر ایک گھرانہ کی ذاتی دستورات اور ضوابط اور رسوم جداگانہ ہوتے ہین لڑکون کو اونسے بھی ماہر اور واقف کرنا لازم ہے یہ بات ظاہر ہے کہ خاندانون کے قائمی صرف وجود اولاد پر ہی مبنی ہے اگر اولاد کو پرائیویٹ امور اور انتظامات سے واقف اور آگاہ نہ کیا جائیگا تو اونکو اپنے وقت مین دقتین اور مشکلین اوٹھانی پڑینگی کیونکہ جس حالت مین اولاد کو اپنے خانگی انتظامات اور امورات سے آگاہی اور واقفی ہوگی تو وہ کیونکر پیش آمدہ کامون کو چلا سکتے ہین -

والدین پر مناسب ہی کہ جب اونکی اولاد لایق ہوجائے تو اونکو خانگی امورات کے انصرام اور انجام مین دخل دین تاکہ بیکاری سے اونکی شبابی طبائع مین آوارگی اور سرخودی گھر نہ کرجائے اگر ایسا نہ کیا جاویگا تو اولاد ضرور خراب ہوجائیگی - کاروبار کرنے کے لایق ہوکر اولاد کا شتر بے مہار کیطرح گلی کوچون مین پھرنا کسی روز کو اس امر کا باعث اور موجب بنے گا کہ اونکی آوارگی اور خودسری سے بزرگون کی ہوئی بنی بھی خراب ہوئی بعض لوگ کہا کرتے ہین کہ بزرگون کے ہوتے اولاد کی گردن پر

دنیا کے کاروبار اور تعلقات کا پُر خطر حصہ اکیلا ن رکھا جائے - ہم افسوس کرتے ہین کہ
یہ خیال ہمرکز ابھی سے کئی درجہ پیچھے ہٹا ہوا ہی ہم کہتے ہین کہ جب بزرگون اور
عزیز مان باپ تا یا چچا کی طائر روح قفس بدنی کو چھوڑ کر آشیانہ گور مین بسیرا کریگا تو
پھر ان مہمات دنیوی کا بوجھ کون سر پر اوٹھائیگا - مین تو یہ خیال کرتا ہون اور
شاید یہ لوگ بھی میرے ساتھ اتفاق کرینگے کہ جب بزرگ اور مان باپ مرجاتے ہین
تو ان مہمات دنیوی کا بوجھ اولاد کے سر پر ہی رکھا جاتا ہی اوسوقت نہ تو میری مٹی
مان باپ کو اولاد کی حالت پر رحم آتا ہے اور نہ عزیزون اور دوستون کو مدد دینے کا
موقع ملتا ہے چار ناچار اولاد ہی کو سب کچھ کرنا کرانا پڑتا ہے - اگر اولاد مان باپ
کی زندگی مین ان مہمات کے پورا کرنے کے اصولون اور قواعد اور ضروری قانون سے واقف
اور ماہر ہو چکی ہوئی تب تو اونکی وفات کے بعد چندان مشکلات پیش
نہ آئینگے اور اگر خدانخواستہ نری لاڈلی ہی رہی ہے تو پھر خدا حافظ نا گہانی مصیبت
کے پڑنے سے سو مین سے دو چار ہی قائم رہتے ہین خاندانی ننگ و ناموس اور
اسلاف کی عزت و مرتبت کو دریائے ناتجربہ کاری اور بحر غفلت مین ڈبو کر چل دیتے ہین
عام لوگ یہ بزدلی اور نالایقی دیکھ کر اولاد کو ملزم بتاتے ہین مگر یہ اونکی غلطی ہے
اولاد کا کیا قصور ہے جو کچھ قصور ہے اونکے ولیون اور مان باپ کا ہے اگر مان باپ
اونکو اپنی حین حیات مین دنیا کی مصیبتون اور دقتون کا مقابلہ کرنے کے لائق
بنا دیتے تو اونکو یہ دن کیون دیکھنے پڑتے - جب کوئی آدمی ناتجربہ کاری کی حالت
مین کسی مشکل کا مقابلہ کرتا ہے تو اوسکے دل پر مایوسی اور نا اُمیدی کا خوف بیٹھ جاتا ہے
اور اسی حالت مین اوس پیش آمدہ مشکل کے حل کرنے کی ڈیوٹی کو چھوڑ دیتا ہے
اگر کسی شخص نے اپنی گذشتہ زندگی مین بجلی کی کڑک نہ سنی ہو تو وہ پہلی دفعہ
سننے سے ضرور ڈر جائیگا اور کوشش کریگا کہ پھر ایسی صدمہ رسان آواز کانون مین

نہ پہونچے۔ ماں باپ کے مرجانے اور ناتجربہ کار اولاد کے سرپر دنیوی کاروبار اور زمانہ کی سرد وگرم سے واقف اور ماہر ہوگے تب تو کوئی وقت حائل اور مزاحم نہین ہوگی اور اگر مطلع صاف ہی تو بصد مشکل ہے منزل مقصود پہونچنے کی امید ہوسکتی ہے۔ ہمارے خیال مین بزرگون اور ماں باپ پر لازم ہے کہ اپنی زندگی مین ہی اپنی اولاد کو زمانہ کے سرد وگرم و نشیب و فراز سے ماہر اور واقف کر چھوڑین دم کا کیا بھروسہ ہے آیا نہ آیا جو کام ہوجائے بہتر ہے ع کیا یہ ہے زندگی کا آدمی بلبلا ہی پانی کا ٭ ماں باپ کی اولاد کے حق مین سب سے زیادہ تر محبت یہ ہے کہ اپنی زندگی مین اپنی دانائی اور دولت اور حکمت اور تجربہ کے زور سے اولاد کو دین اور دنیا کے کاروبار اور مہمات کے پورا کرنے کے لائق اور قابل بنادین بعض لوگون کا دستور ہے کہ اگر کبھی بہ تقاضاے بشریت کسی بری حرکت یا فعل شنیع کے مرتکب ہوتے ہین تو اپنی اولاد سے کچھ پرہیز اور شرم نہین کرتے علانیہ اونکے روبرو ہی کئے جاتے ہین جس سے اولاد کو ایسی افعال شنیعہ اور حرکات ردیہ کے ارتکاب پر ایک جرأت اور سماحت ہوجاتی ہے اولاد دل مین سمجھ لیتی ہے کہ جب حضرت ولی نعمت ہمارے اباجان ایسے ایسے افعال اور حرکات کے مرتکب ہوتے ہین تو ہم کیون اونکے کرنے سے باز رہین دانا اور عقیل ولیون اور والدین اور بزرگون کو لازم ہے کہ اپنے ناتجربہ کار اولاد کے روبرو مذموم حرکات اور نامسعود افعال کے مرتکب نہوا کرین تاکہ اونکی اولاد کو ایسے افعال شنیعہ اور حرکات واہیہ کے کرنے پر ایک دلیل اور حجت نہ ہاتھ آجائے اولاد پر بزرگون کے افعال کا بہت اثر پڑتا ہی اسواسطے بزرگون کو بہرحال ایسی روش سلیم اور طریق قویم اختیار کرنا چاہیے کہ جو اپنے آثار اور نتائج کے لحاظ اور اعتبار سے ہر یک طرح سے اولاد کے حق مین فائدہ بخش

نصیحت ہو

نمبر ۲

خدا تعالے نے دنیا کی پیدائش کا اسیطور پر سلسلہ قائم کیا ہے کہ ایک پیدائش کے آرام اور آسایش اور ترقی کے واسطے دوسری پیدائش کا مددگار اور شامل ہونا ضروری اور لازمی گردانا ہے - ہم دنیا کے پردہ پر کوئی ایسی پیدائش نہیں دیکھتے کہ جو محض اپنی ذاتی قوتون سے اپنی ترقی اور آسایش حاصل کرسکتے ہو پیدائش جب تک دوسری پیدائش سے مدد نہ ملے تب تک ترقی اور آسایش حاصل نہین کرسکتے انسان اگرچہ اپنی قوتون اور خیالات کی وسعت کے لحاظ سے اس بات پر آمادہ ہوتا ہے کہ بلا کسی اور کے شمول اور مدد سے اپنے کامون اور ضرورتون کو انجام دے مگر اسمین اوسکو کامیابی کی ڈگری نہین ملتی ربّ قدیر نے اپنی حکمت اور قدرت سے انسان کو خلقت مین ہی جوڑہ بنادیا ہے ایک مرد اور ایک عورت - دنیا کے کامون کے چلانے اور نبٹانے کے واسطے مرد اور عورت آپسمین ایک ایسا رشتہ اور رابطہ پیدا کرکے اکھٹے ہو جاتے ہین کہ جو اور رشتون اور رابطون سے کہین زیادہ تر نازک اور مضبوط ہوتا ہے -- اس اتفاق مرد و عورت کو دنیا دارون کی اصطلاح مین خانہ داری کہتے ہین خانہ داری کی ضرورتون کے پورا کرنے کے واسطے ہر ایک مرد بجائے بادشاہ کے اور اوسکی عورت بمنزلہ وزیر با تدبیر اور عزیز اور قریبی لواحق کارکن اور مددگار شمار کیجاتی ہین جیسا بادشاہون کو اصول حکمرانی اور ضروریات سلطنت سے ماہر اور واقف ہونا ضروری ہے ایسا ہی مختلف گھرون کے مالک مردون کو خانہ داری کے اصولون اور ضروریات سے واقف ہونا لازمی ہے جیسا وزیران سلطنت اور مدبران ملک کو دوراندیش اور محتاط اور قابل صلاح و مشورت ہونا چاہیے ایسا ہی عورتون کو مردون کے مقابلہ مین دانا اور دوراندیش اور محتاط اور قابل صلاح و مشورت ہونا لازم ہے - اور عزیزون اور

متعلقین کی حفاظت اور نگرانی اور دیگر حوائج پرائیویٹ کے انصرام کے واسطے تاثیر کرکے مرد اور عورت کا بادشاہ اور وزیر کیطرح لایق اور مدبر ہونا ضروری ہے جیسا بادشاہ کے ناواقف اور نالائق اور وزیر کے غیر محتاط اور جاہل ہونے سے امور سلطنت مین ابتری اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور رعایا خراب و خستہ ہوکر برباد ہو جاتی ہے اسیطرح ایک گھر کے مالک مرد اور عورت کی جہالت اور حماقت سے گھر اور گھر کے متعلقین خراب ہو جاتے ہین اگر ملک کا بادشاہ اچھا ہو اور مدار کار وزیر اچھا اور دانا نہ ہو تب بھی ملک کی حالت اچھی نہین رہتی سارے کام بادشاہ سے ہی متعلق نہین ہوتے وزیرون کو بھی دخل دینا پڑتا ہے اگر وزیر با تدبیر اور دانا ہوا تو اپنے فرائض کے ادا کرنے مین ضرور غلطی کر جائیگا جس سے ملک کو نقصان پہونچیگا اسیطرح اگر گھر کا مالک مرد لائق اور مدبر دانا ہوا اور اوسکا وزیر عورت جاہل اور بیوقوف ہو تو گھر اور گھر والون کو کئی ایک دقتون اور نقصانات کا مقابلہ کرنا پڑیگا اور روز پر کیا موقوف ہے خود مرد ہی تنگ حال ہو جائیگا اگر ایک گھر کی چھت کے قائم رکھنے کیواسطے دو ستون کھڑے کرین جنمین سے ایک تو مضبوط ہو مگر دوسرا گھن خوردہ اور بودہ ہو تو چھت کا سارا بوجھ اور بھار مضبوط ستون پر جائیگا اور اخیر کو مضبوط ستون ٹوٹ جائیگا اور چھت دھم سے زمین پر آپڑیگی مرد اور عورت بھی گھر کے واسطے دو ستونون کا زینہ رکھتے ہین جب تک یہ دونون یکسان مضبوط اور زور آور ہونگے تب تک گھر کا قائم رہنا مشکل ہے اگر صرف مرد ہی کو مہمات خانگی کا متحمل قرار دیا جائیگا تو مضبوط ستون کیطرح کسی روز کو یہ بھی ٹوٹ جائیگا گھر کے قائم اور ثابت رکھنے کے واسطے مرد کیطرح عورت کو بھی لائقہ اور مدبر ہونا چاہئیے کیونکہ وہ گھر کا ایک دوسرا ستون ہے اور اسکے سر پر مہمات خانگی کا بھار ڈالنا ضروری ہے گھر سے مرد ہی اکیلا نفع نہین اوٹھاتا مرد کو ہی آسائش حاصل نہین ہوتی عورت مرد کی حصہ دار ہے مرد کی طرح اوسکو بھی

گھر سے آسائش اور نفع اوٹھانا پڑتا ہے بلکہ مرد سے کئی حصہ زیادہ اوسکو آرام اور
آسائش ملتی ہے مرد ہمیشہ معاش کے لیے مارے مارے پھرتے ہین عورتون کو خبر
بھی نہین ہوتی گھرون مین بیٹھے بٹھائے سب کچھ میسر ہوجاتا ہے اگر عورتون کو باوجود
اس آرام کے امور خانہ داری کے انصرام مین شامل نہ کیا جائے اور اون کامون مین
اونکو دخل نہ دیا جائے جنمین اونکا دخل دینا اور شامل ہونا ضروری اور لازمی ہے
تو بیچارے مردون پر ظلم وستم کرنا ہے عورتین خود اس دخول وشمول سے محترز اور
کنارہ گزین نہین ہوتین مرد اونکو خود ہی علحدہ رکھنا چاہتے ہین اگر مرد چاہین
تو عورتین آج اپنے فرائض کو اوٹھا سکتے ہین اس بے ترتیبی سے ایک طرف سے
مردون کو گھر کے تمام مہمات اور کاروبار کا ہونا پڑتا ہی اور دوسری طرف سے
حقوق تلف ہوتے ہین عورتین خانگی ضرورتون اور کاروبار کو اونھین اصولون
اور قاعدون پر انجام دے سکتے ہین کہ جو مردون کو حاصل ہین تجربہ سے ثابت
ہوا ہے کہ وہی مرد دنیا کے کامون اور ضرورتون کو آسانی اور بہتری کے ساتھ پورا
کرتے ہین کہ جو زیور علم سے آراستہ ہون دنیا کے کامون کے پورا کرنے سے ہمارا
یہ منشا نہین کہ مر بٹ کر پیٹ بھر لیا یا معمولی باتون اور رسمون کو انجام دیدیا۔
دنیا کے کام پورا کرنے سے ہماری مراد وہ باقاعدہ عمل ہے کہ جس سے انسانون کو سچی
آسائش اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور وہ ایک سوسائٹی مین رہکر زندگی بسر کرتے
ہین انسان دنیا مین رہکر دو طرح پر زندگی بسر کرتے ہین۔ ایک بے قاعدہ اور ایک
باقاعدہ۔ بے قاعدہ زندگی سے وہ زندگی مراد ہے کہ جسکا اصول محض کھانا پینا
ہنسنا رونا اوٹھنا بیٹھنا لیٹنا سونا جاگنا۔ ہوتا ہے جو لوگ اس اصول سے زندگی
بسر کرتے ہین انکو دنیا کے نشیب وفراز اور سرد وگرم پر کچھ نظر نہین ہوتی اگر مل گیا
تو کھا پی کر وحشیون کیطرح لیٹ رہے اگر نہ ملا تو بھیک مانگکر یا کسی اور طرح گذارہ کر لیا

اونکی نظر مین دن اسواسطے چڑھتا ہے کہ پیٹ بھر کر کھائین اور پیئین اور رات اسواسطے پڑتی ہے کہ مزے سے سوئین کروٹ اوسوقت بدلین کہ جب دن چڑھ جاوے۔ اونکو اپنی آمدنی اور خرچ اور ضرورتون پر کچھ نظر نہین ہوتی اور نہ وہ سوسائٹی کے شرائط اور پابندیون کو خیال مین لاتے ہین اور نہ اپنی ذاتی طاقتون سے اچھی طرح کام لیتے ہین۔ اگر اونکی اصول معاشرت کا لایعقل حیوانون کے اصول معاشرت سے مقابلہ کیا جائے تو کچھ فرق نہین نکلتا اگر اونسے دریافت کیا جائے کہ تم دنیا مین کسواسطے آئے ہو تو جواب دیتے ہین کہ کھانے پینے اور جاگنے سونے کے واسطے ایسے لوگون کو صرف صورت ظاہری کے اعتبار سے آدمی کہا جاتا ہے ورنہ دراصل اونکی ذات مین کوئی بات آدمیت اور انسانیت کی نہین پائی جاتی بعض حیوان ناطق ہوتے ہین۔ باقاعدہ زندگی سے وہ زندگی مراد ہے کہ جسکے اصول بیقاعدہ زندگی کے اصولون سے مغائر اور جدا ہین اونمین سب سے بڑا یہ اصول ہے کہ انسان کو دنیا مین رہکر صرف کھانے پینے سونے جاگنے ہنسنے روتے بیٹھنے اوٹھنے لیٹنے کو بے زندگی کا نتیجہ نہ خیال کرنا چاہیے بلکہ ان ضرورتون کو زندگی کے قایمی کا وسیلہ اور ذریعہ گردانکر تہذیب نفس اور شائستگی خیالات اور زمانہ کے سرد و گرم اور نشیب و فراز اور مقدم و موخر کے معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور ان اصولون اور قاعدون کو اپنا طریق عمل بنانا چاہیے کہ جنکے ذریعہ سے سوسائٹی مین زندگی بسر کی جاسکتی ہے باقاعدہ زندگی بسر کرنے کے اصولون کے لحاظ سے انسان دنیا مین صرف کھانے پینے کے واسطے نہین سمجھا گیا بلکہ اسواسطے کہ دنیا مین رہکر نیک اوصاف اور اچھی باتون کو حاصل کرے اور دانائی اور دوراندیشی سے اپنی ضرورتون کو انجام دے آپ بھی فائدہ اوٹھائے اور دوسرون کو بھی پہنچاوے۔ جو لوگ باقاعدہ زندگی بسر کرتے ہین وہ کھانے پینے سونے جاگنے بیٹھنے اوٹھنے سے محروم اور بیبہرہ نہین

ہان یہ ضرور ہے کہ ان ضروریات کو دانائی اور قاعدہ سے انجام دیتے ہین ایک حکیم
آدمی کھاپی کر حکیم کہلاتا ہے اور عزت کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اوسیکا جاہل
بجائے پیٹ بھر کے کھاتا ہے مگر اوسکو نہ تو کوئی حکیم کہتا ہے اور نہ اوسکی زندگے
عزت کے ساتھ گذرتی ہے دانا لوگ اوسکو ایسا ہی خیال کرتے ہین کہ جیسے ار-
حیوانات کو دیکھنے مین تو حکیم منش اور جاہل آدمی ایک ہی صورت اور ڈیل ڈول
کے ہوتے ہین یہ فرق صرف اسواسطے پڑجاتا ہے کہ ایک آدمی زندگی کو باقاعدہ
بسر کرتا ہے اور دوسرا بیقاعدہ اگر دوسرا بھی باقاعدہ بسر کرتا تو اوسکے سر پر بھی
عزت اور حکمت کا مبارک تاج مرصع رکھا جاتا جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ دنیا مین
ہر ایک انسانون کو باقاعدہ زندگی بسر کرنی چاہیئے تو اب ہم اس امر کے اظہار کی اجازت
مانگتے ہین کہ باقاعدہ زندگی بسر کرنے کے واسطے مرد اور عورت دونون کا دانا اور
محتاط اور دور اندیش اور مدبر اور فہیم اور بردبار ہونا لازم ہے جب تک یہ دونون
برابر نہونگے تب تک کوئی کام بھی پورا نہ اوتریگا اگر مرد دانا مدبر محتاط عقیل
دور اندیش ہوا اور عورت بالکل جاہلہ اور بدہوئی تو مرد کی دانائی اور تدبیر
سے کیا فائدہ ہوگا - ہان اگر دونون طرفین ایسی ہی ہون تو پھر سب کچھ ہوسکتا ہے
ہندوستان کے لوگ اپنی عورتون کو تعلیم دینا معیوب خیال کرتے ہین اونکے خیال
مین عورتون کو وانا بننے اور پڑھنے کی کوئی ضرورت نہین ہے ہندوستانیون
کا یہ خیال واقعہ کے مطابق نہین ہے ہم اوپر کی سطرون مین اس امر کو ثابت کر چکے
ہین کہ باقاعدہ زندگی بسر کرنے کے واسطے دونون فریقون یعنے مرد و عورت کا دانا
اور تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے جیسا خداوند کریم نے مردون کو علم حاصل کرنے کے
وسائل اور اسباب عطا کیے ہین - ایسا ہی عورتون کو حاصل ہین جیسے مردون کو
علوم کے حاصل کرنے اور فنون کے سیکھنے کی ضرورتین ہین ایسا ہی عورتون کو جیسا

مردون کو خانگی ضروریات کے رفع کے واسطے عقل اور علم کی ضرورت ہی ایساہی عورتونکو جیسا لڑکون کو والدین پر اپنی تہذیب اور شائستگی کے حاصل کرنے کے حقوق حاصل ہین ایساہی بیچاری لڑکیون کو - جیسا خدا نے طبعی طور پر مردون کو فکر و غور کا مادہ اور قوت خیالیہ قوت حافظہ قوت متمیزہ قوت ذہنیہ اور عقل عطا کی ہے ایساہی عورتون کو یہ قوتین عطا کی گئی ہین جیسا مردون کو دو آنکھین اور دو ہاتھ اور دیگر جوارح بخشے ہین ایساہی عورتون کو حاصل ہین انھین طبعی سامانون اور قوتون سے مرد علم وفضل حاصل کرکے عزت اور بزرگی کی ڈگری لیتے ہین اگر عورتون کو یہ کوچہ دکھایا جاوے تو وہ بھی انھین طبعی سامانون اور قوتون کے زور سے مردون کیطرح عالمہ اور فاضلہ بنکر لائقہ اور مدبرہ بن سکتے ہین مرد علم وفضل حاصل کرکے اگر گھرون کی ضرورتون اور کامون کو انجام دیتے ہین تو عورتین بھی انھین کیطرح اپنے متعلقہ فرائض کو شائستگی اور دانائی کے ساتھ پوری کرتے رہینگے گھرون مین بہت سے ایسے کام ہوتے ہین کہ جنکو مرد انجام دے ہی نہین سکتے اور اگر دین بھی تو اونمین خرابی پڑجاتی ہے جسقدر عورتین جز ورس اور اپنے گھر کی خیر خواہ ہوتی ہین اسقدر مرد نہین ہوتے عورتون کو باوجود بے علم ہونے کے ہر وقت یہی خیال رہتا ہے کہ اونکی خانگی ضروریات کے پورے کرنے کے وسائل ہر وقت گھر مین احتیاط کے ساتھ جمع رہین اور وقتاً فوقتاً کام آوین - گھر کی صفائی اور اخراجات اور حفاظت کا جسقدر عورتین بندوبست کرسکتی ہین مردون کو وہان تک رسائی ہی نہین جس گھر کی عورت دانا اور مدبرہ ہوتی ہے اوس گھر کے مرد کو خانگی ضروریات کے پورا کرنے کی اصلا فکر نہین ہوتی مہمان آتے ہین اور عورت خود بخود ہی اونکی خورد و نوش اور دیگر ضروریات کا انتظام کردیتی ہے مرد کا کام صرف کھلا دینا ہوتا ہے مرد باہر جاتے ہین تو عورتین اپنے مرد کی کمائی کو نہایت نیک نیتی اور کفایت سے خرچ کرتی ہین اور گھر کی عزت لیے جاتی ہین

تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مردون کے بہ نسبت عورتین زیادہ تر کفایت شعار ہوتی ہین
اگر اونکو علمی طاقتین حاصل ہون تو نہایت عمدگی سے کفایت شعار ثابت ہون ایک
جو کسیقدر اونکی کفایت شعاری مین بے ترتیبی اور کمزوری پائی جاتی ہے یہ اونکی بے علمی
کا نتیجہ اور اثر ہی اگر کسیقدر علم پڑھ جائین تو اونکی کفایت شعاری سے مردون کو
بہت فائدہ حاصل ہو سکتا ہے - ابتدا مین اولاد کی محبت اور الفت خاص کر بہ نسبت
مردون کے عورتون سے زیادہ ہوتی ہے شاید اسکا یہ باعث ہو کہ اولاد ابتدائی
عمر مین زیادہ تر اپنی ماؤن کے پاس رہتی ہے خواہ کچھ ہی سبب ہو اسمین کچھ شک
نہین کہ ابتدائی عمر کے حصون مین اولاد کو اپنے ماؤن سے بہ نسبت باپون کے زیادہ تر
تعلق اور اُنس ہوتا ہے - جب ابتدائی عمر مین اولاد کو ماؤن سے زیادہ تر محبت
اور اُلفت ہوتی ہے تو قبول کرنا پڑتا ہے کہ ماؤن کے اخلاق اور خیالات اولاد کی
طبیعتون مین خوب زور سے موثر ہوتی ہونگی اور ماؤن کے کہنے سُننے کو اولاد اچھا
خیال کرتی ہوگی یہ بات مان لی گئی ہے کہ انسان کے اخلاق اور خیالات اوسی حالت
مین اچھے ہو سکتے ہین کہ جب اوسکو علمی طاقتین حاصل ہون - اس سے ہم استدلال کرتے
ہین کہ اگر عورتون کو تعلیم دیجاوے تو اولاد کو اونکی صحبت مین رہکر فوائد اوٹھانے کا
موقع مل سکتا ہی اور اگر برخلاف اسکے عورتین جاہلہ اور ناتعلیم یافتہ ہون تو اولاد کے
بگڑ جانے اور خراب ہونے کا خطرہ اور احتمال ہے کیونکہ جیسے اچھے خیال اور نیک
اخلاق موثر ہوتے ہین ایسے ہی برے اخلاق اور مذموم خیالات کا اثر ہو سکتا ہے
جیسا جاہل اور بے وقوف مردون کی صحبت اولاد کو خراب کر سکتی ہے ایسا ہی جاہلہ
عورتون کی صحبت مین اثر ہے -

بچون کی طبیعت مین ترقی کا مادہ ایسا ہی موجود ہوتا ہے جیسا کہ کسی گٹھلی مین عالیشان
اور تناور درخت کے ہوجانے کا مادہ اور صلاحیت موجود ہوتی ہے اگر اوس گٹھلی کو کوئی

دانا باغبان عمدہ طور پر لگائے تو اوس سے ایک اچھا تناور اور پھلدار درخت پرورش پاکر فائدہ پہونچا سکتا ہے اور اگر اوس گٹھلی کو کوئی بیوقوف اور ناتجربہ کار باغبان بےتمیزی سے لگائے تو بجائے ایک تناور درخت ہونے کے کھاد بنجائیگی اسیطرح پر اگر بچون کو ابتدا ہی مین تعلیم یافتہ ماؤن کے ذریعہ سے تربیت ہونی شروع ہو تو وہ بھی کسی روز کو ایک آدمی معقول اور عزت والے بن سکتے ہین اور اگر جاہل اور بیوقوف ماؤن کی صحبت مین رہین تو گٹھلی کیطرح خراب اور ابتر حال ہو جائینگے گٹھلی کی کھاد تو کھیتے کے کام آجاتی ہے بگڑے ہوے بچے کسی کام بھی نہین آتے البتہ اپنے خاندان اور اپنے اسلاف کی رسوائی اور بدنامی کا ضرور موجب بن جاتے ہین - جو عورتین تعلیم یافتہ اور مہذب ہوتی ہین اونکی اولاد اور بچے ناتعلیم یافتہ اور غیر مہذب عورتون کے بچون اور اولاد سے کئی درجے اچھے ہوتے ہین تعلیم یافتہ عورتون کی اولاد اور بچے بہت ترقی پاکر ممتاز اور معزز بن جاتے ہین آپ بھی آرام اور خوشی مین رہتے ہین اور ماؤن باپ اور دیگر اقربا اور بزرگون کو بھی آرام مین رکھتے ہین مین اس امر کو مانتا ہون کہ غیر تعلیم یافتہ عورتون کی بھی اکثر بچے لائق اور جنٹلمین ہوگئے ہین مگر یہ بات عورتون کی تعلیم کی ضرورت کو کمزور نہین کرتی کیونکہ غیر تعلیم یافتہ عورتون کے اکثر بچون کا تعلیم یافتہ ہونا یہ بات ثابت نہین کرتا کہ اونکو ابتدا عمر مین ماؤن کی تربیت اور تعلیم کی ضرورت نہ تھی ماؤن کا تعلیم یافتہ ہونا اولاد کی تربیت اور بہتری کے واسطے ایک عمدہ ذریعہ ہے جو اور عمدہ ذریعون کے نفی نہین کرتا مگر چونکہ یہ ابتدائی اور مؤثر ذریعہ ہے اسواسطے اولاد کے واسطے اسکی بہت ضرورت ہی -

جب ہم عورتون کی پیدائش پر خیال کرتے ہین تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورتون کی پیدائش سے ایک یہ بھی مقصود اور غرض ہے کہ اوقات فرصت مین مردون کے واسطے دل بہلاتے اور جائز عیش و عشرت اور مہر و محبت کا باعث ہون یہ بات ان

لیگئی ہے کہ دل بہلانے اور جائز عیش و عشرت اور مہر و محبت کے واسطے عورتون کا
عقیلہ اور دانا ہونا ضروری ہے اگر عورتین زیور عقل اور دانائی سے آراستہ اور
پیراستہ ہونگی تو مردون کے دل بہلانے کے بجاے ایک کراہت اور نفرت کا
سامان بن جائینگی بہت مرد محض اسواسطے اپنے چال و چلن کو بگاڑ لیتے ہین کہ اونکے
لازمی رفیق لیتے سنگو جہ عورتین بالکل کندہ ناتراش اور جاہلہ ہوتی ہین نہ اونکو
کلام کرنے کا طریقہ آتا ہے اور نہ گفتگو و بول چال کا سلیقہ صرف کھانا پینا اور کھونا
ہی جانتی ہین جب شوہر گھر آتا ہے تو بیوی صاحبہ کے ماتھے پر سو سو بل پڑتا ہے
نہ کلام سے نرمی اور نہ گفتگو مین ملامیت جاتی بلتی روٹی کھلائی اور خود بدولت
چولھے کے اردگرد طواف کرنے لگ گئے گھر کا مالک پڑے بھاڑ مین اونکا چولہا سلامت
رہے ذرا کچھ سلیقہ والی ہوئی تو چپکے سے بھینس کیطرح چارپائی پر آلیٹی - اور جو اس سے
زیادہ ہوئی تو ساس نند کی سدا کہانی لے بیٹھی - ہان کلثوم کے باپ مین تو تیری
ہان کبھو نہ رہونگی تیری سگے بہن صغرا ہے ہمیشہ تیچھیان کہتی رہتی ہے تیری بوڑھی
امان بھی اوسیکا ساتھ دیتی ہے بس جھگڑا نہ رگڑا کل صبح تڑکے تڑکے ہی ڈولی
کرادو مین میکے چلی جاؤنگی میان بیچارے نے چپکے سے کہا ارے بھلی مانس کچھ سمجھ بوجھ
تو سہی بس گلے کا ہار ہوگئی ہین آج فیصلہ کرکے ہی روٹی کھاؤن گی یا تیری امان
اور بہن رہی گی اور یا مین رہونگی - بیچارے میان بچا چھوڑا کر خدا خدا کرکی گھر سے
باہر نکل آئے - ایک روز پنڈت صاحب جو کتھا کرکے گھر رسوئی کھانے گئے تو کیا
دیکھتے ہین کہ پنڈتہ صاحبہ اٹھوائی کھٹوائی لیے پڑی ہین آپ نے آہستگی سے پوچھا
اکہین خیر تو ہی پوچھنا کیا تھا بلا مین گرفتار ہوگئے پنڈتہ صاحبہ نے وہ بی نقط صلواتین
سنائین کہ پنڈت صاحب کو کتھا و تھا سب بھول گئی جان کے لالے پڑ گئے شور و غل
سنکر اپنے پرائے سب اکھٹے ہوگئے کہ سنکر پنڈت صاحب کی خلاصی کرائی جب

عورتون کا یہ حال ہے تو پہر بہلے مانس چک والے گہر جائین یا نہ جائین اگر عورتون کو
علم سکہایا یا پڑہایا جاوے تو وہ عقیلہ ہوکر اپنے خاوندون کے واسطے ایک عمدہ طرح پر
جائز عیش وعشرت اور دل بہلانے کا سامان مہیا کرسکتے ہین - ارباب نشاط گو
تعلیم یافتہ نہین ہوتین مگر کسیقدر اونمین شائستگی ہوتی ہے جسپر کمزور خیال کے آدمی
فوراً فدا اور لٹو ہوجاتے ہین افسوس اونکے ناتجربہ کار نظر اونکی ظاہری شائستگی
پرہی پڑتی ہے اگر وہ اونکے اندرونی کثافتون اور خباثتون اور برائیون اور عیوب
کو دیکہین تو کبہی بہی اونکے دام تزویر مین ناتجربہ کار طائر دل کو نہ پہنسائین —
افسوس اگر گہر کی منکوحہ عورتین لائقہ اور شائستہ ہون تو لوگ اس مصنوعی اور
ملمع کی شائستگی اور ظاہری ٹیپ ٹاپ پر جان دیکر قاطع النسل کیون بنین -
ارباب نشاط کے پاس جانے سے صدہا لوگ تو قاطع النسل ہوگئے ہین اور صدہا
امراض متعدیہ مین پہنسکر عزیز جان کہو چکے ہین اور صدہا لوگون کی خانہ بربادی
ہوگئی ہے اسمین کسیکا کیا قصور ہے جو بوئینگے سو کاٹینگے اگر عورتین شائستہ اور
لائقہ ہون تو اسقدر خرابی اور ابتری کیون ہو ہم اوپر کہہ آئے ہین کہ عورتین بالمقابل
اپنے خاوندون کے وزیر کا رتبہ رکہتی ہین جیسا وزیر کے مدبر اور دانا ہونے سے
بادشاہ کی طبیعت راستی اور صداقت اور سعادت کے مرکز پر قائم رہتی ہے ایسا ہی
عورت کے دانا اور لائقہ ہونے سے خاوند کی طبیعت صلاحیت اور رنگینی کی طرف
مائل رہتی ہے دو چار گہڑی تک رفیق دانا کے پاس رہنے سے انسان کی طبیعت مین
عمدہ باتون اور نیک کامون کا جوش پیدا ہوجاتا ہے اگر ساری عمر کا رفیق دانا اور
مدبر اور لائق ہو تو دوسری جانب کو کیون نہ فائدہ پہونچے - عورتین تو بالکل
بیوقوف اور جاہلہ ہوتی ہین اونکی بے سلیقہ باتون کا مردون کے دلون پر کب
اثر ہوتا ہے جب مرد اونکو بات کرنے کے ہی قابل نہین سمجہتے تو پہر اونکی نصیحتون کو

کب قبول کرتے ہین نصیحت بھی اوسیوقت موثر ہوتی ہے کہ جب منصوح ناصح کو کوئی شئی سمجھتا ہو جب منصوح ناصح کو اپنے سے بھی گیا گذرا سمجھے تو پھر اثر کیا ہوتا ہے خاک لوگ کوشش کیا کرتے ہین کہ سفر مین جو چند روز کے واسطے ہوتا ہی کوئی ایسا رفیق ملے جو دانا اور لائق اور ہیردیار ہو افسوس ہم اوس رفیق کی بابت جسنے ہمارے ساتھ ساری عمر رہکر غمی اور خوشی نقصان اور فائدہ کا حصہ دار بنتا ہے چند روز کے سفر جتنا بھی خیال نہین رکھتے۔ وہ کیا رفیق ہے جو پیش آمدہ معاملات اور امورات مین رائے صائب دینے کی بھی قابل نہو وہ کیا رفیق ہے جو صرف کھانے کے چھٹی ہو وہ کیا رفیق ہے جسکو بات تک کرنے کا بھی سلیقہ نہو وہ کیا رفیق ہے جو ہمارے ساتھ رہکر حیوانون کیطرح زندگی بسر کرتا ہو وہ کیا رفیق ہے جو گھر اور اولاد کا بھی انتظام نہ کرسکتا ہو وہ کیا رفیق ہے جو ہماری رفاقت کا فائدہ صرف روٹی کھانا اور کھلا دینا ہی سمجھتا ہو وہ کیا رفیق ہے کہ جسکو ہمارے حقوق کی بھی خبر نہو وہ کیا رفیق ہے کہ جو اپنے حقوق سے بھی واقف نہو وہ کیا رفیق ہے کہ جو عارضی طور پر ہمارا ہمدرد اور خیر خواہ ہو وہ کیا رفیق ہے جسکو دنیا و مافیہا سے مطلقاً آگاہی نہو وہ کیا رفیق ہے جو یہ بھی نہ جانتا ہو کہ اکٹھے رہکر زندگی کیونکر اور کن اصولون پر بسر کرنی چاہئے۔ وہ کیا رفیق ہے کہ جو بجائے ہمدردی اور رفاقت کے ہمیشہ چھوٹی چھوٹی باتون پر ہمارے ساتھ لڑتا بھڑتا رہے۔ وہ کیا رفیق ہے کہ جو نہ ہمارا تابعدار ہو اور نہ ہمارے بزرگون کا وہ کیا رفیق ہے کہ جب کوئی ممتاز اور شریف آدمی ہمارے ملنے کے واسطے آوے تو وہ اوسکی معمولی خبرگیری اور خاطرداری سے بھی درگذر کرے وہ کیا رفیق ہے کہ جو ہماری غیر حاضری مین کسی کام کا بھی نہ رہے وہ کیا رفیق ہے کہ جو ہمارے واسطے صادق مددگار اور سچے خیر خواہ کا رتبہ نہ رکھے وہ کیا رفیق ہے جو ہمیشہ ہان مین ہان ملائی جاوے وہ کیا رفیق ہے جو ہمکو بری

باتون اور ناقص خیالات اور معیوب اخلاق سے منع نکرے ساری عمر کا رفیق وہ چاہیے
جو ہمارے واسطے ہرطرح سے مفید ہو نہ وہ جسکے وجود سے بجاے فائدون کے نقصان
اور ضرر پہونچین - عورتین ہماری ساری عمر کی رفیق ہین اسلیے ہمین مناسب ہے کہ
اونکو لائقہ اور شائستہ بنانے مین دل سے سعی اور کوشش کرین - بعض لوگون کا
مقولہ ہے کہ اگر عورتون کو پڑھایا جائیگا تو وہ خراب ہوجائینگے مردون کی برابری
کرینگے گہرون مین بسنا اونھین مشکل ہوجائیگا - لکھنا پڑھنا اونکی خرابی کا ایک چلتا
ذریعہ جائیگا - ہمارے خیال مین لوگون کا یہ مقولہ صداقت سے بعید ہے علم ایسی شے
نہین ہے کہ اوسکا حاصل کرنا حاصل کرنے والے کے حق مین شر اور نقصان رسان
ثابت ہو علم صرف اسواسطے پڑھایا لکھایا جاتا ہے کہ پڑھنے اور سیکھنے والے پڑھ سیکھ کر
دانا اور عقیل اور شائستہ اور مہذب بن جائین جیسا مردون کے واسطے علم کا پڑھنا
یا سیکھنا مفید ثابت ہوا ہے ایسا ہی عورتون کے واسطے ہے علم کا تو خاصہ ہی یہی ہے
کہ دانائی اور عقیل اور تہذیب اور شائستگی کو ترقی بخشنے اسمین مرد و عورت کی کوئی خصوصیت
نہین ہے البتہ جن لوگون کی طبعتین قدرتا ہی خراب واقعہ ہوئی ہین وہ متاثر ہے
نہین ہوتے عورتون پر کیا موقوف ہے مرد بھی شہدے لچے چھٹے ہوے نکل آتے ہے
جسکی طبعیت موزون اور قابل ہوگی وہ ضرور علم حاصل کرکے دانا اور عقیل اور مہذب
بن جائیگا خواہ عورت ہو اور خواہ مرد ہو جب ہم اس امر کو مان چکے ہین کہ علم بذاتہ مفید
ہے تو پھر اوسکو ایک شق کے واسطے غیر مفید قرار دینا اپنے قول کی تکذیب کرنا ہے
عورتین علم پڑھ کر خراب نہین ہوسکتی ہین اگر یہی بات ہو تو چاہیے کہ ان پڑھ عورتین
اس عیب سے پاک صاف ہون مگر ہم تو دیکھتے ہین کہ ان پڑھ عورتون مین جسقدر خرابی
پائی جاتی ہے پڑھی ہوئی عورتون مین اوسکا عشر عشیر بھی نہین - پڑھی ہوئی عورتین
اول تو اپنے مردون کی برابری کرتی نہین اور اگر کبھی غلطی سے کر بھی بیٹھتی ہین تو شاذ و نادر

کہ جسقدر ان پڑھ عورتین کرتی ہین جیسے بے علمی خرابی کا ذریعہ بن سکتی ہے ایسی علم
نہین بن سکتا علم پڑھنے کی حالت مین تو عیب کرنے کے وقت عیب کی برائی معلوم
ہوسکتی ہے لاکن بےعلمی کی حالت مین عیب کو صواب سمجھا چاہیئے عیب کو عیب جانکر
کرنا اور بات ہے اور عیب کو صواب سمجھ کر کرنا اور بات ہی - جو شخص عیب کو عیب
جانکر کرتا ہے وہ اوسکو کبھی نہ کبھی چھوڑ دیگا اور اوسکو اسطرح پر کریگا کہ حتی المقدور
کسیکو بھی خبر نہوگی اور کہنے سُننے پر اوسکے ارتکاب سے ہٹ جائیگا - لاکن جو آدمی
عیب کو صواب سمجھ کر کرتا ہے وہ اوسکو چھوڑ نہین سکتا اور نہ محفوظ طور پر کرتا ہی اور نہ
اپنی غلطی پر متنبہ ہوتا ہے دیکھو ان پڑھ اور پڑھے ہوے کی حالت مین کتنا فرق ہی کیا یہ
حالت اس بات کا ثبوت نہین ہے کہ عورتون کے حق مین علم کا حاصل کرنا نقصان رسان
اور مضر نہین ہے بلکہ سراسر مفید انسان کی طبیعت مین یہ رغبت پائی جاتی ہے کہ وہ اون
امثال پر غور کرتا ہے جو اوسکے موافق ہون اور اون امثال کو نظرانداز کرجاتا ہی جو ناموافق
ہون انسان کا امثال موافق کیطرف رغبت سے غور کرنا اور امثال ناموافق کو نظرانداز
کرجانا اوسوقت زیادہ تر مضبوط ہوجاتا ہے کہ جب اوسکے ساتھ تنفر طبیعت اور تقلید
رسوم شامل ہوجاسے لوگ اون عورتون کے خراب عادات اور طریق عمل کو جو پڑھی
ہوئی ہوتی ہین نہایت شوق اور اعتبار سے دیکھتے اور سُنتے ہین اور اونکو اپنے دعوے
کے اثبات کے واسطے ایک عمدہ دلیل قرار دیتے ہین اور برخلاف اوسکے ہزارون ایسے
مثالین کہ جنسے پڑھی عورتون کی فضیلت اور صداقت اور نیکی اور وسعت خیالی اور پاکیزگی
اور شائستگی اور شرافت ثابت ہوتی ہے نظرانداز کرجاتے ہین ایسی مثالون اور زندہ
نظیرون پر اگر کبھی غور بھی کرتے ہین تو شاذ و نادر کہکر اپنے دعوی کو قائم رکھتے ہین
تعصب اور تنفر طبیعت اور رسمون کی تقلید یا خاص قسمتون کے مزاج بھی ایسی مثالون کے
مشاہدہ سے روکتے ہین عاشق اپنے معشوق مین بجز اچھائی اور بھلائی کے عیب

اور برائی کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا گو فی الحقیقت معشوق کی ذات بھی سے خالی نہیں ہوتی
مگر عاشق بباعث عشق اور محبت مفرط کے اوسکے عیبون کو بھی صواب سمجھتا ہے چونکہ
لوگون کو عورتون کی تعلیم سے ایک نفرت اور کراہت ہوگئی ہے اسواسطے پڑھی ہوئی
عورتون کی ایک اتفاقی اور ذراسی لغزش کو بھی ایک دلیل بنالیتے ہین مگر ان پڑھ عورتون
کی صدہا خرابیون اور کمزوریون کی طرف مطلقاً نظر نہین کرتے جس نظر سے خواندہ
عورتون کی ذراسی اور اتفاقی لغزش پر نکتہ چینی کرتی ہین اگر اوسی نظر سے ناخواندہ
عورتون کی خرابیون اور کمزوریون کو دیکھین تو خواندہ اور ناخواندہ عورتون کی حالت
مین آسانی سے تمیز ہوسکتی ہے ہم اس امر کا صداقت سے اقرار کرتے ہین کہ خواندہ عورتین
بھی بعض اوقات خراب اور کمزور خیال نکل آتی ہین مگر اس خرابی اور کمزوری کا باعث
علم کا حاصل کرنا نہین ہے بلکہ وہ بے ترتیبی ہے کہ جو علم کے پڑھانے مین جائز
اور روا رکھی جاتی ہے اگر اچھے اصولون اور معقول ترتیب کے ساتھ عورتون کو تعلیم دیجائے
تو کیون خرابیان پیدا ہون عورتین تو ذرا نازک اور کمزور مزاج ہوتی ہین اگر مردون
کو بے ترتیبی سے تعلیم دیجائے تو وہ خراب ہوجاتی ہین افسوس ہم اپنی غلطیون اور
لغزشون پر فکر اور غور نہین کرتے اور لے علم کو کوستی ہین جب ہم نیئو ہی مضبوط
اور پختہ نہین رکھتے تو اوسکی عمارت گرنے کا کیون افسوس کرتے ہین جس عمارت اور
مکان کے کمزور نیئو ہوگی وہ ضرور گر پڑیگا اگر ہمکو عمارتون اور مکانون کے گرنے کا
افسوس ہے تو نیئو کو پختہ اور مضبوط رکھنا چاہیے اگر معقول ترتیب سے عورتون کو
ضروری تعلیم دیجائے تو بلا شک وہ ہی فوائد ہاتھ آسکتے ہین جنکی بنیاد پہ تعلیم
دیجاتی ہے اور اوسی طرح پر عورتین مہذب اور لائق بن سکتی ہین کہ جس طرح مرد علم
حاصل کرکے بن جاتے ہین اور اگر برے اور کمزور اصولون پر تعلیم دیکر بہتری کی امید
اور توقع رکھین تو یہ ایک وہم باطل اور خیال فاسد ہے برے اصولون اور کمزور

قاعدون کی تاثیرین کبھی مفید اور اچھی ثابت نہین ہوئین علی ہذالقیاس اچھی اور مفید قاعدون کے نتیجے کبھی معیوب اور برے ثابت نہین ہوے۔

اوپر کی سطرون مین بالعموم عورتون کی تعلیم کی ضرورت کو بیان کیا گیا ہے اب ہم بالخصوص صغیرسن لڑکیان کی حالت کو ذکر کرکے اونکے والدین کو تعلیمی ضروریات کی پورا کرنے کی طرف [illegible] لاتے ہین ہمارے ملکی بھائیون کے صغیرسن اور خوردسال لڑکیان عام اس سے کہ وہ عرفاً شریف ہون یا رذیل اپنی اوس عمر اور عزیز اوقات کو جسمین وہ ہر ایک قسم کا کمال اور ہنر پیدا کرسکتے ہین اپنی والدین کی عدم توجہی اور لاپرواہی سے لہو ولعب مین برباد اور رایگان دیتے ہین ہمارے بھائیون کے خوردسال اور صغیرسن لڑکیون کے حصص زندگی مین کوئی ایسا وقت اور حصہ نہین آتا کہ جسمین اونکے والدین اونکو کسی ہنر اور کمال کے حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہون ان بیچاریون کی ساری عمر گوڑیون کے کھیلنے اور مصنوعی گھر بنانے مین ہی صرف ہوجاتی ہے حیف صد حیف انکے واسطے کوئی دن نہین چڑھتا کہ جس دن مین انکے والدین اور وارث انکو چرخہ کاتنے کے سواے کسی اور کام پر بھی متوجہ کرین ہم دیکھتے ہین کہ ہمارے ملکی بھائیون کے صغیرسن لڑکیان چشم بددور ذہین اور فہیم بھی ہوتی ہین اگر اونکو کسی علم اور فن کے حاصل کرنے پر لگایا جاوے تو وہ بہت جلدی اوس منزل کو طے کرسکتے ہین اور مردون کیطرح صاحب علم اور فن بن سکتے ہین مگر افسوس اونکی ذہانت اور عقل خداداد کا مادہ اونکے والدین کی لاپرواہی سے گوڑیون کے کھیل اور چرخہ کے اردگرد صرف ہوجاتا ہے اگر اونکو چرخہ کاتنا اور چکی پیسنا اور ہنڈیا کا پکانا آگیا تو سب کچھ آگیا ہمارے ملکی بھائیون کو ازبس ضرور اور مناسب ہے کہ اپنی چھوٹی چھوٹی لڑکیون کو جنکی عمر اور وقت حصول کمال کے واسطے ایک عمدہ وقت ہی تحصیل علوم اور فنون کی جانب مایل کرین اور اونکو مختصر طور پر ایسے ایسے دو چار فن سکھادین کہ جنسے

وہ اپنے وقت اور عمر کو عمدہ طرح سے بسر کرین اور تمکو دل سے دعائین دین مین یہ
نہین کہتا کہ تم اپنی لڑکیون کو عالمہ فاضلہ بناؤ مین تو یہ بک رہا ہون کہ حتی المقدور
کچھ علم ہی سکھاؤ اور ساتھ ہی اوسکے کوئی فن سکھاؤ جب ہمارے ملک مین مختصر
طور پر تحصیل علوم کا شوق پیدا ہو جائیگا تو پھر خود بخود بہتیرین عالمہ اور فاضلہ بننے کو
طیار ہو جاوینگی - اے بھائیو کیا ہندوستان مین کوئی بھی ایسی دستکاری نہین
ہے جسکو تمہاری لڑکیین اور تمہاری عورتین سیکہ سکین کیا کوئی بھی علم نہین ہے
جو تمہارے خورد سال لڑکیون کے حصہ مین رکھا گیا ہو - کیا تمہاری لڑکیون کو خدا نے
عقل نہین دی کیا نرے لاعقل ہی ہین - توبہ توبہ ہمارا کیا مقدور کہ بدیہات سے
انکار کرین کیون نہین ایک چھوڑکر ہزارون اور لاکھون فن ہین کہ جنکو صغیر سن
لڑکیین ایک عمدگی اور آسانگی سے حاصل کر سکتی ہین اونہین خدا نے عقل اور فہم کا
وہ بھی عطا کر رکھا ہے یہ ہماری ہی کج فہمی اور ہٹ دھرمی ہے کہ اپنی لڑکیون کو
علم پڑھانا اور فن سکھانا معیوب خیال کرتے ہین ورنہ قدرت نے ہر ایک طرح سے
اونکو تحصیل علوم اور فنون کے لایق پیدا کیا ہے جب ہمارے ملک کی لڑکیون کی
شادی ہو جاتی ہے تو بعد شادی کے اونکی حالت زار اس ڈھب اور نمونہ کے
بن جاتی ہے کہ دیکھ دیکھ کر رونا آتا ہے اور بدن پر رونگٹے کھڑے ہو تے ہین
سچ ہے کہ ایسی شادی اونکے حق مین وبال جان سے کم نہین ہوتی باعث اس
تکلیف اور مصیبت کا یہ ہوتا ہے کہ وہ لڑکیین باعث جاہل اور احمق ہونے کے
اپنے اصول زندگی کو اچھی طرح سے قابو مین نہین لاتین اور ادھر سے حضرات نوشہ
صاحب بھی چشم بد دور کھرے خاصہ شیخ چلے کے بھائی ہوتے ہین وہ سودائیون
کے ملنے سے خوب گرانبہا ہے اور دوسرے یہ کہ عموما ہمارے ملک کی لڑکیون کی
شادی چھوٹی عمر مین کیجاتی ہے یا یون کہو کہ والدہ کے پیٹ سے نکلتے ہی طرفین سے

یہہ کہ بوم اور بر زن کے وساطت سے کئی بہر یہ شادی غمی کا نمونہ ہو یا نہ ہو لڑکیان
بیچاری گھبرائین نہ تو اور کیا کرین اگر کوئی فن آتا ہو تو اوسی مین لگے ہین عالمہ ہوتو
تو کتابہی کا مطالعہ کرکے اپنا دل بہلائین مگر ادھر سے تو مطلع صاف پہر
نہ بیٹہین تو کیا کرین - جب ہمارے ملک کی لڑکیان اکیلی اور تنہا کسی گوشہ مین
بیٹہتی ہین تو یون نوحہ کرتی ہین وے آسمان تونے ہمارے اوپر کیون ظلم کیا تو
ہمکو طرح طرح کے مصایب اور نوایب کیون دکہارہا ہے کیا تجکو رحم نہین آتا ہمارے
جانین اور دل اتنی مصیبتون اور سختیون کی کیونکر برداشت کرسکتے ہین واجبین
مارتے ہین اور اونچا ہاتہہ کرکے آسمان کو بلبل ہند میر حسن کا شعر پڑھکر سناتے ہین
سے فلک تو نے اتنا ہنسایا نہ تہا ﴿ کہ جسکے عوض یون رولانے لگا ﴿ جب آسمان
صم بکم سے کوئی جواب نہین پاتین تو ناچار ہوکر زمین کی طرف دیکھکر کہتے ہین -
کہ اے زمین کیا تو ہماری نازک اور سخت حالت کو دیکھکر پہٹ نہین جاتی اے زمین
خدا کے لیے شق ہوجا کہ ہم تجہ مین سما جاوین اوران مصیبتون سے خلاصی پاوین
جب زمین بہی کوئی جواب نہین دیتی تو اپنے گرد اگرد دیوارون سے رو رو کر یون
کہتے ہین -- اے دیوارو ہماری سرون پر گرکر چور ہوجاؤ ہم ان سختیون اور مصیبتون
کو جو ہمارے نازک دلون اور جانون پر حملہ کررہے ہین برداشت نہین کرسکتین -
جب سب طرف سے عالم سکوت دیکہتے ہین اور کوئی مجیب نہین پاتین تو چشم پرآب
ہوکر اپنے خالق کی درگاہ مقدس مین یون گویا ہوتی ہین - کہ اے ہمارے خالق
اور اے ہمارے خدا دیکھہ ہمارے چہوٹے چہوٹے دلون اور جانون پر کیسی کیسی سختیان
ہی ہین کوئی نہین کہ ہمکو ان بلاؤن سے رہائی بخشے ہان ایک تو ہی ہے کہ ہمپر رحم
فرماوے -- اے ہمارے ملکی بہائیو کیا تمہارے کانون مین اپنی عزیز لڑکیون کے
نوحہ اور رونے کی آواز نہین آتی کہ تم انکی بہتری کا بندوبست نہین کرتے ہا ے

کیسے سخت دل اور بے رحم ہوا پنی لڑکیون پر بھی رحم نہین کرتے وہ دن مبارک ہوگا
کہ جب ہمارے ملک کی مبارک لڑکیین یورپین کی لڑکیون کیطرح زیور علوم اور البتہ فنون
پہنکر تہذیب اور شائستگی کی کرسی پر جلوس فرما ہونگی -

بعض لوگون کا قول ہے کہ لڑکون کی تعلیم اور تدریس سے تو والدین کو یہ فائدہ ہوا
کہ والدین کو اون سے بوڑھاپے مین کئی قسم کی مدد اور اعانت پہونچیگی اور اونسے ضروری
ضروری خدمات لین گے لڑکیون کی تعلیم سے والدین کو کیا فائدہ ہے جب اونکی شادی
بیاہ ہوجائیگا اپنے اپنے گھرون مین جا بسینگے اسے حضرات ذرا ادہر متوجہ ہوجیے اگر آپ
لوگون کا ہی قول مدلور نا جاوے تو پہر لازم آتا ہے کہ لڑکیون کو سب حقوق سے محروم
رکھا جاوے حالانکہ لڑکون کیطرح والدین کیطرف سے حقوق ادا ئی کیے جاتے ہین پہر
کیا وجہ ہے کہ ایک حق مین لڑکیون کو محروم کیا جاوے کیا قدرت نے فتوا ی لگا دیا ہے
کہ لڑکیین تحصیل علوم سے محروم رکھی جاوین یا قدرتی مفتی نے حکم دیدیا ہے کہ اناث
کو تہذیب اور شائستگی کی کچھ حاجت نہین والدین پر جیسا ذکور کا حق ہے ایسا ہی اناث
کا بلکہ ایک طرح پر اناث کا حق زیادہ ہے ذکور تو ہمیشہ والدین کے پاس ہی رہینگے اور
اونکے مال اور جائداد پر قابض اور متصرف ہونگے اور اناث نکاح کے بعد اپنے
شوہر اور سسرال کے گھر چلے جانے کی باعث سے والدین کی جائداد سے بالکل محروم
ہوجائینگے اگر والدین اپنی ہوتے اونکو شائستہ اور مہذب بنادینگے اور مفید مفید فنون
اور ہنر سکہاوین گے تو اناث کے حق مین یہی بڑی جائداد اور مال سمجھا جائیگا اور وہ
تمام عمر اپنی پیاری اور عزیز والدین کے دل سے ممنون اور شکور رہینگے —

جب لڑکے سات آٹھ سال کی ہو تو اوسکے واسطے کوئی نیکبخت اور شائستہ عورت بہم پہونچانے
چاہیے جو اوسکو مبادی علوم سے واقف اور ماہر کرے مگر چونکہ اس ملک مین عورات
مہذبہ اور معلمہ کا ملنا عنقا کا حکم رکھتا ہے اسلیے مناسب اور بہتر ہے کہ اگر لڑکے کی والدین

یا بجائی بند تعلیم یافتہ اور مہذب ہون تو وہی اپنے طور پر اوسکو تعلیم دین اور اگر یہ بھی
نہین ہے تو کوئی نیکبخت پرہیزگار عورت مقرر کرنا چاہیئے جو ایک شائستگی [illegible]
پڑھا سکے۔ لڑکیون کی تعلیم مین ایسی کتابین داخل کرنا لازم ہے جنکے مضـ
مطالب اخلاقی تعلیمات سے ملتے جلتے ہون اور جنمین فحش اور مغلظ الفا
مثل معراج المستورات اور مرآت العروس اور ہادی النسا اور مجالس النـ
پر لازم ہے کہ وہ لڑکون کیطرح لڑکیون کو بھی پرائیوٹ طور پر تربیت کرتے رہیں [illegible]
اونکو ایسے ایسے اخلاق اور اطوار کا پابند اور خوگیر بنا دین جنمین اونکو اپنی شائستگی
بنانے اور اپنی عصمت اور عفت قائم رکھنے کا شوق اور ولولہ پیدا ہو۔ معلمہ یا معلم
پر لازم ہے کہ جہان لڑکیان پڑھتی ہون اوس جگہہ مین کسی غیر آدمی کو دخل نہ دیوے اور
لڑکیون کو لڑکون کیطرح کھیل کود کی اجازت دینی چندان ضروری نہین ہے۔
جب لڑکیان مبادی علوم سے فراغت پائین تو اونکو مفید مفید علوم کے تحصیل پر لگا
چاہیئے جنمین اونکے عقول اور اذہان کو ترقی اور جلا ہو مگر ہر ایک علم مین یہی لحاظ رہے
کہ اوسمین کوئی بات اخلاق اور تہذیب کے خلاف نہو [illegible] جب مستعملات ضروری ضرور
علوم سے فراغت پا چکین تو اونکو کسب فنون کیطرف لگانا لازم ہے لاکن لڑکیون کو
وہ فنون سکھانے چاہئین جو فی زمانہ مروج اور موزون ہون ہمارے ملک مین اناث
جو جو فنون اور ہنر سکھائے جاتے ہین اون سبکا آخری ہنر چرخہ اور چکی ہے اصل مین
پوچھو تو یہ دونون ہنر بہائم کے ہنرون مین سے ہین۔ آٹا پیسنا اور سوت کاتنے کا کام
یورپ مین کلون سے لیتے ہین اور ہمارے ملک مین عورتون سے مخصوص ہے فنون اور
ہنرون کے سیکھنے کا تبھی مزا اور فائدہ ہے کہ جب اون ہنرون اور فنون کے نتائج
اور تاثیرات خاطرخواہ پیدا ہوتے ہون اور جنکے اہل زمانہ قدر و منزلت کرتے ہون
چکی اور چرخہ کچھ ہنرون مین سے ہنر نہین ہین یہ آخری ہنر کی مزدوری اور محنت ہے

ن کرسکتا ہون کہ اگر کوئی انڈین عورت کچھ علم پڑھ جاتی ہوگی تو وہ ضرور ان اپنی
ہنروں سے متنفر ہو جاتی ہوگی سوزن کاری اور چکن کا ہنر اگرچہ اب بھی ہندوستان
ین میں پایا جاتا ہے مگر تنزل کی حالت میں ہی ابتک اسمین کسیطرح کی ترقی اور رونق
وسکو غیر ملک کے لوگ پسند کرتے ہین میرے نزدیک اگر اسی ہنر کو تحصیل علم کے بعد
وستان کی لڑکیون کو سکھایا جاوے تو بہت رونق پکڑ سکتا ہے جب سے شہر
ن لیڈی ہوبرٹ صاحبہ نے ہندوستانی لڑکیون کے واسطے اس مفید ہنر کو
ر ترقی دی ہے اوسدم سے ہندوستان کی لڑکیون نے اس فن مین نام پیدا
پیدا کی ہے چنانچہ اونکے ہاتھون کے نکالے ہوئے رومال لندن اور برلن تک
ئے ہین اور جنکی تعریف کیگئی ہے ہندوستانی عورات مین اکتساب فضول کا مادہ
ہے اور وہ ہر ایک طرح سے اپنے آپ کو شائستہ اور تعلیم یافتہ بنا سکتے ہین مگر
یہ ہے کہ اونکا مفید اور مفیض باتون کی تحصیل اور اکتساب مین لگانا ابھی نہیں جانتی
ستانی لوگون کی ایک ستمرہ عادت ہے کہ اپنی بہو لڑکیون کو اپنے گھر کی خبرداری
ت اور باہر نہین کرتے وہ خیال کئے ہوئے ہین کہ اگر ہم اپنی لڑکیان کو خانگی
ت کے انصرام مین متوجہ کرینگے تو اس سے ہماری برادری ہمکو سطعون بنائیگی وہ
ہین کہ اگر ہم لڑکیون کو کھانا پکانا وغیرہ سکھائینگے تو بدنام ہوجاینگے مگر لوگونکی
غلطی ہے لڑکیون کو کھانا پکانا سکھانا عیب اور طعنہ کی بات نہین تاریخ سے
ہوتا ہے کہ بڑے بڑے امیرون اور بادشاہون کی عورتین کھانا پکانے مین استاد
انسان کے حیاتی حصص ایک ہی حالت اور صورت پر قائم نہین رہتے زمانہ کی اولٹ
سے کچھکا کچھ ہوجاتا ہے فرض کرو کہ اگر کسی امیر پر زمانہ نے ہاتھ صفا کیا تو اس
ہین اگر اوسکو اور اوسکی عورت کو کھانا پکانے تک بھی نہ آتا ہوگا تو اوسکی عزیز
لو کیا کچھ گزند پہونچیگا ہندوستان کے امیر اور دولتمند لوگون کا مقولہ ہے کہ ہماری

لڑکیان اور عورتین کس غرض کے اصول کے واسطے ہنر اور فن سیکھین خدا نے سب کچھ دیا ہے لونڈیان خواصین سب کچھ کر سکتی ہین اگر کسی چیز کی ضرورت پڑیگی قیمتاً بازار سے منگوالینگے امیران ہندوستان کا یہ خیال نہایت کمزور اور لغو خیال ہے ہنر اور فن اور علوم عورات کو اسواسطے نہین سکھلائے جاتے کہ وہ محتاج اور کنگال ہین اکتساب فنون اور تحصیل علوم سے صرف اتنی ہی غرض ہے کہ اونکے خیالات مہذب اور شائستہ ہوجاوین اور مشکل اوقات پر اونکو فنون اور علوم سے اعانت اور مدد پہونچے نصیر الدین جو ایک بڑا اولی العزم بادشاہ ہوچکا ہے اوسکی عورت علاوہ عالم ہونے کے فنون اور ہنرون مین کامل دستگاہ رکہتی تھی کھانا خوب پکاتے تھی ہماری حضور عالیہ وکٹوریا قیصر ہند کو اونکی والدہ ماجدہ ڈچس آف کنٹ نے چھوٹی عمر مین اپنے شوہر کے انتقال کے بعد اچھے طور پر پڑھایا سکھایا اور سب سے پہلے اپنی خانگی ضروریات اور انتظامات سے آگاہ کیا تاکہ زمانہ کے انقلاب مین کوئی دقت اور مشکل پیش نہ آوے ملکی لوگون کو لازم ہے کہ زمانہ کے انقلاب اور کج رفتاریون پر دھیان کر کر اپنی عزیز لڑکیون کو خانگی ضروریات سے ضرور واقف اور آگاہ کر دیا کرین لڑکیون کے حق مین یہ طرز عمل نہایت مفید اور مفیض ہے یہ نہین کہ اس طرز عمل سے خاصۃً عورتون کو فائدہ ہو اگر ہم غور سے دیکھینگے تو اقرار کرنا پڑیگا کہ اس سے مردون کو بھی سہولت اور آرام اور آسائش ہوتی ہے وہ مرد کہ جسکی عورت پرایوٹ انتظامات مین کاہل اور ناکامل ہے کبھی خوشی اور آرام سے زندگی بسر نہین کر سکتا اگرچہ وہ اپنے گھر سے صدہا میل پر بیٹھا ہو مگر تب بھی اوسکے دلمین شب و روز اپنی عورت کی بے اعتدالیون اور ناقص کارروائیون کا کھٹکا لگا ہی رہتا ہوگا برخلاف اسکے وہ مرد کہ جسکی عورت پرائیوٹ ضروریات کے انصرام مین برجستہ اور کامل ہو نہایت آرام اور راحت مین رہتا ہے اگرچہ اپنے گھر سے صدہا کوس پر ہو اوسکے دلمین کسیطرح کا کھٹکا اور خوف نہین ہوگا۔ والدین

لازم ہے کہ لڑکیون کو ابتداء عمر مین ہی کفایت شعاری سے مانوس اور مرغوب بنادین
اگر لڑکیان ابتدا سے ہی کفایت شعاری کی خوگیر اور عادی ہوجاینگی تو اپنی اختیاری
زمانہ مین نہایت خوش اسلوبی اور آرام سے رہینگی اور انکی پرائیوٹ کامون کی گاڑیان
ٹھیک ٹھیک رفتار پر چلا کرینگی - والدین پر لازم ہے کہ اپنی لڑکیون سے ایسی عورتون
اور لڑکیون کو دور رکھین جنکی عادات اور اخلاق مذموم اور معیوب ہون کیونکہ اگر لڑکیون
کو ایسی لڑکیون اور عورات سے مانوس رکھا جائیگا تو اونکے پاکیزہ طبائع مین اپنے
ہم صحبتون کیطرح بد عادات گھر کر جائینگی یہ بات تجربہ سے حاصل ہوچکی ہے کہ عورات
کی طبائع نہایت ملون ہوتے ہین اونکے دلون پر ہم جلیسون اور ہم عمرون کی باتین
بڑی جلدی سے موثر ہوتی ہین والدین کو ہر ایک امر مین حکیمانہ نگرانی رکھنی چاہیئے
ہندوستانی لوگ لڑکیون کے پیدا ہونے سے بہت ناخوش ہوتے ہین اسیواسطے
پہلے زمانہ کے لوگ باوجود عقیل اور دانا ہونے کے لڑکیون کو پیدا ہوتے ہی گلا گھونٹ
کر مار ڈالتے تھے (دخترکشی کی رسم اگرچہ پہلے دنون مین ملک پنجاب مین بڑی کثرت سے
تھی مگر اب بالکل نیست و نابود ہوگئی ہے یہ قانون کا طفیل ہے) ابھی ہندوستانی
اگرچہ لڑکیون کو جان سے تو نہین مارتے مگر تب بھی بعض بعض لوگ لڑکیون کی پرورش
اور تربیت سے نفرت کرتے ہین اور اونکو بہ نسبت لڑکون کے کم چاہتے ہین ایسے
سخت دل لوگون کی لڑکیون کی زندگی بہائم اور حیوانات کیطرح بسر ہوتی ہے وہ لوگ
جو ایسی نکمے اور بودے خیالات مین مبتلا ہین اونکو جاننا چاہیے کہ خداوند کریم کبھی
اس مکروہ فعل سے خوش اور راضی نہین ہے قانون قدرت سے جیسا لڑکون کو
والدین پر عمدہ پرورش اور معقول تربیت کی ڈگری حاصل ہے ایسا ہی لڑکیون کو
لڑکیون نے کون سے گناہ اور قصور کیا ہے جسکے بدلے اون بیچاریون سے نفرت
اور کراہت کیجاتی ہے بیشک اوس روز کہ جب ہر ایک آدمی کا اعمال نامہ کھولا جاویگا

اور جسدن ایسے سخت دل لوگون سے لڑکیون کی بابت ان الفاظ سے سوال ہوگا کہ (بِاَیِّ ذَنۡبٍ قُتِلَتۡ) ان مظالم اور زیادتیون کی سزائین ملینگی۔ والدین پر لازم کیا الزم اور انسب ہی کہ وہ لڑکون اور لڑکیون کو ایک ہی نظر سے دیکھین اور لڑکون کیطرح اونکی تربیت اور تعلیم مین ساعی رہین ـــ سطور بالا مین لڑکون اور لڑکیون کی تعلیم اور تربیت کا بالاختصار ذکر ہولیا ہے اگرچہ مناسب تھا کہ جدا گانہ دونون نمبرون مین تعلیم کے تعلقات شادی وغیرہ کا ذکر کیا جاتا مگر چونکہ مناکحت مین ذکور اور اناث دونون شامل ہین اس لحاظ سے تیسرے نمبر مین دونون کا بالاشتمال ذکر کیا جاتا ہی۔

نمبر سوم

جب ہم انسان کے طبعی خاصون پر نظر کرتے ہین تو ہمین معلوم ہوتا ہی کہ مرد کو بالطبع عورت کی طرف میلان اور رغبت ہی اور علی ہذا القیاس عورت کو مرد کی طرف یہ میلان اور رغبت کسی خاص حصہ یا کسی خاص ملک کے لوگون اور خاص قسم کے مزاج اور حالت والون سے ہی مخصوص نہین ہے بالعموم ہر ایک آدمی مین (خواہ وہ کسی ملک اور قوم اور کسی حالت اور مزاج کا ہو) پائی جاتی ہے ـ بزرگون اور حکیم منش اور فلاسفرون کی ذات مین بھی یہ خاصہ پایا جاتا ہے اور عام لوگون اور جاہل آدمیون مین بھی موجود ہوتا ہے اگرچہ بعض لوگ اس خاصہ کے استعمال اور اظہار سے پرہیز کرتے اور حتی المقدور بچتے ہین اور بسا اوقات اونکے پرہیز اور احتراز کا حال اور یا اثر بھی نظر آتا ہی مگر اس سے ہم یہ نتیجہ نہین نکال سکتے کہ انسانون کے بعض افراد اس خاصہ سے خالی اور پاک صاف ہین ایک خاصہ کا بالطبع انسانون مین پایا جانا اور بات ہی اور اوس سے احتراز کرنا اور بچنا اور صورت ہے ـ ہم کہتے ہین کہ اگر یہ خاصہ بعض لوگون کی طبیعتون مین موجود ہی نہین ہوتا تو پھر وہ اس سے اپنے آپ کو بچاتے کیون ہین جو خاصہ اونکی طبیعتون مین موجود نہین اوس سے بچنا اور ڈرنا فضول ہے ایسے لوگون کی نسبت اور لوگ یہ کہا کرتے ہین کہ

کہ انھون نے اس خاصہ کو اپنے قابو مین رکھا ہوا ہے جب اونکی طبیعتون مین اس خاصہ کا نام و نشان نہین رہتا تو پھر یہ کیون کہا جاتا ہے کہ وہ اس خاصہ کو اپنے قابو مین رکھتے ہین - قابو مین وہ ہی شے رکھی جاتی ہے جو موجود ہو جو شی موجود نہو اوسکو قابو مین کیا رکھنا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ خاصہ طبعی نہین ہوتا بلکہ کسبی اور جو خاصے کسبی ہوتے ہین اونسے بھی انسانون کو بطور حفظ ما تقدم بچنا چاہیے اسواسطے انسانون مین سے بعض انسان اونسے پرہیز اور احتراز کرتے ہین ہم کہتے ہین کہ یہ قول درست اور ٹھیک نہین ہے خاصہ مذکور بلا شک طبعی اور فطرتی ہے طبعی خاصے دو قسم پر ہوتے ہین ایک خاص اور ایک عام - خاص تو وہ ہین کہ سارے انسانون مین یکسان طور پر نہین پائی جاتی جیسے طبّاع اور ذہین ہونا بھی انسان کا ایک طبعی خاصہ ہے مگر یہ خاصہ سارے انسانون مین یکسان طور پر نہین پایا جاتا کوئی زیادہ ذہین اور طباع ہوتا ہے اور کوئی کم اور کوئی اوس سے بھی کم - عام خاصے وہ ہین جو یکسان طور پر سارے انسانون مین پائے جاتے ہین جیسے بولنا انسان کا ایک طبعی خاصہ ہے اور یکسان طور پر سارے انسانون مین پایا جاتا ہے - ہنسنا انسان کا ایک طبعی خاصہ ہے اور یکسان طور پر سارے انسانون مین پایا جاتا ہے انہین خاصون کیطرح مرد کا عورت کی طرف اور عورت کا مرد کیطرف میل اور رغبت کرنا ایک عام خاصہ ہی سارے انسانون مین یکسان طور پر پایا جاتا ہے البتہ اسمین کچھ شک نہین کہ بعض انسان اس عام خاصہ کو مضبوطی سے روک لیتے اور اسکے استعمال اور اظہار سے کلی طور پر پرہیز اور احتراز کرتے ہین سو یہ ایک دوسری صورت ہی اس سے خاصہ مذکور کے وجود طبعی کے نفی نہین ہوسکتے فی الحقیقت ایک شی کا پایا جانا اور ہونا اور بات ہی اور اوسکے اظہار اور استعمال کو روک دینا اور صورت ہے - اس بات کو مان لیا گیا ہے کہ حرارت زیادہ ہوتی ہوتے آخرکار پانی کی بھاپ بن جاتی ہے - اور یہ کہ برف گرم ہوتی ہوتے جب ۳۲ درجے

حرارت پر پہونچ جاتی ہے تو اوسکا پھر پانی بننے لگتا ہے - پانی کا خاصہ ہے کہ بہت گرم کرنے سے بھاپ بن جاتی ہے اور علی ہذالقیاس برف کا خاصہ ہے کہ ۳۲ درجے کی حرارت پر پہونچ کر پانی بنئے لگتی ہے اگر کوئی شخص پانی کو بہت گرم نہ کرے اور یا برف کو ۳۲ درجہ کی حرارت پر نہ پہونچائے اور اس سبب سے پانی بھاپ نہ بنے اور برف پانی نہ بنے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ پانی مین بھاپ بننے اور برف مین ۳۲ درجے کی حرارت پہونچ کر پانی بننے کی قوت اور خاصہ موجود نہین ہے پانی مین بھاپ بنتے اور برف مین پانی بننے کی قوت اور خاصہ تو موجود ہے مگر اوسکی اظہار کو روک دیا گیا ہے جو علحدہ بات ہے جس سے پانی اور برف کی قوت اور خاصہ مذکور کی نفی نہین ہوسکتی جب یہ بات مسلم اور ثابت ہے کہ بالطبع مرد کو عورت کی طرف اور عورت کو مرد کی طرف رغبت اور میلان ہے اور کوئی انسان اس خواہش سے خالی نہین تو اب ہم اس بات کو جتلانا چاہتے ہین کہ یہ طبعی خاصہ کس طور پر استعمال مین آسکتا ہے جیسے ہم اس خاصہ کے طبعی ہونے کے قائل ہین ایسی ہی ہمکو اس بات کا اقرار ہے کہ اس خاصہ کے اظہار اور عمل مین لانے کے بہت سے طریق اور اصول ہین جنمین سے بعض طریق اور اصول تو معقول اور فائدہ بخش اور عمدہ ہین اور بعض غیر معقول اور نقصان رسان اور مضر ہین ان اصولون اور طریقون مین سے بعض اصول اور طریقے تو قوم یا ملک کی رسمون کی بنیاد پر موضوع ہین اور بعض اصولون اور طریقون مین مذہبی اور اعتقادی باتین اور شرائط اور پابندیان ملی جلی ہین چونکہ ان اصولون اور طریقون مین قومی ملکی اور مذہبی قیدین اور رسمین اور پابندیان مل جل گئی ہین اسواسطے ایک ملک قوم فرقہ اور مذہب والے کے اصول اور طریقے ہر ایک بات مین مکر اور مقابلہ نہین کہا سکتے کچھ نہ کچھ فرق رہجاتا ہے البتہ بعض اصول اور طریقے ایسے ہین کہ جو عام طور پر ہر ایک قوم اور ملک مین پائے جاتے مگر چونکہ اونپر خاصہ مذکور کی استعمال

اور عمل مین لانے کا کلی مدار اور انحصار نہین ہے اسواسطے اونکی مطابقت کو ایک
ایک خاص اور جزوی مطابقت کہا جاتا ہے جس رغبت اور میلان کو ہمنے اوپر کے
جملون مین طبعی خاصہ قرار دیکر بیان کیا ہے اسکو دنیا مین بالعموم دو طرح پر استعمال
کیا جاتا ہے ایک شرع یا قانون کی حمایت مین اور دوسرے شرع یا قانون کی حمایت سے
باہر ہوکر پہلی قسم کو عقد یا شادی یا نکاح یا جائز میلان اور رغبت کہتے ہین۔ اور دوسرے
قسم کا نام زنا کاری یا ناجائز میلان اور رغبت ہے دوسری قسم مین تمام کنبے اور
والدین اور دیگر اقربا اور عزیزون اور قانون یا شرع کی رضامندی نہین ہوتی اور نہ اور
عزیز و اقربا وغیرہ اس رغبت اور میلان کو اچھا اور جائز سمجھتے ہین پہلی صورت مین
مرد اور عورت کی طبعی میلان اور رغبت کے ساتھ شرع اور قانون اور دیگر متعلقین کی
رضامندی اور اجازت شامل ہوتی ہے دونون صورتون مین جانبین کی رغبت اور
میلان پایا جاتا ہے پہلی صورت مین میلان اور رغبت کو جائز طور پر اور قانون قدرت
کے موافق استعمال کیا جاتا ہے اور دوسری قسم مین ناجائز طور پر ظاہر کیا جاتا ہے اگر یہ
کہا جاسے کہ ناجائز رغبت اور میلان کے بہت سے لوگ اور عزیز و اقربا اجازت
دیدیتے ہین جیسے کنچنیون کے والدین اور وارث اسکا یہ جواب ہے کہ گو اس ذلیل
فرقون کے لوگ اپنے لڑکیون کو ناجائز رغبت اور میلان کی اجازت دیدیتے ہین مگر
اس اجازت دینے پر دل سے راضی اور خوش وہ بھی نہین ہوتے بیحیائی کے تقاضا
سے اگر یہ اپنی لڑکیون کو ناجائز میلان اور رغبت کی اجازت دیدیتے ہین مگر دل
مین ہمیشہ کڑھتے رہتے ہین یہ لوگ ایک قسم کی غلطی مین پڑجاتے ہین اور جب غلطی
پڑجاتی ہے تو ایسے لوگون پر اوسکا دور کرنا دشوار اور مشکل ہوجاتا ہے
اس فرقہ کے لوگ اپنی بہوؤن یعنے اپنے لڑکون کی منکوحہ عورتون کو
پردہ نہین رکھتے ہین اور اونکے عصمت اور عفت کے واجبی طور پر

نگرانی اور حفاظت کرتے ہین اور اپنے لڑکون کو جائز طور پر قانون یا شرع کی حمایت
مین لاکر بہاتے ہین اس طریق عمل سے استدلال کیا جا سکتا ہے کہ ان لوگون کو
بھی جائز میلان اور رغبت منظور ہے جس رغبت اور میلان کے ساتھ قانون یا شرع
اور لوگون کی رضامندی اور اجازت نہین ہوتی وہ انسان کی طبعی جذبون اور
قانون قدرت کی بھی موافق نہین ہوتا - انسان کی طبیعت مین یہ خیال فطرتاً
پایا جاتا ہے کہ لوگ اوسکی حالت اور اعتبار پر اعتراض اور نکتہ چینی نکرین اور اوسکی
ذات مین کوئی عیب نہ نکالین انسان طبعاً چاہتا ہے کہ اور لوگ مجھے نیک کہین
اور میری تعریف کرین ناجائز رغبت اور میلان مین انسان کی اس طبعی خاصہ کو کمزوری
حاصل ہوکر نقصان پہونچتا ہے اور بجائے نیک کہنے اور تعریف کرنے کے لوگ اوسکی
بدنامی کرتے ہین اس سے یہ ثابت ہوا کہ ناجائز میلان اور رغبت ایک قدرتی خاصہ
کے مخالف ہے اور جو شے یا حالت قدرتی خاصون کے مخالف ہو وہ قانون قدرت
کے مخالف ہوتی ہے جب کسی شخص کیطرف سے کسی دوسرے شخص کے مقابلہ مین اس قسم کا
ناجائز میلان اور رغبت ظاہر ہوتی ہے تو اوس وقت بالعموم جانبین کے لواحقین
اور متعلقین کے دلون مین (اگرچہ وہ بھی اپنی زندگی مین ایسے ناجائز میلان
اور رغبت کے مرتکب ہوچکے ہون) ایک قسم کی نارضامندی اور کراہت ونفرت
پیدا ہوجاتی ہے بعض دفعہ تو یہ ناجائز میلان ورغبت کشت وخون کا باعث
بن جاتی ہے حدوث کراہت اور ظہور نفرت سے ہم خیال کرسکتے ہین کہ ایسا میلان
اور رغبت انسان کی طبعی خواہشون اور جذبون کے خلاف ہے انسان طبعاً یہ
چاہتا ہے کہ ایسا نہو جب اس قسم کا میلان اور رغبت انسان کی طبعی خواہشون
اور جذبون کے خلاف ہوئی تو ماننا پڑتا ہے کہ ناجائز میلان اور رغبت قانون
قدرت کے موافق نہین ہے اسکے مقابل مین اگر ہم دوسرے قسم کی رغبت اور

میلان کے آثار کو دیکھیں تو ثابت ہوتا ہے کہ عموماً انسانی خواہشیں اور جذبات
اوسکو پسند کرتی ہین اونکی بابت کسی قسم کی نفرت اور کراہت ظاہر نہین کیجاتی اگر یہ
کہا جائے کہ انسان میلان اور رغبت کے پہلی قسم کو اسواسطے پسند کرتا ہے کہ اوسکو
بالعموم تمام انسان تسلیم کرچکے ہین اور دوسری قسم کو اسواسطے ناپسند کرتا ہے کہ اوسکو
تمام انسان تسلیم نہین کرتے اگر پہلی قسم کی طرح اس متروک قسم کو بھی انسانی جماعتین
تسلیم کرلین تو پھر اوسکو بھی پہلی قسم کی طرح قبول کیا جاسکتا ہے اس خدشہ کا
ہم یون جواب دیتے ہین کہ انسانی جماعتون نے پہلی قسم کے میلان اور رغبت کو
منظور اور تسلیم اور دوسرے قسم کی میلان اور رغبت کو نامنظور کیا ہے اسواسطے
ہے کہ ایک طبع کی خواہشون اور جذبون کے موافق ہے اور دوسرا ناموافق ایک کے
ساتھ قانون قدرت موافقت رکھتا ہے اور دوسرے سے ناموافقت - جو میلان
اور رغبت ناجائز اور قانون قدرت اور انسانی خواہشون اور جذبات کی مخالف ہے
اوسکی بابت تو ہم اس کتاب کے کسی دوسرے نمبر مین بحث کرینگے اس موقعہ پہ
صرف جائز اور قانون قدرت اور انسانی خواہشون اور جذبات کے موافق رغبت
اور میلان کی نسبت بیان کرتے ہین جس میلان اور رغبت کو ہم قانون قدرت اور
انسانی خواہشون اور جذبات کے موافق اور جائز قرار دیتے ہین اوسکے اصول
اور طریق بھی آپسمین مختلف اور متفاوت ہین یہ اختلاف اور تفاوت کچھ تو مذہب
کی پابندیون کی رو سے ہے اور کچھ قومی یا ملکی رسمون کے اعتبار سے - جو اختلاف اور تفاوت
مذہب کی پابندیون کی رو سے ہے وہ ایک ایسا اختلاف اور تفاوت ہے کہ
میلان اور رغبت مذکور کی حالت کو چندان متغیر نہین بناتا اور نہ کوئی بڑی تبدیل
کرتا ہے البتہ جو اختلاف اور تفاوت قومی یا ملکی رسمون کے اعتبار سے ہے اوس سے
میلان اور رغبت مذکور کی حالت مین بہت کچھ تبدیلی واقع ہوتی ہے اور وہ تبدیلی

اوس سیلان اور رغبت کو بجاے مفید بنانے کے مضر اور نقصان رسان بنادیتی ہے ایشیائک قومون مین اس رغبت اور سیلان کی بابت اکثر اس قسم کی باتین اور اصول پائے جاتے ہین کہ جو تجربہ سے نقصان رسان اور غیر مفید ثابت ہوے ہین قدرت نے اس عمدہ سیلان اور جائز رغبت سے جو فائدہ سوچا تھا وہ اون اصولون سے بالکل کمزور یا دور ہوجاتا ہے اور اوسکا اثر قریب ناجائز سیلان اور رغبت کے جارہتا ہے ہم اون باتون اور اصولون مین سے صرف چند باتون اور اصولون کو پیش کرتے ہین اور جتلاتے ہین کہ اونکو کس طرح پر کام مین لایا جاتا ہے اور کیونکر کام مین لانا چاہیئے ۔

جب مرد اور عورت کا جائز طور پر یعنے عام رضامندی اور شرع یا قانون کی حمایت مین سیلان اور رغبت ہوتی ہے تو اوسوقت اوسکو شادی یا عقد یا نکاح کے نام سے موسوم کرتے ہین شادی نام ایک عہد کا ہے جسمین یا تو بالکل مصالحہ دنیوی ہوتے ہین یا کچھ دنیوی اور کچھ دینی ایشیائک قومون مین اس ضروری عہد کو اسطور پر باندھا جاتا ہے کہ اوس سے بجاے حصول فوائد اور آسائش و آرام کی طرح طرح کے نقصانات اور قسم قسم کے مصیبتون اور بدنامیون کا متحمل ہونا پڑتا ہے ۔ اس عہد کے باندھنے مین اگرچہ غلطیان تو بہت کیجاتی ہین مگر ہم چند غلطیون کو بالاختصار نمبروار بیان کرتے ہین ۔

پہلی غلطی

اوپر کی سطرون مین ہم اس امر کو بالتفصیل بیان کرآئے ہین کہ مرد کا عورت کی طرف اور عورت کا مرد کی جانب رغبت اور میل کرنا ایک قدرتی یا طبعی امر ہے بلحاظ اس امر کے کہ مرد عورت کا دوطرفہ سیلان و رغبت ایک طبعی خاصہ ہے لازم اور ضروری تو یہ تھا کہ اس رغبت اور سیلان کو مرد اور عورت شرع یا قانون یا عام

رضامندی اور اجازت کی حمایت مین آکر اپنی رضامندی اور خوشی سے ظاہر کرتے اور دوسرے لوگون کو صرف اسیقدر تصرف اور دخل ہوتا کہ مرد اور عورت اوس رغبت اور میلان کو ناجائز طور پر نہ ظاہر کرین ایشیاٹک قومون مین بجاسے اس معقول اور عمدہ اصول کے یہ رسم پڑ گئی ہی کہ والدین پر اس میلان اور رغبت کا انجام دینا یا پورا کرنا فرض اور واجب سمجھا جاتا ہے والدین خیال کرتے ہین کہ اگر ہمنے اس رسوم کو اپنے جیتے جی پورا نہ کیا تو ملک و قوم ہمکو برا اور نالائق خیال کریگی - چونکہ والدین اپنے خیال مین اپنے بچون کی شادی کرنے کو ملکی یا قومی رسم کے بموجب فرض اور واجب جانتے ہین اسلیے اوس فرض کے پورا کرنے کے واسطے یہ طریق اختیار کرتے ہین کہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچون کو ہی بیاہ دیتے ہین والدین تو اپنے خیال مین نتھے بچون کو بیاہ کر سرخرو ہو جاتے ہین مگر اصل مین دیکھو تو نہ وہ آپ سرخرو ہوتے ہین اور نہ اونکے بچون کو اوس سرخروئی سے کوئی فائدہ پہونچتا ہے - جب چھوٹی عمر مین بچون کی شادی کر دی جاتی ہے تو وہ شادی اونکے حق مین ایک سخت پابندی اور بیوقت بوجھ کا اثر پیدا کرتی ہے غریب بچے اوس بوجھ کے تلے ایسے دبے جاتے ہین کہ پھر ساری عمر اونکو ہوش نہین لینے پاتے جس زمانہ مین اونکو دولھن یا دولھہ بنایا جاتا ہے وہ زمانہ اونکی ترقی حاصل کرنے اور لایق بننے کا ہوتا ہے - جب اونکا بیاہ کیا جاتا ہے تو وہ ایک بیوقت بوجھ کے تلے دب کر ترقی حاصل کرنے اور لایق بننے سے رہ جاتے ہین اور سمجھ لیتے ہین کہ دنیا مین زندگی بسر کرنے کا اصلی طریق بیاہ کر لینا ہے اونکی طبیعتون مین گو ترقی حاصل کرنے اور لائق بننے کا مادہ موجود ہوتا ہے مگر چونکہ اونکو ہوش سنبھالتے ہی وہ کوچہ دکھایا جاتا ہے کہ جو ایک تجربہ کار بنکر دیکھنا چاہیے اسواسطے اونکی طبیعتین پژمردہ اور کاہل و سست ہو کر ترقی حاصل کرنے اور لائق بننے سے رہجاتے ہین - ترقی حاصل کرنے اور لایق بننے کے واسطے طبیعتون کا صاف

اور چست و چالاک ہونا ضروری اور لازمی ہے اور چھوٹی عمر مین بیاہ کرنے سے طبیعت
کی صفائی اور چستی بالکل اوٹھ جاتی ہے جن بچون کے چھوٹی عمر مین شادی کردیجاتی ہے
جب وہ کچھ ہوش سنبھالتے ہین تو اونکو دنیا مین آسایش اور آرام سے زندگی بسر
کرنا مشکل ہوجاتا ہے ایک تو اسوجہ سے کہ بے ہنر یا ناتعلیم یافتہ ہونے کے سبب وسائل
معاش اور معاش کے پیدا کرنے سے محروم اور عاری ہوتے ہین اور ایک اسوجہ سے
کہ مرد کا عورت کے ساتھ اتفاق اور محبت نہین ہوتی اور عورت کا مرد سے اتفاق
نہین ہوتا دونون مرد عورت گھر مین غیرون کیطرح رہتے سہتے ہین نہ مرد کو خانہ داری
کے اصول یاد ہوتے ہین اور نہ عورت کو عورتکے نہ طرائق حسن معاشرت سے واقف ہوتی
ہے اور نہ مرد۔ وحشیون کیطرح ایک مجبو پڑے ہین زندگی کے دن کاٹتے ہین مرد کا عورت
کے ساتھ اور عورت کا مرد کے ساتھ جائز میلان اور رغبت کے وسیلہ سے متفق ہوکر
رہنا اوسی صورت مین مفید ثابت ہوتا ہے کہ جب مرد اور عورت دونون کی ذاتی حالت
اچھی اور مضبوط ہو۔ جب مرد اور عورت کی شادی کردیجاتی ہے تو اونکو گھر والے کہتے
ہین گھر کے چلانے کے واسطے لازم ہے کہ مرد اور عورت دونون کے اخلاق اور طبیعتین اور
حالات اور خیالات صاف اور اچھے اور نیک اور مضبوط ہون انسان کی طبیعت مضبوطی
نیکی صفائی سخاوت اور لیاقت کے مرکز پر اوسی صورت مین قائم ہوتی ہے کہ جب
ابتداء عمر مین ہی اوسکی درستی اور اصلاح شروع ہوجاوے جب انسان اور مشکلات
مین پھنس گیا تو پھر اوسکی طبیعت کا درستی اور اصلاح پر آنا ناممکن ہوجاتا ہے اگر ہم
ایک ہری ٹہنی کو خشک ہونے دین تو اوسمین جو مڑ جانے کی طاقت پائی جاتی ہے وہ
خشک ہونے سے مفقود اور معدوم ہوجائیگی اور پھر اوسکا موڑنا مشکل ہوجائیگا بچون
کی طبیعتین بیشک جلالی اور ذہین ہوتی ہین مگر بچپن کی شادی اونکی جلالی اور ذہانت
کو گھن کیطرح کہا جاتی ہے۔ علم طب کی روسے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ اگر مرد اور عورت

چھوٹی عمر مین ہی بیاہے جاوین اور ایک دوسرے سے مخصوص ملنا جلنا کرین تو اونکے دماغی اور دلی طاقتین بہت سست اور کمزور ہوجاتی ہین اونکے ذہن خراب اور اونکے عقلین بھدی اور اونکے خیالات کمزور اور ناقص نکلتے ہین جب اونکے ہان اولاد ہوتے ہے تو وہ بھی تپلے دبلے اور کمزور ہوتی ہے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہندوستان کے موجودہ نسلون کو دیکھو کہ کیسی سست الوجود اور کاہل اور کمزور اور دُبلی پتلی ہوتے ہین اس سستی اور کمزوری اور لاغری کا باعث بچپن کی شادی ہی ہے ہندوستان کے جن اضلاع مین جوانی کی حالت مین شادی کرتے ہین وہانکی نسلین خوب زورآور اور مضبوط ہوتی ہین پشاور اور چھچھ اور راولپنڈی اور دیرہ جات کے اضلاع متعلقہ پنجاب مین لوگ ہندوستان کے اور ضلعون کی نسبت اپنی اولاد کو جوان کرکے بیاہتے ہین وہان کی نسلین بہ نسبت اور اضلاع کی نسلون کی خوبصورت اور جوان اور مضبوط ہوتی ہین بیاہ ایک مضبوط بندھن ہے جسمین مرد اور عورت عمر بھر کے واسطے جکڑی جاتی ہین اور اس دوامی بندھن کا ماحصل اور نتیجہ طرفین کی خوشی ہے جو دونون کے باہمی الفت کا اثر ہے اُلفت اوسوقت ہوتی ہے کہ جب دونون کی مرضی اور طبیعت ملجاوے اور یہ بات ظاہر ہے کہ چھوٹی عمر مین طبیعت کا ملنا صورت پذیر نہین ہوسکتا ننھی ننھی لڑکیان اور لڑکے مرضی ملاکر آپسمین سچی الفت اور حقیقی محبت کیونکر پیدا کرسکتے ہین وہ تو سچی محبت کے نام سے بھی واقف نہین ہین جوانی مین اگر تقدیر سے اتفاق ہوگیا تو زندگی آرام اور آسائش سے بسر ہوئی اور اگر نااتفاقی رہی تو بچپن کی شادی بجائے آبادی اور مفید ہونے کے خانہ بربادی ثابت ہوگی میان الگ بیٹھا ہے اور بیوی جُدا اپنی قسمت کو رو رہی ہے میان بیوی کو نہین چاہتا۔ بیوی میان کی شکل سے بیزار ہے اور خانہ جنگی کا یہ حال ہے کہ کبھی میان بوریا بدھنا اوٹھا چلنے کی ٹھہراتے ہین اور کبھی بیوی منھ پر کپڑا لیے ہوا کی طرح بھاگی جاتی ہے کبھی ساس کے ساتھ لڑائی ہے

اور کبھی نند کے ساتھ کبھی دیکھو تو میاں دروازہ کی دہلیز پکڑے سر اوندھا کیے بیٹھے ہین
اور کبھی دیکھو تو بیوی دیوار کے ساتھ تصویر بنی کھڑی ہے نہ گھر والون کو آرام ہے اور نہ محلے
والون کو ہر روز لڑائی اور جھگڑا۔ فرمایئے یہ لچھن شادی کے ہین یا خانہ بربادی کے
اگر شادی اسکا نام ہے تو اوسکو اپنا سلام ہے یہ قباحتین اور برائیان اسیواسطے پیدا
ہوتی ہین کہ چھوٹی عمر مین شادی کیجاتی ہے اگر سن تمیز اور وقوف مین شادی کیجائے تو
اسقدر قباحتین اور برائیان کیون پیدا ہون اور عزیز نسلین کیون برباد اور خراب
ہون سن وقوف مین لڑکی اور لڑکے کے اطوار اور اخلاق اور چال چلن کا حال کھل
جاتا ہے اور یہ بات معلوم ہوجاتی ہے کہ لڑکی یا لڑکا کس قماش کا ہے ان حالات کے
معلوم ہونے سے لڑکی یا لڑکے کی شادی کی بابت عمدہ طور پر راے قائم کیجا سکتی ہے
جو ہمیشہ مفید ثابت ہوتی ہے بہت لڑکے یا لڑکیان ابتداء عمر مین معقول مزاج اور سعید
معلوم دیتے ہین لاکن سن وقوف مین اگر اونکے اخلاق اور خیالات ایسے بگڑتے ہین
کہ وہی اونکی بربادی اور خرابی کا موجب بنجاتے ہین یا تو یہ حالت تھی کہ والدین اور
عزیز و اقربا اونپر جان فدا کرتے تھے اور یا یہ کہ اونکے نام سے بیزار ہین ایسی لڑکو
یا لڑکیان کے جو بچپن مین شادی کیجاتی ہے وہ جوانی کی عمر مین اسقدر رنج اور دکھ
دیتی ہے کہ لڑکا اور لڑکے کے والدین اپنے کیے پر نادم اور پشیمان ہوتے ہین کوئی
لڑکا قمار باز نکل آتا ہے اور کوئی رنڈی باز کوئی بھنگی اور کوئی چرسی کوئی شہدا اور
کوئی گنندہ لڑکیان دیکھو تو کوئی فاحشہ ہے اور کوئی بدزبان کوئی بد اخلاق اور کوئی
شدہ ید۔ کیا اگر نسبت کرنے کے وقت یہ برائیان اور عیوب ظاہر ہوتے تو لڑکا یا لڑکی
منظور کر لیتے ہرگز نہین نہ لڑکا منظور کرتا اور نہ لڑکی ابتداء عمر مین تو ان برائیون اور
معایب کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ نہ ناکح اور منکوحہ کو خبر تھی کہ ہم جوانی مین اس قماش
کے ہونگے اور نہ والدین اور عزیزون کو اطلاع تھی کہ ہماری اولاد جوانی کے سن مین

ایسی ہوگی صرف موہومی امیدین تھین کہ ہماری اولاد ایسی ہوگی۔ اگر شادی کو جوانی کے دنون پر موقوف رکھا جاتا تو برائی بھلائی سب ظاہر ہو جاتی اور فریقین اور اونکے اعزہ وغیرہ کو راے قائم کرنے کا موقعہ ملجاتا ہر ایک شخص اپنے عزیز اولاد کی شادی کا تردد اسواسطے کرتا ہے کہ اوسکو آسایش اور آرام حاصل ہو اور یہ بات ظاہر ہے کہ شادی کرنے کے بعد آرام کا حاصل ہونا مرد اور عورت کے لایق ثابت ہونے پر منحصر ہے اور ہم اوپر کی سطرون مین اس امر کو ثابت کر چکے ہین کہ مرد اور عورت کا لایق یا نہ لایق ثابت ہونا سن وتوف اور بلوغت پر موقوف ہے جب تک آدمی بالغ اور جوان نہین ہوتا تب تک اوسکی طبیعت اور خیالات کا حال نہین کھلتا۔ ۱ - ۷ - ۸ - یا ۱۰ - ۱۲ - یا ۱۳ - ۱۴ - سال کے لڑکے یا لڑکی کو شادی اور شادی کی ضرورتون اور اغراض اور لوازمات کے اصلا خبر نہین ہوتی اور نہ اونکی طبیعت ضروریات اور اغراض شادی کے حاصل کرنے کی طرف رغبت کرتی ہے بہت سے ایسے لڑکے اور لڑکیان نکلینگے کہ جنکو اپنی شادی کا زمانہ بھی یاد نہوگا جو لڑکے اور لڑکیان اپنی شادی کی ضرورتون اور اغراض اور زمانہ سے بھی ناواقف ہوتے ہین اونکے حق مین شادی وبال جان ثابت نہو تو اور کیا ہو بچپن کی شادی کے بڑے اثر اور قباحتین صرف ناکح اور منکوحہ پر ہی موثر نہین ہوتین والدین اور دیگر اعزہ کو بھی طرح طرح کی بدنامیان اور ہرجے اوٹھانے پڑتے ہین قطع نظر اور بدنامیون اور ہرجون کے اکثر لوگ بچپن کی شادی کے سبب کنگال اور مفلس ہوگئے ہین ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اکثر لوگون کے پاس سرمایہ اور دولت کچھ نہین ہوتی اور اونکو ملکی یا قومی رسمون کی پابندی سے چھوٹی عمر مین لڑکون یا لڑکیون کی شادی کرنی ضروری ہو جاتی ہے پاس تو کچھ ہوتا نہین ہے ضرورتاً قرض وام لیکر اس کام یا رسم کو پورا کرنا پڑتا ہے شادی کئے کو تھوڑا عرصہ گذرتا ہے کہ قرضہ مین جایداد قرق ہوکر نیلام ہو جاتی ہے ماں باپ کہین پھرتے ہین

اور لڑکے لڑکیاں کہین نہ در نہ گھر سب خاک سیاہ ہو جاتی ہے اگر ماں باپ کچھ دن انتظاری کر لیتے تو اسقدر تکلیف اور دقت کیون اُٹھانی پڑتی نہ آپ خراب ہوتے اور نہ اولاد خراب ہوتی جب لڑکی لڑکا ہوش سنبھالتے اور پہلے مین کچھ ہو جاتا جو جی مین آتا کر لیتے ۔ افسوس لوگ بچپن کی شادیون کی برائیون اور قباحتون کو اپنی آنکھو سے دیکھتے ہین اور پھر باز نہین آتے محتاط طبیعت لوگون پر فرض اور واجب ہے کہ بچپن کی شادیون سے محترز ہو کر اون سچے اور مفید اصولون کی پیروی کرین جو اونکی اور اونکی اولاد کے حق مین سراسر مفید ہین ۔

دوسری غلطی

ایشیاٹک قومون مین شادی کی بابت دوسرے نمبر کی یہ غلطی ہے کہ فریقین یعنے ناکح اور منکوحہ کی رضامندی کو ایک فضول اور غیر ضروری امر خیال کیا جاتا ہے اونکے خیال مین رضامندی فریقین کے قائم رکھنے سے والدین کی بزرگی اور اختیار مین فرق آتا ہے ہمارے قیاس مین ایشیاٹک قومون کا یہ خیال اچھا اور مفید نہین ہے فریقین کی رضامندی سے والدین کی بزرگی اور اختیار مین کوئی فرق اور تزلزل واقعہ نہین ہوتا والدین یا دیگر قریبی اور مختار اعزہ فریقین کے ہمدرد اور خیر خواہ ہوتے ہین اونکو اپنی بزرگی اور مربیانہ اختیار کی روسے فریقین کی باہمی رغبت اور میلان کیواسطے ایسے برجستہ وسائل منتخب کرنے چاہیے کہ جو اونکے حق مین ہمیشہ کے واسطے جاز مفید اور کافی ثابت ہون بزرگانہ اختیار اور مربیانہ اقتدار کے یہ معنے نہین ہین کہ ناکح اور منکوحہ کے ملاپ اور اتفاق کے واسطے ایسے وسائل اور تجویزون کو منتخب کرین کہ جو ہمیشہ کے واسطے اونکے حق مین مضر اور نقصان رسان ثابت ہون اسکو پدرانہ شفقت اور مربیانہ اختیار نہین کہتے بلکہ یہ تو ایک دشمنی اور بدخواہی ہے خدا نے ہمکو اولاد اسواسطے نہین دی کہ ہم بزرگی کے گھمنڈ پر اونکے واجبی اور ضروری حقوق کو

تلف کردین جس طرح پر ہم اپنی اولاد سے اپنے حقوق کے ادا کرنے کے خواستگار ہوتے
ہین اسیطرح پر ہمکو بھی اونکے حقوق کے ادا اور پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جب
ہم اپنی اولاد کا کوئی کپڑا سلوانے لگتے ہین تو سو دفعہ درزی سے کتر بیونت کراتے ہین
لڑکے یا لڑکی کو درزی کے رو برو لاتے ہین تاکہ قطع مین فرق نہ پڑے لتعجب ہر کو ایک
کپڑہ کے قطع مین تو ہم اسقدر احتیاط کرتے ہین لاکن لڑکے یا لڑکی کو منگنی کے وقت کچھ
خیال بھی نہین کرتے لڑکے لڑکی کو سامنے لانا تو جدا رہا پوچھتے تک نہین جو جی مین
آتا ہے سو کہہ گذرتے ہین خواہ بُرا ہو خواہ اچھا مین مانتا ہون کہ والدین یا دیگر اعزہ
اور وکیل بتہہ دل سے طرفین کے ہمدرد اور خیر خواہ ہوتے ہین اور اونسے جہانتک
ہوسکتا ہے ایسی تدبیرین نکالتے ہین جنسے اونکے بچے ہمیشہ خوشحال رہین لیکن کوئی
ہے جو مجھکو بتاوے اور میری تسلی کردے کہ ماں باپ اور وکیلون اور شاہدون کو
اپنے خیالات اور تدبیرون سے تشفی اور علم ہوتا ہے کہ ہمارے بچے جوان ہو اور
شباب کی ترنگ مین آ ہماری تجویزون اور تدبیرون کو پسند کرینگے ایسی شادیان کہ
جنمین طرفین اپنی رضامندی ظاہر نہین کرسکتے اگر ناجائز اور موجب حدوث قبایح اور
فضایح نہ قرار دیجاوین تو اور کیا کہا جاوے ہم لوگ شادی کو ایسا جانتے ہین کہ
گویا ماں باپ لڑکے لڑکی کو جہان چاہتے ہین پن دان کر دیتے ہین حیوانات کے مانند
جہان چاہا ہین جکڑ دین وا فضیحتاہ وا فضیحتاہ ہم یہ ہرگز نہین سمجھتے کہ شادی ایک عہد ہے
جو فریقین کو اپنی مرضی سے باندھنا چاہیے اگر صرف یہی ہو کہ ماں باپ اپنے بچون کو
اس عہد جلیل القدر مین اپنی راے دینے کے مجاز ہین تو اسمین کوئی دم نہین مار سکتا
مگر یہ بات توکسیطرح قابل تسلیم نہین کہ ماں باپ اس عہد مین آپ ہی فریقین بن جاتے ہین اور
اپنے بچون کو خواہی نخواہی اپنی بُری بھلی تجویز پر راضی کرین اور ایک شخص اجنبی جسکو اونکے
بیٹا بیٹی نے کبھی پہلے دیکھا تک نہین اوسکو جبراً اونکے ساتھ عمر بھر کا شریک ٹھہراوین

اسمین صاف وحشی پن پایا جاتا ہے مین کیونکر مان لون کہ ایک لڑکا یا لڑکی کے والدین نے
اوسکے بلا رضامندی اوسکا ایک جگہہ پر منسوب کردیا اور وہ لڑکی یا لڑکا بلا رویت اور
بلا کسی قسم کی شناسائی کے اوسکے عام افعال اور اطوار کے بابت رضامندی ظاہر کردیگا
اب مین اس امر کو معقولانہ یعنے حکیمانہ ثابت کرکر کہتا ہون مین کہتا ہون کہ یہ جملہ تو
تمام لوگون کا مانا ہوا ہے کہ انسان طبائع اور امزجہ مین مخالف اور متضاد ہین جس چیز
کو ایک آدمی ہمہ وجوہ معقول اور پسندیدہ جانتا ہے اوسی چیز کو دوسرا آدمی اپنے
طبائع اور خیالات کے بموجب مکروہ اور مقبوح سمجھتا ہے فرض کرو کہ ایک لڑکے کی والدین
نے اپنے تجویز اور تدبیر سے اپنی لڑکی کے لیے ایک ناکح یا منکوحہ مقرر کرکے عقد کردیا
جب ناکح اور منکوحہ آپسمین مختلط اور مرتبط ہونگے تو کیا اونکے طبائع اور امزجہ مانوس
ہوسکتے ہین شاذ و نادر جب یہ امر شذوذ اور نادرات مین سے ہے تو آخری حکم اسی کا
ہے کہ یہ طریق عمل مقبوح اور ناپسندیدہ ہے پس مناسب ہے کہ اس طریق سے احتراز
اور اجتناب کیا جاوے کاش اگر ہم قطع نظر دستورات حکمی اور فلسفی کے دینیات پر
ہی غور کرین تو اس رسم کی قباحت اور کراہت ایک ادنی توجہ سے معلوم ہوسکتی ہے
ہندو لوگ اپنے ویدون اور شاسترون کو ہی ملاحظہ کرین اونمین صرف اسقدر لکھا
ہے کہ لڑکی کی شادی سن بلوغ سے پہلے کردینی چاہیے اور لڑکا کچھ نہین تو لڑکے سے
دوگنی عمر کا ہونا چاہیے اگلے زمانہ مین ہندوستان مین سویمبر کا دستور جاری تھا
لفظ سویمبر کے یہ معنے ہین کہ دلہن دولہا کو پسند کرلے اگلے زمانہ مین یہان بھی لڑکیان
خاوند کے پسند کرنے کی مجاز تھین اور یہ بات بھی اس سے نکل آئی کہ بیاہ سے پہلے
وہ سن تمیز کو بھی پہونچ جاتی تھین لڑکی کے خواستگار جو بلائے جاتے تھے اونکا تمام
حال لڑکے کا باپ پہلے ہی سے دریافت کر رکھتا تھا اونکی عالی خاندان اور عالی مرتبہ
ہونے مین کچھ شک نہ رہتا تھا اسلیے ان دونون کیطرف سے اطمینان ہوجاتا تھا

تراضی طرفین کے بعد نکاح اور منکوحہ مین ایک کامل اور سچی محبت پیدا ہو جاتی تھے برخلاف موجودہ زمانہ کے کہ جسمین ایک نفرت اور بددلی کے سوائے اور کچھ پیدا ہی نہین ہوتا یہی باعث ہے کہ ہندوستانیون مین مکرر سہ کرر ازدواج کے کثرت ہی اگر پہلے عورت سے سچی محبت ہو تو دوسری کون کرسکتا ہے اسمین کچھ شک نہین کہ سچی محبت اور الفت سے پیدا ہو سکتی ہے کہ جب یہ ضروری عہد یعنے نکاح تراضی طرفین سے ہو قانون اسلام مین تو تراضی طرفین کو ایک مناسب اور ضروری امر قرار دیا گیا ہے چنانچہ امام غزالے اپنی کتاب کیمیائی سعادت وغیرہ مین فرماتے ہین کہ خاطب کو ضروری ہے کہ قبل از عقد مخطوبہ کو دیکھ لے علی ہذالقیاس حدیثون اور کتب شرع مین تراضی طرفین یعنے ناکح اور منکوحہ کی تاکید کی گئی ہے اور ایک مدت دراز تک اہل اسلام کا اسپر عمل رہا ہے اسلام مین تو منتظر مخطوبہ کی بابت بالصراحت والوضاحت حکم ہے اور برابر اسپر بزرگان دین وسلف کا عمل درامد ہوتا رہا ہے اور اب بھی بعض بعض اسلامی ملکون مین اوسکا رواج پایا جاتا ہے۔

تیسری غلطی

ہندوستانیون مین یہ رسم بالعموم پائی جاتی ہے کہ اپنی اولاد کی شادی مین اندھادھند مصارف بیجا اور اخراجات ناروا سے کے مرتکب ہوتے ہین جس سے انواع واقسام کے مصائب اور شدائد اور نوائب پیدا ہوتے ہین ہندوستان مین سے بہت سی ایسے گھرانے دکھائی دینگے جو انہین مصارف بیجا کے ارتکاب سے بیچراغ ہو گئے ہین اور ہوتے جاتے ہین اور ہونگے اسی مصارف کی تاثیرات اور نتائج سے نہ تو ناکح اور منکوحہ متاثر ہوتے ہین اور نہ والدین ہمارے نزدیک مناسب اور بہتر ہے کہ والدین بوقت مناکحت اولاد دستورات مندرجہ ذیل کی پابند اور مقید رہین اگر ان دستورون اور قاعدون پر عمل درامد کیا جاویگا تو وہ تکالیف اور سختیین جنکا آجکل متحمل ہونا پڑتا ہے

یکدفعہ زائل اور دور ہوجائینگے - اول یہ کہ اون رسوم کے سواے جو ضروری ہین اور سب رسمین ترک کیجایئن - دوم یہ کہ اون رسمون کے مصارف اور اخراجات جو بحیثیت مین رہین وہ ناکح اور منکوحہ کی ذاتی جایداد اور ورثہ قرار دیجاوین اس سے سرِدست یہ فایدہ ہوگا کہ ناکح اور منکوحہ کو بعد مناکحت ایک سہولت نظر آئیگی - سوم یہ کہ جتنا روپیہ آتشبازی اور ناچ رنگ اور دیگر واہیات کامون پر ایک ادنی خوشی اور واہ واہ کے حصول کے لیے صرف ہوتا ہے وہ سب یکلخت بند کیا جاوے اور اوس روپیہ کو بھی ناکح اور منکوحہ کے ملک اور ورثہ قرار دیا جاوے - جب یہ دو مدین ناکح اور منکوحہ کی ذاتی جایداد اور ورثہ قایم ہوجائیگی تو وہ افلاس اور ناداری جو بعد مناکحت ظاہر ہوتی ہے بالکل کافور ہوجائیگی -

چوتھی غلطی

ہندوستان کی لڑکیان جو بیوہ ہوجاتی ہین عدم ازدواج ثانی کے باعث ان بیچاریون کو طرح طرح کی مصیبتین اور تکلیفین برداشت کرنی پڑتی ہین ہندوستانیون کے نزدیک ازدواج ایامی نہایت قبیح امر ہے انڈین کا یہ خیال عقل اور نقل کے صریح خلاف ہے ہم کہتے ہین کہ جیسا مرد اپنی عورتون کے مرنے کے بعد دوسرا نکاح کرتے ہین ایسا ہی عورتون کو نکاح ثانی کا حق اور حصہ حاصل ہے ہمارے ملک کی عورتون مین سے جو صغیر سنی اور خوردسالی مین بیوہ ہوجاتے ہین اونکو نہایت صدمہ جانکاہ اٹھانا پڑتا ہے انکو کسی قسم کی خوشی مین شریک نہین ہونے دیا جاتا جسقدر نفس کشی کرین اسیقدر لائق تعریف اور تحسین خیال کیجاتی ہین وہ جسقدر قدرت کی تقاضا سے اپنی نفسی خواہش اور اغراض اور حاجات کے پورا کرنے کی طرف مایل ہون اوسیقدر اونکو الزام دیا جاتا ہے ہر وقت اونکی مصیبت زدہ حالات پر ایک ایک کی نگاہ لڑی رہتی ہے اونکا حال نظربندون سے کم نہین ہوتا اگر اتفاق سے کوئی خوبصورت اور

خوش وضع ہے تو اوسکے ماں باپ اسکی نگرانی مین شب و روز مصروف ہین مگر عیار
لوگ اسکی تاک جھانک مین لگے رہتے ہین اور جب وہ کبھی گھر سے نکلتی ہے تو جسطرح ہوسکتا
ہے اپنے تئین اوسکو دکھاتے ہین اور ایسی تدبیر نکالتے ہین کہ یا تو اوسکے دل مین گھر کرنا
ایک دشوار امر تھا اور یا وہ تسخیر ہوجاتی ہے اور آخر کو یہ ناتجربہ کار جو اس گناہ کے
سوا اور تمام عیوب سے مبرا و منزہ تھے اون عیارون کے دام تزویر مین پھنس کر
اپنی عزت اور بزرگی اور عفت اور عصمت کو برباد اور رائگان کردیتی ہے پھر وہ عیار
اکثر بیوفائی کی راہ سے اوسکو دغا دیتے ہین اور اس وجہ سے جرائم سنگین جیسے اسقاط
حمل اور بچہ کشی اور کبھی کبھی خودکشی وغیرہ ظہور مین آتے ہین کبھی سنا جاتا ہے کہ
فلانے کی بیوہ فلانی عیار کے ساتھ رات کو اڑنچھو ہوگئی اور فلانی فلانی جگہ کوئے
مین ڈوب کر مرگئی ہمسائیون یا کنبے مین جو اونکے ہمعصران اور ہمسران اور ہمجولیان
اچھی اچھی پوشاک اور زیورات سے آراستہ پیراستہ اور خانہ داری کی خوشی سے
بہرہ مند ہوتے ہین اونکو دیکھکر اونکی مصیبت دو بالا ہوجاتی ہے جہانتک کہ وہ اپنے
عزیز زندگی کو مرنے سے بدل کرنا اچھا خیال کرتے ہین کہنے والا کیا اچھا کہتا ہے
کہ بیوہ عورت کی زندگی جیتے جی کی موت ہے - مین یہ بات مانتا ہون کہ بیوگان
مین سے اکثر ایسی بیوہ بھی ہین کہ جنکی عصمت اور صبر اور استقلال ضرب المثل ہے
لیکن ایسی عورتون کا نمبر شمار بڑھا ہوا نہین ہے اگر ہمارے ملکی بھائیون کے مکرر
ازدواج کا مفید اور نیک اصول رواج پا جاوے تو ملک اور قوم کے حق مین ازحد
فائدہ بخش ہے بعض لوگ کہتے ہین کہ لوگون کے ملامت اور مطاعن کے بیوگان کا
عقد ثانی نہین کرتے ہاے عقل پر پتھر پڑین سوجھتا نہین کہ عدم ازدواج سے کیا کیا
برائیین اور قباحتین پیدا ہوتی ہین لوگون کے ملامت اور مطاعن سے کیا سروکار
اچھی رسمون کو اختیار کرو اور بری عادتون کو چھوڑدو لوگ تمہارے مناقص او منافع مین

شریک نہیں ہین عدم ازدواج سے جو تمہاری پیشانیون پر کالک کا ٹیکا لگیگا اوسکا دوسرے لوگون پر کیا اثر پہونچ سکتا ہے اچھے اصولون اور قاعدون پر چلنے والون کو ہمیشہ سے لوگ مطعون اور معیوب سمجھتے رہے ہین مگر جو لوگ معقول پسند اور طبع سلیم اور فہم قویم رکھتے ہین وہ لوگون کے طعن تشنیع سے ہرگز مخوف نہین ہوتے ۵

عرفی تو میندیش زغوغای رقیبان ٭ آواز سگان کم نکند رزق گدارا

نمبر چہارم اصول تربیت

تربیت اولاد کے متعلق جو جو ضروری باتین تھین ہم اونکو اوپر کے نمبرون مین بیان کر چکے ہین اس چوتھے اور آخری نمبر مین ہم اس امر کو بیان کرتے ہین کہ تربیت اولاد کا خیال والدین یا اور عزیزون کے دل مین کیون پیدا ہوتا ہے اور تربیت اولاد کے متعلق جو جو ضروری باتین ہین اونکو کس اصول پر پورا کرنا چاہیے ہمارا اپنا خیال ہے کہ والدین یا اور عزیزون کے دلمین اپنی اولاد کی تربیت کا خیال سچی اور طبعی الفت اور محبت کی راہ سے ہوتا ہے جسکے ساتھ اپنی ذاتی بہبود اور آرام اور ناموری اور عزت اور بقاے نام یا بقاے خاندان کا خیال بھی مل جاتا ہے اصل مین والدین کے یہ دونون خیال طبعی ہی ہوتے ہین والدین کو اولاد سے محبت بھی طبعی ہوتی ہی اور اولاد سے آرام حاصل کرنے اور بقاے نام یا خاندان کا خیال بھی طبعی ہوتا ہے جب تک یہ دونون خیال پیدا نہولین تب تک اعزہ اور والدین کے دلون مین تربیت اولاد کا تصور بھی نہین ہوتا۔ جب یہ دونون خیال انسان کے دل مین پیدا ہو جاتے ہین تو اولاد کی تربیت کی ضرورت معلوم ہونے لگتی ہے۔ انسان طبعاً اس بات کو چاہتا ہے کہ اوسکی اولاد اور اعزہ ساری باتون مین اچھی اور لائق تعریف ہون زید اگرچہ اپنی ذات مین لائق تعریف نہین ہے مگر طبعاً چاہتا ہے کہ بکر اوسکا بیٹا لائق تعریف ہو۔ اگر اپنی اولاد کو اچھا اور جنٹلمین بنانے کا خیال

طبعی نہونا تو زید اپنے بیٹے بکر کے واسطے وہ ہی درجہ اور کام پسند اور مخصوص کرتا کہ جو اوسکو خود حاصل تھا یا جسکو وہ آپ کرتا تھا زید اگرچہ ڈاکو اور رہزن ہے مگر اوسکا دل نہیں چاہتا کہ بکر اوسکا بیٹا اوسکی طرح ڈاکو اور رہزن بنے اوسکا دل چاہتا ہے کہ بکر اوسکا بیٹا ایک شریف النفس جج بنجائے - کہتے ہین کہ ایک امیر عورت نے اپنی ایک لونڈی کو کہا کہ اگر مین تجھکو یہ سرخ ٹوپی دیدون تو تو اپنے بچہ کے سر پر رکھے یا میرے بچہ کے سر پر لونڈی نے ادب سے جواب دیا کہ دل تو بندے کا یہی چاہتا ہے کہ اپنے بچہ کے سر پر رکھون - لونڈی کا امیرزادی کے بچہ پر اپنے بچہ کو فوقیت دینا ایک طبعی جذبہ یا خیال ہے جسطرح پر بعض انسانون نے اپنی اور طبعی جذبون اور خیالات کے ساتھ ناجائز اور غیر مفید پابندیون اور کمزوریون کو شامل کردیا ہے اسیطرح پر ان دونون طبعی خیالات کے ساتھ بعض انسانون یا قومون نے بہت سی ایسی باتین شامل کردی ہین کہ جنکے بیجا شمول سے ان دونون طبعی خیالات کی لطافت اور پاکیزگی مین فرق آگیا ہے - اکثر انسان خیال کرتے ہین کہ اولاد کے ساتھ محبت اور الفت کرنا صرف یہین تک محدود ہے کہ اونکے معمولی چاؤ چوچلے اور ناز و نیاز پوری کردئے جو کچھ اولاد نے زبان سے کہا وہ کسی نہ کسی طرح انجام کردیا اگر لڑکے نے کہا کہ مین میلہ جاؤنگا تو بھیجدیا اور اگر کہا کہ مین نے ایک بلبل یا مینا لینا تو لے دیا اگر لڑکے نے کہا کہ مجھے ایک رنگین چرخی چاہیے تو حاضر اور اگر کوڑیان کے درجن مانگے تو لا دیے ناموری اور بقاے خاندان یا نام یہ خیال کرتے ہین کہ نسل کا سلسلہ منقطع نہو مرنے کے بعد ہمارا کوئی نام لیتا رہے - یہ دونون خیال اگرچہ طبعی ہین مگر انکو ایسے برے طور پر استعمال کیا گیا ہے کہ بجاے فائدہ بخش ثابت ہونے کے مضر اور نقصان رسان ثابت ہوئے ہین اولاد کے ساتھ جو والدین کی سچی محبت اور طبعی الفت ہوتی ہی اوسکا نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ اولاد کو اوس سے حقیقی اور اصلی

فائدہ حاصل جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اوس سے اولاد کو
کوئی حقیقی فائدہ نہین ہوتا معمولی چاو چوز اور ناز و نیاز کا پورا کر دینا یا پورا ہوجانا
اولاد کے حق مین کوئی حقیقی فائدہ نہین ہے ایسی معمولی باتین دو چار سال تک
ہی مفید ثابت ہوتے ہین اسکے بعد خود اولاد ہی اونسے متنفر اور بیزار ہوجاتی ہے
محض نسل کا قائم رہنا بھی والدین کی بڑائی اور ناموری اور بقاے نام کا موجب نہین
بن سکتا بقاے نام سے صرف یہ مراد نہین ہو کہ سلسلہ وار ایک نسل چلی آئے بقاء نام
سے نسلون کا عزت اور بزرگی کے ساتھ دنیا مین قائم رہنا مراد ہے اگر صرف نسل کا
قائم رہنا مراد ہو تو پھر نالائق اولاد کے ہونے سے بھی تو نسل قائم ہی رہتی ہے مگر اوسکو
کوئی اچھا نہین خیال کرتا۔ جب کسی شخص کے اولاد بگڑجاتی ہے تو لوگ کہتے ہین کہ اسکی
نسل خراب ہوگئی اگر پہلا قاعدہ ٹھیک ہو تو چاہیے کہ ایسی نسلون کو بھی بقاے نام کا
موجب قرار دیا جاسے جو شخص بقاے نام کے پہلے قاعدہ پر کوشش کرتا ہے وہ ایک
بڑی بھاری اور فاش غلطی کی پیروی کرکر اپنی عزت اور ننگ و ناموس کو خراب کرتا ہے
نسل کے ذریعہ سے وہ ہی شخص اپنے نام کو باقی اور قائم رکھ سکتا ہے کہ جسکی اولاد شائستگی
اور تہذیب اور امانت و دیانت سے دنیا مین زندگی بسر کرتی ہے طبعی الفت اور سچی
محبت کا یہ اثر ہونا چاہیے کہ اولاد کی حالت مہذب اور شائستہ بنجاوے۔ اور
اوسکی تہذیب اور شائستگی مان باپ کے واسطے ایک عزت اور قدر و منزلت کا باعث
ہو یہ محبت اور الفت نہین ہے کہ اولاد دنیا مین رہکر نہایت بدنامی اور خرابی سے
زندگی بسر کرے۔ ایشیاٹک قومون مین غلطی آمیز محبت اور الفت کو بہت ترقی ہی
اپنی اولاد کے ساتھ اسیطور پر الفت اور محبت کرتے ہین کہ جو آخر پر اولاد کے حق
مین نقصان رسان نکلتے ہین تربیت کی واسطے طبعی الفت اور سچی محبت کا ہونا ضروری ہے
غلطی آمیز محبت اور الفت سے تربیت اولاد کی ضرورتین پوری نہین ہوتین جسطرح پر

صبح کاذب اور صبح صادق کا فرق ہوتا ہے اسیطرح پر طبعی محبت اور غلطی آمیز محبت مین فرق ہے اگر ہمکو اپنی عزیز اولاد کی خیرخواہی اور بہتری منظور ہے تو ترتیب کی ضرورتون کو طبعی اور سچی محبت کے ذریعہ اور مدد سے پورا کرنا چاہیے چھوٹی عمر کی اولاد گو ظاہرے پیار اور لاڈ کو بہت پسند کرتی ہے اور اوسکی دانست مین بباعث کم عقلی اور ناتجربہ کاری کے ان باپ کی ظاہری مہربانی اور شفقت ہی کافی ہے مگر دور اندیش اور دانا آدمیون کے خیال مین یہ بیجا پیار اور لاڈ اولاد کے حق مین اچھا اور مفید نہین ہے بجاے اس پیار اور لاڈ کے والدین کو لازم ہے کہ اپنی اولاد کو مہذب اور لائق بنانے کی کوشش کرین - چھوٹی عمر کی اولاد کا راضی کر لینا کچھ دشوار اور مشکل نہین ہے مگر اونکی ناتجربہ کار طبعیتون مین شرافت اور انسانیت کا بیج بونا بہت مشکل اور وقت طلب ہی ایک چھوٹا لڑکا مار کھانے کے بعد بھی دو پیسے کی برفی یا گنڈیری سے خوش اور راضی ہو سکتا ہے مگر جب اوسکی طبیعت ابتر اور آوارہ ہو جائے تو پھر لاکھ جتن کرنے سے بھی درست نہین ہوتی سچی محبت اور طبعی الفت یہ نہین ہے کہ ہم اپنی عزیز اولاد کو چند لمحون یا گھنٹون کے واسطے خوش کرین بلکہ یہ کہ کوشش کرکے اونکے ناتجربہ کار طبیعتون مین شرافت انسانیت اور لیاقت کا بیج بوئین تاکہ وہ ہمارے مرنے کے بعد بھی ساری عمر خوش رہے گو سچی اور طبعی محبت کے عمل مین لانے کے صورت مین اولاد کے بیجا پیار اور لاڈ مین کچھ فرق آجاتا ہے اور ناتجربہ کار ہونے کے سبب اولاد بھی اوس بیجا پیار اور لاڈ کو اپنا واجب الادا سے حق خیال کرتی ہے مگر دراصل وہ طریق عمل اولاد کے حق مین پچھلی عمر کے واسطے ایک عمدہ رہنما بن جاتا ہے جسقدر بُری باتین اور بُرے خیالات ہین اون سب مین بہ نسبت نیک باتوں اور اچھے خیالات کے ایک ظاہری آسانی اور چھوٹی لذت پائی جاتی ہے یہی باعث ہے کہ انسان کی طبیعت بُری باتون اور بُرے خیالات کی طرف بہت جلد مائل ہو جاتی ہے بچون کی طبیعتین بھی بُرے

خیالات اور بری باتون کیطرف بہ نسبت اچھے اور نیک خیالات اور باتون کے بہت
راغب ہوتی ہین حتی المقدور اُنسے انکو روکنا چاہیئے اگر اونکو ایسی باتون اور خیالات
سے نہ روکا جائیگا تو اونکے ناتجربہ کار طبعیتین بالکل ابتر اور خراب ہوجائینگی ایسی باتون
سے بچون کو روکنا ایک اعلی درجہ کی محبت اور الفت ہی ہر ایک آدمی مال و دولت
اسواسطے کماتا ہے اور اکھٹا کرتا ہے کہ اپنی زندگی بھی آرام سے گذرے اور اوسکے بعد
اوسکی اولاد آسائش سے بسر کرے مگر افسوس بعض لوگ اکھٹا کرنے پر ہی کفایت
کرتے ہین جس اولاد کی محبت سے وہ مال و دولت کو اکھٹا کرتے ہین اوسکی درستی اور
بہتری مین اوسکو خرچ نہین کرتے البتہ اوسکے نام سے ایسی باتون مین خرچ کرتے ہین
کہ جنسے اونکو کچھ بھی فائدہ نہین ہوتا لڑکے یا لڑکی کی شادی مین یا جنیئو پر دو چار
ہزار روپیہ کا خرچ کردینا لڑکے یا لڑکی کے حق مین فائدہ بخش نہین ہے ہان اگر اسقدر
روپیہ اونکی تعلیم و تربیت مین بقاعدہ معقول صرف کیا جاتا تو ضرور فائدہ بخشتا
ناچ رنگ اور آتشبازی اور دیگر مصارف سے اولاد کو کوئی بھی منفعت نہین ہوتے
جوانی مین اونکو یہ باتین یاد بھی نہین رہتین اگر اونکو اعلی درجہ کی تعلیم دیجاسے
تو وہ ہمیشہ کے واسطے اونکو ہر ایک قسم کا فائدہ پہونچا سکتی ہے وہ دولت اور مال
جسکو والدین نے اولاد کی محبت اور الفت کے واسطے صدہا بکھیڑون اور تکلیفون
سے اکھٹا کیا تھا۔ آتشبازی کے جلانے اور نہ ناچ و رنگ کے دیکھنے کے واسطے خاک
کردینا چاہیئے اوسکو اولاد کی تربیت کے واسطے مخصوص کرنا چاہیئے اوس دولت سے
لڑکون یا لڑکیون کو مرصع اور سنہرے کپڑون اور بالون اور گھنٹون کے بنا دینے سے
طبعی الفت اور سچی محبت ظاہر نہین ہوتی سچی محبت اور طبعی الفت یہ ہے کہ بجاے
گھنٹون اور کپڑون اور بالون کے اولاد کو دور دراز شہرون اور ملکون مین پہونچکر اعلی
درجہ کی تعلیم حاصل کرنے کا شوق اور توجہ دلائی جاے ۔ ظاہری اعضا مین سنہرے

زیور علم سے انسان شریف اور لائق اور مہذب نہیں بن سکتا شرافت اور لیاقت
اور تہذیب کے حاصل کرنے کے واسطے علوم وفنون کا حاصل کرنا اور سیکھنا ضروری
ہے سوچ اور دل سونے چاندی سے اصلاح پذیر نہیں ہو سکتا اونکی درستی اور اصلاح
کے واسطے مختلف علوم اور فنون کو حاصل کرنا اور سیکھنا چاہیئے اولاد مختلف علوم
اور فنون کو اوس وقت حاصل کر تی اور سیکھ سکتی ہے کہ جب والدین اور دیگر اعزہ
کے اونکے ساتھ سچی محبت اور طبعی الفت ہو سچی محبت اور طبعی الفت کا اظہار اوس وقت
تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ رسمی محبت کے پابندیون کو دور نہ کیا جاوے اگر ہم باوجود
رسمی پابندیون کے قائم رکھنے کے سچی محبت اور حقیقی الفت کو عمل مین لانا چاہین تو دشوار
اور مشکل ہے رسمی محبت کا یہ تقاضا ہے کہ اولاد کو کوئی بہی دوکھ اور تکلیف نہو اور
نہ اوسکو محنت اور کمائی کا موقع ملے سچی محبت اس امر کے متقاضی ہے کہ اولاد کسی
نہ کسی طرح لائق اور ہوشیار رہ جاوے خواہ اوسکو دوکھ اور تکلیف ہی اوٹھانے پڑے
حقیقی الفت کا یہ اصول ہے کہ جب تک اولاد تکلیف اور دوکھ نہ اوٹھاوے تب تک
شائستہ اولاد نہیں بنتی سچی محبت اور حقیقی الفت کا جو اصول ہے وہ فی الاصل
درست اور ٹھیک ہے کیونکہ کوئی شخص بجز اسکے دنیا مین عزت کے ساتھ زندگی بسر
نہیں کر سکتا کہ طرح طرح کی محنتوں اور تکلیفات کے اوٹھانے کے بعد قدر و منزلت
پیدا کرے اگر ہم چاہین کہ ہماری اولاد بلا محنت کرنے اور تکلیفون کے اوٹھانے کے
ممتاز اور معزز اور شریف بنجائے تو یہ ناممکن اور مشکل ہے حقیقی شرافت اور سچی عزت
تو اوسی صورت مین حاصل ہو سکتی ہے کہ جب ہماری اولاد موافق قاعدہ کے طرح
طرح کی محنتین اور تکلیفین اوٹھائے اور رنج و دوکھ اور سرد و گرم کی متحمل ہو عزیزو
خیال کرو کہ جب دنیا کی خفیف خفیف مرادین محنت اور تردد کے سوائے حاصل نہین
ہو سکتیں تو عزت اور شرافت جیسے ممتاز مراد بلا محنت اور فکر و تردد کے کیونکر حاصل ہو

ہو سکتی ہے یہ ہماری بڑی بھاری غلطی ہے کہ ہم اپنے اولاد کو و اجبی تردد اور کوشش و محنت سے محفوظ رکھ کر محبت اور الفت خیال کرتے ہین یہ محبت اور الفت نہین ہے بلکہ دشمنی اور بدخواہی محبت اور الفت وہ ہوتی ہے کہ جسکا نتیجہ اولاد کے حق مین فائدہ بخش ثابت ہو - یہ کیا محبت اور الفت ہے کہ بجاے فائدہ پہچانے کے اولاد کو ضرر اور نقصان پہونچاوے اگر ہم اپنے لڑکے یا لڑکی کو مدرسہ جانے سے اسواسطے روکین گے کہ وہ مدرسہ مین جانا نہین چاہتا ہے تو یہ محبت آمیز مخالفت اوس لڑکے یا لڑکی کے حق مین مفید نہین ہوگی اخیر پر اس بیجا مخالفت کا اثر اور نتیجہ اوس لڑکے یا لڑکی کے حق مین بُرا ہی نکلیگا اگر ہم اوس لڑکے یا لڑکی کو تھوڑی سی ناخوشی گوارا کرکے ذرا سختی یا نرمی کے ساتھ اسکول مین بھیجدیتے تو وہ سختی اوسکے حق مین اخیر پر ایک عمدہ محبت ثابت ہوتی الفت اور محبت کا اصول یہ ہے کہ جسکے ساتھ کیجاوے اوسکے واسطے بہر حال مفید ثابت ہو جس الفت اور محبت سے ضرر اور نقصان پہونچے وہ الفت اور محبت نہین ہے بدخواہی اور دشمنی ہے بعض لوگون کی یہ بڑی غلطی ہے کہ وہ اوسے طریق عمل کو الفت اور محبت خیال کرتے ہین کہ جسکے ساتھ ایک قسم کی ملائمت اور درگذر اور رضامندی اور قبولیت شامل ہو جس طریق عمل کے ساتھ ان باتون کو شامل نہ کیا جاوے اوسکو الفت اور محبت کا مغایر خیال کرتے ہین - ہماری راے مین یہ اصول ٹھیک نہین ہے محبت اور الفت مین ہمیشہ رضامندی اور قبولیت ہی نہین ہوتی محبت اور الفت کو کبھی درشتی اور سختی سے بھی ظاہر کیا جاتا ہے لڑکے اسکول نہین جاتے تو ماں باپ اونکو مار پیٹ کر بھیجتے ہین ماں باپ کا لڑکون کو مارنا عداوت اور بدخواہی کی راہ سے نہین ہے عین محبت اور الفت کا نشان ہے اگر ماں باپ اسی موقع پر لڑکون کی رضامندی کو مقدم رکھکر اسکول جانیکی تاکید نہ کرین تو یہ الفت اور محبت نہین ہے لڑکون کے

حق مین ایسی بیجا الفت اور ناجائز محبت بدخواہی اور دشمنی ہے جتنے جو الفت اور محبت کا یہ اصول مقرر کیا ہے کہ وہ اوس شخص کے واسطے جسکے ساتھ کیجاتی ہے بہرحال مفید ہونی چاہیے - ایک عمدہ اور برجستہ اصول ہے تربیت اولاد کی وقت اگر والدین یا دیگر تیمار عزیز اس اصول کو مدنظر رکھین تو رسمی محبت کی پابندیون کی مزاحمت سے ایک سہولت کے ساتھ بچ سکتے ہین جب ہم اس عمدہ اصول کو تربیت اولاد کے وقت اپنا دستور العمل بنا لینگے تو ہر ایک ارادہ اور کام کے نسبتی فائدون پر ہماری نظر باقی رہیگی اور تربیت کی صحت اور غلطی کا دریافت اور معلوم کرلینا آسان ہو جائیگا -

اطاعت گورنمنٹ

ملکون اور قومون کی سرسبزی اور ترقی کے واسطے امن و امان اور واجبی آزادی کا ہونا ایک ضروری اور لازمی امر ہے جب تک کسی ملک یا کسی قوم مین امن امان اور واجبی آزادی نہو تب تک اوس ملک اور اوس قوم کو سرسبزی اور ترقی کی ڈگری نہین مل سکتی - جس ملک اور جس قوم مین امن و امان اور واجبی آزادی نہو وہان بجاے سرسبزی اور ترقی کے ابتری اور خرابی نمودار ہوتی ہے ایسے ملکون اور ایسی قومون کے لوگ آرام اور آسایش اور سچی خوشی اور فراغت کے عزیز صورت کو خواب مین بھی نہین دیکھتے اونکے عزیز زندگی ہراس اور خوف اور تذبذب کی حالت مین سے گذر جاتی ہے دولتمندون اور مالدارون کو اپنی دولت اور مال کی خوشی نہین ہوتی اور داناؤن اور سلیم الطبع لوگون کو اپنی دانائی اور سلامتی طبع سے نفع نہین ہوتا صناع اور کاریگر لوگ صنعتون کی ترقی کی طرف توجہ نہین کرتے اور مزدور مزدوری کو ایک فضول اور نقصان رسان امر خیال کرتے ہین ایک ملک یا ایک قوم کی مختلف الطبائع باشندون مین امن اور امان اور واجبی

آزادی اوس صورت مین قائم ہو سکتی ہے کہ جب کوئی اور زبردست اور مضبوط طاقت
اونکے ارادون اور خیالات اور افعال کی محافظ اور نگران ہو جب تک ایسی طاقت کا
وجود نہ ہو تب تک امن وامان اور واجبی آزادی کا حاصل اور قائم ہونا دشوار ہے اگرچہ
ایسی زبردست اور مضبوط طاقتون کو ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کے لوگ اپنے اپنے
خیالات اور اصطلاحون کے بموجب موسوم اور تعبیر کرلیتے ہین مگر بالعموم ایسی طاقتون
کے واسطے ملکی گورنمنٹ یا ملکی حکومت کا لفظ استعمال اور اطلاق کیا گیا ہے۔ ملکی
گورنمنٹ کا ایک ملک مین موجود ہوکر امن وامان قائم کرنا دو طرح پر ہو سکتا ہے ایک
محض زور اور رعب وداب کے ذریعہ سے اور ایک زور اور حکمت عملی اور دانائی اور
احتیاط اور دور اندیشی کے وسیلہ سے پہلی قسم کا امن وامان قابل اعتبار نہین ہے
کیونکہ اوسکے ساتھ محض جبر اور زور ملا ہوا ہے البتہ دوسری قسم کا امن وامان
قابل مفید واعتبار ہے پہلی قسم کے امن وامان کی بابت تو ہم بحث کرنا نہین چاہتے
دوسری قسم کے امن وامان کے بابت ہمارا یہ خیال ہے کہ وہ بجز اسکے قائم نہین رہ سکتا
کہ ملک یا قوم کے لوگ گورنمنٹ ملک کے فرمانبرداری اور اطاعت کرین صرف اس وجہ
سے نہین کہ ایک زبردست یا مضبوط فرقہ یا طاقت اتفاق سے ہمپر حاکم اور متصرف
ہوگئی ہے بحالت مجبوری ہمین اوسکی اطاعت کرنی چاہیے بلکہ سچی دل سے اوسکے واسطے
فرمانبرداری اور اطاعت کرنی چاہیے کہ ملک اور قوم مین امن وامان کی صورت
قائم رہے اور اوسکے قائم رہنے سے انسانی جماعتین آرام اور آسایش حاصل
کرین ۔ اگر ہم اپنی ملکی حکومتون کے نافرمانبرداری اور تمرد پر طیار اور آمادہ رہینگے
تو امن وامان کے بجاے ہمیشہ کے واسطے ملک مین شرارت اور فساد کی آتش
مشتعل رہیگی۔ شریر الامزجہ لوگ ملک اور ملک والون کی خرابی اور بربادی کے
دل سے کوشش کرینگے اور ملک اور ملک والے دنون مین ہی سقیم الحال ہوکر نیست ونابود

ہوجائینگے - جو لوگ تاریخ دیکھنے کا شوق رکھتے ہین اونکو تاریخی واقعات مین ایک نہین
بہت سے ایسی مثالین مل سکتی ہین کہ جنسے عمدہ طور پر ہمارے قول کی تائید اور تصدیق
ہوسکتی ہے بعض ملکون اور قومون کے برباد اور خراب ہونے کا اکثر موقع پر یہی موجب
اور سبب ثابت ہوا ہے کہ اون ملکون یا قومون کے لوگون نے ملکی حکومتون اور ملکی حکومتون
کے قوانین اور اصول سلطنت کو بڑی بے قدری اور ہتک کی نظر سے دیکھا جب ملک
کے لوگ اپنی حکومتون کو بیقدری اور ہتک کی نظر سے دیکھتے ہین تو امن وامان دور
ہوکر ایک عام فساد کی بنیاد قائم ہوجاتی ہے اور اوس ملک کے رہنے والون کے آرام
اور آسائش مین خلل آجاتا ہے - جس ملک کے لوگ اپنی حکومتون اور اپنی حکومتون
کے قوانین کی قدر اور عزت کرتے ہین اونکی حکومتون کو بھی ترقی ہوتی ہے اور
وہ خود بھی آرام اور آسائش مین زندگی بسر کرتے ہین - جو قومین اور جو لوگ کہ دنیا مین
رہکر عزت اور بزرگی اور آرام و آسائش اور سچی خوشی کے ساتھ چند روزہ زندگی بسر
کرنا چاہتے ہین اونکو لازم اور واجب ہے کہ اپنی حکومتون اور اپنی حکومتون کے قوانین
کی سچے دل سے فرمانبرداری اور اطاعت کرین - نہ مذہبی مخالفت اور نہ قومی مغائرت
کے باعث اپنی حکومتون کی فرمانبرداری کو چھوڑنا چاہیئے اور نہ اس باعث کہ فلان
قوم نے زور کے ساتھ ہمسے ہمارا ملک لے لیا ہے ہماری غرض یہ ہونی چاہیئے کہ
امن وامان کی صورت قائم رہے اس سے ہمکو کوئی واسطہ نہ رکھنا چاہیئے کہ ہماری
حکومتون کے قوم اور مذہب کیا ہے - جب ہمارے ملک مین امن وامان اور روحانی
آزادی کی صورت پائی جاتی ہے تو ہمنے حکومتون کے مذہب اور قوم سے کیا غرض اور
واسطہ ہے جب حکومتون کی قومیت اور مذہب ہمارے امن وامان اور روحانی آزادی
کی مخل نہین تو پھر ہمکو خواہ مخواہ کی پرخاش سے کیا غرض ہے حکومتین مذہب پھیلانے
کے واسطے نہین ہوتین کہ مذہب سے واسطہ اور غرض رکھی جاوے حکومتون کے قائم ہونیکی

اصلی علت اور نہایت ملک اور قوم مین امن و امان اور وہی آزادی کا بخشنا ہے ہمکو امن و امان
اور وہی آزادی سے غرض رکھنی چاہیے جب ہمارے امن و امان اور وہی آزادی مین
تزلزل اور خلل آنا شروع ہو تو پہر ضرور ہمین حکومتون کو تنبیہ کرنا چاہیے اگر تنبیہ سے باز نہ آوین
اور امن و امان کی صورت قائم نہو تو پہر ہمین اختیار ہے کہ فرمانبرداری اور اطاعت کو بالائے
طاق رکھ کر نافرمانبردار ہو جائین ۔ بعض لوگ جو حکومتون کے قائم ہونے کی غرض کو
نہین سمجھتے بعض حکومتون کو اسواسطے ناپسند کرتے ہین کہ وہ غیر قوم مین سے ہین یہہ
اونکی بڑی بہاری غلطی ہے غیر قوم مین سے ہونا اس امر کا مستلزم نہین ہے کہ ہم اونکی
اطاعت نہ کرین کسی اتفاقی قصور اور لاپرواہی یا فروگذاشت پر غیر قوم کی حکومتون کی
فرمانبرداری کو مذموم قرار دینا چاہیے ۔ صرف غیر ہونے کے عذر ضعیف پر اطاعت سے
باہر ہو جانا عقل اور دوراندیشی کا کام نہین ہے انسان کو صداقت اور فائدہ سے
غرض رکھنی چاہیے ۔ اس امر سے نہین کہ اوس صداقت اور فائدہ کا مخرج اور ماخذ
اچھا اور موافق نہین ہے اگر ہمین ایک عمیق گڑھے سے ازراہ ہمدردی اور مہربانی
ایک بلا نخور باہر نکال لیگا تو کیا ہم اوسکی مدد سے باہر آنا پسند نہین کرینگے کیون نہین
ایک مرتبہ چھوڑ کر سو مرتبہ کہین گے کہ نکلین اس بلا سے نجات دو ۔

جس گورنمنٹ کی مدد اور انصاف سے ہمکو آرام اور آسایش اور آزادی اور امن و امان
کی ڈگری ملتی ہے لازم ہے کہ ہم سچے دل سے اوسکی فرمانبرداری اور اطاعت کرین اور
خداوند کریم کی پاک درگاہ سے دعا مانگین کہ اوسکے دبدبہ اور اقبال مین روز افزون ترقی ہو
اطاعت حکومت یا گورنمنٹ سے ہماری یہہ مراد نہین کہ ملک کے لوگ اپنے حقوق کو
تلف کردین یا جب گورنمنٹ غلطی سے کوئی نقصان رسان ایکٹ پاس کرے یا کوئی
ایسا مضر حکم دے جو رعایا کے حقوق پر موثر ہو تو لوگ خاموش رہکر اوسکو تسلیم کرلین ہم
اسی رضامندی اور خواہش کو بہی ایک قسم کی نافرمانبرداری خیال کرتے ہین ۔

ایسی ضروری موقعون پر ملک کے لوگون کو نہایت تہذیب اور متانت سے اپنے حقوق کو اتلاف سے بچانا چاہیے اور اس امر کی کوشش کرنی چاہیے کہ گورنمنٹ اپنے لغزش یا نقصان رسان راستہ پر چلنے نہ پائے — جس ملک کے لوگ اپنے حقوق کے اچھے طور پر محافظت نہین کرتے اور اپنی گورنمنٹ کو غلطیون اور نقصان رسان رائون اور احکام سے آگاہ کرنا گستاخی اور بے ادبی خیال کرتے ہین وہ در اصل اپنے حقوق کا بے رحمی کے ساتھ اپنے ہاتھ سے خون کرتے ہین اور اپنی گورنمنٹ کو بھی بدنام کرتے ہین جس ملک کے لوگ مہذب اور دانا ہوتے ہین وہ اچھے طور پر اپنے حقوق کی محافظت کرتے ہین اور اپنی گورنمنٹ کو غلطیون اور نقصان رسان رایون اور احکام سے مطلع اور آگاہ کرتے رہتے ہین اس طریق عمل سے اونکے حقوق بھی محفوظ رہتے ہین اور گورنمنٹ بھی غلطی آمیز کارروائیون سے بچ جاتی ہے —

مہذب اور دانا وہ گورنمنٹ ہے جو اپنی رعیت کے لوگون کو اس امر کی طرف توجہ اور شوق دلاتی ہے کہ اونکو اپنے حقوق کی آپ محافظت کرنے کا طریق اور ڈھنگ آجاے اور جب کبھی گورنمنٹ سے کوئی غلطی سرزد ہو تو شائستگی اور تہذیب سے اوسکو آگاہ اور مطلع کرتی رہے — مبارک ہین وہ قومین جو اپنی حکومتون کے سچے دل سے اطاعت کرتی ہین اور مبارک ہین وہ حکومتین جو اپنی رعیت کے حقوق کے واجبی طور پر حفاظت کرتے ہین —

انصاف و عدالت

عدل نوریست کزو ملک منور گردد   وز نسیمش ہمہ آفاق معطر گردد

دنیا مین بہت سی ایسی باتین یا ایسی ضرورتین بھی ہین کہ جنکو ایک عام غلطی کے بموجب خاص خاص امور یا خاص شخصون سے نسبت دیجاتی ہے اور در اصل اون ضرورتون کے جو عام غلطی کے بموجب محدود اور مخصوص ہوتی ہین تمام لوگون یا

سارے انسانون کو حاجت ہوتی ہے جیسا ایک خاص شخص کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اوسکو فلان امر کی اشد ضرورت ہی در اصل ایسی ہے اور لوگون کو ہوتی ہے مگر عام غلطی کے بموجب اوسکو ایک خاص شخص سے خاص کیا جاتا ہے اس قسم کی غلطیان جنکو ترتیبی غلطیون کے نام سے تعبیر کرتے ہین (کیونکہ اونکا صدور بے ترتیبی کے سبب سے ہوتا ہے) بہت سے امورات مین پائے جاتے ہین انصاف و عدالت کے بارے مین بھی عام لوگون نے ترتیبی غلطی کو دخیل کر رکھا ہے عام محاورہ یا عام اصولون کے اعتبار سے انصاف و عدالت صرف بادشاہون یا قاضیون یا حاکمون یا ججون کے ساتھ تعلق رکھتی ہے عام لوگ خیال کرتے ہین کہ انصاف اور عدالت کرنا خاص خاص لوگون یا کسی محدود اور ممتاز فرقہ کا کام ہے عوام کو اوسمین کچھہ دخل نہین عام لوگون کا انصاف و عدالت کی بابت ایسا خیال انصاف و عدالت کے خلاف ہے یہ ایک ایسی نقصان رسان غلطی ہے کہ جس سے کئی ایک ضروری جانون کا بہرن سے خون ہوتا ہے انصاف اور عدالت کی کوئی ایسی ڈیوٹی نہین ہے کہ جسکو ممتاز فرقہ یا خاص شخصون پر ہی بڑے انصاف اور عدالت کے ایسے وسیع ڈیوٹی ہے کہ جو تمام انسانون کی محیط ہے جیسا کہ بادشاہ یا جج آف کورٹ کو عدالت اور انصاف کی ضرورت ہی ایسا ہی ایک عام آدمی کے واسطے ضروری ہے امورات یا ضرورتون کا صرف خاص اشخاص یا خاص پارٹی کے ساتھ مخصوص ہونا مقدار وحالت ضرورت کے موافق ہوتا ہے اگر کسی امر یا کسی ضرورت کی حالت محدود یا تو اوسکا التزام بھی محدود یا محصور ہوگا اور اگر حالت ضرورت غیر محدود غیر محدود ہوگی تو اوسکا التزام بھی غیر محصور اور غیر محدود ہوگا انصاف اور عدالت کی ضرورت کی حالت محدود اور محصور نہین ہے کہ جسے اوسکا محدود یا محصور ہونا لازم ہوتا ہے بلکہ ضرورت مذکور کی حالت غیر محدود یا غیر محصور ہے جو مستلزم ہے اس بات کی جو امر لیے

کسی خاص شخص یا کسی ممتاز فرقہ سے مخصوص نہو ترتیبی غلطیون کے وقوع یا صدور شے
کا اصلی باعث یہ ہوتا ہے کہ عام لوگ تعاریف یا غایات امورات یا ضرورتوان سے
من کل الوجوہ ماہر اور واقف نہین ہوتے ناواقفیت کی حالت مین حقیقت شے
کے خلاف سمجھ لیتے ہین عام لوگون نے عدالت کو بھی اسواسطے مخصوص کر رکھا ہے
کہ اوسکی غایت اور تعریف سے جاہل اور ناواقف ہین اگر غایت یا تعریف سے ماہر
ہوتی تو ایسا نہ کرتے کسی شے کی تعریف کے علم سے حالت شے کا بالاجمال علم ہوجاتا
ہے جو وقوع غلطی کا مزاحم اور مانع ہے اگر ہم انسان کی یہ تعریف کہ الانسان حیوان منتصب
علی القدمین وناطق بنطق المخصوصۃ ومدرک الحقائق الاشیاء با
العقل والحواس السلیمۃ معلوم کرلین تو اوس جزوی علم سے اسقدر کفایت ہوجاتی
کہ ہم انسان کی ذات کو کسی ایسے فرضی یا وہمی خصوصیت یا مصنوعی عمومیت سے
خاص و عام نہین کرینگے کہ جو منافی حقیقت ہو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تعریف شے
اوسکے غلط پر سمجھی جاتی ہے یہ روش بھی منافی حقیقت ہے علم تعریف سے مراد یہ
کہ عین اشیے و کنہ پر ہوشیار کہ بین الافراط والتفریط محاط اور مستدا رہو لفظ عدالت کے
لغوی معنے تو مانند اور نظیر اور برابر کرنے کے ہین اور اصطلاح مین عدالت کو الفاظ
مندرجہ ذیل معرف کیا گیا ہے العدالۃ وضع الشی فی محلہ یہ تعریف ایسی جامع
مانع تعریف ہے کہ اسمین ہر ایک چھوٹی بڑی بات آجاتی ہے جب اسمین ہر ایک
بات شامل اور داخل ہے تو معلوم ہوا کہ اسکی ضرورت کی حالت محدود نہین ہے بلکہ
غیر محدود جب غیر محدود ہوئی تو اوسکا کسی خاص شخص یا کسی ممتاز فرقہ کے ساتھ مخصوص
کرنا باطل ٹھہرا فہو المطلب ہان اس بات کو مانا جاسکتا ہے کہ بہ نسبت عام لوگون
بادشاہون یا حاکمون کے متعلق انصاف اور عدالت کا بہت سا حصہ ہوتا ہے کیونکہ
اونکی طرفت ملک اور لوگون کی جانب سے اکثر امور رجوع ہوتے ہین اور یہ بھی

اور امتیاز کی وجہ انفصال امور و قضایا مرجوعہ ہوتی ہے جسمین عدالت اور عدالت کی اشد ضرورت ہی اس فرق سے جو باعتبار قلت اور کثرت کے ہی نہین آتا کہ انصاف اور عدالت مخصوص بہ بعض الاشخاص یا محدود فی احد انصاف اور عدالت باعتبار اپنی ضرورت اور حالت ضرورت کے کسی شخص فرقہ سے خاص نہین تو ہر ایک شخص پر لازم اور فرض ہے کہ اسکے پورا کرنے سے سعی اور کوشش کرے کوئی ایسا انسان نہین کہ جسکو اپنی زندگی مین کوئی موقع پیش نہ آیا ہو کہ جسمین انصاف اور عدالت کی ضرورت ہو بلکہ اگر بچشم دیکھو تو ہر ایک انسان کو اپنی زندگی مین ہمیشہ ایسی ضرورتین پیش آتی رہتی ہین جنمین انصاف اور عدالت کی سخت ضرورت ہے اول اپنے اہل خانہ وغیرہم ملازم اور اور لواحقین داخل اور شامل ہین عدالت کی ضرورت ہی ایک بقدر آدمی ہوتے ہین اون سب کو ایک دوسرے کے ساتھ ایسی معاملات جنمین عدالت کا برتنا لازم ہوتا ہے بیٹے کو باپ کے ساتھ عدالت سے ضروری ہوتا ہے اور باپ کو بیٹے کے ساتھ بہن کو بھائی سے بھائی کو بہن سے پیش آنا لازم ہے ۔ ففس علے ہذا علا انواع الا خر دوسرے انسان کو باعتبار اسکے کہ وہ مدنی الطبع ہے اپنی عمر مین اور انسانون کے ساتھ معاملات پیش آتے ہین جنمین انصاف اور عدالت کی ضرورت پیش نظر رکھنا شاید کوئی ہے ایسا انسان ہوگا کہ جسکو اپنی زندگی مین اوروں سے معاملہ تیسرے انسان کو اپنی ذات مین ہی ذاتی طور پر انصاف اور عدالت کی ضرورت پڑتی ہے اپنی ذاتی قوتون اور فطرتی طاقتون کا برتنا اور اونکو استعمال مین زور سے سفارش کرتا ہے کہ عدالت اور انصاف کو ملحوظ رکھا جاوے ون کا یہ خیال کہ صرف مرجوعہ معاملات مین ہی جو خاص شخصون یا کسی خاص فرقہ کے

مقابلہ مین آگئے ہون عدالت درکار ہے ایک کمزور اور حقیقت واقعہ کے برخلاف خیال ہے جب عدالت کی تعریف یہ ہے العدالۃ وضع الشئ فی محلہ تو سب کچھ آگیا وہ معاملات جو خاص شخصون یا کبھی خاص فرقہ کے روبرو سے پیش ہوتے ہین وہ بھی آگئے اور وہ قضایا اور امورات بھی کہ جو ہر سہ صورت مذکور یا اور صورتون مین اور لوگون کی جانب رجوع کیجاتی ہین صورت ارجاع تو ایک ہی ہے خواہ کسی کی طرف ہو جیسا کسی جج کا ایک امر کو تعین اور سکے محل پر رکھنا عدالت ہی ایسا ہی کسی عام آدمی کا کسی امر کو تعین اور سکے محل پر قائم رکھنا عدالت ہی جیسا کسی جج کے روبرو سے ایک معاملہ پیش آنے کی حیثیت سے معاملہ مرجوعہ کہا جاتا ہے ایسا ہی کسی عام آدمی کے روبرو پیش آنے سے معاملہ مرجوعہ کہا جا سکتا ہے جبکہ صورت ارجاع ایک ہی تو پھر تخالف کی کیا وجہ اوپر کی سطرون مین یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ عدالت ہر ایک انسان سے تعلق رکھتی ہے کسی خاص شخص یا کسی خاص فرقہ سے خاص نہین اب عنان اشہب قلم کو یوان منعطف کرتے ہین کہ عدالت باعتبار اپنی صورتون یا حالتون کے پانچ قسم پر منقسم ہے۔ اول عدالت حکمیہ - دوم عدالت نسبتیہ خاص - سوم عدالت نسبتیہ عام چہارم عدالت ذاتیہ یالنفسیہ - پنجم عدالت نسبتیہ یا التعلقیہ -

عدالت حکمیہ

عدالت حکمیہ وہ عدالت ہی کہ جو ملک کی حکومتون کی طرف سے ہوتی ہے جسکے پورا کرنے والے بادشاہ سے لیکر ادنی جج یا اہلکار تک شمار کیجاتی ہین حکومتون کیجانب سے ملک مین جج یا حاکم مقرر کیے جاتے ہین تاکہ رعایا کے معاملات مرجوعہ اور گورنمنٹ کی ضروریات پیش آمدہ کو انصاف اور عدالت سے فیصل کرین اور کبھی ملک کے بادشاہون یا خاص اور اعلی حکمران مجموعون کو بھی اس قسم کے فیصلون مین شامل ہونا پڑتا ہے رعایا کے معاملات مرجوعہ یا گورنمنٹ کی ضروریات پیش آمدہ دو قسم پر منقسم ہین

ایک وہ جو اسی کی طرف سے رجوع ہوتے ہین اور ایک وہ جو بادشاہ یا کوئی خاص حکمران مجمع اپنے طور پر اپنی طرف بمراد تصفیہ و انفصال رجوع کرتا ہے خود حکومتون یا خاص حکمران شخصون یا خاص حکمران مجمعون یا اون لوگون کا جو خاص حکمران شخصون یا حکمران مجمعون کیجانب سے منصفون یا ججون یا اور ایسے ہی نامون سے موسوم اور ملقب ہوکر ملک مین معین یا مقرر ہوتے ہین غرض یہ ایسے معاملات مرجوعہ اور امورات متنازعہ کو بلا رو رعایت یا یون کہو کہ بلا کم و کاست فیصلہ کیا کرین رعیت کے لوگ اونکے پاس اپنے معاملات اور مقدمات کو اسواسطے پیش کرتے ہین کہ اونکے ہاتھ یا توجہ سے منصفانہ فیصلہ ہو اگر اونھون نے انصاف سے کام نہ لیا تو یہ ملک کیونکر بسے گا اور رعیت کے لوگ اور کسکا اپنے مقدمات کے انفصال کی خاطر منہ دیکھینگے خاص حکمران شخصون پر جو شخصی سلطنت کی حیثیت سے خاص طور پر اپنے ہاتھ مین ہی رشتہ نظم و نسق رکھتے ہین یا خاص حکمران مجمعون کو جو جمہوری سلطنت کے اعتبار سے ملکر کام کرتے ہین لازم اور فرض ہے کہ رعایا اور اہل ملک کے ساتھ عدالت اور انصاف سے پیش آئین کیونکہ رعیت کے ساتھ عدالت سے برتاو کرنا ملک کی آبادی اور بہتری کا نشان ہے خدا نے اونکو اسواسطے اپنی خلقت پر اقتدار اور حکومت نہین بخشی کہ اونپر جبر اور ظلم کرین بلکہ اسواسطے اونکے ہاتھ مین رشتہ اقتدار دیا گیا ہے کہ رعیت کے ساتھ عدالت اور انصاف سے پیش آئین اور اونکے حقوق جنکا ادا کرنا لازم اور واجب ہے ادا کیجاوین اور اپنے لازمی حقوق کا مطالبہ ہو جو بادشاہ یا حکمران مجمع اپنی رعیت کے ساتھ عدالت سے برتاو کرتا ہے وہ اپنی اور اپنی نسل کی بنیاد اپنے ہاتھون سے جما رہا ہے اور اپنے اپنے ہاتھ سے ایک ایسا بوٹا لگایا ہے کہ جسکا پھل آپ ہی کھائیگا اور اوسکی نسل بھی اوس سے مستفید ہوگی ؎

دادگری شرط جہانداری است　　دولت باقی ز کم آزاری است

مملکت از عدل شود پایدار — کار تو از عدل تو گیرد قرار

ہر کہ درین خانہ شبے داد کرد — خانۂ فردائے خود آباد کرد

خاص حکمران شخصون یا خاص حکمران مجمعون کو لازم ہے کہ اپنے محکوم یا زیر دستون کو ایک ہی نظر سے دیکھین رعیت کے ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ پر اپنی نظر مین برتری اور فوقیت نہ دین اگر رعیت مین سے کسی فرقہ کو اور فرقون پر فوقیت اور برتری دیجاویگی تو اورون کے حق تلفی ہوگی اور علاوہ اس اتلاف حق کے برتر یا فایق فرقہ دوسرے فرقون کو اپنی نظر مین حقیر خیال کریگا وہ انصاف اور عدالت کے خلاف ہے وہ بادشاہ یا وہ حکمران مجمع جو اپنی زندگی مین عدالت اور انصاف کو محبوب رکھتا ہے اپنے لیئے دنیا مین بھی نیکنامی اور سعادت کا ذخیرہ جمع کرتا ہے اور عاقبت کے واسطے بھی خدا کی رضامندی کی سند حاصل کرتا ہے ؎

عدل در دنیا نکو نامے کند — در قیامت قرب قربات کند

اندرین عالم معزز سازدت — چون بدان عالم رسی بنوازدت

دانا اور دور اندیش وہ بادشاہ یا وہ حکمران مجمع ہے کہ ہر وقت عدالت سے اپنے ملک اور رعیت کی بہتری اور صلاحیت چاہتا ہے بادشاہ یا حکمران مجمع کو نہایت عدالت کا خیال رکھنا چاہیے کہ اسکی نیت مین بھی ہر وقت عدالت ہی کا خیال مرکوز رہے اکثر امورات کا صدور نیت پر بھی ہوتا ہے اگر کوئی بادشاہ یا حکمران مجمع عام لوگون کے خوف کے مارے عدالت کرے اور نیت مین ظلم کی خواہش ہو اگرچہ کسی فرقہ سے ہی ہو تو تب بھی اوسکو عادل نہین کہا جاسکتا عدالت نام تب ہی ہو سکتی ہے کہ جب ظاہر و باطن ایک ہو ملک اور رعیت تب ہی خوشحال اور بارونق رہ سکتی ہے کہ جب بادشاہ یا حکمران مجمع کی نیت نیک ہو ؎

ہر آن نم کہ از ابر باران بود — در اندیشۂ شہریاران بود

چو بدگردد اندیشہ پادشاہ — نیارد زمین نم بوقت ہوا
چو عادل بود شہ ز سختی منال — کہ عہدش بہ است از فراخی سال

ججون اور دیگر اون اہلکارون کو جو حکومتون کی جانب سے مقرر ہوتے ہین لازم ہے کہ اونکے ہاتھ سے بھی رعیت کے ساتھ عدالت اور انصاف کا برتاو ہو رعیت اور ملک والون کے قضایا اور معاملات پہلے انہین لوگون کے روبرو پیش ہوتے ہین اونکے حتی المقدور عدالت پر نظر رکھنی چاہیے اگر پہلے عدالتین رعیت اور اہل ملک کے ساتھ انصاف سے پیش آئینگے تو رعیت اور اہل ملک کو ہر یک قسم کی ترقی اور رونق سے حصہ ملتا رہیگا حکومتین ملک مین ججون اور قاضیون کو اسواسطے مقرر کرتے ہین کہ اونکے ہاتھ سے منصفانہ فیصلے ہون اور کسی فریق پر ظلم نہو ججون کو لازم ہے کہ اس اعتبار کو جو حکومتون کو اونپر ہوتا ہے بے انصافی سے زائل نہ کردین بلکہ اوسکو ترقی دین تاکہ حکومتون کے نزدیک اونکی عزت دوبالا ہو ـــ ۵

سر برآوردی بدولت یا مردی کن بلطف — دسترس دادت خدا افتادگان را دستگیر

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے ہاتھ مین کسی معاملہ کو دیدے تو اوسپر لازم بلکہ الزم ہے کہ اوسمین ایمانداری اور دیانت سے کارروائی کرے ججون یا اور اہلکارون کو جو ملک اور رعیت کے معاملات اور قضایا سپرد اور تفویض کیے جاتے ہین تو اونکو بھی لازم اور واجب ہے کہ مفوضہ امورات اور سپردکردہ معاملات مین انصاف اور عدالت کو مقدم رکھین ججون یا اور اہلکارون کے پاس جب رعایا کے کسی فریق کیجانب سے معاملات فیصلہ طلب پیش ہوتے ہین تو مدعی یا مدعا علیہ مستغیث یا مستغاث علیہ کی جانب سے براہ رعایت یا عجلت فیصلہ کے کئی ایک پہلوؤن سے سفارشین کی یا کرائی جاتی ہین علاوہ سفارشون کے مابہ الاختلاط یعنے رشوت دینے کی بھی جانبین یا ایک جانب سے سامان کیجاتی ہین ایسے خوفناک اور نازک وقت مین ججون یا دیگر اہلکارون کو اپنی ایماندار

اور دیانت داری کے دیانت اور انصاف اور عدالت کی حفاظت کے واسطے بہت کچھ
سعی اور کوشش کرنی لازم ہے نہ لوگون کے سفارشین اپنا نازی اور اپنا عقیدہ کہ
جو حکومتون کی جانب سے ہوتا ہے قائم رکھ سکتے ہین اور نہ ما بہ الاحتیاط رشوت
دیانت کی حفاظت کر سکتی ہے بلکہ ایمانداری اور تدین اور اعتبار کے ثابت اور قائم
کے واسطے وہی ڈیوٹی کافی ہو سکتی ہے کہ تدین انصاف اور عدالت قائم رکھے
یا رشوت کا اثر اور قیام چند روزہ ہے اگر انصاف اور عدالت کا اثر یا قیام عالم
مین بھی اور عالم ثانی مین بھی ثابت اور قائم رہیگا منصف جج یا عادل اہلکار کے لیے
یہ کتنی بڑی مسرت اور خوشی کی بات ہے کہ جج یا اہلکاروں سے آگے مرنے کے بعد لوگ
اوسکو اسواسطے نیکی اور بزرگی سے یاد کرتے کہ وہ انصاف اور عدالت کو بہت پسند
کرتا تھا ایسے وقت مین جج یا اہلکار کو ایسی مسرت اور خوشی ہوتی ہے کہ جیسی [illegible]
جنرل کو اس حصن حصین کے فتح کرنے سے کہ جسکا فتح ہونا اور جنرلون کے نزدیک مشکل یا
ناممکن خیال کیا گیا تھا جیسا ملٹری افسرون کے واسطے ملٹری ناموریوں اور امتیازات
اور امتحانات مین پورا اترنا ایک اعلی درجہ کی خوشی کا باعث ہوتا ہے ایسا ہی سول افسرون
کے واسطے رعایا کے نزدیک عادل اور منصف ثابت ہونا ایک اعلی درجہ کی مسرت
اور خوشی کا باعث ہے وہ جج یا اہلکار نہایت ہی دور اندیش اور دانا ہین کہ جو ایسے
خوشی کی تحصیل کے واسطے انصاف اور عدالت کی مبارک رشتہ کو ہاتھ سے نہین دیتے
ماسوائے سفارشون اور ما بہ الاحتیاط کے بعض اوقات مین ججون کو اپنے قصور یا
خواہ قوانین کے نہ سمجھنے سے ہو اور خواہ اسواسطے کہ مقدمہ مرجوعہ کی روئداد نہ سمجھی
گئی اور خواہ کسی اور طریق پر ہو فیصلہ دیتے وقت دھوکا لگجاتا ہے جس
انصاف اور عدالت کی ڈوری ہاتھ سے چھٹ جاتی ہے ایسے دشوار وقتوں مین ججون
پر لازم ہے کہ نہایت امعان نظر اور غور و فکر سے فیصلہ دین اگرچہ ججون کے قلم سے

[illegible] تو نکلتے ہیں لیکن اگر [illegible] کیا جاویگا تو عدالت کے [illegible] پھیر پھار ہوجاویگی [illegible] نقصان پہنچیگا اور فعل مقصود [illegible] اور معاملات [illegible] شبہہ پیدا ہوتا ہے اور کسیکو زور سے [illegible] ہے کہ مدعی یا مدعا علیہ مستغیث یا ملزم [illegible] گواہوں کے بیانات [illegible] وقتیں پیش آتی ہیں ایسی وقتوں میں [illegible] لازم ہے کہ اول بیانات کو [illegible] اور پھر اوسپر غور کرے کہ بیان کرنے والوں کی حالت کیا ہے اگر یہ روش اختیار کیجاویگی تو دھوکہ نہ لگیگا بعض گواہوں کے بیانات [illegible] اسواسطے کہ وہ ذات محدوش ہوتے ہیں کہ اونکی حالت اور چال چلن اونکی اعتبار [illegible] اور بعض گواہوں کے بیانات اسواسطے کہ وہ ذات محدوش ہوتے ہیں قابل [illegible] نہیں سمجھے [illegible] ایسے ہوتے ہیں کہ اگرچہ اونکی حالت اور چال چلن تو بلا شک خراب [illegible] ہوتی ہے مگر اونکا ایک مخصوص بیان ٹھیک اور درست ہوتا ہے اگرچہ اونکی حالت ٹھیک نہیں ہوتی مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اونکا کوئی بیان بھی درست اور ٹھیک نہو اور بعض گواہ حالت اور چال چلن میں تو اچھے ہوتے ہیں مگر بیان مخصوص میں [illegible] پایا جاتا ہے اگرچہ اونکا چال چلن اچھا ہوتا ہے مگر یہ بات اس امر کی مستلزم نہیں ہے کہ اونکے سارے بیان سچے ہوں جج کو ان باتوں پر [illegible] غور اور فکر کرنی لازم ہے تاکہ دھوکہ نہ لگے۔

[illegible] حکمران [illegible] یا خاص حکمران [illegible] جو کسی ملک یا کسی [illegible] اون پر [illegible] حکمرانی کرتے ہوں لازمی بڑی اور اعلیٰ درجہ کا فرض ہے کہ اپنے [illegible] محروسہ ملک یا اون ملک کی رعایا کی بہتری اور خوشحالی اور ادائے حقوق میں دل سے ساعی ہوں ہر ایک ملک اور ہر ایک ملک کی رعیت ایسی صورت میں مرفہ خوشحالی اور بہتری پر ثابت اور قائم رہ سکتی ہے کہ جب حکمران شخص یا کسی طرح

مجمع کی جانب سے ایسی مضبوط اور سلیم قوانین اور ضوابط ملک مین ذائع اور شایع ہون
کہ جو بالذات ملک اور ملک والون کے حقوق اور فرائض کی نگرانی اور محافظت کرتی ہون
اور جنکے تدوین کی علت ہی یہ ہو کہ اونسے رعایا کے حقوق اور فرائض کے کافی طور پر نگرانی
اور محافظت ہو سکے رعایا اور ملک کے واجبی حقوق اور لازمی فرائض کا حکمران شخصون
یا حکمران مجمعون کی جانب سے بوجہ احسن اور بطریق اتم پورے ہوتے رہنا ملک اور
ملک والون کی بہتری اور خوشحالی کا نشان ہے جب بادشاہ یا نواب یا راجہ کے
ملک اور رعیت کے واسطے مضبوط اور سلیم قوانین اور ضوابط وضع اور تدوین ہوتے ہین
اوسی بادشاہ یا نواب یا راجہ کو رعایا اور ملک کے حق مین مغتنم سمجھا جاتا ہے اوسکے
حق مین یہ اعلی درجہ کا جملہ اطلاق کیا جاتا ہے کہ اسپر زمانہ اور ملک اور رعیت فخر کرتی
ہے اوسپر لوگون کو غرور اور ناز ہے ملک اور رعایا کے واسطے جیسے کسی خاص حکمران
شخص یا کسی خاص حکمران مجمع کی ضرورت ہے ایسے ہی ہر ایک ملک اور اہل ملک
کے واسطے مضبوط قوانین اور سلیم ضابطون کی حاجت ہے جیسے بادشاہ یا کسی
حکمران شخص یا کسی حکمران مجمع کے ہونے سے لوگون مین خرابی اور ابتری کے حدوث
کا احتمال ہے ایسی ہی مضبوط قوانین اور سلیم ضابطون کے نہونے سے تفرقہ اور
خرابی کا اندیشہ ہے نوابون یا بادشاہون کے وجود کے ساتھ ہی ملکی قوانین کی
پیدائش لازم ہے وہ نواب یا بادشاہ نہین ہے کہ ایک ملک کا حکمران ہو کر اوس
ملک کی ضروری نگرانی اور انتظام سے بیخبر ہو کر پنبہ بگوش ہوا ہے با فراست اور
دور اندیش وہ نواب یا بادشاہ ہے کہ جو حکمرانی کی باتون اور ضرورتون کو ہر وقت
پورا کرتا ہے حکمران لوگون کے ہاتھ مین اور اہل ملک کے سارے معاملات اور
حقوق کو سپرد کیا جاتا ہے اگر انپر اونکی نظر اور غور نہو تو کمال حیرت اور افسوس کی
بات ہے حکمران شخصون کو اپنے ملک اور اپنے ملک کی رعیت کے حقوق اور دیگر

فرائض کو اپنے پرایویٹ معاملات اور ضروریات کی طرح خیال کرنا چاہیے جیسا اپنی
اولاد اور دیگر خانگی ضروریات کا پورا کرنا یا سرانجام دینا یا انپر غور کرنا ایک ضروری
اور لازمی ڈیوٹی خیال کیجاتی ہے ایسا ہی ملک اور اہل ملک کے حالات اور حقوق اور
ضرورتون کو زیر نظر رکہنا لازم ہے بادشاہون سے رعیت کو بہی بیٹون کی نسبت ہے
منصف اور عادل اور بیدار مغز بادشاہ کو رعیت اپنی بزرگ باپ کے موافق سمجھتی
ہے منصف باپ کا فرض ہے کہ بیٹون کو ایک ہی نظر سے دیکھے جیسا اپنے خاص اور
صلبی بیٹون اور دیگر اونکی ضرورتون اور حقوق اور پرایویٹ امورات اور خانگی معاملات
کا پورا کرنا ضروری اور لازمی معلوم ہوتا ہے ایسا رعیت کی ضرورتون اور معاملات
کو خیال کرنا چاہیے ایک صورت مین بادشاہ اور حکمران شخصون پر خانگی امورات اور
بیٹون سے اہل ملک کا حق زیادہ ہے خانگی امورات کی بگڑنے اور بیٹون کے حقوق
نہ ادا ہونے کی صورت مین بادشاہ یا کسی حکمران شخص کے ہاتھ اور قبضہ و تصرف
سے ملک اور اہل ملک نکل نہین سکتے لاکن اہل ملک کی ضروریات نہ پورا ہونے کی
صورت مین باوجود اسکے کہ خانگی امورات اور بیٹون کی ضروریات سرانجام ہوتے
جاتے ہین حکومت اور بادشاہت مین کچھ باقی نہین رہتا حکومت اور بادشاہت کا
بقاء اسصورت مین مرغوب اور متصور ہے کہ جب محکوم لوگون اور اہل ملک کی ضروریات
اور لازمی حقوق اور واجبی فرائض پر حکومتون کیجانب سے نظر اور غور ہوتی رہے
اور رعایا کے معاملات کے انفصال اور حقوق کی تحقیق اور تشخیص کے واسطے ایسے
مضبوط اور سلیم قوانین موضوع اور مقرر ہون کہ جو بالطبع حقوق اور معاملات کی حفاظت
اور نگرانی کرین اور ایسے قوانین کی بہی تدوین ہو کہ جس سے رعایا اور ملک کے
حقوق کا تعین ہو سکے اگرچہ رعایا کو اپنے طور پر ہی حقوق حاصل ہوتے ہین مگر حکومت
کی طرف سے اونکا ایک خاص الفاظ کی تعریف کے ساتھ۔ جو مناسب وقت ہو

اور خاص خاص مقام پر معین کرنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ جبتک حکومت کی طرف سے
خاص الفاظ کی تعریف اور خاص مقام پر تعین نہو تبتک نتائج مرتب نہیں ہو سکتے
اور نہ ایک دوسرے کے حقوق اور فرائض مین تفریق اور تمیز ہو سکتی ہے رعایا کے
اکثر ان کے حقوق واحد الحیثیت نہین ہوتے کوئی کسی حیثیت کا اور کوئی کسی حیثیت کا
جبتک انمین تعریف الفاظ اور تعین کی جہت سے تمیز اور تفریق نہو سکے انفصال اور
تشخیص کی صورت کیونکر صورت پذیر ہو انفصال اور تشخیص اوسی صورت مین متصور
ہے کہ تعین مقام اور تعریف کی جہت سے تفریق اور تمیز حاصل ہو رعایا کی مخلوط
حقوق اور ممتزج فرائض کا انفصالی صورت مین لانا ایک مشکل بات ہے اکثر
اکثر مجبوری سے اسواسطے بھی عدالت مین پوری ایمانداری ملحوظ نہین رہتی کہ اونکے
ملحوظ حقوق کے انفصالی صورت حاصل نہین ہوتی اور وہ حقوق کی تعریفی الفاظ
اور خاص مقام کو سمجھتے نہین بہت سے ایسے جج اور ایسی عدالتین ہین کہ جو
فیصلہ دینے کے وقت اس بات کو بھی نہین جانتین کہ ایک حق کو دوسرے
[illegible] ہے اور حقوق متعددہ یا مرجوعہ عدالت کی تعریف کن الفاظ مین لکھی گئی
ہے اور کس کس مقامات پر معین کیا ہے جبتک ججون اور عدالتون کو
[illegible] متعددہ یا مرجوعہ حقوق اور فرائض کا فیصلہ متصور ہے
[illegible] الاطلاع اصلون سے آگاہی نہو تبتک حقوق کا انفصال
اور تشخیص [illegible] نہین ہو سکتی ججون اور عدالتون کو مخلوط حقوق کی تشریح اور تشخیص
مین [illegible] معلوم ہونے تعریف اور خاص مقامات اور حکومتی تعینات
کے اس قسم کی [illegible] پیش آتی ہین کہ انفصال اور اظہار راے کے کوئی سبیل
نہین سوجھتی ایسی دقتون مین اکثر جج اور عدالتین یکطرفی راے پر ہی فیصلہ لکھ دیتی ہین
جو اپیل در اپیل کا موجب ہوتا ہے اور جس سے باعث کثرت مصارف اور زیادتی اخراجات

اہل مقدمات اور رعایا کو اعلی درجہ کی تکلیف ہوتی ہے وہ ملکی قوانین کہ جنمین ملک کے
لوگون کے حقوق اور فرائض مین کوئی تمیز اور فرق نہین رکھا گیا اور جنمین اس ضروری
بحث کو شامل نہین کیا گیا دراصل ملک اور اہل ملک کے حق مین مفید اور نافع نہین ہین
ملک اور اہل ملک کے حق مین وہی قوانین فائدہ بخش ثابت ہونے کا استحقاق
رکھتے ہین کہ جو رعایا کے حقوق اور فرائض کے بحث پر حاوی اور محیط ہون جن قوانین
مین بحث مذکورہ کو ملحوظ نہین رکھا گیا انکا عدم ووجود رعایا کے حق مین برابر ہے —
اصول حکمرانی اور ضوابط عدالت مین یہ بات مان لیگئی ہے کہ ہر یک ملک اور ملک
کی بہبودی اور بہتری اور ہر یک ملک کے بادشاہ یا حاکم کی عزت اور مکرمت اور
مضبوطی رعایا کی حالت پر موقوف ہے اگر کسی ملک کے بادشاہ کی رعیت اپنی واجبی
اور ضروری حقوق پہ قابض ومتصرف اور اپنی ذاتی حالت مین خوشحال اور فارغ البال
ہے تو اوس ملک کا نقصان یا حاکم اور خود وہ ملک مکرم اور ممتاز اور خوشحال ہوگا
اور اگر کسی ملک یا کسی بادشاہ کی رعیت سقیم الحال ہے تو وہ ملک اور اوس ملک کا
سلطان یا بادشاہ ابتر اور سقیم الحال ہوگا سعدی علیہ الرحمہ کیا اچھا فرماتے ہین

فراخی دران مرز وکشور مخواہ　　　کہ دل تنگ بینی رعیت ز شاہ

کسی ملک یا کسی ملک کے بادشاہ کی عظمت اور مکرمت اور خوشحالی یا ابتری اور سقیم الحالی
رعیت سے اسواسطے وابستہ ہی کہ ہر یک ملک اور ہر یک ملک کا بادشاہ یا حکمران رعیت
کے ہونے سے ہی ثابت اور قائم ہے اگر کسی بادشاہ کی رعیت نہو یا کوئی ملک رعیت سے
خالی ہو تو اوس بادشاہ کو نہ بادشاہ کا معزز خطاب دیا جاویگا اور نہ اوس ملک کو خوشحال
اور آباد ملک کہا جائیگا کسی ملک کو آباد اور کسی بادشاہ کو بادشاہ اور حکمران اوسیوقت
کہا جاویگا کہ جب اوس ملک کے رہنے والے اور اس بادشاہ کی رعیت موجود ہو ہر یک
ملک اور ہر ایک بادشاہ کی رعیت کا موجود ہونا دو صورت پر ہے ایک یہ کہ کسی ملک و رعیت

بادشاہ کی رعیت اپنی ذات مین خوشحال اور فارغ البال ہو اور کسی ملک مین کوئی بادشاہ
رکھتی ہو اور ایک یہ کہ کسی ملک مین رعیت موجود تو ہوگا یا اوسکی حالت درست اور خوشحال
نہو پہلی صورت سے اوس ملک اور اوس رعیت کی مکرمت اور ممتازیت اور خوشحالی
ثابت ہوتی ہے اور دوسری صورت ملک اور بادشاہ کی ابتری اور خرابی کو ظاہر کرتی ہے
کسی ملک کے آباد ہونے سے یہ مراد نہین کہ اوس ملک مین دیہات اور خلقت پائی
جاوے آبادی سے یہ مراد ہے کہ لوگ ہر ایک طرح سے خوشحال اور صاحب عزت و
مکرمت ہون کسی ملک کا بظاہر آباد ہونا اور اوس ملک کا خستہ حال اور بے حیثیت پایا
جانا آبادی کی علامت نہین آباد وہ ملک کی ہے کہ جسکے رہنے والے اپنی حالتون اور
حیثیتون مین خوشحال اور آباد ہون کسی ملک کے رہنے والون کا خوشحال اور آباد ہونا
ملک کی آبادی اور خوشحالی پر آپ ہی شاہد اور گواہ ہے جبتک کوئی ملک کسی حکمران
یا بادشاہ کے زیر حکم اور تصرف مین نہو تب تک اوس ملک کے رہنے والون کو رعیت کے
نام سے تعبیر یا موسوم نہین کر سکتے بادشاہ کے نہونے سے ایسے لوگون کو صرف اہالیان
ملک کے نام سے موسوم کرتے ہین جب کسی ملک کے اہالیان کسی حاکم یا بادشاہ کے زیر حکم
یا ماتحت ہو جاتے ہین تو اوسوقت اونکو ایک بادشاہ کی رعیت سے موسوم کرتے ہین
جب کسی ملک کے رہنے والے کسی بادشاہ کے زیر فرمان اور ماتحت ہوجاتے ہین تو اوسوقت
سے قانونی طور پر اونکے حقوق اور فرائض کا تصفیہ اور انفصال شروع ہوتا ہے یا یہ
کہو کہ بادشاہ اور حکمران کے ہونے سے ہی ضروریات کے انفصال کا زمانہ شروع ہوتا ہے تمام
جدا جدا جماعتون اور ملکی فرقون یا گروہون کی حالت اور ضروریات اور فرائض کو ایک سلسلہ
مین جکڑا جاتا ہے اور اون سب ضروریات کے انصرام اور صفائی اور تصفیہ کے واسطے
خاص لوگون یا ایک شخص کے ہاتھ سے اصول اور قوانین وضع اور مقرر ہوکر عام طور پر شائع
ہوتے ہین۔ جب ملکی حکومتون کی طرف سے قوانین پاس ہوتے ہین تو وہ دو حال سے

خالی نہین ہوتی یا اونکے پاس ہونے سے ملکی لوگون یعنے رعایا کے حقوق کی پوری پوری
محافظت ہوتی ہے اور رعایا کے حقوق کا حق خون ہوتا ہے پہلی صورت مین رعایا ملکے
حکومتون کو عادل اور منصف خیال کرکے اونکی تابعداری کرتے ہین اور دوسری صورت
مین ملکی حکومتون کی فرمانبرداری بالاے طاق رکھ کر نافرمانی اور تمرد پر آمادہ ہوجاتی
ہے ایک ملک کے لوگون اور باشندگان کا اپنی ہے ملک یا کسی اور ملک کی حکومتون
کو قبول کرلینا یا اونکے اطاعت اور تابعداری کرلینا جبر اور تعدی اور ظلم و ستم سے نہین
ہوسکتا انصاف اور عدالت سے ہی مختلف الامزجہ لوگون اور باشندون کو ایک خاص
حکومت کا تابعدار اور مطیع بنایا جاسکتا ہے کسی قوم اور کسی ملک کے لوگ اور باشندے
میرے خیال مین اوسوقت تک حکومتون کی نافرمانی اور تمرد پر مستعد اور آمادہ نہین
ہوتے کہ جب تک خود حکومتون کی طرف سے کوئی غلطی اور لغزش نہو ہر ایک قوم اور
ملک کے لوگ اور باشندے بالطبع اسبات کی خواہش اور آرزو رکھتے ہین کہ اونکے
ملک اور وطن مین ہر یک طرح سے امن اور امان رہے اور لوگ بلا روک ٹوک آرام اور
آسایش اور آزادی سے عزیز زندگی بسر کرین کسی ملک یا قوم کے لوگ بالطبع اس بات
کی آرزو اور خواہش نہین رکھتے کہ اونکے ملک مین فساد اور بے امنی رہے اور وہ
ہمیشہ بے حیثیتی کی حالت مین رہکر زندگی بسر کرین جب کبھی کسی ملک مین فساد اور
بے امنی پھیل جاتی ہے تو اوسکا اصلی سبب یہ ہوتا ہے کہ حکومتون کی طرف سے کوئی
غلطی سرزد ہو جاتی ہے (گو حکومتون کو اوس غلطی کا علم نہو) بعض حکومتون کے
رعیت جب متمرد اور نافرمان ہو جاتی ہے تو حکومتین اور اسباب بغاوت پر
نظر کرتے ہین مگر اپنی غلطی کو نہین دیکھتین بعض وقت حکومتین خیال کرتے ہین
کہ رعیت مذہبی مخالفت اور قومی مفارقت کے باعث تمرد اور نافرمانی پر آمادہ ہوجاتی
ہے اور بعض وقت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایک ملک یا ایک قوم کی رعیت یا باشندے

دوسرے ملک یا دوسری قوم کی حکومتون یا باشندون کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کو عار اور معیوب خیال کرتے ہین ہمارے خیال مین کسی ملک کی رعیت کا تمرد اور نفرت کو پسند کرنا صرف اسیواسطے ہوتا ہے کہ اونکے حاکمون کو اونکے حقوق شناسی کیطرف خیال یا توجہ نہین ہوتی کسی ملک کی رعیت اسواسطے تمرد اور بغاوت اسپند اور اختیار نہین کرتی کہ وہ ایک منصف یا عادل حکمران شخص یا کسی ایسے حکمران مجمع کے حکومت اور ماتحتی سے اپنے آپ کو سبکدوش کرے رعیت کی تمام قسم کی بغاوتون تمام قسم کی نافرمانیون کا اصل الاصول اور اپنے آپ کو کسی خاص حکمران شخص یا کسی خاص حکمران مجمع کے حکومت سے سبکدوش کرنے کا سبب صرف حاکمون کے بیپروائی اور عدم توجہی ہے کا نتیجہ اور اثر ہوتا ہے جب تک کسی رعیت کے حاکمون کی نیتون اور طریق عمل مین فرق اور انقلاب نہ آئے تب تک رعیت کے دلون مین ہی نافرمانی یا تمرد کے بھرے ہوے خیالات کا حدوث یا جوش نہین ہوتا یہ بات کہ فلان ملک کی رعیت فلان گورنمنٹ کو اسواسطے رضامندی سے قبول نہین کرتی کہ وہ گورنمنٹ رعیت کے مذہب کے خلاف مذہب ہے ایک الزام ہے جو ساری پہلوؤن سے کبھی بھی سچ نہین نکلیگا ہان شاید کسی اور سبب سے ملک کبھی کارگر ہو جاوے تو ہو جاوے سو یہ دوسری صورت ہی فرض ہون یہ لازم ہے کہ انھون نے فلان گورنمنٹ کو خلاف مذہب ہونے کے باعث قبول نکیا کسی گورنمنٹ کا کسی قوم کے جو اوسکی رعیت ہو چکی ہے خلاف مذہب ہی ہین عدالت اور عمدہ حکومت کرنے کے سبب دل وجان سے قبول کر لیتے ہین اور چاہتے ہین کہ وہ ہمیشہ اونکے ملکون پر حکمران رہین جب کوئی قوم اپنی گورنمنٹ سے بگڑ جاتی ہے تو اوسوقت عام لوگ اوس بگاڑ کے ظاہری یا بیرونی بواعث پر ہی غور کیا کرتے ہین اسواسطے کہ سریع الفہم ہوتے ہین ہزارون مین سے کوئی ہی فساد اور بگاڑ کی اصلی یا اندرونی سببون کو دیکھا کرتا ہے ورنہ سب کی نظر ظاہر اور بیرونی

معاملات پر ہی پڑتی ہے تاریخون مین بہت سے ایسے قومون کے نام ملینگے کہ جو حکمران شخصون یا حکمران مجمعون کے ساتھ مدتون لڑتے بھڑتے رہے ہین یہانتک کہ بعض قومین ایسی بغاوت کے سبب خود مختار بھی ہو گئی ہین مگر اگر ہم اون قومون کی بغاوت یا تمرد کی اندرونی اسباب پر نظر کرینگے تو یہ بات کھل جائیگی کہ اون قومون کی بغاوت کا (اصلی) باعث خلاف مذہب نہ تھا بلکہ گورنمنٹ کا برے طور سے حکومت کرنا شاید یہ بات یہان ضروری البیان ہو کہ بعض دفعہ بعض قومون نے اپنے حکمران شخصون یا حکمران مجمعون کے مقابلہ مین معرکہ آرا ہو کر آزادی اور خود مختاری کا دعوی کیا ہے اور بعضون نے کامیابی بھی حاصل کی ہے ہو سکتا ہے کہ خود مختاری اور آزادی کے حاصل کرنے کے واسطے بھی بغاوت کا علم کھڑا کیا جاتا ہو جیسا بعض قومون نے کیا مین اس بات کو خوشی سے مان لیتا ہون کہ بعض قومون نے آزادی اور خود مختاری کے لینے کے واسطے ضرور اپنے حکمران شخصون یا حکمران مجمعون کے ساتھ مقابلہ کیا چنانچہ اونمین سے اکثرون نے کامیابی بھی حاصل کی مگر ہمکو لازم ہے کہ اس بات کو بلا وجہ قبول نہ کرین ہمکو ضرورتاً اس بات کو ایک تشریح کے ساتھ بیان کرنا چاہیے کہ کسی حکمران شخص یا کسی حکمران مجمع کی رعیت کے دلون مین آزادی اور خود مختاری حاصل کرنے کا خیال کب اور کیونکر پیدا ہوتا ہے اگرچہ ہمارے نزدیک یہ بات ثابت اور مسلم ہے کہ ہر ایک قوم کے دل مین آزادی اور خود مختاری پیدا کرنے کا خیال قدرتی اور نیچرل طور پر موضوع اور مخلوق ہے مگر خیال مذکور کو جنبش اور جوش اوسوقت ہوتا ہے کہ جب قوم کی بے قدری اور زوال کے دن قریب آ جائین حکومتین لوگون کے لازمی حقوق کے پورا کرنے کے طرف جب توجہ سے پیش نہین آتین اور رعیت اپنی لازمی حقوق اور ضروری فرائض کو ایک ابتری اور خرابی کی صورت مین دیکھتی ہے تو تب آزادی اور خود مختاری کے خیال کو حرکت ہوتی ہے حکومتین

حکومتیں عدالت اور حکومت کے اصولوں اور ضروریات کو ایسی صورت اور پیرایہ
میں لوگوں پر اپنے طرز حکومت اور برتاو سے ظاہر کرتے ہیں کہ لوگوں کو صراحتاً
اپنے اون حقوق اور فرائض کا جنپر اونھوں نے اپنی خوشحالی اور بہبود کا ہونا یقینی
یا اختیاری طور پر موقوف رکھا ہوتا ہے خوف ہوتا نظر آتا ہے لوگوں کو حکومتوں کے
ہنگامہ سے صاف یقین ہوجاتا ہے کہ کسی نہ کسی دن کو ہمارے تمام فرائض اور سارے
حقوق کے گردنوں پر حکومتوں کی جانب سے ناانصافی کی چھری پھیری جائیگی ایسے
پُرخطر وقتوں میں جو رعیت کے حقوق کے واسطے ایک مہلک دیا ہوتے ہیں رعیت
کی طرف سے حکومتوں کو عجیب عجیب پیرایوں میں سمجھایا جاتا ہے اور حکومتوں کو
اس بات پر عجز و انکسار سے آمادہ کیا جاتا ہے کہ رعیت کے حقوق کے اتلاف کے
وبال کو روکیں جو حکومتیں انصاف کو لازمی امر اور رعیت کے حقوق اور فرائض
کا پورا کرنا ایک ضروری بات خیال کرتے ہیں وہ ایسی پُردرد یادداشتوں کو بڑے
غور سے سنتے ہیں اور حتی المقدور اسمیں سعی کرتے ہیں کہ حکومتوں کے نقص اور
ناانصافیاں دور ہوں نہایت نرمی اور ملائمت سے رعیت کی دلدہی کرتے ہیں
حکومتوں کی جانب سے جب اسقدر انصاف اور ملاطفت کا رعیت کو ثبوت ملتا ہے
تو رعیت سو جان سے قربان اور فدا ہوتی ہے خلاف مذہب چھوڑ کر کچھ ہی کیوں نہو
رعیت ایسی باانصاف حکومتوں کو دل وجان سے پیار کرتی ہے - جب باوجود رعیت
کے فریاد اور مظلومیت کی حکومتیں کان میں روئی دیکر دم بخود ہو رہیں تو رعیت کے
دلوں میں اپنے حقوق اور فرائض کا خوف ہوتا دیکر اس قدرتی اور ازلی وابدی خیال
کو کہ (آؤ ہم اکٹھے ہوکر کسی نہ کسی طرح اپنی آزادی اور خودمختاری حاصل کریں تاکہ
اپنے طور پر اپنے حقوق اور فرائض کو پورا کرتے رہیں) ایک حرکت اور جوش ہوتا ہے
ایسے وقت میں رعیت کا سنبھالنا اگر ممکن نہیں تو مشکل تو ضروری ہو جاتا ہے جسطرح

ہوا کا رخ پلٹ جاتا ہے اسیطرح پر رعیت کے خیالات کی کایا پلٹ کھا جاتی ہے رعیت
دل سے اس بات پر آمادہ ہو جاتی ہے کہ جسطرح ممکن ہو نا انصاف حکومتون کی اطاعت
اور حکومت سے سبکدوشی حاصل کرے جو حکومتین اپنے دبدبہ اور شوکت کو قائم
اور ثابت رکھنا ضروری خیال کرتے ہین وہ ایسی نازک وقتون مین بھی رعیت کے
دلون کو تصرف اور قابو مین لے آتے ہین اور اپنے اقبال اور ملک کے باغ کو فساد
کے خزان سے بچاکر اور حکومتون کی نظرون مین عزت اور بزرگی حاصل کرتے ہین
مگر جو بے انصاف حکومتین روپیہ اکھٹا کرنے کے واسطے ہی کسی ملک پر قابض یا
متصرف ہوئی ہین اونکے دلون مین انصاف اور رعایا کے حقوق ادا کرنے کے خیالات
پیدا نہین ہوتے اونکے انتظامی تجویزون اور پولیٹکل تدبیرون کا پرزہ ہمیشہ اس
تحریر پر گھومتا رہتا ہے کہ رعیت اپنی لازمی حقوق نہ لینے کے سبب ضعیف اور نادان
یا وحشی رہے اور ہم مزے سے روپیہ اکھٹا کرکے اپنے وطن مالوفہ اور خزانہ خاص
کو بھیجے جاوین ایسی حکومتین قومون کے انصاف اور ادائے حقوق کے واسطے
عمال اور جج مقرر نہین کرتین بلکہ اسواسطے کہ سے حکومتون کو دعائین دیکر
ہزارون روپیہ ماہوار تنخواہین لیکر نا انصافی سے حکومت کرین اس قسم کے عمال
اور ججون کو تو ایسی حکومتون سے آسایش اور آرام کے سوائے اور کچھ حاصل تو
نہین ہوتا۔ مگر ملک اور رعایا کے واسطے ایسی نا انصاف حکومتین اور ایسے
ظالم جج آسایش اور آرام کی جگہہ طرح طرح کی تکلیفون اور مشکلات اور قسم قسم کی
دقتون اور ٹھوکرون کا موجب بنتی ہین ایسی حکومتین اپنے ساتھ ہی پیغام لاتی
ہین کہ رعیت کے حقوق کا بڑی بیرحمی سے خون کیا جاویگا ایسے جج آتے ہین جو
خوشخبری سناتے ہین کہ ملک اور اور ملک والون کو کبھی لازمی اور واجبی حقوق کے
دینے کا اعزاز نہ بخشا جائیگا۔ جب حکومتون کی لاپروائی اور خشک مغزی کی نہایت

نوبت پہونچ جاتی ہے تو تب رعیت کے دلون مین اس خیال کو جنبش ہوتی ہے
کہ ہمکو اپنے ہاتھون سے کچھ کرنا چاہیئے جسکو دوسرے الفاظ مین آزادی یا خودمختاری
کا حاصل کرنا کہسکتے ہین اس آخری خیال کی جنبش کرنے سے بلاشک رعیت اپنی
کسی خاص حکمران شخص یا کسی خاص حکمران مجمع کے ساتھ معرکہ آرائی اور متمردانہ
مقابلہ کرنے کو طیار ہوتی ہے حکومتین نا انصافی کی مہلک نشہ مین سرمست اور
سرگردان اور بدحواس رہتے ہین اور رعیت اپنے حقوق کا خون ہوتا دیکھکر آزادی کے
کی ڈگری لینے کی طیاریان کرتی ہے کبھی رعیت کی طیاریان اور متمردانہ خیالات کا
حسب المراد بہت جلد نتیجہ نکل آتا ہے اور کبھی کسی قسم کے موانعات اور رکاوٹون
کے سبب نتیجہ مین دیر ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ ایک وقت مین ایک قوم نے گورنمنٹ
کے مقابلہ مین متمردانہ خیالات کی پیڑی جمائی اور اوسکی چوتھی یا تیسری پشت نے
اس مقصد اور ارادہ کو پورا کیا قومون کا کسی گورنمنٹ کے مقابلہ مین آنا عام اور
سہل بات نہین ہے اسمین اعلی درجہ کی دقتون اور مشکلون کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے
ایک مدت تک اس مقابلہ کے نسبتی فواید اور مضرتون کے علم اور وزن کرنے کے
واسطے درکار ہے اور علی ہذا القیاس اپنی طاقت اور اون ضروری باتون کے
وزن اور معلوم کرنے کے واسطے جو ایسے مقابلون مین پیش آتے ہین ایک مدت
تک چاہیے ایسے متمردانہ خیالات قومون کے دل مین صرف اسواسطے پیدا ہوتے
کہ اونکے ملکی حکومتون کی حالت اچھی نہین ہوتی اگر ملکی حکومتون کی حالت اچھی ہو
تو قومون کو آزادی اور خودمختاری کے ادعا کے کیا ضرورت ہو قومون کے نزدیک
تو اپنی ذاتی اور ملکی یا قومی حقوق اور فرائض کا ہے پالینا بجاے خود ایک آزادی ہے
اور خودمختاری ہوتی ہے دیکھو گورنمنٹ انگلشیہ سے رعیت اسیواسطے خوش اور
رضامند ہے کہ اوسکے اصول سلطنت رعایا کے حقوق کی تائید اور محافظت کرتے ہین

وہ حکومتین بہت غلطی کرتی ہین جو ملکی لوگون کو ادائے حقوق کا اعزاز نہین بخشتین جن
قومون کو حقوق کی ڈگری حاصل ہے وہ کبھی بھی ملکی حکومتون کے مقابلہ مین آنا پسند
کرتین قومون کا یہ ایک مانا ہوا خیال ہے کہ گورنمنٹ سے حقوق کے ڈگری حاصل کرلینا
آزادی اور خودمختاری کی بازی جیتنا ہے جس قومی گروہ اور جس ملکی جماعت کو قومی یا
ملکی حقوق حاصل ہین وہ کیون گورنمنٹ کی برابری اور مقابلہ کو پسند کریگی - اور کیون
خواہ مخواہ کی دقتون اور مشکلون کو اپنی عزت اور جان کا دشمن بنائیگی کوئی ایسی
قوم نہین ہے کہ جو خواہ مخواہ یا شوقیہ کسی بکھیڑے کو مول لے بغاوت اور تمرد کے
سارے خیالات جسمین آزادی اور خودمختاری کا خیال بھی شامل ہے خاص طور پر
کسی خاص حکمران شخص یا کسی خاص حکمران مجمع کے ناانصافانہ کارروائیون یا بے اعتدالیون
سے پیدا نہین ہوتی بلکہ اس قسم کے خوفناک خیالات اون حکومتون کے (جو کسی خاص
حکمران شخص یا کسی خاص حکمران مجمع کی طرف سے ملکی انتظام کے لیے ملک مین مقرر
ہوتے ہین -) ناانصافانہ حرکتون سے جو مفصلات مین ججون یا منتظمون کے طرح
معین ہوتے ہین پیدا ہوتے ہین گورنمنٹ کی جانب سے ایسی حکومتین ملک کے
خاص خاص مقامات مین اسواسطے مقرر کیجاتی ہین کہ اونکے معرفت رعایا کو آرام اور
انصاف ملے ایسی حکومتون کی معرفت ہی رعیت کا اصلی حال گورنمنٹ کے کانون تک
پہونچتا ہے اور گورنمنٹ کے ضروری احکام بھی انھین کی معرفت رعیت اور ملک پر
ظاہر ہوتے ہین ملک کے مختلف اضلاع اور متفرق مقامات کے متفرق حکومتین رعیت
اور گورنمنٹ کے درمیان ایک واسطہ اور وسیلہ ہوتی ہین رعیت کو ایسی حکومتون پر
اس بات کا کلی اعتبار ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ کرتی ہین ہماری گورنمنٹ کے کہنے سننے
سے کرتی ہین اور اونکے وسیلہ سے گورنمنٹ کو ملک اور ملک والون کے سب حالات
معلوم ہین رعیت کا یہ اعتبار جو فی الحقیقت راست اور ٹھیک ہے اس بات پر مجبور کرتا ہے

کہ حکومتون کے ہر ایک قسم کے برتاو کو گورنمنٹ کی جانب سے خیال کیا جائے رعیت کا
یہ اعتباری خیال ملکی حکومتون کے اون باتون کو بھی جو خود اونھین کی طبیعت کا اثر
ہوتی ہین گورنمنٹ کے اصولی انتظام کے سلسلہ مین جڑ دیتا ہے اور لوگون کے دلون
مین یہ بات جڑ پکڑ جاتی ہے کہ ہمارے ملک کی حکومتین جسقدر ناانصافی کرتی ہین
گورنمنٹ کو اون سب کا حال معلوم ہے جب اس وسوسہ کے یہانتک نوبت پہونچ
جاتی ہے تو رعیت کے دلمین تنگی اور مشکلات کے سبب بغاوت یا تمرد کے خیالات
پیدا ہونے شروع ہوتے ہین اور رعیت اس بات پر آمادہ ہوتی ہے کہ ان ناانصاف
حکومتون کو دور کرکے اپنے طور پر رحم دل حکومتین مقرر کرے - رعیت کے ایسے
متمردانہ خیالات کا موجب حکومتون کی غلط فہمی ہے حکومتین کسی خاص حکمران
شخص یا کسی خاص حکمران مجمع کی جانب سے تقرری کا پروانہ لیکر نشہ حکومت مین
اسقدر سرگردان ہوتے ہین کہ اپنے منصبی فرائض بھی بھول جاتے ہین اگر حکومتین
اپنے منصبی فرائض اور لازمی حقوق کو نیک نیتی اور ایمانداری سے پورا کرتے رہین
تو رعیت کے دلون مین فاسد خیالات اور واہیات وساوس کی آتش شعلہ زن نہو
اور یہ منحوس شعلہ اخیر بر کسی خاص حکمران شخص یا کسی خاص حکمران مجمع کے اقبال کو
کیون چشم زخم پہونچاے حکمران شخصون یا حکمران مجمعون کا اسمین یہی قصور ہے
کہ وہ اپنے ماتحت اور متفرق حکومتون کے عمدہ طور پر نگرانی نہین کرتے خاص حکمران
شخصون یا خاص حکمران مجمعون کے ماتحت حکومتون اور مقرر کردہ مجمعون کی نہایت بدنیتی
ہے کہ اپنے فرایض منصبی کو نیک نیتی سے سرانجام نہین دیتے اور رعیت کے ساتھ
ایسے خوفناک طور پر پیش آتے ہین کہ جو رعیت کے دلون مین سے حکومتون کی عزت
اور شان وشوکت کو کم زور ہی نہین کرتا بلکہ اصل سے اوڑا دیتا ہے ایسے لاپرواہ
حکومتون اور بدنیت مجمعون کی بے اعتدالیون کا اثر صرف اونکی ذات سے ہی مخصوص

نہین رہتا بلکہ گورنمنٹ کو بھی ساتھ ہی ملا لیتا ہے ایسی حکومتون کی بدنیتون سے رعیت
کو اس امر کے اظہار کا کھلے طور پر موقع مل جاتا ہے کہ گورنمنٹ کے ہی اصولی انتظامون
مین غلطی ہے گورنمنٹ کی ہے۔ ایسا سے سب کچھ ہوتا ہے ملکی حکومتون پر لازم
اور فرض ہے کہ اپنی اعلی حکمرانون یا اپنی گورنمنٹ کی بدنامی اور رسوائی سے پرہیز کرین
ملک اور رعیت کے ساتھ ایسی حکومت عملی اور انصاف سے پیش آوین کہ تمام لوگ اون پر
اور نیز اونکے اعلی حکمرانون یا گورنمنٹ پر فدا یا قربان ہونے کو ایک ضروری بات خیال
کرین ملک اور رعیت کے ساتھ حکومتون کو اسقدر انس اور محبت پیدا کرنی لازم ہے
کہ جو ملک اور رعیت کو خود اس بات پر امادہ کرے کہ وہ نہایت نیک نیتی اور خلوص
دل سے اپنی گورنمنٹ کے حاسدون اور بدخواہون کو جواب دین حکومتون کو اس
درجہ تک ہر دل عزیز بننا چاہیے کہ گورنمنٹ کے حاسدون کو بھی اس امر کا یقین
ہو جاوے کہ فلان گورنمنٹ کی رعیت اپنی گورنمنٹ اور اپنے ملک کی حکومتون پر
پورا اعتبار رکھتی ہے اور اوسپر سو جان سے فدا ہونے کو طیار رہے حکومتون کا ملک
مین ہر دل عزیز ہونا حاصل کرنا کوئی مشکل اور ناممکن امر نہین ہے اسکے واسطے
ادنی توجہ اور انصاف کی ڈیوٹی پوری کرتے رہنا درکار ہے۔

عدالت نسبتیہ

عدالت نسبتیہ خاص وہ عدالت ہے کہ جو انسان کو اون لوگون سے کرنی پڑتی ہے
جیسے نسبت خاص ہوتی ہے خاص نسبتون سے وہ نسبتین مراد ہین کہ جو قریبون
یا رشتہ دارون یا نسل کے طور پر نسبت رکھتے ہین جنکو دوسرے الفاظ مین اہلخانہ
سے تعبیر کرسکتے ہین قرابتیون یا رشتہ دارون یا اہلخانہ کا ایک دوسرے پر کچھ کچھ
حق ہوتا ہے لازم ہے کہ سب قرابتی اور رشتہ دار ایک دوسرے کا حق ادا کرین تاکہ
بے انصافی نہونے پاوے بعض گھرون کا کیا سارے ہی گھرانون کا یہ دستور ہوتا ہے

کہ اونہین مختار اور سربراوردہ ایک ہی شخص کو شمار کیا جاتا ہے ایسے سربراوردہ اور
مختار کے ہاتھ مین گھر کا سب ضروری انتظام دیا جاتا ہے گویا گھر کے لوگ اوسکے
محتاج ہوتے ہین اس قسم کے پرائیویٹ مختارکارون کو نہایت عدالت اور انصاف
سے مختارکاری کرنی چاہیے یہ نہو کہ اداے حقوق مین بے ترتیبی ہو وار ہو کر عدالت کا
خون کرے جیسا کہ کسی کا حق ہو اوسکے موافق بلا کم و کاست ادا کرنا چاہیے بعض لوگون
کا یہ خیال ہے کہ چھوٹون کا بڑون پر کچھ حق نہین باپ مجبور نہین کیا جا سکتا کہ اولاد کے
حقوق ادا کرے اور بعض تو یون کہتے ہین کہ باپ پر اولاد کا کوئی حق ہی نہین ہو
توجہات اس بات کو یاد دلاتی ہین کہ ایسے لوگ عدالت کی تعریف اور معنون سے
محض ناواقف ہین اگر اونکو واقفیت ہوتی تو ایسا کلمہ منہ سے نہ نکالتے تعریف
عدالت کے اعتبار سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ جیسی اولاد پر باپ کے حقوق ہین ایسے
ہی باپ پر اولاد کے حقوق ثابت اور قائم ہین بڑائی اور چھوٹائی پر کچھ انحصار نہین
یہ بعینہ ویسی بات ہی کہ جیسا کوئی زمیندار کہے کہ میرا اپنے بیلون پر یہ حق ہے کہ
مین اونسے کام لون اور ہل چلاؤن لاکن میرے بیلون کا میرے پر کوئی حق نہین
اسواسطے مین اونکو چارہ دینے پر مجبور نہین کیا جا سکتا اولاد یا چھوٹون کو بے حقوق
قرار دینا اعلی درجہ کی بے انصافی ہے دونون کے حق برابر ہین جیسے باپ یا بڑا اپنے
حقوق کا مطالبہ کر سکتا ہے ایسے ہی بیٹے یا چھوٹے کا حق ہے مطالبہ حقوق مین کسیکو
کسی پر تفضیل نہین جو لوگ اولاد یا چھوٹون کے حقوق کی نفی کرتے ہین اونکو عدالت
اور انصاف کے قوانین پر غور اور فکر کرنی لازم ہے بڑون اور والدین پر لازم ہے
کہ اولاد اور چھوٹون کے حقوق کو پورے طرح سے ادا کرین کیونکہ اونکو اپنے حقوق
کے حاصل کرنے کا حق حاصل ہے اور وہ عدالت کے رو سے مطالبہ کر سکتے ہین بعض
وقتون مین ایسا ہوتا ہے کہ والدین کو بسبب کسی امید کے یا کسی اور باعث کے اولاد مین سے

ایک خاص بیٹی یا بیٹے کے ساتھ اُنس او رمحبت ہوتی ہے اس باعث اپنی جائداد مین اوسکو بنسبت اوروں کے زیادہ ترحصہ دلایا جاتا ہے اس تفضیل اور خاص رعایت سے انصاف اور عدالت کا خون ہوجاتا ہے منصف اور عادل والدین کو بہت یا کسی امید کے سبب عدالت کا خون نکرنا چاہیے عدالت کے نزدیک محبوب اور مبغوض یا بیٹی یا بیٹے کا حق ایک ہی وزن اور مقدار کا ہے کسیکو کسی پر بزرگی اور تفضیل نہین —

عدالت بنسبتہ عام وہ عدالت ہی کہ جو ہر ایک انسان کو بلا قید بنسبت خاص و بلا شرط واسطے قرابت یا رشتہ داری سارے انسانون کے ساتھ پوری کرنی پڑتی ہے اس عدالت کی بابت ہمنے اس امر کو پہلے ہی بیان کیا ہے کہ کوئی ایسا انسان نہین کہ جسکو اپنی زندگی مین دوسرے انسانون کے ساتھ کسی نہ کسی قسم کا معاملہ نہ پڑتا ہو جو آزمایش کے شکنجہ مین جکڑا نہ جاتا ہو جب ہر ایک انسان کو دنیا مین رہکر اور ابنا ے جنس کے ساتھ برتنا پڑتا ہے تو ضرور اور لازم ہے کہ اوس برتاو مین انصاف اور عدالت کو قائم اور ثابت رکہا جائے ہر ایک انسان پر لازم اور فرض ہی کہ معاملات پیش آمدہ اور امورات مرجوعہ مین نہایت انصاف اور عدالت سے کارروائی کرے کسی چہوٹے اور خفیف معاملہ مین بھی انصاف اور عدالت سے درگذر نکرے دنیا کے معاملات اور فوائد اوسکے گذرنے پر گذر جاوینگے مگر ایمانداری ہمیشہ قائم اور ثابت رہیگی اور اوسی خداوند کریم کی رضامندی کا دلوا ملیگا وہ انسان نہایت ہی خوش قسمت ہی کہ جو اپنی زندگی مین دنیا کے پیش آمدہ معاملات کو انصاف اور عدالت سے نبٹاتا ہے اور اس بات کی خواہش رکہتا ہے کہ لوگ اوسکو منصف اور عادل مزاج کہین آدمی کی زندگی ایک حباب کے مانند ہی اوسپر کچھ بھروسا نہ چاہیے جبوقت موت کی آندھی چلیگی اوسکو اوڑا کر لیجائیگی اقامت زندگی کی حالت مین حباب میات

کے خلا کو انصاف اور عدالت کے آبحیات سے بھر دینا چاہیئے تاکہ مرنیکے بعد بھی اوسکا نشان رہے —

عدالت ذاتیہ وہ عدالت ہے کہ جو ہر ایک انسان کو اپنی ذاتی قوتون کے ساتھ عمل مین لانی پڑتی ہے خداوند کریم نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ہر ایک انسان کو نیچرل طور پر مختلف طاقتین یا قوتین عطا کر رکھی ہین اور اونکے استعمالے صورتون کو انسان کے ہاتھ مین ودلیعت کیا ہے انسان کو لازم ہے کہ اونکو اپنے مراتب پر استعمال کرے اگر اپنے اپنے مراتب پر استعمال نہ کریگا تو وضع الشئی فی غیر محلہ ہی کی صورت لازم آئیگی جو مستلزم ہے بے انصافی اور بے عدالتی کو نیچر نے جس جس کام کے واسطے قوتون کو پیدا کیا ہے اونھین پر اونکو لگانا چاہیئے اکثر لوگ اپنی ذاتی قوتون کو حسب مراتب استعمال نہین کرتے جیسے وضع الشئی فی غیر محلہ کی صورت لازم آکر عدالت کا خون ہو جاتا ہے اگر انسان اپنی اندرونی یا ذاتی طاقتون کو حسب مراتب استعمال کرے تو کسی قسم کی بے انصافی نہین ہونے پاتی اور نہ حدوث معائب کا اندیشہ ہوتا ہے حدوث معائب کا اندیشہ بھی اوسیصورت مین ہے کہ جب ذاتی طاقتون کو بے ترتیبی سے استعمال کیا جاوے دانا اور دوراندیش وہ انسان ہے کہ جو اپنی ذاتی قوتون کو ترتیب سے استعمال کرتا ہے اور اس بات کی آرزو رکھتا ہے کہ بے ترتیبی سے انصاف اور عدالت کا خون نہو —

عدالت نسبتیہ یا تعلقیہ وہ عدالت ہی جو حیوانات لاالعقل کے ساتھ جسمین چرند پرند بہائم وغیرہ سب آجاتے ہین عمل مین لانے پڑتے ہی حیوانات مذکور کو انسان کے ... ایک ہی نسبت ہوتی ہے جسکو نسبت ضروریہ کہنا چاہیئے انسانون پر لازم ... ہے زبانون کے ساتھ بھی عدالت اور انصاف سے پیش آئین بعض ... دیگرون کا ... ہے کہ ایک جانور دوسرے جانور سے لڑاتے ہین جبکہ اون بیچارہ

کو تکلیف ہوتی ہے یہ صریح بے انصافی ہے اسلئے احتراز کرنا لازم ہے خداوند کریم نے حیوانات کو انسانون کے ہاتھ مین اسواسطے نہین دیا کہ اونپر ظلم کرین بلکہ اسواسطے کہ اونکے ساتھ انصاف سے پیش آئین بعض لوگون کا دستور ہے کہ جب اونکے چارپایون یا دیگر حیوانات مین سے کوئی حیوان ضعیف اور بوڑھا ہوجاتا ہے تو اوسکو فروخت کردیتے ہین یا اوسکی واجبی خبرگیری سے انحراف کرتے ہین یہ طریق عمل عدالت اور انصاف سے بعید ہے منصف مزاج انسانون کو اس سے کلی احتراز کرنا چاہیے اگر جوانی کے دنون مین ایک جانور کو عزیز رکھا جاتا ہے تو لازم ہے کہ بوڑھاپے مین بھی اوسکی خبرگیری وحفاظت کیجاوے

ہمدردی

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے ہر ایک حالت یا ہر ایک شئے اوسیوقت مین موثر ثابت ہوتی ہے کہ جب اوسکو ایک خاص قسم یا ایک خاص درجہ کی ترکیب یا ایک دوسرے سے ضروری یا واجبی قرابت یا شراکت حاصل ہو بلا اس خاص ترکیب یا قرابت کے کوئی شئے یا کوئی حالت موثر نہین ہوتی۔ دنیا کا کوئی ایسا کام یا حالت یا شئے نہین ہے کہ جو بلا حصول ایک خاص ترکیب یا باہمی قرابت یا شراکت کے دنیادارون کے حق مین کسی نہج سے موثر ثابت ہوسکے دنیا مین تین قسم کی موجوداتین پائی جاتی ہین - ایک اعلی - دوم اوسط - سوم ادنی قسم اول مین انسان اور قسم دوم مین مطلق حیوان قسم سوم مین نباتات اور جمادات شامل ہین ایک خاص قسم کی موجودات اپنے مجموعہ اور اوس مجموعہ کے افراد یا اجزا یا انواع کو یا دوسرے یا تیسرے قسم کے موجودات کے مجموعہ یا افراد یا اجزا یا انواع کو بلا حصول ایک خاص درجہ کے ترکیب یا قرابت یا شراکت کے کسی قسم کی خاص تاثیر سے (عام اس سے کہ وہ تاثیر فائدہ کی صورت مین ہو یا نقصان

کی حالت میں) متاثر نہیں کرسکتے انسان اوسوقت تک دوسرے یا تیسرے درجہ
کی موجودات یعنے حیوانات مطلق یا نباتات اور جمادات سے تعلق کوئی خاص نسبت
رکھتا سکتا ہے اور نہ اوسکو کوئی خاص فائدہ یا نقصان پہونچا سکتا ہے کہ جبتک
اون سے باہم خاص ترکیبی یا قرابتی یا شراکتی وسائل موجود ہوں اور پہلی قسم کی ضرورت
انسان کے ساتھ یا ہم دوسرے یا تیسرے درجہ کی موجودات کا حال ہے کہ ترکیب
یا قرابت اور شراکت دو قسم پر ہے ایک اصلی یا قدرتی اور دوسری مصنوعی
(باعتبار ظہور کے مصنوعی ہے اصل میں اوسکا بانی قدرت قدرتی ہے) پہلی قسم
کی ترکیب یا شراکت اور قرابت میں انسان کو کچھ دخل نہیں ازلی یا قدرتی طور
پر ہے اونکا وجود یا عدم عمل یا ظہور میں آتا رہتا ہے مینہ کا برسنا یا دل کا گرجنا
بجلی کا تڑکنا اولوں کا پڑنا ہواؤں کا چلنا بند ہوجانا سردی اور گرمی کا پیدا
ہوکر تبادلہ خودرو درختوں اور پودوں کا اوگنا اور بڑھنا اور بخودبخود گرپڑنا
وغیرہم کا وجود یا عدم قدرتی ترکیب یا شراکت سے ہی ظہور یا عمل میں آتا ہے
انسانوں کو ایسے واقعات اور حادثات میں اصلاً دخل نہیں جاننے والے
خوب جانتے ہیں کہ ان حادثات یا واقعات کا وقوع بذرا ایک خاص ترکیب یا
قرابت یا شراکت کے ذریعہ سے خدا نے ان موجودوں میں ایسی خاص ترکیبیں اور
شراکتیں رکھی ہیں کہ ہماری ظاہری نظر ان میں بدون خاص ترکیبوں یا شراکتوں
کے یہ وجود موثر ہی نہیں ہوسکتے (خدا قادر مطلق ہے اوسکو بلحاظ قدیر مطلق
ہونے کے ہماری طرح خاص بندشوں پر نظر اور لحاظ کرنے کی ضرورت نہیں مگر
ہمکو باعتبار لازمہ بشریت کے ان بندشوں پر نظر اور لحاظ کرنے کی سخت ضرورت
ہے کیونکہ ہمکو اوسکی طرح قدرت مطلقہ حاصل نہیں) دوسری قسم کی ترکیب
یا قرابت اور شراکت مصنوعی ہے اوسمیں انسان کو ایک قسم کا خاص دخل حاصل ہے

کھانا پینا سونا جاگنا اوٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا کہنا سننا سونگھنا دیکھنا وکھانا معلوم کرنا جاننا بولنا سوچنا سمجھنا سمجھانا نیکی کرنا بدی کرنا باہنا بونا کاتنا لکھنا پڑھنا بننا تننا مختلف کلین اور اوزار بنانا اونسے کام لینا زندگی بسر کرنے کی اور وسایل کا پیدا کرنا اور اونکو مختلف طریقون پر اپنے کام مین لانا وغیرہ سب ایسی صورتین ہین کہ جنمین انسان کو دخل حاصل ہے) گو وہ دخل اصل مین قدرتی وسایل کے تابع ہو۔ اور جسقدر مختلف عنوان لکھے گئے ہین وہ بلا ایک خاص ترکیب یا قرابت اور شراکت کے پورے یا موثر نہین ہو سکتے - مثلاً انسان کھا پی سکتا ہے اور بول بھی سکتا ہے مگر ظہور ان قوتون کا (جو قدرتی ہین) اوسی صورت مین ہوتا ہے کہ جب ایک خاص ترکیب حاصل ہو اگر حروف اور الفاظ کی مخصوص ترکیب یا قرابت اور شراکت کو ملحوظ رکھا جائے تو قوت ناطقہ کچھ بھی فائدہ نہین پہونچا سکتی پہلے مختلف حروف یا الفاظ کو مرکب اور قریب کیا جاتا ہے اور پھر اونکے اطلاق سے انسان فائدہ اوٹھاتا یا کسی دوسرے کو پہونچاتا ہے اگر حروف کے مخصوص ترکیب اور بندش و قرابت کو ملحوظ نہ رکھا جاتا تو سوا اسکے اور کیا حاصل ہوتا کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کے منھ کی طرف حیران ہو کر تکتا رہے دیکھئے مفرد حروف بلا ایک خاص قسم کی بندش اور ترکیب کے کسی نہج پر بھی موثر نہین ہو سکتی حروف کے ترکیب اور مختلف الفاظ کی بندش تو جدا رہی بہرہ گنگے آدمی کے اشارات بھی بلا مخصوص قرابت اور ترکیب کے موثر نہین ہو سکتی عموماً بہرون گنگون کو منھ اور ہاتھ اور سر سے کام لینا پڑتا ہے گو زبان اونکو کام نہین دیتی مگر منھ ہاتھ اور سر کا مخصوص طور پر ہلنا ہلانا کام دیجاتا ہے اگر بہرہ گنگا اس مخصوص قرابت شراکت اور ترکیب کو جواب دیدے تو یقیناً وہ اپنے دل کے خیالات کے اظہار پر کبھی بھی کامیاب نہ ہو سکے - لکھنا پڑھنا بھی بلا مخصوص ترکیب اور قرابت کے کسی کام کا نہین

لکھتے ہیں تو (جو گویا معلومات کے جمع کرنے کا ایک مضبوط آلہ ہے) یہ بہت پڑھنے کے مخصوص ترکیب یا شراکت اور قرابت کی بہت ہی ضرورت ہے کسی مضمون یا خیال کے قلمبند کرنے کے واسطے ہاتھ قلم سیاہی کاغذ بندش حرفی کے عموماً ضرورت ہے اور یہی وسائل لکھنے کے واسطے مخصوص ترکیب یا شراکت اور قرابت ہیں - اگر اس مخصوص ترکیب یا شراکت اور قرابت کے سوائے انسان لکھنا چاہے تو لکھ نہیں سکتا - پڑھنے کے واسطے بصارت روشنی مضمون حرکت لسانی کی ضرورت ہے جب تک یہ وسائل مہیا نہوں تب تک پڑھنے کا وجود ہی نہیں ثابت ہوتا اور یہی مخصوصہ وسائل پڑھنے کے مخصوص ترکیب ہیں - اوٹھنے - بیٹھنے چلنے پھرنے کے واسطے صرف ارادہ ہی درکار نہیں ہاتھ پیر دن پٹھے دل وغیرہ کی حرکت بھی ضروری ہے اور یہی چیزیں اوٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے کی مخصوص ترکیب ہیں اگر صرف ارادہ ہی پر مدار ہو تو اوٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا ظاہر ہی نہیں ہو سکتا علی ہذا القیاس ارادہ بلاخیال اور خیال بلاحسیات یا عقلیات پیدا نہیں ہو سکتا خیال حسیات - اور عقلیات ارادہ کی مخصوص ترکیب ہیں (اگر یہ مخصوص ترکیب نہو تو ارادہ کسی نہج پر موثر نہیں ہو سکتا نیکی اور بدی کا خیال انسان کے دل میں (سوائے اسکے کہ پہلے اوسکی ضرورت اور نتیجہ دل پر منقش ہو جائے) پیدا نہیں ہو سکتا اور ضرورت اور نتیجہ نیکی اور بدی کے مخصوص ترکیب ہیں ضرورت اور نتیجہ کے منقش ہونے پر بھی مدار نہیں نیکی اور بدی کرنے کے واسطے اور مختلف اسباب کی بھی ضرورت پڑتی ہے جو اوسکی مخصوص ترکیب ہیں - انسان جن اسباب اور وسائل پر اپنی مختصر سی زندگی بسر کرتا ہے وہ سب ایک دوسرے سے مل ملاکر موثر ہوتے ہیں جو اونکی ایک مخصوص ترکیب ہے اگر زمین کے ساتھ مخصوص ترکیب کو خاص اور متعلق نہ کیا جاوے تو وہ انسان کے حق میں کسی طور پر موثر نہیں ہو سکتی زمین اوسی صورت میں

انسان کے حق مین فائدہ بخش اثر ظاہر کرسکتے ہو کہ جب اوسکو ترکیب مخصوص کے نیچے
لایا جاوے زمین کا باہنا درست کرنا کھا د ڈالنا مضبوط بیلون کا رکھنا بونا پانی دینا حفاظت
کرنا کاٹنا غلہ کا نکالنا وغیرہ ایک مخصوص ترکیب ہین بلا اس مخصوص ترکیب کے زمین
انسان کو فائدہ بخش اثر نہین پہونچا سکتی ان دو چار مثالون پر کیا منحصر ہے کارخانہ
دنیا مین کوئی ایسی چیز اور حالت نہین ہے کہ جو بلا مخصوص ترکیب یا قرابت اور
شراکت کے موثر ثابت ہو سکے جو شخص کارخانہ دنیا کے تغیر و تبدل اور اولٹ پلٹ
اور مختلف واقعات اور مستغرق حادثات کو غور کی نظر سے دیکھتا رہتا ہے اوسکو
ترکیبی یا قرابتی اور شراکتی حالت پر مضبوطی کے ساتھ یقین کرنے کا عمدہ موقع
مل سکتا ہے - جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ دنیا کی ہر ایک شئے یا حالت مخصوص ترکیب
یا قرابت اور شراکت سے ہی موثر ثابت ہوتی ہے تو ہم اس صورت یا شکل سے یہ نتیجہ
نکال سکتے ہین کہ انسان بلا حصول مخصوص ترکیب کے عمدہ طور پر زندگی بسر نہین کر سکتا
اس نتیجہ کے صحیح ثابت کرنے کے واسطے مناسب اور ضروری ہے کہ ہر سہ موجودات
کی ذات اور سرشت کو اس نظر سے دیکھا جائے کہ اوسکو اس ترکیب مخصوص یا
قرابت اور شراکت کی حاجت ہی یا نہین اور یہ کہ اونکی ذات اور سرشت مین مخصوص
ترکیب یا قرابت اور شراکت کی ضرورت اور احتیاج کی صفت پائی جاتی ہے یا نہین
تینون موجودات کی حالت پر خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک موجودات کے
افراد مین فطرتی طور پر دو صفتین یا دو لازمی خاصے پائے جاتے ہین ایک محتاج
ہونا اور دوسرے محتاج الیہ ہونا ان دونون صفتون یا لازمی خاصون کے دلائل
سے ثابت کرنے کی کوئی ضرورت نہین کیونکہ اظہر من الشمس ہین - تینون قسم کے
موجودات کے افراد اور مجموعہ مین ہر دو خواص مذکورہ بالا کا فطرتی طور پر پایا جانا
مخصوص ترکیب یا قرابت اور شراکت کی ضرورت کو عمدہ طور پر ثابت کرتا ہے کیونکہ

مثلاً جب زید کو عمر کی احتیاج ہوئی تو اس سے ان دونون فردون کو باہمدیگر ایک قسم کے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہوگی اور تعلق کے پیدا ہونے سے مخصوص ترکیب یا قرابت اور شراکت پیدا ہو جائیگی ایسی صحیح مثال کے قیاس پر اور بھی بہت سے مثالین اثبات ضرورت ترکیب کے واسطے بیان کیجا سکتی ہین مگر چونکہ اسی مثال سے مدعا ثابت ہو سکتا ہے اسواسطے اور امثلہ کے لکھنے کی کوئی ضرورت نہین یہانتک تو تینون موجودات سے بالعموم بحث ہی اب ہم بالخصوص خاص مدعا کے اظہار اور اثبات کے واسطے صرف انسان کی ذات اور سرشت کو پرکھتے ہین کہ اوسمین فطرتی طور پر مخصوص ترکیب یا قرابت اور شراکت کا اثر اور جوش پایا جاتا ہی نہایت بحث مشترکہ اوپر لیہین یہ بات ثابت کیگئی ہے کہ تینون موجودات کے مجموعہ اور افراد مین فطرتی طور پر دو صفتین یا دو لازمی خاصے محتاج ہونا اور محتاج الیہ ہونا پائی جاتی ہین اس بحث سے اتنی بات تو پہلے ہی ثابت ہو چکی کہ انسان کی ذات مین بھی دو صفتین یا دو لازمی خاصے پائے جاتے ہین کیونکہ وہ منجملہ ہر سہ موجودات کے ایک موجودات ہی اب ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ انسان کی ذات مین فطرتی طور پر بالمقابل اپنے موجودات کے مجموعہ اور افراد اور نیز اور موجودات کے مجموعہ اور افراد کے ایک خاص قسم کا میلان اور تعلق علی قدر تفاوت المراتب پایا جاتا ہی اس امر کے ثابت کرنے کے واسطے روزمرہ کے برتاو انسانی کے سوائے اور دلائل کا پیش کرنا فضول معلوم ہوتا ہے اسواسطے ہم اور دلائل کو برکنار رکھکر برتاو انسانی سے ہی میلان اور تعلق مذکور کو ثابت کرتے ہین ہم دیکھتے ہین کہ جب ایک انسان کسی بلا اور آفت مین مبتلا ہوتا ہے تو دوسرا انسان اوس حالت کو دیکھکر اوسکی طرف رحم آمیز توجہ کرتا ہے اور غمگین ہو جاتا ہے حالانکہ اوسکو اوس آفت زدہ انسان کے ساتھ کوئی خاص رشتہ حاصل نہین ہوتا علی ہذا القیاس ہم دیکھتے ہین کہ جب کسی مطلق

حیوان کو کوئی تکلیف عارض ہوتی ہے تو اوسکو دیکھ کر انسان رحم آمیز توجہ کرکے مغموم
ہوجاتا ہے حیوانات پر کیا منحصر ہے اکثر دیکھا گیا ہے کہ انسان نباتات اور جمادات
کی ردی حالت کو دیکھ کر بھی ایک خاص توجہ کرکے تاسف آمیز گفتگو کرنے لگ جاتا ہے
ان وجوہات اور قراین ثانیہ سے صاف طور پر مترشح ہوتا ہے کہ حضرت انسان
کی ذات مین فطرتی طور پر بالمقابل اپنے موجودات کے مجموعہ اور افراد اور نیز اور
موجودات کے مجموعہ اور افراد کے ایک خاص قسم کا میلان اور تعلق ودیعت کیا
گیا ہوتا تو ممکن نہین ہے کہ انسان بلا کسی قسم کے خاص رشتہ کے دوسرے وجود
کی نازک حالت پر رحم آمیز توجہ کرے یہ اوسی فطرتی خاصہ اور جوش کا اثر ہے کہ ایک
اجنبی راہ چلتا آدمی دوسرے وجود کو تکلیف مین گرفتار دیکھ کر مضطرب ہوئی لگتا ہے
یہ کیا بات ہے کہ ہم ایک غیر وجود کو جس سے ہمارا کچھ بھی تعلق نہین ہوتا تکلیف
مین دیکھ خود غمگین ہوجاتے ہین اور کیا ہی یہ اوسی خاصہ فطرتی کا جوش ہے کہ
جو ہماری طبعیتون مین قسام ازلی نے روز ازل سے حسب مراتب تقسیم کر رکھا ہے یہ
میلان اور تعلق صرف انسانون مین ہی نہین ہے بلکہ حیوانات مطلق کی طبعیتون
مین بھی خود بخود جوش مارتا ہے حیوانات کی حالت پر غور کرنے سے اس امر کے
تصدیق ہوسکتی ہے اس بحث سے دو باتین ثابت ہوئین ایک یہ کہ اور موجودات
کے مجموعہ اور افراد کیطرح انسانی موجودات کے افراد اور مجموعہ مین دو لازمی خاصے محتاج
ہونا اور محتاج الیہ ہونا فطرتاً پائے جاتے ہین اور ایک یہ کہ انسان کی ذات مین
فطرتی طور پر بالمقابل انسانی موجودات کے مجموعہ اور افراد اور نیز اور موجوداتون کے
مجموعہ اور افراد کے ایک خاص قسم کا میلان اور تعلق پایا جاتا ہے ان دونون صفتون
یا باتون کے جمع کرنے سے وہی صورت نکلتی ہے کہ جسکو ہمنے اس مضمون کی ابتدائی
فقرون مین ایک خاص قسم کی ترکیب یا قرابت اور شراکت سے تعبیر کیا ہے پہلے فقرات

مین یہ بات ثابت کیگئی تھی کہ دنیا کے ہر ایک شے یا حالت مخصوص ترکیب یا قرابت
اور شراکت سے ہی موثر ہوتی ہے اس پچھلی بحث سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ ہر دو
موجودات یعنی باجموعہ اور انسانی موجودات مین بالمقابل ہر دو موجودات کے مجموعہ اور
افراد کے یا مخصوص اس فطرتی خاصہ کا عمل اور برتاو پایا جاتا ہے جیسا کہ اوپر کی چند
مثالون سے ثابت اور واضح ہو چکا ہے - ہر سلسلہ موجودات کے دو لازمی خاصون
محتاج اور محتاج الیہ اور فطرتی سیلان اور تعلق کو انسانی سوسائٹیان اتفاق اور ہمدردی
کے نام سے تعبیر اور موہوم کرتے ہین - نتیجہ اور اثران دونون خاص اور مصطلح لفظون
کا بھی وہی ہے کہ جو الفاظ ترکیب یا قرابت اور شراکت اور محتاج اور محتاج الیہ اور
فطرتی سیلان اور تعلق کا ہے صرف فرق اتنا ہے کہ پہلے الفاظ اور ان الفاظ کی
ترکیب حرفی مین تفاوت ہے سو یہ کچھ بات نہین اس مضمون کی ابتدائی فقرون مین
ہمنے لفظ اتفاق اور ہمدردی کا استعمال نہین کیا مگر اب آگے آنے والے فقرون
مین الفاظ ترکیب وغیرہ کو چھوڑ کر لفظ ہمدردی کا استعمال کیا جائیگا پڑھنے والون
کو چاہیے کہ اس تازہ لفظ کو پہلی الفاظ کے مغائر اور متباین نہ خیال کرین - پہلی
بحثون مین یہ بات تو اچھی طرح پر طے ہو چکی کہ دنیا کا کارخانہ ہمدردی کے بغیر چل
نہین سکتا اور یہ کہ انسان کی ذات اور طبیعت مین فطرتی طور پر ہمدردی کا خیال
اور جوش ودیعت کیا گیا ہے جبکہ دنیا کا کارخانہ ہمدردی کے بغیر چل نہین سکتا اور
انسان کی ذات مین فطرتی طور پر ہمدردی ودیعت کیگئی ہے تو انسانی جماعتون
پر لازم ہے کہ ہمدردی کے اقسام اور ضروری صورتون سے واقفیت حاصل کرین
کیونکہ ایسی ضروری صفت کی صورتون سے ناواقف رہنا باوجود اسکے کہ وہ ہماری
طبیعتون مین مودعہ اور موجود ہے کمال بے سمجھی کا کام ہے سب سے اول ہم اس امر کو
ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ گو ہم ہمدردی کی ضرورتون اور صورتون سے ناواقف اور

تا محرم ہی ہون مگر ہمارے ہر ایک کام مین ہمدردی کا وجود پایا جاتا ہے تاوقتیکہ
تو جُدا رہی اگر ہم عمداً بہی اپنے کسی کام کو ہمدردی سے بسر اور خالی رکہنا چاہین تو
ممکن ہے ہماری ضرورتون اور کامون کا ڈھنگ ہے ایسا ہی کہ اونکے کرنے یا موجود
ہونے سے ہمدردی کی صورت نکل آتی ہے تفصیل اس اجمال کی یون کیجا سکتی کہ
ہمارا کوئی ایسا کام اور ضرورت نہین ہوگی کہ جسمین کسی نہ کسی قسم کی اورون کو شراکت
حاصل نہو سکے ہم اگرچہ خود خواہش مند ہین کہ ہماری ضرورتون اور کامون مین
اورون کو کسی قسم کی شراکت اور دخل نہو مگر اس خواہش کا پورا ہونا مشکل ہی نہین ہے
بلکہ ناممکن ہے ہمارا کوئی کام ایسا نہین ہے کہ جو اپنے واسطے کرین اور اوسمین دوسرون
کا فائدہ نہو ہم تو چاہتے ہین کہ دوسرے لوگ ہمارے کامون سے کسیصورت مین
فائدہ نہ اوٹھا سکین مگر دنیا کا عام دستور اونکو ایسے فائدہ کے اوٹھانے سے
کسیصورت مین روک نہین سکتا اسمین تو کچھ شک نہین کہ ہمارے جس کام سے
اورون کو فائدہ اوٹھانے کا موقع ملتا ہے وہ ہمارا ایک ذاتی کام ہوتا ہے اور اوس
کام کے کرنے کے وقت کو ہمارے دل مین کسی اور شخص کو فائدہ پہونچانے کی نیت
نہو مگر جب وہ کام قوۃ سے فعل مین آتا ہے تو کئی ایک آدمی اوس سے فائدہ
اوٹھاتے ہین - ہم اگر ایک دوکاندار سے ایک دیاسلائی ڈبل پیسہ کو مول
لین تو گو ہمنے دیاسلائی کو محض اپنے فائدہ کے واسطے لیا مگر اس سے ایک تو
ہمکو فائدہ پہونچا اور ساتھ ہی اوسکے دوکاندار اور دوکاندار کے واسطے سے ایک
جزوی فائدہ دیاسلائی کی ابتدائی سوداگرون اور کارخانہ والون کو بہی پہونچا -
چار گز فلالین بزاز سے لیکر ہم قمیص سلاتے ہین اسمین بظاہر تو ہمارا ہی فائدہ
ہے مگر اگر غور کرکے دیکہا جاوے تو اس سے بزاز درزی اور دہوبی کو بہی فائدہ ہوا
اپنے یا اپنے ماں باپ کے آرام کے واسطے ہم ایک مکان بناتے ہین مگر اوسکی تعمیر

صرف ہمکو یا ہمارے بال بچون کو ہی فائدہ نہین پہونچتا بلکہ حسب مراتب معمار نجار لہار مزدور وغیرہ کو بھی فائدہ پہونچ جاتا ہے -

ہم اپنے فائدہ کے واسطے علم پڑھتے ہین مگر اس سے اور لوگون کو بھی جزوی فائدہ پہونچ جاتے ہین زمیندار اپنے فائدہ کی غرض اور آمدنی بڑھانے کی خواہش سے بڑی تکلیف اور شب و روز کی محنت و مشقت سے کاشت کرتا ہے رات دن اسی تردد اور فکر مین لگا رہتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص میرے کھیت مین دخیل ہوکر دست اندازی نکرے مگر پھر بھی دیکھو تو ایک نہین بیسون آدمیون کو فائدہ پہونچ جاتا ہے آدمیون پر کیا منحصر ہے درندے چرندے اور پرندے بھی حصہ دار بنجاتے ہین ان جیسے مثالون پر کیا منحصر ہے دنیا کے جس کام کو دیکھو اوسمین اور لوگون کا بھی حصہ ہوتا ہے اور کرنے والے کا بھی - یہ کلیہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہمارے اور کامون سے جنکو ہم خاص اپنے ہی فائدہ اور آرام کے واسطے کرتے یا کراتے ہین اونکے فائدون مین دوسرے ابنائے جنس بلکہ غیر ابنائے جنس بھی شریک اور داخل ہوجاتے ہین جیسے ہمارے ذاتی مفید کامون سے اور لوگون کو بھی فائدہ ہوجاتا ہے ایسے ہی ہمارا نقصان یا کسی کام کا پورا یا شروع نہونا یا غیر مفید کام اور لوگون کو نقصان پہونچاتا ہے غرض یہ کہ ہمارا ایک کام کو کرنا یا نہ کرنا فائدہ یا نقصان کی حیثیت سے اور ابنائے جنس اور غیر ابنائے جنس پر موثر ہوتا ہے جبکہ ہمارا ہر ایک کام فائدہ یا نقصان کی حیثیت سے اور ابنائے جنس پر موثر ہوتا ہے اور ہمارے کامون مین اور لوگ بھی حصہ دار بنجاتے ہین تو لازم ہے کہ ہم اس فطرتی خاصہ کو جو بہر حال طوعاً و کرہاً پورا ہوتا رہتا ہے باقاعدہ استعمال کرین اور خاص طور پر اس بات کو سوچین کہ یہ خاصہ ہماری طبیعتون مین قدرت نے کیون اور کس غرض کے واسطے ودیعت کیا ہے اور اس فطرتی خاصہ کو کن شرائط کے ساتھ عمل مین لانا چاہئے

چونکہ یہ بحث ذرا تشریح طلب ہے اسواسطے ہم اسکو بنظر افادت عام نمبروار بیان
کرنے کی اجازت مانگتے ہین - اول ہمدردی کیا شے ہے - دوم ہمدردی کی
ضرورت کیون ہے - سوم ہمدردی کن شرطون سے پوری ہوسکتی ہے -
چہارم ہمدردی کی کتنی قسمین ہین - پنجم ہمدردی کی حد کہان تک ہے -
اول اگرچہ مخصوص ترکیب یا قرابت اور شراکت وغیرہ کی بحث مین ضمناً
ہمدردی کی تعریف کیجا چکی ہے مگر بلحاظ وضاحت تامہ کے یہان بھی کیجاتی ہے
ہمدردی سے انسان کا وہ قدرتی اور دلی جوش مراد ہے کہ جسکے عمل مین لانے
اور اظہار سے دنیا کا کارخانہ ایک عمدگی اور خوش اسلوبی سے چلتا ہے -
دوم ہمدردی کی ضرورت کے ثابت کرنے کے واسطے اگرچہ اور بھی بہت سے
دلائل اور اسباب بیان کیجا سکتے ہین مگر میرے خیال مین ان سب سے قوی صحیح تر
اور بھی الیقین یہ سبب ہے کہ اسکے بغیر دنیا کا کام نہین چلتا - یہی سبب ہے
کہ خداوند کریم نے اپنی قدرت کاملہ سے انسان کی طبیعت مین ہی طبعی طور پر
اس عمدہ خاصہ اور ضروری جوش کو پیدا کر رکھا ہے ہم اوپر کے فقرون مین
کسی مقام پر اس امر کو ظاہر کر چکے ہین کہ انسان اپنی ضروریات اور مختلف ارادون
کے پورا کرنے مین ایک دوسرے کے دست نگر اور محتاج ہین ایک انسان کی
ضرورت کی گاڑی دوسرے کی امدادی انجن کے بغیر چل نہین سکتی جبکہ انسان
ایک دوسرے کے محتاج ہین تو یہ بات ظاہر ہے کہ نسبت احتیاجیہ کے قائم کرنے
کے واسطے باہمی ہمدردی کی اشد ضرورت ہے کیونکہ جب تک باہمی ہمدردی
ہی نہوگی تو نسبت احتیاجیہ کیونکر قائم ہوسکیگی اور جب نسبت احتیاجیہ قائم نہوگی تو
دنیا کا کام چلنا ناممکن ہوجائیگا - فرض کرو کہ زید کو اپنے کمرہ کی صفائی کے واسطے
ایک پلستر کرنے والے کی ضرورت ہے اور اوسکے ساتھ ہی یہ بھی فرض کر لو کہ زید اوس

پلستر کرنے والے مین بجاے باہمی ہمدردی کے باہمی تباین اور تخالف ہو اب ان دونون
کے درمیان نسبت احتیاجیہ قائم ہو تو کیونکر ہو —

ہمدردی یعنے ایک دوسرے کی مخصوص ترکیب یا قرابت اور شراکت سے تو دونون کو
بہرہ نہین کام کیونکر بنے دیکھیے ہمدردی کے فرضی عدم مین بھی [illegible]
کیسی قباحت نظر آتی ہے اگر یہی حقیقت ہو خدانخواستہ صفحۂ [illegible] دنیا سے
کاموں اور سلسلون کا نام ونشان ہی نہوتا شاید یہان یہ شبہ [illegible] دنیا کے [illegible]
کام کیے کرائے جاتے ہین اپنی ذاتی اغراض کے لیے کیے کرا [illegible]
مین کیونکر داخل ہو سکتے ہین مثلاً زید کا اپنے مکان کو پلستر کرا [illegible]
کام ہے اور علی ہذا القیاس پلستر کرنے والے کا مقررہ مزدور [illegible] ایک اپنا
ذاتی کام ہے اسکا جواب یہ ہے کہ انسان مین جو خصائص کام [illegible] پائی جاتی
ہین وہ کبھی اوسکے اپنے فائدہ سے خالی نہین ہوتین مگر اوسکے ضمن مین اورون کو فائدہ
پہونچ جاتا ہے پلستر کرنے اور کرانے کی بلاشک ایک ذاتی غرض ہے مگر اس سے
ایک دوسرے کی ہمدردی کے ڈیوٹی فوت نہین ہو جاتی وہ بہرحال پوری ہو جاتی ہے
ہمدردی کی ہم نے تعریف یہ کی ہے کہ وہ ایک ایسا قدرتی اور دلی جوش ہے کہ جسکی ظہار
سے دنیا کا کارخانہ چلتا ہے خواہ اوسمین اپنے نفسانی غرض شامل ہو یا نہو اون لوگون
کی بڑی بھاری غلطی ہے کہ جو ہمدردی کو صرف اغراض نفسانی پر محمول کرتے ہین جو لوگ
ملک مین کوئی کارخانہ جاری کرتے ہین بیشک اوسکے اجراء کے ساتھ اونکی غرض نفسانی
بھی شامل ہوتی ہے مگر اس سے کون انکار کرسکتا ہے کہ اوس کارخانہ کے اجراء سے
ایک کو نہین بلکہ ہزارون آدمیون کو وقتاً فوقتاً فائدہ پہونچتا رہتا ہے ملک یورپ بالخصوص
ملک انگلستان کو دیکھو کہ وہان مختلف کارخانجات نفسانی اغراض سے قائم اور جاری
ہین جنسے خاص انگلستان والون اور دوسرے ملک والون کو کیا کچھ فائدہ پہونچ رہا ہے

کہ اون سفید عام کارخانون کو اونکے مسالکون نے اپنی نفسانی اغراض کے سبب ور قائم کیا ہے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اونکا کام ہمت اور ہمدردی سے خالی ہین اگر ایسے سفید عام کام ہمدردی سے خالی سمجھے جائین تو پھر کسی کام مین ہمدردی کا پتہ نہین مل سکتا ہے۔

یہان یہ شبہ کیا جا سکتا ہے کہ کوئین بنوانے پیاؤ بٹھانے سبیل لگانے وغیرہ کامون سے کے والے لگانے والے کی کوئی ذاتی غرض نہین ہوتی صرف مخلوق خدا کو فائدہ اور آرام پہونچانا مدنظر ہوتا ہے اور عام محاورہ مین ایسے کامون کو انسانی ہمدردی کے کام کہا جاتا ہے جب ہمدردی کے کامون مین کرنے والے کی نفسانی غرض شامل ہوتی ہو تو اس سے لازم آتا ہے کہ ایسے کامون کو ہمدردی آمیز نہ کہا جائے کیونکہ اونمین کرنے والے کی نفسانی غرض شامل نہین ہوتی۔ جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اول تو ہمنے یہ شرط ہی نہین لگائی کہ ہمدردی بلا شمول شرط نفسانی ہو نہین سکتی ہمنے عام طور پر بیان کیا ہے کہ جن کامون مین اغراض نفسانی بھی شامل ہوتے ہین وہ بھی ہمدردی سے خالی اور مبرا نہین ہوتے چنانچہ زندہ نظیرون سے اس مدعا کو ثابت کر کے بھی دکھا یا گیا۔

اور دوسرا ہم کہتے ہین کہ کنوئون کا بنوانا پیاؤ کا بٹھانا سبیلون کا لگانا بھی اغراض نفسانی سے پاک صاف نہین۔ جو شخص ایسے کام کرتا ہے وہ دو ہی نیت سے کرتا ہے یا تو اوسکو دنیا کی واہ واہ اور شہرت مطلوب ہوتی ہے اور یا خدا کی خوشی اور رضامندی کی خواہش رکھتا ہے ان دونون نیتون کے سوا اور کوئی نیت نہین ہوتی اور یہ ظاہر ہے کہ ان دونون نیتون مین دو مختلف النتیجہ نفسانی خواہشین پائی جاتی ہین دنیا مین کوئی کام کر کے بھلائی اور شہرت کا طالب ہونا بھی ایک نفسانی خواہش ہے اور خدا کی خوشی اور رضامندی کا خواستگار رہنا بھی ایک نفسانی غرض ہے فرق صرف اتنا ہے

... دنیا سے متعلق ہے اور دوسری دین سے سو اس تخفیف فرق
... کا نہ ہونا لازم نہیں آتا لیکن جتنے کام ہیں اون سب میں دونو
پائی جاتی ہیں ہان یہ ضرور ہے کہ وہ ساری خواہشین ایک سے نہیں ہوتی
... صرف اس دنیا پر ختم ہو جاتا ہے اور کوئی عاقبت تک ساتھ دیتی

... ہمدردی کن شرطون سے پوری ہو سکتی ہے - انسان جسقدر کام
وہ کسی نہ کسی اصول اور شرط سے مربوط اور وابستہ ہوتے ہین جب تک کسی کام
اصول اور مفید شرط سے مربوط اور وابستہ نہون تب تک انکو کرنے سے وہ فائدہ
حاصل نہین ہوتا کہ جو کرنے والے کا منشا ہوتا ہے کرنے والا اپنے مقصودی فائدے
کو سچی صورت مین حاصل کر سکتا ہے کہ جب وہ اپنے کام یا کامون کو عمدہ اصولون اور
مفید شرطون پر کرے - ہمدردی بھی ایک ایسا کام ہے کہ جس سے ساری دنیا کا
کارخانہ چلتا ہے اور جسکے پورا کرنے کی واسطے قدرت نے انسان کو مجبور کر رکھا ہے
جب تک اوسکو عمدہ اصولون اور مفید شرطون کے ساتھ استعمال نہ کیا جاوے تب تک
اس سے پورا پورا فائدہ نہین اوٹھایا جا سکتا - ہمارے خیال مین ہمدردی
(جو ایک قدرتی خاصہ ہے) شرائط اور اصول ذیل سے عمدہ طور پر استعمال مین
لائے جا سکتے ہین - اول پابندی وقت - ہمدردی کرنے کے واسطے یہ امر بڑا
ضروری ہے کہ وقت کو ملحوظ رکھا جائے قبل از ہمدردی کرنے کے انسان کو اس بات
پر نہایت احتیاط اور سلامتی سے غور کرنی چاہیے کہ ابھی اس ہمدردی کرنے کا وقت
آیا ہے یا نہین اگر غور کے بعد یقین ہو جائے کہ اوس مخصوص ہمدردی کرنے کا
وقت مناسب آگیا ہے تو اوسکو شروع کر دینا چاہیے ورنہ مناسب وقت کی انتظاری
کرنی چاہیے - ہمدردی کرنے کی علت غائی اور اصلی مقصود یہ ہو کہ دنیا کا کارخانہ ایک
عمدگی سے چلے اور مخلوق خدا کے آرام اور منفعت کی صورت نکلے یہ دونون صورتین مناسب

موقوف ہین اگر وقت مناسب کا خیال نکیا جاوے تو منوی فائدہ حاصل نہین ہو سکتا
مثلاً اگر ہم اپنے ملک کی نئی پود یا نئی نسلون کو اس قسم کے تعلیم اور تربیت دینا چاہیئے
کہ جس سے اونکو اور تمیز اور قوم کو ایک ایسا سلیم راستہ ہاتھہ آجاے کہ وہ ایک آسانی
کے ساتھہ اور ترقی یافتہ قومون کو ملنے کی کوشش کرین تو ہمکو ایسی تدبیرین اختیار کرنی
چاہیئین کہ جنکے نتایج اور فوائد کو عام لوگ ایک سہولت سے سمجھ سکین مدرسہ فزیکل سائنس
کے قائم کرنے سے بلاشک ملک والون اور اونکے عزیز نسلون کو بہت کچھ فائدہ ہو سکتا ہی
مگر جو لوگ ابہی تک ابتدائی تعلیم سے بہی فارغ اور واقف نہین ہوے اونکے واسطے
مدرسہ فزیکل سائنس کو قائم یا جاری کرنا وقت کے مناسب نہین ہے وقت کا یہہ
تقاضا نہین ہے کہ ایک عام فہم تدبیر کو چھوڑ کر مشکل تدابیر کی طرف رجوع کیا جاوے
اگر ہم چاہین کہ ہمدردی کے تقاضاے سے بیاہ شادیون کی فضول خرچیان
یا موت اور غمی کے ناجائز اخراجات کے بند کرانے کی کوئی تدبیر اور سبیل نکالین تو یہ بات
وقت کے مناسب نہین ہے کہ ابتدا ہی مین شادی اور غمی کی رسمون کے انسداد پر زور
دیا جائے کیونکہ ایسی رسمین اکثر کرکے مذہبی باتون مین ملی جلی ہوتی ہین اور لوگ
اونکو اپنی جہالت سی اپنے مذہب کی تعلیم سمجھتے ہین ابتدائی انسداد سے اونکے دلون مین
ایک قسم کا جوش پیدا ہو جاتا ہے جو مدعا کو مشکل سے پورا ہونے دیتا ہے وقت کے
مناسب یہہ ہی کہ ابتدا مین عمدہ حکمت عملیون سے لوگون کو اون فضول خرچیون اور اخراجات
ناجائز کے قباحتون اور برائیون سے آگاہ کرکے کفایت شعاری اور اوسکے خصوصیات اور
فوائد پر توجہ دلائی جاوے جب لوگ ان باتون سے آہستہ آہستہ واقف اور خبردار
ہو جائینگے تو خود بخود ہی اونکی طبیعتین فضول خرچیون اور ناجائز اخراجات کے
چھوڑ دینے پر مستعد ہو جاینگے ۔ اگر کوئی گورنمنٹ کسی نئے ملک کو فتح کرے پہلے ہی پہل
وہان کی ناشائستہ لوگون کے ناقص اور جاہلانہ یا وحشیانہ طرز معاشرت کو شائستگی اور

تہذیب سے بدلنا چاہے تو بیشک اوسکی یہ جرات وقت کی سخت مخالف کا یہ مقتضا نہین ہے کہ ملک فتح کرنی ہے اس بیڑہ کو اوٹھایا جاوے وقت ہے کہ سب سے پہلے ملک مفتوحہ کی قومون اور لوگون کو اپنی سلطنت اور عام رحم دلیون اور انصاف وعدالت اور نرمی وشفقت کے ذریعہ سے خوش کیا جائے - اور جب تمام لوگ سلطنت کے کامون اور کارروائیون پر مطمین ہوجائین اور اونکو مختلف آزمایشون کے اس امر کا یقین ہوجاسے کہ یہ سلطنت اور اوسکے اصول ہمارے ملک اور قوم کے حق مین سراسر مفید ہین تو پہر عام لوگون کے طرز معاشرت کے تبدیل کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ اس صورت مین ملک مفتوحہ کے لوگ گورنمنٹ کی تدابیر کو اپنے حق مین مفید سمجھین گے اور اوسپر باقاعدہ عمل کرنے سے متنفر اور بیزار نہین ہونگے - بہت سے انسان مختلف ہمدردیان کرتے اور کراتے ہین مگر وہ صرف اسواسطے کہ اونکے کرنے یا کرانے کے وقت مناسب وقت کو ملحوظ نہین رکہا گیا قوم یا ملک کے حق مین سراسر غیر مفید ثابت ہوتے ہین اگر اونکے کرنے یا کرانے کے وقت مناسب وقت کو ملحوظ رکہا جاتا تو پہر نہیح مفید ثابت ہوتین جو لوگ اپنے ملک یا قوم وغیرہ کو ہمدردی کی راہ سے کوئی آرام اور فائدہ پہونچانا چاہتے ہین اونکو لازم ہے کہ ہمدردی کے وقت مناسب کو ضرور ملحوظ رکہا کرین - دوم تقدم وتاخر ضرورت - ہمدردی کرنے کے واسطے جیسے وقت مناسب کی پابندی ضروری ہے ایسی ہی بلکہ اوس سے بڑھکر ہمدردی کی ضرورت پر لحاظ تقدم وتاخر کی نظر کرنا ضروری ہے کسی ملک یا کسی قومی گروہ یا سارے انسانون کے ساتھ مختلف صورتون پر ہمدردی کی جاسکتی ہے اختلاف ہمدردی کی صورت اس امر کی متقاضی ہے کہ تقدم وتاخر کو ملحوظ رکہا جائے بہت سے لوگ نیک نیتی سے ہمدردی کرتے ہین مگر وہ صرف اسواسطے مفید نہین نکلتی کہ بلحاظ ضرورت کے اوسکے تقدم وتاخر پر نظر

نہین کیجاتی - ہمکو ہمدردی کرنے کے پہلے احتیاط کے ساتھ اس امر پر غور اور نظر کرکے چاہیے کہ بالفعل اسکی ضرورت ہی یا نہین اگر ضرورت ثابت ہو تو شروع کرنا چاہیے ورنہ اوس ہمدردی کی طرف رجوع کرین کہ جو ضروری ہو اگر کوئی نادار آدمی ہمسے موسم گرمی کا کپڑہ مانگے اور ہم اوسکو موسم سردی کا لحاف دیدین یا کوئی شخص ہمسے جوتا طلب کرے اور ہم اوسکو چادر دیدین تو ہماری یہ ہمدردی کو نیک نیتی سے ہو مگر اس سے سوالی بیچارے کو کیا فائدہ پہونچ سکتا ہے بجاے سرد کپڑے کے گرم کپڑے اور بجاے جوتے کے چادر کا رکھنا ہی سائل پر گران اور مشکل ہو جائیگا بیچارہ سائل ہمسے سوال تو اسواسطے کرتا ہے کہ اوس سے فائدہ اوٹھائے اور ہم اوسکے سوال کو اسواسطے قبول کرتے ہین کہ اوسکو فائدہ پہونچائین سائل کی نسبت کے مخالف عمل کرنے مین یہ دونون صورتین مفقود ہو جاتی ہین ہماری نیک نیتی مین کوئی شک نہین مگر اس سے سائل کو ذرہ بھر بھی فائدہ نہین ملتا - کیا اگر ہمسے زید یہ سوال کرے کہ خط استوا مین چھ مہینہ رات اور چھ مہینہ دن کیون رہتا ہے اور ہم اسکا یہ جواب دین کہ ملتان مین بڑی سخت دھوپ پڑتی ہے تو اس جواب سے زید خوش ہو جائیگا یا اوسکو کوئی فائدہ پہونچیگا ہرگز نہین یہ تو وہی بات ہوگی سوال از آسمان جواب از ریسمان جسطرح پر غیر متعلق جواب سے زید کوئی فائدہ نہین اوٹھا سکتا اسیطرح پر غیر متعلق ہمدردی سے سائل کوئی فائدہ نہین اوٹھا سکتا ہماری تمام ہمدردیان اوسیصورت مین - انسان ملک اور قوم وغیرہ کے حق مین مفید ثابت ہونگی کہ جب اونکو بلحاظ ضرورت کے پورا کیا جائے اگر ہم ملک ہندوستان کو کوئی فائدہ پہونچانا چاہین تو اسکے کئی صورتین ہین مگران سب مین سے ضروری صورت یہ ہی کہ ملک مین عام تعلیم کو عمدہ اصولون پر پھیلایا جائے اگر اس صورت کے سواے کسی اور صورت پر عمل کیا جائے تو گو وہ عمل نہایت نیک نیتی سے ہو مگر

چونکہ بالمقابل عام تعلیم کے اوسکی ضرورت بہت کم ہوگی اسواسطے ملک
اوسکو چندان مفید نہ خیال کیا جاویگا - ہمارے ملک ہندوستان مین ا
لوگ مختلف طور پر ہمدردی کی قدرتی جوش کو ظاہر کرتے ہین مگر چونکہ اوس
ضرورت کو ملحوظ نہین رکھا جاتا اسواسطے وہ ہمدردیان چندان مفید نہین
اکثر ہندو مسلمان رسمی طور پر - کوئین - سرائین - مندر - اور مسجدین وغیرہ
ہندو اور لوگون کو جنہون نے یا وجود چنگے بہلے مستنڈے ہونے کے محض کاہلی اور بری
پیشہ گداگری اختیار کر رکھا ہے وقتاً فوقتاً خیرات دیتے رہتے ہین اور علی ہذا القیاس
اور کام دان پن کے کرتے رہتے ہین مگر جب غور کیجاتی ہے تو ایسے کامون سے وہ
فائدہ نہین حاصل ہوتا کہ جو ہونا چاہیئے - بلکہ برخلاف اسکے ایسے کام اور ایسی ہمدردیان
بے ضرورت ہونے کے سبب ملک اور قوم کے حق مین سخت نقصان رسان ثابت
ہوئی ہین - کیونکہ کنوئین - سرائین - مندر - اور مسجدین ثواب کی خاطر بنائے جاتے ہین
مگر عدم استطاعت یا کثرت کے باعث اونکو کوئی پوچھتا ہی نہین جن مستنڈون اور
ہٹے کٹے جوانون کو رسم کی پابندی سے سخاوت کے طور پر کچھ دیا دلایا جاتا ہے
وہ اعلی درجہ کی سست اور نکمے ہو جاتے ہین اونکے دلون مین یہ بات بیٹھ جاتی
ہے کہ جب صرف ایک زبان ہلانے سے پیٹ بھر جاتا ہے تو پھر کام کاج کرنیکی
کیا ضرورت ہے - اگر لوگ محض عام رسم کی پابندی سے ایسے سست الوجود اونکو
کچھ دین دلائین نہین تو یقیناً انکو بھی اور لوگون کیطرح محنت اور کام کاج کرنے کا
خیال آئے مگر افسوس ہے کہ لوگ سمجھتے نہین - اس قسم کی رسمی ہمدردیون کی کوئی
ضرورت نہین ان ہمدردیون کے اظہار پر جسقدر صرف اور خرچ ہوتا ہے اگر اوسکا
نصف بھی تعلیم عام کے باب مین دیا جاے تو یقیناً بہت کچھ ہو سکتا ہے تعلیم عام کے
باب مین نہ سہی ایسے روپیہ سے اگر یتیم خانون اور غریب خانون کو ہی جاری کیا جا

تو بھی کچھ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے - ملک اور ملک کی حالت سائل کی طرح منھ سے نہین کہہ سکتی ہے کہ مجھکو اس امر کی ضرورت ہے مگر ہمدردی کرنے والے ملک اور ملک کی حالت کے آثار اور علامات سے اوسکی ضرورتون کو سائل کے بیان سے زیادہ تر تشریح کے ساتھ معلوم کر سکتے ہین سائل تو خاص طور پر اپنی ضرورت کو پیش کرتا ہے مگر ملک اور ملک کی حالت عام اور کھلے طور پر دوسرے الفاظ مین اپنی حاجتون اور ضرورتون کو بیان کر رہی ہے جو کانون اور آنکھون سے سُنے دیکھے اور دل مین عمدہ طور پر وزن کیجا سکتی ہین اگر ایسے عام اور کھلے ضرورتون کو بھی ہمدردی کرنے والے معلوم اور وزن نہ کر سکین تو سمجھنا چاہیے کہ اوس ملک کی اصلاح اور ترقی اور شائستگی کے دن بہت دور ہین

سوم اتمام مقدار

ہمدردی کرنے کے واسطے جیسے پابندی وقت اور تحفظ ضرورت کی حاجت ہے ایسی ہی ہمدردی کے مقدار مناسب کا ملحوظ رکھنا لازمی امر ہے ہمدردی کرنے کے وقت ہمدردی کرنے والے کو احتیاطاً اس امر پر غور کرنی چاہیے کہ جسقدر ہمدردی کی ضرورت ہے اگر اس امر پر غور نہ کیجاویگی تو کمی بیشی کی صورت مین ہمدردی مین نقص اور [illegible] آ جائیگا مثلاً اگر ہم چاہین کہ ملک ہندوستان کے لوگون کو مختلف صنعتی اور حرفتی کارخانون سے فائدہ پہونچائین تو ہمکو ایسے کارخانون کے جاری کرنے کے پہلے یہ دیکھنا [illegible] چاہیے کسقدر صرف اور کسقدر کارخانون سے ملک کو فائدہ پہونچیگا مقدار پر [illegible] سے ہم اپنی طاقت اور زور کو بھی وزن کرینگے جس سے ہمین بہت مدد ملیگی [illegible] مقابلہ پر ہمدردی نہ کیجاوے تو جیسا کہ چاہیے ویسا فائدہ نہین ہوتا - [illegible] کہ قبل از شروع کرنے ہمدردی کے مقدار پر نہایت احتیاط [illegible] نیکنامی اور فائدہ کے بدنامی اور نقصان حاصل ہوگا -

چہارم تخصیص ہمدردی

یہ شرط اوپر کی شرطون سے بھی زیادہ تر ضروری ہے ہمدردی کرنے
سے دیکھنا لازم ہے کہ ہم اپنے سچی ہمدردی کو کس طریق اور ڈھنگ پر
بعض ہمدردی آمیز خیال فی الحقیقہ ملک اور قوم کے واسطے نہایت
ضروری ہوتے ہین مگر چونکہ اونکو کسی اچھے اصول یا طریق پر ظاہر نہین
چنداں فائدہ بخش ثابت نہین ہوتی ہمدردی کے اصول اور طریق کے خاص اسی
واسطے یہ قاعدہ بہت اچھا ہے کہ ملک اور لوگون کے موجودہ حالت کو دیکھا جاوے
اوس حالت کے موافق جو اصول اور طریق ہو اوسپر ہمدردی کی بنیاد کو قائم کیا جاوے
مثلاً اگر ہم کسی ملک مین عام لوگون کے عزیز انسانون کے آرام اور سلامتی جان اور خوبی
صورت وشکل کے واسطے ٹیکہ کو رواج دینا چاہین تو قبل از رواج دینے کے ہمکو اوس
ملک اور قوم کے عام خیالات اور ریپہ کو دیکھنا چاہیے حکماً بھی ٹیکہ لگایا جاسکتا ہے
مگر ہوسکتا ہے کہ کسی ملک اور قوم کے خیالات حمق اور جہالت کے باعث ابتدا مین
ٹیکہ کے مخالف ہون اگر ایسے ملک مین ایکٹ جبریہ پاس کیا جاوے تو بلاشک
گورنمنٹ کو چند سال تک عام لوگون کی نفرت آمیز خیالات کا مقابلہ کرنا پڑیگا جو سلطنت
کے واسطے نقصان رسان ہے مناسب یہ ہے کہ ایسے ملک مین اس ہمدردی کو ایسی
عام فہم اور سلیس اور رحم آمیز اصولون اور طریقون کی حمایت مین شروع اور پورا
کیا جاوے کہ جو قومون کے وحشیانہ خیالات کو بیجا جوش مین نہ لاوین - عام لوگون
کو جنکی طبیعتین معاملہ کے تہ کو نہین پہونچتین اور جو اپنی ذاتی فائدون اور ضررون
کو عمدہ طور پر وزن نہین کرسکتے ایسے قاعدون اور طریقون کے قبول کرنے پر راضی
کرنا کہ جو اونکے وحشیانہ نظرون مین جبرآمیز سمجھے جاتے ہون حکمت عملی اور دوراندیشی
کی سخت مخالف ہے اسمین کچھ شک نہین کہ وہ قاعدہ اور طریقے درحقیقت ملک اور قوم
کے حق مین اعلی درجہ کے فائدہ بخش ہوتے ہین - مگر چونکہ ملک اور قوم کے لوگ اون کی تہ

اور طریقوں کو اپنی جہالت اور حمق سے اپنے حق میں غیر مفید خیال کرتے ہیں تو اونکے
جاری کرنے اور قائم رکھنے کا کیا فائدہ ہے یہ کیوں نہیں کیا جاتا کہ جو کام ہم اون قانون
اور طریقوں سے نکالنا چاہتے ہیں وہ ایسے قاعدے اور طریقوں سے نکالا جاے
کہ جو بلحاظ فائدہ پہونچانے کے اوسی قسم کے ہوں مگر عام خیالات کو اونسے کوئی جوشش
پیدا ہوتا ہو کوئی ہمدردی ایسی اور نیک کام نہیں ہے کہ جو عام پسند قاعدوں اور
طریقوں کے ذریعہ سے طے نہو سکتا ہو عام پسند قاعدوں اور طریقوں کے ہوتے درشت
اور مشکل اور وحشت آمیز قاعدوں اور طریقوں پر کاربند ہوتا پولیٹکل معاملات کے اصول کے
خلاف ہے جو لوگ مختلف قوموں اور ملکوں کی ہسٹریاں دیکھنے کے شائق ہیں وہ اس
بات کو بخوبی بھی زیادہ تر صحت اور عمدگی سے جانتے ہیں کہ ایسی ہی بیجا ضد کی وجہ اور
بیجا ترجیحوں کے سبب بہت دفعہ اکثر حکومتوں نے پولیٹکل نقصانات اور مضرتیں اٹھائی
ہیں چنانچہ تاریخ ملکی [illegible] ہسٹری میں لکھا ہے کہ ۱۷۹۹ء میں سلطان سلیم خان ثالث نے بسبب
[illegible] ثلثہ و قسطنطنیہ [illegible] یہ ارادہ کیا کہ جسطرح یورپ اور
شاہان یوروپ کی فوجیں اور سپاہ قسم قسم کے آلات اور اسلحہ اور عمدہ سپاہیانہ
پوشش سے آراستہ اور پیراستہ ہیں اسی طرح پر ترکی فوجوں اور سپاہ کو بھی آراستہ
اور پیراستہ کیا جاوے سلطان نے اس انتظام کا نام نظام جدید رکھا اور یکدفعہ
فوج کو یوروپ کے پسندیدہ قواعد جنگ کے بموجب آراستہ کرنا شروع کیا گو یہ ارادہ
سلطان سلیم ثالث کا ترکوں اور ملک کے حق میں نہایت ہی مفید اور ضروری اور عمل کے قابل تھا
مگر چونکہ سلطان موصوف نے اس ارادہ کو عمدہ طور پر ظاہر نہیں کیا تھا اسواسطے ترکوں
کے پرانی فوج ینکچری نے ایک شخص مصطفے نامی کو اپنا سردار مقرر کرکے اس بنیاد
پر کہ سلطان نصاری کے پیروی کرتا ہے ایسا سخت فساد کیا کہ ہزاروں جانیں ناحق
تلف ہوئیں یہانتک کہ اس کشت و خون کا اثر سلطان محمود ثانی کے عہد تک بدستور

قائم رہا ... [illegible] مرحوم سلطان سلیم ثالث نے جو کچھ انتظام کرنا چاہا تھا
[illegible] تو تھا مگر چونکہ اسکا اظہار اچھے اصول اور طریق پر نہ
[illegible] ... نہ حاصل ہوا کہ جو سلطان سلیم ثالث نے نہایت
خیال کیا ہوا تھا ... [illegible] وارن ہسٹنگ صاحب بہادر صدر
[illegible] ... تباہ پیرون کی اسے سے انصاف اور عدالت
کے واسطے [illegible] اور دو زمین مقرر کیے گئے صاحب موصوف کا اس جدید
انتظام [illegible] یہ تھا کہ عام لوگون کو ہر ایک طرح [illegible] آرام اور راحت حاصل
ہو مگر چونکہ [illegible] جدید انتظام ملکی لوگون کے خیالات کے خلاف تھا
[illegible] خرابیون کے بعد [illegible] جدید انتظام [illegible] کمپنی کے
[illegible] انتظام [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] انتظام [illegible]
[illegible]
کمپنی کی [illegible] جدید انتظام [illegible] انتظام [illegible]
ان دونون میں صرف یہ [illegible] تھا کہ پہلا انتظام با وجود نیک نیتی اور صداقت کے
عمدہ اصول اور طریق پر نہیں تھا اور دوسرا انتظام [illegible] عمدہ اصول پر
[illegible] اگر پہلے انتظام کو [illegible] کر دیا جاتا تو کمپنی کو [illegible]
[illegible] جدید انتظام کرنے کی ضرورت نہ پڑتی [illegible]
[illegible] طریق ہندوستان سے ایک نہین بہت سی قومیان

شتہ نقصان اور ندامت اوٹھا چکے ہین مختلف قومون اور چیدہ شخصون کا ندامت اور
نقصان اوٹھانا ہمین اس بات پر زور کے ساتھ رکمینڈیشن کرتا ہے کہ ہم ہمدردی
کرنے کے وقت مخصوص طریق کی تلاش کر لیا کرین تا کہ ندامت اور نقصان کا شک اور
اور احتمال نہ رہے ۔

شرط پنجم استقامت

بہت سے تجربہ کارون نے اس بات کو مختلف تجربون اور آزمایشون سے مان لیا
ہے کہ دنیا مین کوئی ایسا کام اور ارادہ نہین ہے کہ جو استقامت کے بغیر پورا
ہو سکے سچ یہ ہے کہ انسان بلا استقامت کے دنیا مین عمدہ طور پر زندگی بسر نہین
کر سکتا ہمدردی دنیا کے کامون مین سے ایک اعلی درجہ کا کام ہے اسکے واسطے اعلی
درجہ کی استقامت کی ضرورت ہے جب تک اعلی درجہ کی استقامت حاصل نہو تب تک
ہمدردی کی تیوری پوری نہین ہو سکتی ۔ ہمدردی اگرچہ خداداد انسانون کے دلون کے
ایک نیچرل صفت ہے مگر انسانون کی چال ایسی ہے کہ [illegible] زندگی اور ہمدردی
کو ہمیشہ [illegible] ہو جاتی [illegible] کہ [illegible] ناجائز مخالفتون کے
سبب اکثر پست ہو جاتی ہے ہمدردی کرنے کے [illegible] قوی کو چھوڑ دیتے ہین
چھوٹی چھوٹی ہمدردیان تو ہوتی ہین کہ ان مین مخالفانہ خیالات پیدا نہین کر سکتے
مگر وہ ہمدردیان کہ جنسے کسی قوم یا ملک کی موجودہ حالت کو [illegible] کیا جاتا ہے
لانا یا [illegible] مراد ہوتی ہے لوگون کے [illegible] بات کو ایک ناجائز
جوش کی صورت مین برافروختہ کرنے کے واسطے کافی ہوتی ہین جب لوگ اپنے
قوم یا ملک کے [illegible] اور خیالات کو جنکو وہ غلطی سے بلحاظ [illegible] یا [illegible]
خیالات سمجھے ہوئے ہین تبدیل ہوتے یا کرتے دیکھتے سنتے ہین تو اونکی طبیعتون
مین ایک سخت وحشیانہ جوش پیدا ہو جاتا ہے جسکا پہلا یہ کام ہوتا ہے کہ اون

شخص کو جو نہایت نیک نیتی اور صداقت آمیز دلی سے ملک یا قوم کی وحشیانہ
نامناسب اور غیر مفید خیالات کو دور کر کے عمدہ اسباب کو اختیار کرنے پر اور صدا
کی سچی وفا گواہی سے سمجھ لیتے ہیں کہ ہمدردی کی مبارک ڈیوٹی ادا ہو گئی
کبھی پوری نہیں ہو سکتی کون سی ایسی ہمدردی ہے کہ بغیر تکلیف اور بغیر اٹھانے
بغیر اوروں کے حق میں فائدہ بخش ثابت ہوئی ہے لوگوں سے ایسا نیک کام ہے
کہ جس میں کرنے والے کو سب سے اول مخالفت [illegible] کا مقابلہ نہیں کرنا پڑتا عام
ہمدردی تو کیا اپنی ہمدردی بھی سوائے تکلیف اور اٹھانے کے پوری نہیں
ہو سکتی اگر ہمدردی کرنیوالا تکلیفوں کے مقابلہ میں اعلیٰ درجہ کے حوصلہ اور مستقل مزاجی
کو کام میں نہ لائے تو سوائے خاموشی اور [illegible] علاج نہیں ہمدردی
کوئی آسان کام نہیں ہے اس میں دل [illegible]
سے مقابلہ کرنا اور تمام مصیبتوں اور تکلیفوں [illegible] کام ہے
جب تک یہ کام نہ ہو لے تب تک آگے بڑھنا مشکل ہو جاتا [illegible] باعث ہے کہ
ہمدردی کرنے کا دعویٰ تو بہت لوگ کرتے ہیں مگر پورا کرنی بھی اور نتیجہ کامیابی
کے مبارک ستارہ ایسے مرد خدا کے سر پر کبھی چمکتا ہے جو اچھی تربیت اور عقل
خیالات کی مبارک بنیاد کو قائم کرنا چاہتا ہے حقارت آمیز حملوں اور وحشیانہ طریقوں
سے اپنی عمدہ خدمتوں کے اظہار سے باز رکھا جاوے ایسے پُرجوش اور وحشیانہ
خیالات کو یہاں تک ترقی ہوتی ہے کہ ملکوں کے ملک اور قوموں کی قومیں یکلخت
بگڑ جاتی ہیں اور بڑے زور و شور سے ابتری اور خرابی ڈالنے کی کوششیں کیجاتی ہیں
ایسے حملوں اور جوش کو دیکھ کر ہمدردی کرنے والے کے دلمیں ایک قسم کی مایوسی
اور نا امیدی پیدا ہو جاتی ہے اور ہمدردی کرنے والا عام لوگوں کے وحشی خیالات
اور بیقدری کو دیکھ کر خاموشی اور قطع تعلق پر مستعد ہو جاتا ہے بہت لوگ الگ ہی

ہوجاتے ہین اسمین کچھ شک نہین کہ جب ایک شخص دوسرے کے ساتھ نیکی اور
ہمدردی کرتا ہے اور وہ اوسکی کچھ قدر نہین کرتا بلکہ اولٹا اوسکے گلے کا ہار ہوجاتا ہے
تو ضرور اوسکے دل مین اعلی درجہ کی مایوسی پیدا ہوجاتی ہے اور وہ الگ ہونے کو
اچھا سمجھتا ہے مگر جو لوگ ایسے نازک معرکون اور اون معرکون کے بہادرون کے
حالات سُن چکے ہین وہ عام جوش اور وحشت آمیز خیالات کی کچھ پروا نہین کرتے
ہر ایک قسم کی ملامت اور بد طینتون اور تکلیفون اور مصیبتون کو خوشی سے برداشت
کرکے اپنا کام کیے جاتا ہے جو شخص ایسا نہین کرتا وہ سخت بے حوصلگی سے بس ہا
ہوجاتا ہے ہمدردی مین تکلیفون اور مصیبتون کا اوٹھانا اور مطاعن کا برداشت
کرنا ہی نہین ہوتا قسم قسم کے متواتر ناکامیابیان بھی نمودار ہوکر خون جگر کھاتے
رہتے ہین اس کوچہ مین بھی اگر کوئی ہی مرد میدان ثابت رہتا ہے ورنہ بیسیون
نہین بلکہ سیکڑون جان سلامت لیکر بھاگ جاتے ہین - با حوصلہ اور مرد میدان
وہ آدمی ہے کہ جو ان ابتدائی مصیبتون اور مایوسیون اور ناکامیابیون کو ہیچ
سمجھکر اپنے حوصلہ اور استقامت مین قائم رہے دنیا کا کون سا ایسا کام ہے
کہ جسکے پورا کرنے کے وقت مختلف مصیبتین اور ناکامیابیان نمودار نہوتی ہون
اور جو بعد کو خوشی اور چین اور کامیابیون سے تبدیل نہوجاتی ہون اگر ہم چاہتے
ہین کہ دنیا مین رہکر عزت اور خوشی سے زندگی بسر کرین اور اپنے اور ابنائے جنس کو
بھی آرام اور فائدہ پہونچائین تو ہمین اون لازمی رکاوٹون اور مزاحمتون اور ناکامیابیون
اور مصیبتون کا حوصلہ اور استقامت سے مقابلہ کرنا چاہیے کہ جو ہر ایک کام اور ارادہ
کے پورے کرنے کے وقت مانع اور مزاحم ہوتے ہین اگر ہم اس گھاٹی یا درہ سے
نکل گئے تو یقیناً پھر آگے صاف میدان ہے اور اگر خدانخواستہ ایسے درہ یا گھاٹی
مین پھنسے رہے تو خدا ہی حافظ - رکاوٹین اور ناکامیابیان چند روزہ ہوتی ہین مگر

[illegible] اور [illegible] جو [illegible] حبابی [illegible] جو لوگ دشمن اور [illegible]

[illegible] کام [illegible] اقتدار [illegible]

[illegible] کا [illegible] لوگ [illegible]

[illegible] کوشش کرتے [illegible]

[illegible] کامیابی [illegible]

[illegible]

[illegible] اور ناکامیابی [illegible] دقتون کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے [illegible] اپنے [illegible] ان کو بیت [illegible] حوصلہ [illegible] اور استقامت سے کام لیے ہیں اور جو صبر کرتے ہیں آخر تیم المزاج مستقل [illegible] ہوتے ہیں کیا تمنے کلمبس کا حال نہیں سنا کہ وہ کیسی کیسی سخت [illegible] مصیبتون اور ناکامیابیون مین صبر کرتا رہا اور کیسے ساتھی اوسکو ڈراتے رہے تاہم وہ اپنے حوصلہ اور استقامت پر بڑی مضبوطی کے ساتھ قائم اور ثابت رہا۔ دیکھو اخیر پر اوسکو ایسے حوصلہ اور استقامت کے بدولت کیسی کامیابی حاصل ہوئی اور نئی دنیا امریکہ کے دریافت کرنے پر ایک عمدگی اور مضبوطی کے ساتھ فتحیاب ہوا۔ سٹر روبن سن کروسو یا الگزنڈر جو ۱۶۹۵ع کے وسط مین جو ایک کشتی کے کپتان کے ان بن سے جزیرہ جوان فرنینڈز مین چلا گیا تھا اور اٹھائیس سال دو مہینہ چودہ روز کے بعد انگلستان مین واپس آیا وہ اگر صبر اور استقامت سے جزیرہ مذکور مین اسقدر عرصہ دراز تک باوجود تنہائی اور علیحدگی کے نہ رہتا تو شاید دس روز تک بھی نہ جیتا۔ اٹھائیس سال تھوڑا عرصہ نہیں ہوتا ایک عمر ہوتی ہے الگزنڈر اسقدر عرصہ دراز تک نہایت مضبوطی اور استقامت طبیعت سے زندگی بسر کرتا رہا۔ کالے اور گورے وحشیون اور درندون نے الگزنڈر پر اکثر حملے کیے مگر وہ اونکا نہایت حوصلہ اور استقامت سے مقابلہ کرتا رہا اور اپنی اخیر عمر مین بہت

معلومات اور کامیابیوں کے ساتھ جو قوم اور ملک کے حق میں ابتک عالی بیا سلوں کے نجاوات سے فائدہ بخش ثابت ہوئی ہیں اپنے وطن بالوفہمین ولسپن آیا چند بزرگ ہستیوں اوراتب ای ناکامیابیوں اور عام تکالیفات سے اپنی ہمتوں کے مواج دریا کو شدہ کو وستقامت سے آگے بڑھتے ہیں۔ خدا کامیابی دیگا اس اصول کو مضبوطی سے رکھو کہ کوئی نیک کام اور کوئی ہمدردی تکلیف اور عام مخالفت سے خالی نہیں ہوتی اگر تم ثابت قدمی سے کام کرتے رہے تو آخیر پر ضرور تمام مخالفین اور دشمن دوست ہو جاوینگے وہ دنیا لوگ جو تمہارے بدخواہ ہیں آپ ہی خیر خواہ بنجاوینگے — نظم

جو ہمدردی کرتا ہے خلق خدا سے — نہ چاہے اوسے خوف رنج و بلا سے
یہ دنیا میں ہے قول مشہور ابتک — کہ الفت میں تکلیف ہوتی ہے بلاشک
محبت ہو خالی جب رنج و بلا سے — اوسے کچھ تعلق نہ صدق و صفا سے
بناوٹ اگر اوسکو کہئے تو بہتر — تصنع سے تعبیر کیجے تو بہتر
جو ہمدردی کیجائے صدق و صفا سے — تو کسطرح خالی ہو رنج و بلا سے
جو مخلوق عامہ کو فائدہ پہونچائے — مصیبت کا خود پہلے بیڑا اوٹھائے
جو ہمدردی کا نام لاوے زبان پر — وہ پہلے رکھے جان اپنی سنان پر
اگر استقامت میں کامل نہوگا — تو ہمدردی کا رتبہ حاصل نہوگا
نہیں عام کا کام میدان میں آنا — نہیں سہل ہے مفت جان کا گنوانا
کوئی دوسرے کے لئے کب مرے ہے — بیگانوں کی خاطر کوئی کب لڑے ہے
وہی دوسروں کے مصیبت اوٹھاوے — جو ہم لذت محبت سے غم اونکا کھاوے
ولیکن زمانہ کی یہ چال بد ہے — کہ لوگوں کو الٹا غرض سے حسد ہے
کرتے دل سے غمخواریاں جنکی خاطر — سمجھتے ہیں وہ اوسکو خاطی و قاصر
جو حسن لیوین نام ایسے مرد خدا کا — تو ٹھہراتے مرجع ہیں مکر و دغا کا

زبان سے کرے کوئی تحقیر اوسکی
قلم سے لکھے کوئی تکفیر

کوئی سمجھے ہے قوم وملت کا دشمن
کوئی صاف کہتا ہے مرتد

کوئی کہتا ہے قتل کرنا ہے واجب
دلائل سے ثابت ہوا ہے

اگر کوئی سمجھائے اونکو زبان سے
تو دیتے جواب ہین وہ تیغ

غرض یہ کہ ہوتا ہے دشمن زمانہ
حقارت سے دیکھے ہے اپنے

حقیقت پہ وہ نظر کرتے نہیں ہین
بلا آنے والی سے ڈرتے نہین

فدا اونپہ ہوتا ہے جو مال وجان سے
خبر اوسکی لیتے ہین تیغ زبان سے

جہالت سے جو ہمدردونکو سمجھین دشمن
خیالات باطل سے ہوتے ہین ممکن

جہان دل سے دشمن ہو سارا زمانہ
وہان ایک ہمدرد کا کیسا ٹھکانا

مگر جسکے دلمین ہے جوش صداقت
نہ ڈرتا ہے اسپہ کوئی ہو آفت

مقابل مین آتی ہے گر کوئی آفت
تو سہتا ہے اوسکو وہ عین راحت

وہ چاہتا نہین صلہ اسکے وفا کا
مگر طالب آرام خلق خدا کا

نہین فائدہ ذاتی مطلوب اوسکو
صرف بہتری قوم مرغوب اوسکو

وہ آرام سمجھے جہان مین اسیکو
کہ ہو فائدہ خاص اوس سے سبکو

اوسے قوم گر سولی پہ ہو چڑہادے
تو ہمدردی سے باز پہر بھی نہ آوے

سر پہانسی پر بھی کہیگا وہ رو کے
کہ کب خواب غفلت سے سوتے اوٹھوگے

اوٹھاتے ہین سر جو بار ملامت
وہی دیکھین آخر کو راہ سلامت

زبان سے جو کرتے تھے تحقیر اونکے
قلم سے جو لکھتے تھے تکفیر اونکی

پڑہی جب اونھون نے کتاب حقیقت
تو ظاہر ہوئی اونپہ اونکی فضیلت

جو کرتے تھے مجبور تیغ زبان سے
وہ قربان ہونے لگے مال وجان سے

صداقت کو آخر ہوئی فتح ونصرت
لیا استقامت نے میدان بعزت

اگر استقامت سے ہوتے وہ عاری
عزیزو نہ دو ہاتھ سے استقامت
بجز استقامت کے چارہ نہیں ہے
سوا اسکے ہمدردی کامل نہ ہووے
نصیحت ہی یہ یاد رکھنے کے قابل

تو کب حاصل ہوتی اونھین فتح و یاری
نہین تو اوٹھانی پڑیگی ندامت
سوا اسکے کوئی گذارہ نہین ہے
وہ مقصود کا موتی حاصل نہووے
کہ جز استقامت نہ کچھ ہووے حاصل

شرط ششم نیک نیتی

ہمدردی کرنے کے واسطے سب سے اعلی درجہ کی شرط نیک نیتی اور صداقت ہے جو ہمدردی نیک نیتی اور صداقت سے خالی ہو وہ ہمدردی نہین ہے بلکہ محض بناوٹ اور تصنع اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو کام (اگرچہ وہ نیکی کی صورت مین ہی ہو) بناوٹی ہو نہ تو وہ کرنے والے کو فائدہ دیتا ہے اور نہ دوسرون کو دیتا ایک صاف آئینہ کے مانند ہی اوسمین سب کچھ نظر آجاتا ہے اگر کوئی شخص صداقت اور نیک نیتی سے کام کرتا ہے تو وہ بھی معلوم ہو جاتا ہے اور اگر بناوٹ سے کیا جاتا ہی تو وہ بھی کھل جاتا ہی ایک نہین ہزارون تجربہ کارون نے اس بات کو مضبوط شہادتون اور تجربون سے مان لیا ہے کہ جو کام صداقت اور نیک نیتی سے کیا جاتا ہی اوسکو سرسبزی اور کامیابی حاصل ہوتی ہے جو کام نیک نیتی اور صداقت سے خالی ہوتا ہے اوسکو کبھی بھی سرسبزی اور کامیابی حاصل نہین ہوتی سرسبزی اور کامیابی تو درکنار ہے اوسکے کرنے والے ہی عام لوگون کی نظرون مین حقیر ہو جاتا ہے اور جو شخص صداقت اور نیک نیتی سے کام کرتا ہے وہ اگرچہ ابتدا مین عام لوگون کے خیالات اور وحشیانہ جوش سے کسیقدر ضرر اور نقصان اوٹھاتا ہی مگر اخیر پر اوسیکو کامیابی حاصل ہوتی ہے جو لوگ اوس سے بدظن ہوتے ہین وہی اونکا ساتھ دیتے ہین نیک نیتی کو لازم اور واجب ہی کہ اس کام کو ہاتھ سے نہ دین مگر یہ یاد رہے کہ ہر ایک ایجوکیشن النسانی غمخواریون اور باہمی ہمدردیون

کے پیدا اور پورا کرنے کے واسطے اوسی صورت مین کافی ہوسکتی ہے کہ جب وہ بجائے خود عمدہ اور مضبوط بنا پر موضوع اور مبنی ہو جو ایجوکیشن کمزور اصولون پر قائم کیگئی ہو وہ بیعلمی سے بھی زیادہ تر بدنما اور خراب ہی اوس پر یہ بھروسا کرنا کہ وہ انسانی سوسائیٹیون اور ملکی لوگون کو باہمی غمخواری اور آپس کی ہمدردی کا مبارک سبق دیگی پہلے درجہ کی بیوقوفی اور ناتجربہ کاری ہے وہ سلسلہ تعلیمی جو ضعیف اور کمزور بناؤن اور اصولون پر مبنی اور قائم ہو کسی حالت مین بھی مفید اور فائدہ رسان نہیں ہے جب اوسکی بنیاد ہی خراب ہے تو وہ پھل کیونکر ہوسکتا ہے ایجوکیشن کے واسطے جو اچھے اور مضبوط اصول ہین ہمنے اونکو علم کی وسیع بحث مین بیان کردیا ہے ناظرین کو اوسکی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

یہ شیم ہمدردی کتنی قسمون پر ہے

بیرے خیال مین ہمدردی مندرجہ ذیل قسمون اور صورتون پر تقسیم کیجاسکتی ہے انسانی - ملکی - قومی - مذہبی - ذاتی - شخصی - نسبتی - چونکہ ان سب قسمون اور صورتون مین فرق بتانا ضروری اور مناسب ہے اسواسطے مین ادب کے ساتھ ناظرین کتاب ہذا سے ان قسمون کے نمبروار بیان کرنے کی اجازت مانگتا ہون۔

قسم اول انسانی ہمدردی

یہ وہ ہمدردی ہے کہ جو بلا کسی قسم کے تخصیص اور تفریق کے ہر ایک نوع یا فرد انسان کے ساتھ (عام اس سے کہ وہ نوع یا فرد کسی ملک یا قوم یا فرقہ یا مذہب یا گروہ کا ہو) کیجاتی ہے ہمدردی جتنی قسمون پر تقسیم کیجاسکتی ہے اون سب مین سے یہ پہلی قسم ہے ایک ایسی قسم ہے کہ جسکا پورا کرنا اگر ناممکن نہین ہے تو مشکل تو ضرور ہی ہے دوسرے تمام قسمین کسی نہ کسی تعلق اور نسبت عارضی یا لازمی سے آمیزش رکھتی ہین پہلے اس قسم کو کسی نسبت عارضی یا لازمی سے نسبت حاصل نہین جو شخص اس قسم کی ہمدردی مین کامل اور پورا ہے

اوسیر اور قسمون کا پورا کرنا کوئی مشکل امر نہین - اس قسم کی ہمدردی کے حاصل یا پورا کرنے
کے واسطے سب سے اول یہ امر ضروری ہے کہ اس سے نیچے اور جتنی قسمون کی ہمدردیان
ہین اونکی نسبتون کو ابتدائی حالت مین فرضاً دور کر دیا جاوے اگر ابتدائی حالت مین
ہمدردی کے دیگر اقسام کی نسبتون اور تعلقات کو فرضاً دور نہ کیا جاوے تو اس مخصوص
ہمدردی کا کامل اور پورا ہونا بہت مشکل ثابت ہوگا - ہمدردی نسبتون کے فرضاً
دور کرنے سے ہماری یہ مراد نہین کہ اونکو ترک کر دیا یا چھوڑ دیا جاوے بلکہ یہ کہ
اون نسبتون کو تعصب یا ضد آمیز میلان سے برتری اور فوقیت نہ دیجاوے مثلاً
اگر ہم چاہین کہ ایک غیر قوم کے آدمی کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی کرین تو اس ہمدردی
کے پورا کرنے کے لیئے سب سے اول ہمکو اپنی قومی ہمدردی کی نسبت کو تعصب
اور ضد سے پاک کرنا پڑیگا جب تک ہم ایسا نہ کرینگے تب تک اوس غیر قوم کے آدمی
کے ساتھ ہمدردی نہین کر سکینگے تمام قومون اور تمام ملکون اور تمام انسانون کو یکسان
آنکھ سے دیکھنا اور اونکے ساتھ ایک ہی طرز ایک ہی روش ایک ہی سلوک سے
پیش آنا بیشک بہت ہی مشکل اور دقت آمیز امر ہے اسکے واسطے وہ دل وہ گردہ وہ
دماغ چاہیے کہ ساری دنیا مین جسکے دو چار نظیرین موجود ہون کہنے کو کون نہین کہتا
کہ مین انسانی ہمدردی پوری کر سکتا ہون مگر میرے خیال مین اسکا پورا کرنا بہت بڑی
مشکل ہے قوم کو مذہب کو ملت کو رشتہ کو ناتے کو ملک کو وطن کو الگ رکھکر ایک اور ہی
رشتہ سے اگر تمام انسانون کا بلا کسی قسم کے تفرقے اور امتیاز کے ہر ایک پہلو سے ہمدرد
بن جانا مشکل کام نہین ہے تو کیا ہے میرے خیال مین تو اس صفت کے ہمدرد کے دنیا
مین بہت ہی کم اور شاذ و نادر نظیرین پائی جاتی ہین گو اس قسم کے ہمدردون کی نظیرین
بکثرت موجود نہین ہین مگر اس قسم کی ہمدردی کے اصول میرے راے مین یہی ہین کہ
تمام انسانون کو ایک ہی درخت کا پھل اور ایک ہی اصل کی اینٹ خیال کیا جاوے

انہین بصورت تفریق ہو دار ہے اوسکو عام کی شناست اعمال غیر مفروضہ کا اثر اور نتیجہ قرار دیا جاوے جب یہ اصول ہمارے صفحہ دل پر نقش ہو جاویگا تو اوس وقت ہم ایک انسانی اور شیوونی کے ساتھ موانفات اور اہتمامات انسانی ہمدردی کا مقابلہ کر سکین گے جب تک اس قسم کے اصول ہماری لوح قلب پر نقش نہین ہوتی تب تک ہم اس کوچہ پرخطر مین قدم رکھنے کے قابل نہین ہین ۔ اس امر کو بھی مرکوز خاطر کر لیجے کہ اگر کسی مبارک انسان کو ہمدردی مین یہ رتبہ حاصل ہو جاوے تو پھر اوسکو بلا قاعدہ چلنا چاہیے کہ یا کسی قاعدہ کو اپنا دستور العمل بنانا واجب ہے یہ تو ظاہر ہی ہے کہ انسان کا بلا قاعدہ چلنا کسی حالت مین بھی درست اور جائز نہین ۔ ہر حالت مین کسی نہ کسی قاعدہ کا پابند ہونا لازم ہی سب سے بڑا قاعدہ یہ ہے کہ اس ہمدردی مین مناسبات مظہر ہمدردی کو مقدم اور ملحوظ رکھنا چاہیئے ۔ بلا شک ہر ایک انسان اس قابل ہے کہ اوسکے ساتھ ہمدردی کیجاوے مگر اسمین بھی کچھ شک نہین کہ انسان کی ہر ایک حالت اس لائق نہین کہ اوسکے مقابلہ مین ہمدردی کا اظہار کیا جاوے انسان اور انسان کی حالتون مین بہت فرق ہے انسان ہر ایک قسم کی عنایت توجہ اور مروت ہمدردی کے قابل ہے مگر اوسکی حالتین ہمدرد کو اس امر پر مجبور کرتی ہین کہ اونکے موافق ہمدردی کی ڈیوٹی عمل مین لائی جاوے ہمدردی کرنے سے ہمدرد کا یہ منشا ہونا چاہیئے کہ مظہر ہمدردی کو کسی قسم کا فائدہ پہونچ جاوے جب ہمدردی کرنے سے بجاے فائدہ کے نقصان پہونچنے کی امید ہو تو پھر ہمدردی کا کرنا محض لغو اور فضول ہے ۔

قسم دوم ملکی ہمدردی

ملکی ہمدردی وہ ہمدردی ہے کہ جو بلا لحاظ مذہب و قوم اپنے ملک والون سے مخصوص ہوتی ہے ملک کی حالت باعتبار ترقی اور تنزل کے تمام اہل ملک کے ساتھ تعلق اور واسطہ رکھتی ہے جیسے ایک آدمی کے حقوق بالانفراد ہوتے ہین اسی طرح پر ملک کے

حقوق اور ضروریات بالاجتماع تمام اہل ملک پر بٹ کر ایک خاص اور مشترکہ حق قرار پاتے
ہین - اگر تمام اہل ملک ان مشترکہ حقوق کو مل ملکر اپنی ذاتی حقوق کیطرح پورا نہ کرین تو ملک
کی حالت اور حیثیت کا کامل اور بے نقص رہنا مشکل ہے جب ہماری ذاتی حیثیت اور
حقوق بلا امداد خاص توجہ کے کامل اور بے نقص نہین رہتے تو پھر ملک کی بے شمار حقوق
اور گران بہا حیثیت بلا توجہ اہل ملک کیونکر عمدہ حالت پر ثابت اور قائم رہ سکتی ہے
اگرچہ ہر ایک شخص ظاہر مین خیال کرتا ہے کہ اوسکی کام اور ضرورتین اور حقوق ملکی ضرورتون
اور حقوق سے بالکل الگ اور نرالی ہین - مگر اگر وہ صفحہ باطن پر نظر کریگا تو وہ اس بھید
کو پالیگا کہ اوسکی ذاتی ضرورتین اور حقوق بھی ملکی ضرورتون اور حقوق کے ساتھ عمدہ
طور پر ملی ہوئی ہین اوسپر جیسے اپنے خاص حقوق کی محافظت ضروری ہے ایسی ہی
ملکی ضرورتون اور حقوق پر لحاظ کرنا ملزومات سے ہے ملک کے لفظ سے ملک کی زمین
اور درخت مراد نہین ہین بلکہ ملک کے عام بود و باش کرنے والے انسانون کی جماعت
دنیا مین ایک ملک نہین بہت سے ملک ہین - ہر ایک ملک مین انسانی جماعتین بود و باش
رکھتی ہین اون جماعتون کی ترقی اور تنزل کو ممالک کی ترقی اور تنزل سے منسوب کیا جاتا ہے
ملک کی ہمدردی کرنے کا مفہوم ایک خاص سرزمین کے رہنے والے انسانی جماعتون
کی ہمدردی کرنا ہے اس امر سے کسیکو انکار نہین ہوسکتا کہ انسانی جماعتون کا کام ہمیشہ
ترقی اور اقبال کی سڑک پر ہی قائم نہین رہتا کبھی ولدل تنزل مین بھی پاؤن پھنس جاتے
ایسے وقت مین ملکی ہمدردی کے بیڑا اوٹھانے کا وقت قریب آپہونچتا ہے جسطرف سے
ملک کو تنزل ہوتا نظر آتا ہو اوسی جہت سے ہمدردی کرنی چاہیے لوگ سمجھتے ہین
کہ ایک خاص شخص کو ملک کی ہمدردی سے کیا حصول - ہم کہتے ہین کہ گو ایک خاص شخص
ظاہر مین اپنے حقوق کو الگ رکھکر ملک کی ہمدردی کرتا ہے مگر دیکھو تو در اصل ملکی ہمدردی
کے ضمن مین وہ اپنے آپ ہی ہمدردی کر رہا ہے جیسے اس بات کی کوشش کیجاتی ہے

اور ہمارا ایک زیور تعلیم وشائستگی سے آراستہ پیراستہ ہو تو اس کوشش اور ہمدردی کا نتیجہ ہمارا اور اگر ان سے [illegible] غیر نہین ہے ہمکو اور ہماری نسل و اولاد و عزیز و اقارب کو بھی حصہ ملنے والا ہے [illegible] ہمارا کوئی کام ایسا نہین کہ جسمین اورون کی منفعت نہو اسیطرح ہماری کوئی ملکی ہمدردی ایسی نہین کہ جسکے ضمن مین ہمارے واسطے یا ہمارے سلسلہ نسل کے لیئے کوئی حصہ فائدہ کا موجود نہو -

رہا یہ سوال کہ اگر ہمنے ملکی ہمدردی سے خود فائدہ نہ اوٹھایا گو ہمارے آنے والے نسل نے اوٹھایا تو اس سے ہمارے دل و دماغ کو کیا سرور اور حصول ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ ہماری نسل اور ابنا [illegible] کو جو فائدہ ہوگا وہ بعینہ ہمارا ذاتی فائدہ ہے ہم جانتے ہین کہ ہم اس دار دنیا مین ہمیشہ عرصہ تک نہین رہ سکتے اور جو کچھ ہم اس دار ناپایدار مین حاصل کرتے ہین اور [illegible] ہین اوس سے اسیوقت جدا ہونے والے ہین ہماری جدا ہونے کے بعد اون حاصل کردہ وسائل اور اسباب سے ہماری ذات کو کوئی فائدہ نہین اوٹھا سکتے ہماری نسلین یا اور قرابتی ہی متفید ہوتے ہین جبکہ ہمارے وہ سامان اور وسائل جنکو ہم اپنا کہتے ہین ہمارے مرنے کے بعد اورون کے کام آنیوالے ہین اور ہم باوجود اس امر کے جاننے کے روز بروز زور وشور سے اونکی فراہمی کی کوشش کرتے ہین تو ہمکو ملکی کامون اور ہمدردی کے اس فائدہ اور منفعت کے ظہور سے کہ جو ہمارے مرنے کے بعد ہماری نسلون اور دیگر ہمارے جنس کے کام آیگی بددل اور حیران نہین ہونا چاہیے

قسم سوم قومی ہمدردی

قومی ہمدردی وہ ہمدردی ہے کہ جو خاص اپنے قوم کے ساتھ کیجاتی ہے یہان یہ امر بحث طلب ہے کہ قوم کا لفظ کن معنوں پر اطلاق پاتا ہے - اپنی راے کے اظہار کے پہلے ہم اون عام اصطلاحات کو بیان کرتے ہین کہ جو قوم کے مفہوم کی تخصیص کے باب مین مروج ہین اول یہ کہ لوگ ہم مذہب ہون اونکو ایک قوم کہا جاتا ہے - دوم عرفی ذات اور

حسب نسب کے معنون کے اعتبار سے ایک خاص گروہ یا خاص پارٹی کو ایک قوم کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے - سوم اغراض مشترکہ کے اعتبار سے بھی ایک پارٹی کو قوم کے مفہوم مین لیا جاتا ہے - چہارم ایک ملک کے رہنے والون کو بھی بالاشتراک اور ملکون کی قومون کے مقابلہ مین ایک قوم کے معنون مین لیا گیا ہے مگر تفریق سوال پر یہ اشتراک ٹوٹ کر افراد کی صورت مین جا رہتا ہے -

اس مضمون مین ہم قوم کے لفظ کو جن خاص اور مفید معنون پر محمول کرنا چاہتے ہین وہ اون چارون اصطلاحات پر علیحدگی کے پیرایہ مین حاوی ہے ہماری دانست مین قبل از تخصیص مفہوم لفظ قوم کی انسانی جماعتون کے ضروریات اور معاملات کو ایک دوسرے سے اغراض کے اعتبار اور جہت سے تقسیم کرنا چاہئیے - انسانی ضرورتین اور معاملات دو قسم پر منقسم ہین - مذہبی یا اعتقادی غیر مذہبی دنیاوی - مذہبی وہ ہین کہ جو دوسرے مذہب والون سے مغائر ہوتی ہین اور دوسرے مذہب والے اونکو تسلیم نہین کرتے - دنیاوی وہ ہین کہ جو بلا کسی تفریق اور امتیاز کے ہر ایک انسان کے واسطے ہین ہمارے خیال مین مذہبی ضرورتون اور معاملات کی جہت سے ایک انسانی جماعت کو کہ جو اوس مذہب کو مانتے ہو ایک الگ قوم کہنا چاہیے اور دنیاوی ضرورتون اور مقاصد کے اعتبار سے ایک ملک کی ہر ایک فرد بشر اور انسان کو ایک قوم قرار دینا چاہیے مطلب یہ کہ جب مذہبی ضرورتین اور اصلاحین پیش آئین کہ جو کسی صورت تمام سارے انسانون کے واسطے ایک نہین ہوسکتین تو ہر ایک مذہب والے کو الگ قوم بنکر ہمدردی کرنی چاہیے اور جب دنیاوی اغراض اور مقاصد پیش آئین تو تمام انسانون کو جو مذاہب کے احاطہ مین آکر جدا جدا ہوگئے تھے ایک قوم ہونا چاہئیے اس تقسیم کے قاعدے پر ایک ملک مین مذہب کے لحاظ سے مختلف قومین بود و باش رکھتی ہین اور دنیاوی امور کے اعتبار سے سارے ملک مین ایک ہی قوم بستی ہے اس خاص تقسیم کے بعد

ہم ناظرین کو اس امر کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہین کہ قومی ہمدردی کرنے کے وقت ہمکو دیکھنا چاہیے کہ آیا مذہب ہمدردی کا طالب ہے کہ یا دنیاوی ضرورتین اور معاملات اگر مذہبی کشش ہو تو مذہبی قوم کی طرف سے ہو کر ہمدردی کرنی چاہیئے اور اگر دنیاوی ضرورتین یا معاملات ہمدردی کے خواہان ہین تو مذہب کو الگ رکھ کر ہمدردی کے ضروری ڈیوٹی کو پورا کرنا چاہیئے۔ یہ خدشہ پیدا کرلینا کہ جن امور مین ہم ہمدردی ظاہر کرنا چاہتے ہین اونسے وہ لوگ مستفید ہونگے کہ جنکو ہمسے مذہبی مشارکت حاصل نہین اور اس خدشہ کو اپنے مذہبی قانون کے مخالف خیال کرلینا دراصل مذہب کے مدعا اور اغراض کو نہ سمجھنا ہے مذہب جو دل اور روح سے متعلق ہے یہ نہین چاہتا کہ انسانی جماعتون کو دنیاوی امور اور مقاصد مین الگ الگ کردے۔ بلکہ اوسکا اصلی منشا اور غرض یہ ہے کہ انسانون کے اعتقادات جنپر مذہب کی بنیاد ہے یا یہ کہ جنکا مفہوم مذہب ہے اپنے اپنے احاطہ مین رہین اور اپنے خاص قواعد کے رو سے تنزل سے بچکر ترقی پاتے رہین اور اونکے معتقد اپنی صداقت کی تہذیب اور سلامت روی سے ایک دوسرے پر تبلیغ کرین۔ مذہبی اغراض جو روح اور دل یا جو معابد اور مراقبہ اور ریاضت نفسی سے مخصوص ہین محدود اور معدود ہین۔ برخلاف اسکے دنیاوی امور جو انسان کے روزمرہ برتاؤ اور ضروریات پر محیط ہین اسقدر فراخ اور وسیع ہین کہ کوئی انسان بھی اونسے عاری اور خالی نہین ہے اور ایک دوسرے سے مضبوطی سے جکڑے ہوئے ہین جنکی پیوستگی اور بندش مین کبھی فرق نہین آسکتا۔ خاص امور اور مقاصد کو جو صرف روح اور دل سے متعلق ہین تعصب اور ضد سے مزاحم اور مانع قرار دیکر دنیاوی امور اور معاملات کی ہمدردی کو ترک کردینا انصاف اور انسانی آزادی کے پالینے کا خون کرنا ہے۔ ہمکو ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہیے کہ دنیاوی امور مین ہماری ہمدردی کے قیام کو کوئی خفیف عارضہ روک نہ سکے۔ ہم جانتے ہین کہ جس اصول پر ہمنے قوم کی لفظی

تشریح اور تقسیم کی ہے اوسکے موافق ہمدردی کرنا بڑی ہمت کا کام ہے اور اوسکے روکنے اور توڑنے کے واسطے بہت سی مزاحمتون کے پیش آنے کا اندیشہ ہے اس خوف سے کہ اس مشکل تقسیم سے کوئی شخص ہمدردی کو جواب نہ دے بیٹھے اس پہلو پر بھی لگایا جاتا ہے کہ اگر ایسا نہو سکے تو پھر ایک شخص کو شارکت مذہبی کے لحاظ سے اپنی اپنی قوم کی ہمدردی کرنی چاہیئے —

انسان کے دل مین ایک خاص جوش پایا جاتا ہے جو دو پہلو پر عمل کرتا ہے کبھی تو وہ مطابق واقعہ کام کرتا ہے اور کبھی جب اوسکے ساتھ ناجائز رعایت اور پاس شامل ہوجاتا ہے تو واقعہ کے مخالف چل پڑتا ہے قومی ہمدردی مین بھی اس جوش طبعی کا ظہور ہوتا ہے اوسوقت تک تو مفید ثابت ہوتا ہے کہ جب تک اوسکے ساتھ ناحق پرستی شامل نہین ہوتی اور اوس حالت مین مضر پڑتا ہے کہ جب اوسکے ساتھ ناحق پرستی شامل ہوجاتی ہے اس بات کو خوب سمجھ لو کہ ہمیشہ ہر ایک معاملہ اور ہر ایک امر مین قوم (خواہ کسی مفہوم پر محمول ہو) لایق ہمدردی اور خیر خواہی اور امداد کے نہین ہوتی - کبھی قوم کی حالتین اور اغراض اس قسم کی ہوجاتی ہین کہ جنکے ساتھ ہمدردی کرنا غیر ضروری ہے نہین بلکہ ناجائز ہوتا ہے - اگر قوم کے لوگ کسی ناجائز بات پر جم جائین تو ضرور نہین ہے کہ اونکے ساتھ ہمدردی کیجاوے - ناجائز امور کے بابت قوم کا ہمدرد بننا قوم کو نقصان پہونچاتا ہے —

حق پرستی ایک ایسی عجب ناکسی ہے کہ جو ہر ایک وقت مین انسان کو حقیقی خوشی اور کامیابی کے مرکز پر ثابت اور قائم رکھتی ہے اس ناکسی کو ہمیشہ اپنا معمول اور دستور العمل بنانا چاہیئے قوم کی حالت ایک وسیع جہاز کے مانند ہے جسکو ضروریات اور مختلف معاملات کے بحر مواج مین چلنا ہے اور انسانون کا رتبہ ناخداؤن اور ملاحون کا سا ہے اگر اس وسیع جہاز کے ناخدا اور ملاح جہاز کے رفتار اور ہوا پانی کے اوتار چڑھاو اور دیگر پیش آنے والی مصیبتون اور

دشمنوں کا ایک دوسرے سے محبت اور تالیف کرکے مقابلہ نہ کر سکے تو ضرور ہے کہ کسی روز کو
یہ بھرا بھرایا قومی جہاز تنزل اور ادبار کی لہروں اور موجوں میں پھنس کر فلاکت اور نکبت
کے گرداب میں ڈوب کر نیست و نابود ہو جاوے اور اوس میں بیٹھنے والے بھی ساتھ ہی
مر کھپ جائیں - ہم مذہبی قوم کے مفہوم اور مذہب کے اغ[illegible]ض کو الگ رکھکر یہ جتانا چاہتے
ہیں کہ قوموں کے ترقی اور تنزل کا زمانہ یا قضیہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے قومی ہمدردی کے
ضرورت اور افادت کے وزن کرنے کے واسطے گذشتہ مختلف قوموں کے واقعات اور
حالات کو زیر نظر رکھنا چاہیئے اور ہمیشہ عمیق غور کرنی چاہیے کہ قوموں کو کیونکر ادبار اور تنزل
نصیب ہوا اور کیونکر اونکی حالتیں اور خیالات اوج ترقی اور کامیابی پر پہونچ گئی گذشتہ
قوموں کے تنزلات اور ترقیات ہمکو ایک سلامتی سے اوس رستہ پر لگا سکتے ہیں کہ جسپر
چلنے کی ہمکو سخت ضرورت ہے قومی تنزل اور قومی اقبال قوم کے سارے افراد پر حاوی ہے تا
کوئی فرد بشر یہ نہ سمجھے کہ اگر قوم کو تنزل [illegible] پر کیا اثر پہونچ سکتا ہے جسطرح پر
آفتاب کا طلوع اور غ[illegible] اسیطرح پر قومی
تنزل اور قومی اقبال قوم کے سارے اجزا اور سارے افراد پر محیط ہوتا ہے - انسان
جیسا اپنی ذاتی ہمدردی کرتا ہے اسیطرح پر اوسکو قومی ہمدردی کا ضروری فرض ادا
کرنا چاہیئے - ایک خاص شخص یا کئی ایک شخصوں کی ذاتی تنزل اور اقبال سے قوم کو
تنزل اور یا اقبال نہیں کہا جا سکتا - مگر قوم کے تنزل اور اقبال سے ایک شخص یا کئی
ایک اشخاص کو تنزل اور یا اقبال کہا جا سکتا ہے - اگر ایک کمرہ کے اندر لیمپ جلایا
جاوے تو اوسکی روشنی ہمیشہ کمروں کی دیواروں کے اندر ہی محدود رہیگی مگر اگر اوسی
لیمپ کو کسی ایسی اونچائی پر رکھا جاوے کہ جو کمرہ کے اندر ہی بسطے اور دوسری جگہوں پر
محیط ہو تو اوسکی روشنی محدود نہیں رہیگی بلکہ ارد گرد کے ہر ایک جگہہ کو روشن کریگی
یہی مثال قومی ترقی کی روشنی پر صادق آسکتے ہے اقبال کو [illegible] سمجھنا ہوا لیمپ سمجھنا چاہیئے

اگر وہ ایک یا کئی ایک معدود اشخاص سے خاص ہے تو اوسکی روشنی محدود ہوگی وہ ملک پر کچھ تاثیر نہ کرسکیگی اور اگر وہ سارے افراد مین بالاشتراک پایا جاتا ہے تو اوسکی روشنی وسیع ہوگی جسکو قومی اقبال کہا جاویگا - یہ بڑی غلطی ہے کہ ہم قوم کے چند افراد کے تنزل اور اقبال کو قومی تنزل اور قومی اقبال سے نامزد کرتے ہین قوم کے چند مخصوص افراد کا ذاتی تنزل اور ذاتی اقبال قوم کا تنزل اور اقبال نہین ہے کبھی ایک شخص کے نالائق یا لائق ہونے سے سارے گھرانے اور سارے خاندان کو نالائق اور لائق نہین کہا جاسکتا علی ہذالقیاس کسیصورت مین چند اشخاص کے نالائق یا لایق تنزل یا با اقبال ہونے سے ساری قوم کو نالائق یا لائق یا با اقبال نہین کہا جاسکتا البتہ ساری قوم کے تنزل یا با اقبال ہونے سے قوم کے چند افراد کو متنزل یا با اقبال کہا جاسکتا ہی اگر ایک چھوٹا سا کمرہ بنایا جاویگا تو اوسمین ایک دو شخص ہی گذارہ کرسکینگے مگر اگر ایک وسیع کمرہ طیار کیا جاوے تو خاندان کے تمام افراد آرام سے رہ سکین گے یہی حال ذاتی اور قومی اقبال کا ہی ذاتی اقبال ایک محدود کمرہ کے مانند ہے اور قومی اقبال ایک وسیع کمرہ کے مانند سمجھا ئیو ایسے قومی کمرہ کے بنانے کی کوشش کرو جسمین ساری قوم کے متفرق افراد آجائین ایسا محدود کمرہ نہ بناؤ جو خود تمہارے ہی گذارہ کے موافق ہو لمبی اور چوڑی چادر سارے جسم کو ڈھانپ لیتی ہے مگر ایک مختصر سے کپڑہ کا ٹکڑا سوا سے بے پردگی کے اور کسی کام کا نہین ہوتا قومی اقبال ایک وسیع چادر ہے جسکے نیچے ساری قومی افراد آسکتے ہین شخصی اقبال ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے جو ایک جسم کو بھی ڈھانپ نہین سکتا ہم ایک ایسی زندہ نظیر بیان کرتے ہین جس سے ہمارے اس مدعا اور بیان کی تصدیق ہوجاویگی کہ شخصی ترقی یا تنزل قومی ترقی یا قومی تنزل نہین ہوتا اور قومی تنزل یا قومی ترقی شخصی تنزل یا ترقی پر حاوی ہوتی ہے —

ہندوستان کے سارے لوگ غیر مہذب اور ناتعلیم یافتہ اور نالائق نہین ہین

اونمین بہت سے لوگ مہذب اور لائق بھی ہین مگر چونکہ اونمین تہذیب اور تعلیم کو عام ترقی نہین اسواسطے کہا جاتا ہے کہ اقوام ہندوستان ترقی یافتہ نہین ہین انگریزون مین سارے لوگ مہذب اور تعلیم یافتہ نہین ہین بہت سے ایسی لوگ بھی ہین کہ جو بالکل غیر تعلیم یافتہ اور وحشی السیرت اور قبیح الخصلت ہین مگر چونکہ اونمین عام طور پر تہذیب اور تعلیم وغیرہ کا نمبر بڑھا ہوا ہے اسواسطے اونکی قوم کو ترقی یافتہ قوم کہا جاتا ہے۔

ہندوستانی کیون اس درجہ سے گر گئے اور انگریزون کو یہ درجہ کیون ملگیا اسیواسطے کہ ہندوستانیون مین قومی ہمدردی اور قومی کامون کے ترقی اور خیال نہین ہے انگریزون مین برخلاف اسکے ذاتی ہمدردی اور ذاتی کامون کے ساتھ قومی ہمدردی اور قومی کامون کو بھی ضرور خیال کیا جاتا ہے۔ عزیز و ذاتی کامیابیان اور ذاتی مقاصد اپنے ہی گہرین منحصر رہتے ہین غیرون کے نظر مین اونکو کوئی بھی عزت اور وقعت حاصل نہین ہوتی اور نہ اوسنے غیر لوگ مستفید ہوسکتے ہین قومی مقاصد اور قومی کامیابیان عام طور پر مشتہر ہوتی ہین۔

ایک چار دیواری کا جلتا ہوا چراغ آفتاب کے ساتھ جو ساری سطح زمین اور نشیب و فراز کو گہیرے ہوئے ہے برابری نہین کرسکتا ذاتی ترقی اور کامیابیان ایک چار دیواری کا چراغ ہین اور قومی ترقی اور قومی کامیابیان آفتاب کا رتبہ رکھتی ہین ہمنے قومی ہمدردی کی ضرورت اور اوسکے فوائد اور نتیجون کو مختصر طور پر بتلا دیا ہے اب اوسپر ایک عالیشان عمارت بنا لینا توہمکے لوگون کے اختیار مین ہے۔

چوتھے مذہبی ہمدردی

مذہبی ہمدردی وہ ہمدردی ہے کہ جو ایک مذہب والے کو لحاظ اسکے کہ وہ اوس مذہب کو مانتا ہے اپنی مسلے مذہب کے ساتھ کرنی پڑتی ہے مذہبی ہمدردی اسطرح پر کیجاتی ہے ایک تو یہ کہ جو لوگ اوس مذہب کو مانتے ہین وہ مضبوطی کے ساتھ اوسپر

ثابت قدم رہین اور اوسکے قوانین اور اوامر و نواہی کو دل سے تسلیم کرکے اوسپر عمل کرین اور ایک یہ کہ اور مذہبون کے ماننے والے اوس مذہب مین داخل اور شریک ہون یہ دونون باتین انسان کے طبعی جوش اور خواہش کے موافق ہین - ہر ایک انسان طبعی طور پر یہ چاہتا ہے کہ جس بات کو وہ مانتا ہے اوسپر لوگ قائم رہین اور اور لوگ بھی اوسکی تصدیق کرکے اوسکو مانین بعض لوگون کی یہ راے ہے کہ انسان کا ان دونون خواہشون پر عمل کرنا ضد اور تعصب پر دال ہے ہمارے راے مین یہ راے درست نہین ہے ان خواہشون پر انسان عارضی طور پر عمل نہین کرتا بلکہ اوسکا طبعی جذبہ اوسکو ان خواہشوان پر عمل کرنے کے لیے مجبور کرتا ہے اگر ہم مذہب کو الگ رکھکر بھی اپنی حالتون پر نظر کرین تو ہمین معلوم ہوجاویگا کہ ہم دنیاوی امور مین بھی اور اپنے ابناے جنس کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہین اور یہ کہ جو ہمارے متفق الراے ہوگئے ہین وہ اپنے اتفاق پر ثابت رہین جبکہ دنیاوی امور مین بھی ہم ان خواہشون سے کام لے لیتے ہین تو پھر مذہبی کامون مین تو ضرور لینا پڑیگا - اپنے مسلمہ خیال کے پیروی کے لیے اور لوگون کو ۔ عو کرنا تعصب اور ضد نہین ہے عین طبعی جذبہ کے موافق ہی ایک دہریہ بھی جو اپنے آپ کو علت علت مذاہب یعنے وجود باری تعالے کے ماننے اور تصدیق سے بری رکھتا ہے ہمیشہ یہ خواہش کرتا ہے کہ اور لوگ بھی اوسکے منشا اور راے کی تصدیق کرکے اوسکے پیرو ہوجائین - اگر یہ دونون خواہشین طبعی جذبہ کا اثر نہوتین تو ضرور تھا کہ دہریہ کے وجود اور دل مین انکا اثر نپایا جاتا دہریہ کے دل و دماغ مین ان خواہشون کا پایا جانا صاف طور پر اس بات کی بین دلیل ہے کہ ہر دو خواہشین طبعی جذبہ کا اثر ہین اور یہ کسی حال مین ترک نہین ہوسکتین ہان ہم اسقدر ضرور تسلیم کرینگے کہ ان خواہشون کے استعمال مین ناجائز اصولون سے کام لیا جاتا ہے جس سے بادی النظر مین بعض وقت یہ راے لگانی پڑتی ہے کہ یہ

ہردو خواہشین ضد اور تعصب کا اثر ہین۔ ان خواہشون کا استعمال صرف اس درجہ تک چاہیے کہ جہانتک تبلیغ اجازت دیتی ہے تبلیغ سے بڑھکر کارروائی کرنا بلاشک ضد اور تعصب ہے۔ تبلیغ کا مفہوم اور مدعا یہ ہے کہ ایک امر کو تہذیب اور شائستگی کے ساتھ کسی دوسرے انسان کو سنا دیا جاوے اور سلامت روی سے اوسکو توجہ دلائی جاوے کہ اس بات پر غور کرو اس سے بڑھکر جو کچھ ہے وہ تبلیغ سے زیادہ ہے خواہ اوسکو ضد کہو خواہ تعصب۔ ہمارا یہ منصب نہین کہ ہم اپنے مذہب کو زور سے دوسرون کے گلے اتارین اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اس منصب کا مستحق ٹھہراتا ہے تو وہ انسانی آزادی اور طبعی جوش کی مخالفت کرتا ہے کوئی مذہب یہ نہین سکھاتا کہ میرے قوانین زور سے اورون کو تعلیم کرو۔ بلکہ یہ تعلیم کرتا ہے کہ نرمی اور فروتنی سے میرے قوانین اور اوامر و نواہی کو اورون پر ابلاغ کرو۔ مذہبی دنیا بھی اوسوقت تک ترقی نہین پا سکتی اور نہ اپنی اصلی پایہ پر قائم رہ سکتی ہے کہ جب تک اوسکے ساتھ ہمدردی واجب نہ کیجاوے چونکہ ہر ایک مذہب والے کو طبعی طور پر اپنا مذہب عزیز ہوتا ہے اسواسطے ہر ایک شخص کو جائز ہے کہ اپنے مذہب کے ساتھ تہذیب اور شائستگی سے ہمدردی کرے مذہبی ہمدردی کا مختصر اصول یہ ہے کہ وہ ہمدردی تبلیغ سے بڑھکر نہو اور خاص طور پر بیہودہ مجسلون سے کوشش کیجاوے کہ مذہب مین فتور نہ واقع ہو اور مذہبی سوسائٹی نیک نیتی اور خلوص اور ادب سے کام کرتی رہے بیجا ضد اور تعصب کو مطلقاً دخل نہ ہو۔

پانچوین ذاتی ہمدردی

ذاتی ہمدردی وہ ہمدردی ہے کہ جو خاص اپنی ذات سے کیجاوے۔ اگرچہ ایک شخص کی ذاتی ضرورتین اور مقاصد قومی ضرورتون سے مقابلہ نہین کر سکتی مگر انکا پورا ہونا بھی ہمدردی ہی پر موقوف ہے کہنے والا کہسکتا ہے کہ کوئی شخص اپنی

ہمدردی نہین کرتا۔ یہ سچ مگر معلوم رہے کہ انسانون کی حالت یکسان نہین ہے بہت سے
ایسے بھی انسان ہین کہ یا تو مطلقاً اپنی ہمدردی نہین کرتے اور اگر کرتے ہین تو ایسے
قاعدون پر کہ بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوتی ہے مثلاً ایک انسان پر لازم تھا
کہ وہ کسی مفید اور قابل قدر علم یا فن کے سیکھنے مین کوشش کرتا مگر اوسنے بجاے اسکے
کھیل کود مین اپنے عزیز اوقات کو صرف کردیا اوسکی نظر مین تو یہ کام بلاشک اپنی ذاتی
ہمدردی تھی لیکن اصل مین وہ ایک غلط اصول کی پیروی کر رہا تھا۔ اسیطور پر ذاتی
ہمدردی کو پورا کرو کہ جو نیک اصولون اور مفید قاعدون پر مبنی ہو۔ اور جنسے تمھارے
ذاتی ضرورتون اور مقاصد کی اصلاح ہو۔ اپنی بدنی طاقتون ذہنی قوتون مال و دولت
اوقات کو بد کامون اور بدمقصدون مین صرف کرنا ذاتی ہمدردی کے منافی ہے
ذاتی ہمدردی کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اپنی ساری بدنی طاقتون ذہنی قوتون مال و دولت
اوقات کو نیک اور اچھے کامون مین صرف کرین ۔ خدا یہ توفیق ہر ایک
فرد بشر کے اخیر عمر تک نصیب اور رفیق کرے۔

چھٹے شخصی ہمدردی

شخصی ہمدردی وہ ہمدردی ہے کہ ایک خاص شخص کے ساتھ کیجاتی ہے۔ یہ بات
دلنشین کر لینی چاہیئے کہ دنیا مین کوئی شخص بلا احتیاج اور بلا ضرورت نہین ہے ہر ایک
شخص کو احتیاج بھی ہے اور ضرورت بھی ہے یہ بھی سمجھ لو کہ ساری حاجتون اور تمام
ضرورتون پر ایک آدمی تن تنہا کامیاب نہین ہوسکتا جب انسان اپنی پیش آمدہ
واقعات اور معاملات کا تن تنہا تحمل نہین کر سکتا تو ضرور ہوا کہ وہ اورون سے امداد
طلب کرے ایسی حالت مین ضرور ہے کہ اور ابناے جنس اوسکو امداد دین یعنے اوسکے ساتھ
ہمدردی کرین۔ دنیا کی جسقدر کام ہین وہ بجز ایک دوسرے کے معاونت اور امداد کے
انجام نہین پاسکتے دنیا کے رہنے والے ایک دوسرے کے سہارے سے جیتے اور زندگی

ہمیشہ کرتے ہین ہمارا کوئی کام اور کوئی ارادہ ایسا نہین ہے کہ جو دوسرون کی ہمدردی
اور امداد کا محتاج ہو۔ اگر ہم ایک دوسرے کی معاونت اور ہمدردی کرنا چھوڑ دینگے
تو اورون کو بھی تنگ کرینگے اور آپ بھی مختلف بلاؤن مین پھنس جاینگے۔ جیسے زید کو ہمسے
امداد کی ضرورت ہو ایسے ہی ہم بھی بعض باتون مین زید کے محتاج ہین دنیا مین سب سے
زیادہ تر بادشاہ مقتدر ہوتے ہین اونکو بھی اورون سے احتیاج ہوتی ہے بالمقابل
بادشاہون کے فقیر لوگ دنیا کے علائق سے آزاد ہوتے ہین مگر باوجود اس قطع علائق کے
اونکو بھی انسانی ہمدردی کی حاجت ہے جب ہم ایک شخص کی ہمدردی کرتے ہین تو
دوسرے شخصون کو اور شخصون کی ہمدردی کرنے کا خیال پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی ضرورت
کے وقت ہمکو بھی اوس ہمدردی سے حصہ لینا پڑتا ہے۔ بعض لوگ اس شخصی ہمدردی
کو بعض شرائط سے مشروط کردیتے ہین مثلاً یہ کہ ہندو کو مسلمان سے اور مسلمان کو ہندو
سے اور عیسائی کو مسلمان اور مسلمان کو عیسائی کی ہمدردی نہین کرنی چاہیے کیونکہ خاطر
مذہبی اسکی اجازت نہین دیتے ہمارے خیال مین شخصی ہمدردی کو ایسے شرائط سے
مشروط کرنا موجہ نہین ہے کوئی مذہب یہ نہین سکھلاتا کہ مذہب کے سوائے اور معاملات
اور امور مین بھی کسی شخص کی ہمدردی نہ کرو۔ دنیاوی مقاصد اور امورات مذہبی مقاصد
سے جدا ہین۔ دنیاوی امور مین اگر عیسائی یا ہندو ہمدردی کے قابل ہے تو اوسکو
محروم نہین رکھنا چاہیے۔ اور اگر کوئی اس لائق ہے تو عیسائیون اور ہندوؤن کو
دریغ نہین کرنا چاہیے۔ اگر کوئے شخص بھوکھا ہو تو ہمکو اوسواسطے اوسکی امداد
اور ہمدردی سے باز نہ رہنا چاہیے کہ وہ ہمارا ہم مذہب اور ہم مشرب نہین۔ ہان اگر
وہ ہمسے ایسی ہمدردی کی درخواست کرے کہ جسمین ہمکو مذہبی قانون کی مخالفت کا تردد
اور فکر ہو تو ہمارا اختیار ہے کہ اوسکی درخواست کو نامنظور کرین۔ مثلاً اگر کوئی مسلمان
یا ہندو کسی عیسائی سے یہ درخواست کرے کہ دین عیسائی مذہب کے تردید کے واسطے

ستاد مقرر کرنا چاہتا ہون چونکہ یہ کام سواے عام امداد کے نہین چل سکتا تم بھی زری امداد کرو تو جائز ہے کہ عیسائی اس درخواست کو نامنظور کرے کیونکہ یہ درخواست اوسکے مذہبی قانون کے مخالف ہے یہان یہ بھی سوال ہو سکتا ہے کہ مذہب کے سوا اگر کسی شخص کی راے مین ایک خاص معاملہ مین ہمدردی کرنا ضروری ہو اور اوسکی قوت فیصلہ اوسکی مخالف ہو تو اوسکو کیا کرنا چاہیے ۔ ہماری راے مین اگر وہ اوس ہمدردی مین کوئی اشد نقصان دیکھتا ہو تو نہ کرے اور اگر اوسکے نزدیک اوسکا کرنا نہ کرنا برابر ہو تو اس اصول پر کہ کار خیر بہرحال اچھا ہی کر دے ہان یہ اوسکا اختیار ہے کہ اپنے پالسے نہ بدلے ۔

ساتوین نسبتی ہمدردی

نسبتی وہ ہمدردی ہے کہ جو کسی نسبت کے لحاظ سے کیجاتی ہے مثلاً مان باپ ۔ جو بیٹے بیٹیان ۔ باپ مان بھائی بہن دوست دوستون سے ہمدردی کرتے ہیں ۔ یہ سب نسبتی ہمدردیان ہوتی ہین جسقدر نسبتی ہمدردیون مین رعایت ناجائز یا غیر واجب شامل ہو جاتا ہے اسقدر اور قسم کی ہمدردیون مین نہین ہوتا اگر کسیکا بیٹا فی الاصل قصوروار ہے ہو مگر باپ ضرور اوسکی ہمدردی کرتا ہے کسی کا دوست اگرچہ کسی اور شخص سے زیادہ تر ہمدردی کا مستحق نہو مگر وہ ضرور اوسکے مقدم رکھنے پر زور دیتا ہے ۔ یہ بات بڑی اہم اور ضروری ہے کہ ہم نسبتی ہمدردیون کو پوری فیاضی اور شوق سے پورا کرین مگر اسمین یہ بھی لحاظ رہے کہ ہمارے ہاتھ سے انصاف اور حقیقت کا خون نہو جاوے بعض وقت نسبتی تعلقات ایسی طور پر متقاضی ہوتے ہین کہ ہماری سچائی کی روح مغلوب ہوتے نظر آتی ہے ایسے وقت مین ہمکو مغلوب الشوق نہو جانا چاہیے بلکہ اس امر کی کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارا انسانی جوہر لینے صداقت لیسندی اپنے ہمسے سلب نہو جاوے اگر ہمارا کوئی دوست یا کوئی اور قرابتی فی الحقیقت ہمدردی کے قابل نہین

تو ہمکو محترز رہنا چاہیے اگر ہم احتراز نہ کرینگے تو ناحق کی رعایتی اور پاس کرنیوالی سمجھے جاینگے
نسبتی ہمدردی صرف انسانون کے ساتھہ ہی مخصوص نہین ہے بلکہ ان سے حیوانات کو
بھی جو ہمارے اردگرد ہماری خوشی اور خدمت کے لیئے پھرتے ہین حصہ دیا جاتا ہے۔ پس جیسے
ہمکو اپنے اردگرد کے جانورون چارپایون وغیرہ سے ایک نسبت ہے اور اونکو ہمسے ہی یہ
باہمی نسبت اس امر کی مقتضی ہے کہ ہماری جانب سے اونکے ساتھہ بھی مناسب طور
پر ہمدردی کیجاوے رہی یہ بات کہ وہ ہمارے ساتھہ اسکے بدل مین ہمدردی اور
غمخواری نہین کر سکینگے سو اسکا یہ جواب ہے کہ بقدر اونکے اپنے اپنی طبعی جذبہ
اور شعور کے موافق ہو سکتا ہے ہمارے ساتھہ ہمدردی کرتے ہین جو لوگ خدا کی مختلف
بید الشئون کے سلسلہ ربط وضبط اور برتاو کو غور کی نظرون سے دیکھتے رہتے ہین اونکو
اخیر پر اس بات کا اقرار اور قائل ہونا پڑا ہے کہ ہمارے اردگرد کے جانور چارپایے
وغیرہ اپنے مقدور کے موافق ہمسے ہمدردی کرتے ہین - یہان یہ سوال ہو سکتا ہے
کہ ہمکو درندہ موذی جانورون سے کیون ہمدردی کرنی چاہیے وہ تو ہمارے دشمن
ہین - اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو اونکو ہماری ہمدردی کی ضرورت ہی نہین پڑتی
اور اگر کہین لولے لنگڑے ہو کر قابو مین آجائین - تو بشرط ایذا دینے کے اونکا
تلف کرنا کوئی عیب نہین - اونکے ساتھہ بھی ہمدردی ہے - دوسرا یہ کہ ہمنے یہ
فقرات درندہ جانورون اور موذی چارپایون کی بابت نہین لکھے بلکہ اون جانورون
اور چارپایون کی بابت جو انسانون کے ساتھہ ملے جلے رہتے ہین -

ششم

ہمدردی کی حد کہان تک ہے

اگرچہ جسطرح نیک دل لوگون کے خیال مین نیکی اور بھلائی کرنے کی کوئی حد اور اندازہ
نہین - اسیطرح پرسچے اور مضبوط دل ہمدردون کے نزدیک ہمدردی کی کوئی حد نہین

جہانتک طاقت ہو اور قابو چل سکے اسکو عمل مین لانا چاہیئے اعلی درجہ کی ہمدردی کرنیوالون
کا تو یہ خیال ہے کہ جان و مال ننگ و نام کو بالائے طاق رکھکر ہمدردی کے واجبی فرض
کو ادا کرنا چاہیئے گو یہ خیال بہت وسیع اور بہت اچھا ہے مگر یہ اون پاک نفس لوگون کے
واسطے ہے کہ جنہون نے ملک و قوم کے مبارک نام اور عزت پر اپنی خودی اور انانیت کو بالکل
فدا اور قربان کردیا ہے اور جو ملک اور قوم کی ضرورتون کے مقابلہ مین اپنی جان مال
عزت و ناموس ریاست امارت وغیرہ کو ہیچ اور لاشی سمجھتے ہین۔ جنکا دل اور روح
اور دماغ ہمیشہ ملک اور قوم کے خیال مین مسرور رہتا ہے۔ جو لوگ ایسے
مقدس طبیعت والون کا مقابلہ نہین کرسکتے اونکے واسطے ہمدردی کے فرائض کو
غیر محدود قرار دینا اور اونکو اون فرائض کے پورا کرنے کی خواہش کرنا گویا اس امر کی
اجازت دینا ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ ہمدردی نکرے۔ غیر محدود
ہمدردی کرنا اون لوگون کا کام ہے کہ جنکا ذکر خیر اوپر ہوچکا ہے عام طبیعت والون سے
ایسا ہونا یا ایسا کرنا ناممکن ہے۔ جب ایسی طبیعتون والے اس قسم کے غیر محدود
ہمدردی پوری پوری نہ کرسکینگے تو وہ سمجھ لینگے کہ ہمدردی کرنا مشکل ہے رفتہ رفتہ
یہ رائے کسی روز کو ہمدردی کے فضول ثابت کرنے کے واسطے کافی ہوگی۔ یہ آئندہ کی
مشکلین یاد دلاتی ہین کہ عام طبیعت والون کی خاطر ہمدردی کی حد مقرر کیجاوے
عزیزو یہ بات سمجھ لو کہ جیسا دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرنا انسانیت کا اعلی فرض ہے
ایسا ہی ہمارا طرز خلقت لا آف نیچر یاد دلاتا کیا بلکہ تاکید کرتا ہے کہ تم اپنے ساتھ
بھی ہمدردی کرو۔ لوح تقدیر کے اوپر جو غیر متبدل اور غیر متغیر بڑے جلی موقلم
حرفون سے لکھا ہے۔ اے آدم زاد انسانیت کا اعلی فرض ہے
کہ تو اورون کے ساتھ ہمدردی کرے۔ ہان یہ بھی یاد رکھ کہ تجھکو اپنی
ذات سے بھی ہمدردی کرنی چاہیئے۔ جب ہمکو اپنے ساتھ بھی ہمدردی کرنا

ضروری اور لازمی ہے تو پھر دوسرے لوگون یا قوم یا ملک کے ساتھ ہمدردی کرنے کے واسطے یہ حد بہت درست اور ٹھیک ہی کہ ہماری وہ ہمدردی یا ہمدردیان جو دوسرون کے نفوس اور ذوات پر موثر ہون اوسے حد تک ہونی چاہئین کہ جس سے ہماری اپنی ذات خاص کو کوئی نقصان اور ضرر نہ پہونچے —

اگر ایک شخص ہمسے یہ درخواست کرے کہ فلان شخص نے جبر اور ظلم سے میری جائداد زیور کا اسقدر جزو یا حصہ دبالیا ہے اب اوسکے گھر مین صندوق مین رکھا ہوا ہے مجھ مین نالش کرنے کی استطاعت نہین - اگر تم میرے ساتھ چل کر اوسکے گھر مین سے اسباب مذکور صندوق سے نکال کر مجکو دیدو تو مین اپنے انصاف کو پہونچ جاؤنگا ہمنے تحقیق سے معلوم بھی کرلیا کہ فی الواقعہ یہ شخص مظلوم اور فلان شخص جابر ہے مگر اگر ہم اس قابل رحم بیان پر اصول ہمدردی کے موافق اوس مظلوم شخص کے ہمراہ جاکر شخص جابر کے گھر سے زیور مذکور نکالکر حقدار کو دیدین تو ہم اوسیوقت زیر دفعہ قانون فوجداری پولیس کے پنجہ مین گرفتار ہوکر آہنی سیخون والے حوالات مین پہونچائے جائینگے کیونکہ ہم سوائے موجودگی پولیس ماسوائے خاص اجازت مجسٹریٹ مجاز کے کسی دوسرے شخص کے گھر کی تلاشی نہین لے سکتے - اگر ہم ایسا کرین تو جرم ہے - گو ہمارا یہ فعل یا یہ ہمدردی سراسر رحم آمیز اور صحیح اصول پر مبنی تھے کوئی ذاتی عناد اوس مین شامل نہین تھا مگر قانون اسکی پروا نہین کرتا - ہمارا ایسا کرنا اس امر کی دلیل ہی کہ ہم اپنے آپ کو اپنی ہاتھون سے چاہ مصیبت مین گرانا چاہتے ہین اور طرفہ برآن یہ کہ ہمارے اس کاروائی سے اوس مظلوم کو بھی فائدہ نہ پہونچیگا کیونکہ گھر والا اولٹا اوسکو الزام دیگا اور عدالت بھی اوسسے بازپرس کریگی - ایسی درخواستون اور حالتون کے وقت مین ضروری اور لازمی ہے کہ ہمدردی کی ڈیوٹی کو اون ذریعون سے ادا اور پورا کیا جاوے کہ جن سے نقصان یا ضرر کی حیثیت سے موثر نہون رہی یہ بات کہ گو ایک ہمدردی سے ہماری ذات پر نقصان یا تاثیر پہونچنے

خفیف خیال کر سکتے ہین - یہ درست اور ٹھیک ہے مگر اس خفیف تاثیر کے قبول کرنے سے بھی ہماری ذات کو کسی نہ کسی قدر ضرر اور نقصان پہونچیگا جب نقصان پہونچا تو ذاتی ہمدردی کی ڈیوٹی ترک ہوگی جسکا ترک کرنا غیر واجب ہے - ہان اگر کوئی شخص ہمدردی مجسم ہو کر جان و مال کو ہمدردی کے نام پر فدا کر چکا ہے تو اوسکو ایسا کرنا زیبا ہے - اور اوسکا یہ کرنا اوسکی ذات کے واسطے بھی زیبا نہین بلکہ ملک و قوم کا فخر ہے - اگر کوئی شخص کہے کہ کوئی ہمدردی سوائے اپنی ذات کو تکلیف اور رنج - نقصان پہونچانے کی پوری نہین ہو سکتی کیونکہ جو شخص دوسرے کے ساتھہ ہمدردی کریگا وہ اپنا خرچ بھی کریگا اس صورت مین لازم آتا ہے کہ کوئی ہمدردی جائز نہو - معترض کا یہ اعتراض صرف اسواسطے ہے کہ اوسنے ہمارے الفاظ کے معانے کو نہین سمجھا اسمین کوئی شک نہین کہ ہمدردی سوائے رنج تکلیف اوٹھانے کے پوری نہین ہو سکتی - مگر ہمنے جس نقصان اور ضرر کو پیش نظر رکھا ہے اوس سے اوسی قسم کے نقصان اور ضرر مراد ہین جو اوپر کی مثال مین بیان کیے گئے ہین یہ حد بڑی احتیاط کی نظر سے مقرر کی گئی ہے کیونکہ تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ بہت سے لوگ حد سے بڑھکر ہمدردی کرنے کے جرم مین پھنسکر مختلف تکلیفین اور دکھہ اوٹھا چکے ہین -

انکشاف حالت

اس امر کو تو مین بھی مانتا ہون اور اور لوگ بھی ضرور ہی تسلیم کرتے ہونگے کہ انسان سے اکثر قسم قسم کی غلطیان اور لغزشین ہوتی رہتی ہین یہ بات یا یون کہو کہ یہ نقص کسی خاص قوم کے انسانون یا کسی خاص زمانہ اور ملک سے مخصوص نہین ہر ایک قوم کے انسانون اور ہر ایک زمانہ مین اسکا ظہور برابر پایا جاتا ہے کوئی ایسا بھی اگلا زمانہ نہین کہ جسکے ساتھہ یہ بات یا یہ رنج نہ لگی ہو کوئی ایسی قوم نہین جسکے افراد مین اس نقص کو دخل نہو پرانے اور موجودہ حالتین اور واقعات ہمارے اوپر کی بات کو

ایک رو رستے ثابت کرتے ہین قطع نظر اور اور غیر نظیرون کے جب ہم اپنی ذات خیال
کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ ضرور انسانون کی جماعت مین نقص مذکور ورثہ کے طور پر
پایا جاتا ہے کوئی ایسا انسانی مجمع نہین ہے کہ جسمین یہ بات نہ پائی جاتی ہو یا جو
اپنے آپ کو اس بات یا اس نقص سے معصوم اور مامون ثابت کرسکے اگر کوئی انسانی
مجمع اس بات کا دعوے کرے تو اوسکے صحیح ہونے کی کوئی وجہ اور دلیل نہین ملسکیگی
کیونکہ یہ ادعا صداقت اور حقیقت کے خلاف ہے یہ بات تو ہمنے مان بھی لی اور کچھ کچھ
ثابت بھی کردی کہ انسانون سے اغلاط کا سرزد ہونا ایک موروثی بات ہے اب ہم ناظرین
پر یہ بات ظاہر کرنا ضروری خیال کرتے ہین کہ اکثر کرکے ہم انسانی جماعتون سے لغزشون
اور غلطیون کا صدور اور ظہور کیون ہوتا ہے اگرچہ ہم غلطیون کے ظہور کے باعث
اور اسباب کو کلیۃً بیان نہین کرسکتے کیونکہ اس قسم کے بواعث کا احصا اور شمار
کوئی آسان اور سہل بات نہین ہے مگر تاہم ایک ایسا قاعدہ یا ایک ایسی مخصوص صورت
بیان کیجاوے گی جو تمام انسانون کی اکثر غلطیون کا باعث یا موجب قرار دیجاسکتی ہے
گو ایسے باعث کا کسی خاص قسم کی غلطیون پر ہے احتوا نہو مگر تاہم اوسکو ایک باعث کا
خیال کیا جاسکتا ہے یہ بات بیان کرنے کے قابل ہے کہ انسانون کے اعمال اور امور کا
کچھ نہ کچھ موجب اور باعث ہوتا ہے کیونکہ کوئی فعل بلا سبب صادر نہین ہوسکتا ایک
کام کے واسطے کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے انسانون کا غلطی کرنا اور لغزش کھانا
بھی ایک فعل ہی ضروری کہ اسکے واسطے بھی کوئی نہ کوئی باعث اور موجب ہو اس
ضروری تمہید کے بعد ناظرین پر روشن ہو کہ اکثر کرکے انسانون سے اسواسطے بھی
غلطیان صادر ہوتی ہین کہ اکثر انسان حالات شناسی یا انکشاف حالات مین قاصر
ہوتے ہین حالات کے نہ پہچاننے یا نہ معلوم کرنے کے باعث غلطیان صادر ہوجاتی
ہین مثلاً ایک شے کی حالت سے ہمکو واقفیت اور مہارت نہین اور ہم اوسکی نسبت

مجبوراً یا ضرورۃً کسی قسم کی راے ظاہر کرنا چاہتے ہین اگر ہم شے مذکور کی حالت کو معلوم یا وزن نہ کرین گے تو ضرور دھوکا کھا وینگے کسی شے کی ذاتی حالت کا وزن یا معلوم کرنا راے زنی کے واسطے ایک ضروری امر ہے جب تک یہ ضرورت پوری نہ ہوگی تب تک ہماری راے کا وزن دار یا صائب ہونا ایک موہومی امر ہے اوس شے کی ذاتی حالت کہ جسکی بابت ہم راے ظاہر کرنا چاہتے ہین اظہار راے کے ساتھ ایک ضروری اور لازمی نسبت رکھتی ہے مثلاً ہمکو یہ بات تو معلوم نہین کہ کابل کا معاملہ کیونکر شروع ہوا تھا اور ہماری گورنمنٹ نے اوسمین کس وجوہات کے زور پر دخل دیا اور کن شرائط پر پولیٹکل معاملات اور ضروریات کا خاتمہ ہوا اگر ہم اسکی بابت راے دینا چاہتے ہین اگرچہ ظاہر ہین تو ہمکو اس معاملہ مین اظہار راے کی کئی ایک راستے لین گے مگر دراصل ہماری راے بالکل ناموزون اور کمزور اور غلط ثابت ہوگی جب ہمکو کابل کے ضروری معلومات ہی میسر نہین تو ہماری راے مین موزونیت کہان ہوگی گو ہمکو اظہار راے کے راستے مل جاوین مگر اون راستون سے ہم منزل مقصود پر کبھی بھی نہ پہونچینگے ایسی حالت مین اگر ہم اظہار راے کا حوصلہ کرین تو یقیناً اپنے آپ کو نادان اور کم فہم ثابت کرنے کا ہم خود عزم اور ارادہ کرتے ہین ہم خود کوشش کرتے ہین کہ ہماری غلطیین ظاہر ہون اور لوگ اس بات کو پا جاوین کہ ہم بغیر علم حالات شے راے ظاہر کرتے ہین ہم سچ کہتے ہین کہ ہماری غلطیون کا جزو اعظم یا بڑا حصہ اشیا کے حقیقی حالتون کا نہ معلوم کرنا ہی ہے اگر ہمکو یہ بات منظور ہے کہ ہماری رایون یا کامون کی غلطیین اور نقص ظاہر ہوکر ہمکو شرمندہ نہ کرین تو لازمی اور ضروری یہ بات ہی کہ ہم اظہار راے کے پہلے شیون کی حالتین وزن یا معلوم کرلیا کرین کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ہمکو شیون کی حالتین تو معلوم ہون اور اونکی نسبت ہماری ٹھہرہ رائین صحیح اور درست ثابت ہون اگر کوئی شخص ایسا

وا بابتہ اور یہ خیال رکھتا ہے تو وہ اپنی رایون کو واقعہ کے مطابق یا صحیح ثابت
کر چکا کوئی ایسا کام یا کوئی ایسی بات نہین کہ جسکی کوئی نہ کوئی حالت نہو بعض لوگون
کا یہ بھی دستور ہے کہ وہ شیئون کی حالتون کو معلوم تو کر لیتے ہین مگر اوسپر اظہار رائے
پر کر جو اظہار رائے کے واسطے کوئی تعیین ہوتا علم حالت شئے سے ہمارا مراد نہین کہ کسی شئے
کی حالت کو اعتباری طور پر دریافت یا معلوم کر لینا اور اوسی پر نازان ہو کر کسی قسم کی
رائے کا ظاہر کر دینا جب تک کسی شئے یا کسی امر کی کلی حالت معلوم نہو تب تک کوئی
رائے صائب قائم کیجا سکتی ہے اور نہ کوئی شخص ایسے اعتباری یا جزوی علم پر
کسی قسم کی رائے دینے کا مجاز خیال کیا جا سکتا ہے ہر ایک انسان پر لازم اور فرض
ہے کہ جہانتک ہو سکے اس امر مین بھی اوسکو کوشش کرے کہ اوسکے ہر ایک نتیجے
نتیجہ رائے شیئون یا امورات کی حالتون سے نکالے جائین ہر ایک رائے کا صائب
یا غیر صائب ہونا اوسی صورت مین خیال کیا جاوے گا کہ جب اوسکو حالات سے
مناسبت ہو اگرچہ عدم علم حالات کی صورت مین بھی ہر ایک قسم کی رائے ظاہر کیجا سکتی
ہے اور کہہ بھی سکتے ہین کہ فلان شخص بھی رائے دینے کا خیال رکھتا ہے یہ سب کچھ
ہوگا مگر صائبیت رائے کا مرتبہ تو اوسیوقت حاصل ہوگا کہ جب رائے واقع اور حالت
کے مطابق ہو جبکہ کوئی رائے واقعہ یا حالت کے مطابق نہو تو اوسکو واسطے اصابت
کا درجہ لیونا نہین ہو سکتا ہے جب کوئی شخص رائے زنی کی غرض کو مقدم رکھکر
کسی شئے یا کسی امر کی حقیقی حالت کو معلوم کر لیتا ہے یا معلوم کر لینے کا قصد کرتا ہے
تو اوسکو رائے دینے کے واسطے بہت سے مفید باتین ملجاتی ہین اور اوسکو یہ بات
بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ آیا اوسوقت یا اسطور پر کسی رائے کا ظاہر کرنا یا پوشیدہ رکھنا
ضروری ہے یا غیر ضروری رائے دینے والے کے واسطے جیسا کسی شئے کی حقیقی حالت
کا علم ضروری اور لازمی ہے اسیطرح پر اظہار رائے کے وقت کا جاننا لازم اور واجب ہے

کسی راے کا ظاہر کرنا اوسیصورت مین فائدہ بخش ثابت ہو سکتا ہر کہ جب اوسکی کل ضروریات اور شرائط کو ملحوظ رکہا جاوے بعض شخصون کی رائین باوجود اسکے کہ اون رایون مین علم حالات بہی ملحوظ ہوتا ہے صرف اسیواسطے غیر مفید ثابت ہوتے ہین کہ اونکو اپنے پایہ اور وقت پر ظاہر نہین کیا جاتا اگر ہمکو منظور ہے کہ ہماری رایون کا پودہ ہر ایک طرح سے عمدہ پہل لائے تو ضرور ہے کہ اوسکے سارے شرائط اور ضروریات کو پورا کرین پہلے جسکی نسبت ہم راے دینا چاہتے ہین اوسکی حالت سے واقفیت اور آگاہی حاصل کرین اور پہر اظہار راے کی وقت اور طور و طریق یا یون کہو کہ اچہی داب سے مہارت پیدا کرین ان مراتب کے حصول کے بعد بلاشک ہماری ہر ایک راے خواہ اثبات مین ہو اور خواہ نفی مین فائدہ بخش اور با اثر ثابت ہوگی ان مراتب کے حصول سے ضرور ہماری رایون کو اصابت کی ڈگری کا پرچہ مل رہیگا -

قیاس

قیاس آن شہسوار عرصۂ راز برادر خواندۂ الہام و اعجاز

لغت مین لفظ قیاس کے معنے اندازہ کرنے کے ہین اور اصطلاح مین قیاس نام ہے خوض اور فکر طبع کا جب آدمی کسی چیز کی حقیقت اور اصلیت کے ادراک اور دریافت کے لئے فکر اور خوض کرتا ہے تو اوس فکر اور خوص کو قیاس کہتے ہین ادراک حقایق اور حل دقایق کے واسطے قیاس از حد موئد اور معاون ہے مشکل سے مشکل اور ادق امور مین جب قیاس کو معاون اور موئد بنایا جاتا ہے تو ان مشکلات پر فتح و فیروزی ہیے حاصل ہوتی ہے اور ایسے ایسے نکات اور دقائق پیدا ہوتے ہین کہ خود انسان متحیر ہوتا ہے دنیا مین کوئی ایسا علم اور فن نہین ہے کہ جسمین قیاس کو نہ دخل ہو معقولات مین قیاس ہی سے کام لیا جاتا ہے منقولات مین بہی قیاس ہی کو موئد بنایا جاتا ہے فنون بہی قیاس سے ہی مترقی ہوے ہین اور علوم نے بہی قیاس سے رونق حاصل کی ہے

غرضکہ ہر ایک علم اور فن مین قیاس کو دخل اور وفر حاصل ہے اور اسیکے مدد سے
اونکو رونق اور ترقی حاصل ہوتی ہے ٥ قیاس از بہر ہر فتنے اساس ہست ٭
جہان روشن بمصباح قیاس است ٭ مخرج قیاس انسان کی طبیعت ہے اسیواسطے
انسانون کے اقیسہ متشارک اور متجانس نہین ہین ایک شی کے حسن وقبح یا حقیقت
یا غیر حقیقت کی بابت ایک شخص کچھ قیاس کرتا ہے اور دوسرا اوسکے مخالف چلتا ہے
البعض لوگون کے اقیسہ باہم متحد اور متفق ہوجاتے ہین اونکے اتحاد اور اتفاق
کا موجب اور باعث اتفاق طبائع ہے قیاس اور فکر مین صرف اتنا فرق اور تمایز
ہے کہ فکر پہلی حالت اور حدوث کو کہتے ہین اور قیاس اخری یا نتیجہ صورت کو کہتے ہین جسوقت
کوئی آدمی کسی شے کی بابت قیاس کرنے لگتا ہے تو وہ قیاس دو صورتون پر بٹ
جاتا ہے اگر اس شے کے عوارض کی بابت ہو تو اوسکو قیاس عارضیہ بولتے ہین
اور اگر ذاتیات کی نسبت ہو تو اوسکو قیاس ذاتیہ سے موسوم کرتے ہین جب کسی شے
کے عوارض کی بابت قیاس کرتا ہو تو قبل از شروع قیاس مقیسی پر ضرور اور مناسب
ہے کہ شے مقیسی کے عوارض کو ذہن مین خوب مضبوطی اور استواری سے جمع کرے
اور بعد اجتماع اون عوارض پر بالانفراد قیاس دوڑائے عوارض دو قسم پر منقسم ہین
ایک عوارض مطلقہ - اور ایک عوارض خاصہ - ان دونون قسم کے عوارض کی
بابت احتیاط سے قیاس کرنا چاہئے - بعض دفعہ جو قیاس غلط نکلتا ہے اوسکا
باعث یہ ہے کہ قیاس کرنے والا عوارض مطلقہ کو عوارض خاصہ سمجھنے لگتا ہے
اور کبھی عوارض خاصہ کو عوارض مطلقہ سمجھتا ہے - بعض عوارض اس قسم کے ہین کہ
شے کے خواص مین سے ہو گئے ہین اور بعض مغائر خواص اسواسطے مقیسی کو مناسب
ہے کہ حتی المقدور عوارض خاصہ اور عامہ کی تحقیق اور تشخیص مین خوب زور دیا کرے
کیونکہ درصورت عدم تشخیص عدم صحت قیاس کا اندیشہ ہے دوسرے یہ کہ بعض عوارض

کے بھی عوارض ہوتے ہین مقیسی لبعض وقت انکی بابت لحاظ نہین کرتا اور عدم لحاظ سے
قیاس کے صحت مین فرق آجاتا ہے مقیسی عقیل اور فہیم پر لازم اور واجب ہے کہ عوارض
شیے کے عوارض پر بھی غور کرلیا کرے تاکہ صحت قیاس مین کوئی نقص اور سقم پیدا نہو
جب کسی شئے کی ذاتیات کی بابت قیاس کیا جاوے تو اوسوقت تحقق اور تشخص ذاتیات
کی نسبت بڑی سلامتی او محنت سے کارروائی کرنی چاہیے سب سے بڑا فرض یہ ہے
کہ ذاتیات اور عوارض کے امتیاز اور تفریق کی بابت کوئی لغزش اور غلطی نہونی پاوے
وقوع اغلاط سے قیاس کے پٹری درست اور ٹھیک نہین جمیگی جب کسی شئے کی عوارض
اور ذاتیات کی تشخیص اور افتراق کی تحقیق پوری ہولے تو اوسوقت قیاس جمانا
چاہیئے اور پہر اوسکو تجربے اور عقل و نقل کے کھٹائی مین ڈالکر پرکھنا شروع کرین
کیونکہ بہت سے ایسے قیاس ہین کہ جو ہماری پرتال کے بموجب صحیح اور معصون عن الا سقام
اور مامون عن الاغلاط اور محفوظ عن الاوہام ہین مگر در اصل ٹھیک اکسیر لبس اور مبادی
عقل و نقل کے مخالف اور فی نفسہ موجب ایراد موانع اور اعتراضات ہین اگر ایسے
قیاسون کو بغیر شواہد تجربہ اور اسناد عقل و نقل تسلیم کیا جائیگا تو بہت سے قبائح
ا بمکروہات کے صدور اور ظہور کا موجب اور باعث بنینگے اور مقیس دہوکھے اور غلطی مین
پہنس جائینگے بہت دفعہ ایسا ہی ہوجاتا ہے کہ کسی شئے کی نسبت قوت قیاسیہ ایک
زور سے کام نہین دیتی اوسوقت انسان کو حوصلہ نہ ہارنا چاہیئے کیونکہ اگرچہ اوسوقت
قوت قیاسیہ تفکر اور تدبیر سے ہار جاتی ہے مگر ایک دوسرے وقت مین ضرور اپنے
جواہر اور قوے ظاہر کریگی دنیا مین جو کچھ نظر آتا ہے اصل مین پوچھو تو یہ سب کچھ
قیاس الدولہ کے ہی برکت اور طفیل ہے جسوقت کوئی شخص کوئی نئی شئے ایجاد کرتا ہے
وہ قیاس کی ہی تاثیر ہے فنون اور علوم مین بڑے بڑے نکتے اور باریکیان پیدا کرنا
قیاس کی ہی امداد کا ثمرہ ہے ریل - ٹلگراف برقی - ٹیلیفون وغیرہ یہ سب کچھ

قیاس ہی کی اعانت اور تائید کا نتیجہ ہے قیاس الدولہ امور پولٹیکل اور سوشیل مین بہی دخیل ہے اور خیالات حکمی اور دقایق فلسفی مین بہی پایا جاتا ہے ہر ایک حکیم اور فلاسفے کی حکمت اور فلسفی نے اسکے زور اور مدد سے ترقی اور رونق حاصل کے اور اوسیکے بدولت مدارج بلند ہی پر فائز ہوے وہ حکیم اور فلاسفہ جو اپنی فکر اور قیاس مین یکہ اور کامل ہین ملک اور قومون کے حق مین بڑے بڑے موید اور مصلحین کا رتبہ اور درجہ رکہتے ہین - ؎ حکیمانے کہ اصحاب قیاس اند ؛ نظام و نسق گیتی را اساس اند ؛ اصحاب قیاس جب کسی شے کے عوارض اور ذاتیات کی بابت قیاس دوڑاتے ہین تو وہ وُہ باتین پیدا کر دکہاتے ہین کہ دیکہنے والون کے افہام اور عقول دنگ اور حیران اور ششدر رہجاتے ہین - ؎ نظر چون در حقائق مے دوانند ؛ دو صد پنہان زیک پیدا بدانند ؛ اپنی قوت متفکرہ اور قیاسیہ کی مدد سے وہ وہ اسرار خفیہ اور نکات کمیتہ کہول دیتے ہین کہ کرامات کے قریب قریب پہونچ جاتے ہین

گہے اسرار پنہان باز گویند گہے تفصیل ہر اعجاز گویند

چو دستور قیاس آغاز کردند بسا اسرار پنہان باز کردند

بہت سے حکیمون کا قول ہے کہ قیاس صحیح کا نام ہی کرامت اور درایت ہے اور یہی سچی درایت ہے اور

قیاس مرد چون یابد کمالات زند پہلو بالہام و کرامات

چو فکر کس بلیغ و تام گردد قیاسش را کرامت نام گردد

؎ بعض حکیم مزاج اور قائل الہام و کرامت کرامت کو مخزن قیاس قرار دیتے ہین اور کہتے ہین

کرامت را ز پاکان وام کردند پس آنگاہ قیاسش نام کردند

جو لوگ قیاس اور فکر مین ملکہ تام اور درک عام رکہتے ہین اونکی ہر ایک تحقیق اور تشخیص بالعموم تمام اغلاط اور اسقام سے معصون اور مامون ہوتی ہے اور اونکے ہر ایک راے کو راے صائب کہا جا سکتا ہے قیاس کی برکت اور طفیل سے انسان اپنی عقل اور

معلومات اور مفہومات کو ٹھیک صحت اور درستگی کے مرتبہ پر پہونچا سکتا ہے اور نا آزمودہ سے آزمودہ اور مجرب ہوسکتا ہے ؎ طفیل این قیاسات ستودہ ٭ شود نا آزمودہ آزمودہ ٭ قیاس کی برکت اور طفیل سے وحشی مزاج اور ہٹ دھرم لوگون نے اپنی درستگی اور اصلاح کا بیڑا اوٹھایا اور بڑے بڑے سخت اور قسے القلب لوگون نے خداوندکریم کی قدرتون اور صنعتون اور حکمتون پر قیاس کرکے اوسکے وجود فیض جود اور مبارک ہستی کا دل سے اقرار کیا اور اُس پر ایمان لائے یہ سچ اور درست ہے کہ بہت لوگون نے صرف اپنی ہی فکر اور قیاس سے خداوندکریم کی ہستی اور وجود مصدر فیوض پر اقرار کیا اونکے الیقان اور ایمان کا صرف فکر اور قیاس ہی باعث ہوا۔ ؎

قیاس از معرفت یک چشم واکرد ٭ دو چشم مردمان را سرمہ ساکرد

گو علم وفضل سے ہمنے اپنے دل اور روح کے عوارض اور لوازم پر آگاہی پائے مگر ہمارے قیاس اور فکر نے بھی تھوڑی مدد نہین دی اگر قیاس ہمارا مونس اور معاون نہوتا تو ہم اپنی دراکہ قوتون کو کیونکر ضیاء اور جلا دیسکتے اور ہمارے خیالات کسطرح پر بلندی اختیار کرسکتے ؎ قیاس آن صیقل ادراک انسان ٭ کزو روشن شد انسان را دل وجان ٭ معلومات کے استحکام اور مفہومات کے استحسان کے لیئے قیاس نہایت ہی موید اور معاون ہے اصحاب خبرت اور اشخاص فطنت کو ضرور اور مناسب ہے کہ ہر ایک بات کے عوارض اور ذاتیات مین قیاس کرکر اسکو اختیار کیا کرین کیونکہ اس سے صحت کی امید ہوتی ہے اور ظہور نقص کا اندیشہ اوٹھ جاتا ہے اور آدمی کے قواے دراکہ بڑے مقوی اور طاقتور ہوجاتے ہین۔ ؎

زمشتاقی غور وفکرت پاک ٭ بگے صد میشود نیروی ادراک
قیاس آموز چشم خویش واکن ٭ دل آزاد با فکر آشنا کن

تجربہ

لغت مین لفظ تجربہ کے معنے آزمانے کے ہین اور اصطلاح مین ایک باضابطہ عمل کا نام ہے یہ باضابطہ عمل کسی خاص امر اور مسئلہ سے متعلق اور مخصوص نہین ہے اسکو ہر ایک امر اور ہر ایک مسئلہ کے ساتھ خواہ کسی قسم کا ہو علاقہ حاصل ہے انسان دنیا مین رہکر جو کچھ سیکھتا اور کرتا سنتا دیکھتا ہے اوسمین تجربہ یعنے باضابطہ عمل کی سخت ضرورت ہے اگر اسکے ساتھ تجربہ شامل نہو تو اوسکو کمال اور مضبوطی اور پختگی کا رتبہ حاصل نہین ہوتا جو کچھ انسان حاصل کرتا ہے وہ اوسوقت تک خام اور ناقابل الاعتبار ہے جب تک کہ اوسکو تجربہ کی محک پر ہوشیاری اور دانائی سے پرکھا نہ جائے۔ جب انسان امور حاصل شدہ یا حاصل کردہ کو تجربہ کی محک پر دانائی اور احتیاط سے پرکھ لیتا ہے تو اوسمین کوئی کمزوری اور غلطی نہین رہتی۔ باضابطہ عمل کے صورت مین ہی غلطیان دور ہوجاتی ہین اور اصل مین تجربہ یعنے باضابطہ عمل کیا ہی اسیواسطے جاتا ہے کہ غلطیان اور کمزوریان زائل اور دور ہوجائین۔ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ جب تک انسان اپنی معلومات اور مفہومات کو محک تجربہ پر نہ رکھے تب تک اوسکو اون معلومات اور مفہومات کی صداقت یا بطالت کا علم کافی نہین حاصل ہوتا مثلاً زید کو یہ بات معلوم ہے کہ پانی مین ہواپ بن جانی کے طاقت ہے اور ہواپ بہ نسبت پانی کے زیادہ تر جگہہ روکتی ہے جب تک کہ زید اس علم کا تجربہ نکرے گا یعنے اپنے اس علم کو باضابطہ عمل سے ثابت نہ کریگا تب تک اوسکو اسکے صداقت یا بطالت کا یقین کلی نہین ہوگا محض علم کے بھروسے پر ہم ایک امر کی صداقت یا بطالت پر اعتبار اور یقین نہین کر سکتے یقین کلی اوس صورت مین حاصل ہوگا جبکہ ہم اوسکو باضابطہ عمل کے ذریعہ سے دریافت اور معلوم کرلین گے۔ انسان قیاس کی مدد اور ذریعہ سے مشکل اور ادق مسائل اور لاینحل امور اور عقد کو حل کرلیتا ہے مگر اونپر اعتبار اور یقین کلی اوسی حالت مین حاصل ہوتا ہے کہ جب اونکو تجربہ کی محک پر پرکھا جائے۔ دنیا مین

ره کر انسانون کو بهت سے ایسے علوم اور فنون اور باتین حاصل کرنے اور سیکھنی پڑتے
هین که اونکے فوائد اور نتیجے محض حاصل کرنے اور سیکھنے سے مترتب نهین هوتے اونکے فوائد
کے اظہار اور حاصل کرنے کے واسطے ضروری اور لازمی هے که تجربه کو ساتھه لیا جاوے
علم طب یا ڈاکٹری جو انسانون کے واسطے ایک بڑا ضروری اور لازمی اور از حد مفید ثابت
هوا هے محض سیکھنے اور حاصل کرنے سے کوئی فائده نهین پهونچا سکتا اگرچه هم علم
طب کے بیسیون کتابین پڑھه کر حفظ کر لین مگر جب تک باضابطه عمل نه کرینگے تب تک
پڑھنے اور حفظ کرنے سے کوئی فائده حاصل نهوگا تجربه کار طبیب یا ڈاکٹر به نسبت
اوس محض عالم طبیب کے سو درجه اچھا هے که جو بالکل ناتجربه کار هے جو ڈاکٹر یا
طبیب تجربه کار هوتا هے وه بباعث تجربه کاری اور باضابطه عمل کے علم طب کی
ترکیبون کو ایسے طور پر عمل مین لاتا هے که جس سے مریض کو بهرصورت فائده حاصل هوتا هے
اور جو ڈاکٹر یا طبیب ناتجربه کار محض عالم هوتا هے وه ایسے ڈھنگ پر علاج کرتا هے
که مریض کو بجاے حصول فوائد کے نقصانات اور تکالیف کا متحمل هونا پڑتا هے۔
علم طب پر کیا منحصر هے هر ایک علم اور هر ایک فن کی یهی صورت هے جب تک باضابطه
عمل یعنے تجربه نه کیا جاوے تب تک فائدے حاصل نهین هوسکتے۔ جسطرح پر محض
عالم یا ماهر کسی شے یا علم یا فن کا بلا تجربه غلطی کر جاتا هے اسیطرح پر محض تجربه کار
بلا علم صحیح غلطی کر جاتا هے محض عالم تو اپنی غلطیون کی اصلاح اور درستی بھی
کر سکتا هے مگر محض تجربه کار صدور اغلاط کے وقت بالکل ره جاتا هے محض عالم
اسواسطے اپنے اغلاط کو درست کر لیتا هے که اوسکو درستی اغلاط اور صدور اغلاط
کے موجبات اور اسباب کا علم هوتا هے وه اوس امر کو جانتا هے که غلطی پڑنے کا
یه موجب هے اور اس طور پر یه غلطی دور اور درست هوسکتی هے لیکن محض تجربه کار کو
صدور اور درستی اغلاط کا علم نهین هوتا اوسکے هاتهه مین صرف باضابطه عمل هی هوتا هے

اکثر محض ناتجربہ کار طبیب جب علاج معالجہ مین غلطی کر جاتے ہین تو بباعث بے علم
ہونے کے اوسکی اصلاح اور ازالت سے رہ جاتے ہین تجربہ یعنے باضابطہ عمل کو
کمال اور مضبوطی اوس صورت مین حاصل ہوسکتی ہے کہ جب اوسکے ساتھ قیاس صحیح
اور علم کافی شامل ہو بلا قیاس صحیح اور علم کافی کے تجربہ کرکے اپنے آپ کو بلا مین
پھنساتا ہے - جو شخص بلا قیاس صحیح اور علم کافی کے تجربہ کرتا ہے وہ آپ بھی تکلیف
اوٹھاتا ہے اور اورون کو بھی پہونچاتا ہے - اگر ایک ایسا ماسٹر لڑکون اور طالبعلمون
کو حساب اور جبر مقابلہ سکھائے کہ جو خود علم حساب اور جبر مقابلہ سے ماہر نہین تو وہ
آپ بھی ندامت اوٹھائیگا اور لڑکون کے واسطے بھی غلطی کا باعث ٹھہریگا -
دنیا مین اکثر آدمی اس طبیعت کے پائے جاتے ہین کہ اونکو ایک شے کا علم تو حاصل
نہین ہوتا مگر اوسکے تجربہ اور باضابطہ عمل کا شوق رکھتے ہین ایسے آدمی فائدہ اور
ناموری کی موہومی امید مین پھنسکر اپنے آپ کو خواہ مخواہ کی تکلیف مین پھنساتے
ہین اور بدنام کرتے ہین ایسے لوگ محض اپنے ہی بدنامی اور رسوائی کا موجب نہین
ٹھہرتے علوم اور فنون کو بھی بدنام کرتے ہین جب عوام الناس ایسے لوگون کو باوجود
دعوی کے غلطیان کرتے اور ٹھوکرین کھاتے دیکھتے اور سنتے ہین تو علوم اور فنون
کی حقیقتون سے بدظن ہوجاتے ہین - اگر ایسے آدمی بجاے کمزور اور جھوٹے
تجربہ کرنے کے کسی اور مفید کام کا شغل رکھین تو اونکو بہت فائدہ ہو اور علوم و
فنون سے لوگ بدظن ہون اور نہ اونکو لوگ برا بھلا کہین دانا اور دور اندیش وہ
آدمی ہے کہ جو اپنی طاقت اور حوصلہ کے موافق کام کرتا ہے یہ کیا دانائی اور دور اندیشی
ہے کہ علم طب کا تو ہم نام و نشان تک نہین جانتے مگر تجربہ اور عمل رات دن شروع ہے
جسطرح پر علوم اور فنون اور اشیا جدا جدا ہین اسیطرح پر ہر ایک علم اور فن اور شے
کا تجربہ یعنے باضابطہ عمل جدا جدا ہے جو شخص تجربہ کار بننے کی آرزو اور خواہش رکھتا ہے

اوسکو لازم ہے کہ ہر ایک علم اور فن اور شے کے تجربے لینے باضابطہ عمل کی خصوصیتون اور لوازمات کو قبل از تجربہ کرنے کے حاصل کرے جب تک باضابطہ عمل کی خصوصیتون اور لوازمات کو قبل از تجربہ کرنے کے حاصل نہ کیا جائیگا تب تک تجربہ باضابطہ عمل صحیح اور درست نہ نکلیگا - تجربہ کرنے مین انسان کو بہت سے مشکلات اور دقتون کا سامنا اور مقابلہ کرنا پڑتا ہے اونکی مزاحمت اور مقابلہ سے بددل نہ ہونا چاہیئے ایک دفعہ نہین بیسون دفعہ ہم تجربہ کرنے مین زک اوٹھاتے ہین ہمارا وقت بہی برباد جاتا ہی اور ہمکو نا امیدی اور مایوسی کی منحوس صورت بہی دیکھنی پڑتی ہے کبہی ایسا بہی ہوجاتا ہے کہ اور لوگ ہمکو نا امید اور زک اوٹھاتا دیکھکر طرح طرح کے الزام دیتے ہین عام جلسون مین ہماری عقل و توف کو کوسا جاتا ہے ہم خود بہی اپنی مایوسی اور زک اور ناکامیابی اور اور لوگون کے الزامات کو دیکھ سنکر اپنے دل مین شرمندہ ہوتے اور کڑھتے ہین ایسی نا امیدی اور مایوسی کی دقتون مین ہمکو ہمت اور حوصلہ نہ ہارنا چاہیئے ایک نہین اگر ہمکو لاکھ دفعہ تجربہ کرنے مین ناکامیابی ہو تب بہی ہماری ہمت اور استقلال مین کمی اور فرق نہ آنا چاہیئے - دنیا کا کوئی ایسا کام نہین کہ جسمین ناکامیابی اور زک اوٹھانے کا احتمال اور اندیشہ نہو ہر ایک کام کے کرنے کے پہلے انسان کو اس امر کے تسلیم اور قبول کرنے کی طرف اپنی طبعیت اور دل کو متوجہ کرنا چاہیے کہ جب تک بدیہی دلائل اور مضبوط اسباب سے یہ ثابت ہوجائیگا کہ اب اس ارادہ اور کام مین کامیابی کی امید رکہنا عقل سلیم اور دانائی کے مخالف ہی تب تک مین باوجود طرح طرح کی ناکامیابیون اور مایوسیون کے بہی اپنی ہمت اور حوصلہ کو نہ ہارونگا جب تک تجربہ کرنے والون کی ہمت اور حوصلہ اسقدر مضبوط اور وسیع نہو تب تک شجر تجربہ سے مراد اور کامیابی کے پہل کی امید رکہنا ایک موہومی امید سے زیادہ نہین ہے - تجربہ کرنے مین ناکامیابی اوٹھانے سے بجاے بددل اور مایوس ہونے کے تجربہ کرنے والون کو اون ناکامیابی کے اسباب اور موجبات پر غور کرنی چاہیئے

اس بات کو تحت سے معلوم کرنا چاہیئے کہ اس ناکامیابی کا کیا موجب اور سبب ہے
چون ز تدبیرے نیابی مدعا بیدل مشو　　بلکہ باش اندر سر استقصای تدبیر دگر
ہم جو تجربہ کرنے مین ترک اوٹھاتے ہین اسکا آخر کوئی نہ کوئی موجب ہوتا ہے جب ہم اوس موجب کو دریافت اور معلوم کر لینگے تو دوسری دفعہ اوسکو روکنے اور عدم وقوع کی تدبیرون کا سامان بہم پہونچ جائیگا - اور ہم مایوسی اور ناکامیابی کے حملہ سے محفوظ ہوجائینگے - تجربہ کرنے کی ایک تدبیر اور حکمت نہیں ہے ایک تجربہ با ضابطہ عمل مختلف تدبیرون اور حکمتون سے ہوسکتا ہے اگر ایک تدبیر کارگر اور کامل نہ نکلے تو اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ بس اور تدبیرین بھی اوسی تدبیر کی طرح ناکامل نکلینگی ایسا خیال کرنا تجربون کا خون کرنا ہے - بہت دفعہ ہم تجربہ کرنے مین اسواسطے بھی مایوسی اور ناکامیابی اٹھاتے ہین کہ اوس تجربہ کے حاصل کرنے کے واسطے جو لازمی اور ضروری تجویزین اور وسائل ہوتے ہین اونمین ترتیبی غلطی یا کمی زیادتی ہوجاتی ہے اگر ہم قوت برقی کو اجسام مین ثابت کرنا چاہین تو ہمکو ایک شیشہ کی ڈنڈی لینی چاہیئے جسمین دھات کا دستہ لگا ہوا ہو پھر اوس شیشہ کی ڈنڈی کو ریشمی کپڑے سے رگڑنا چاہیئے یہانتک کہ دونون خوب گرم اور خشک ہون اب شیشہ مین یہ خاصیت پیدا ہوجائیگی کہ ہلکی ہلکی چیزین مثلاً کاغذ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے سرکنڈی کے گودی پر اون وغیرہ کو اپنی طرف کھینچنے لگیگا - شیشہ مین اس خاص خاصیت کے پیدا کرنے کے واسطے رگڑ اور گرم و خشک ہونے کے ایک خاص شرط ہے جب تک یہ شرط پوری نہوگی تب تک شیشہ مین یہ خاصیت پیدا نہوگی تجربون کے پورا اور کامل بنانے کے واسطے لازمی شرائط اور ضروریات کا مہیا اور پورا کرنا ضروری ہے تجربے دو قسم پر ہین ایک ذاتی اور ایک اعتباری - ذاتی وہ تجربے ہین جو خود کیئے جاتے ہین اور اعتباری وہ تجربے ہین کہ جو خود تو نہین کیجاتی مگر اور شخصون کے اعتبار پر اونکو قبول اور تسلیم کیا جاتا ہے

ذاتی تجربے دو قسم پر ہین ایک کامل اور ایک ناقص - کامل وہ ہین کہ جنمین کوئی غلطی اور لغزش نہین ہوتی اور ناقص وہ ہین کہ جنمین غلطی اور لغزش کا احتمال ہوتا ہے جسطرح پر ذاتی تجربے دو قسم پر ہین اسیطرح پر اعتباری تجربے دو قسم پر ہین ایک کامل عام یا ناقص عام دوم کامل خاص یا ناقص خاص - کامل عام وہ تجربے ہین کہ جو بالعموم کامل اور ثابت ہوتے ہین اونمین کوئی لغزش اور غلطی نہین پائی جاتی ناقص عام وہ تجربے ہین کہ جنمین بالعموم نقص پایا جاتا ہے کامل خاص وہ تجربے ہین کہ جنکو عام طور پر کامل تسلیم نہین کیا جاتا مگر خاص خاص لوگ یا شخص اونکے کمالیت کو تسلیم کرتے ہین اور ناقص خاص وہ تجربے ہین کہ جنمین بالعموم نقص نہین پایا جاتا ہے اعتباری تجربات کے تسلیم کرنے کے واسطے عام اور خاص حالتون کو وزن کر لینا چاہیے جب تک عام اور خاص حالتون کو وزن نہ کیا جاے تب تک اونکے تسلیم کرنے مین وقوع غلطی کا احتمال ہے بلحاظ نتیجہ اور اثر کے تجربے دو قسم پر ہین - ایک حقیقی اور ایک وہمی - حقیقی تجربے وہ ہین کہ جو قابل الحصول ہین جیسے علم کمسٹری یا علم طب یا فن زراعت وغیرہ کا تجربے اس قسم کے تجربے باوجود ابتدائی ناکامیابیون اور مایوسیون کی بہی حاصل ہو سکتی ہین کیونکہ انکے حاصل کرنے کے اسباب اور وسائل موجود ہین - اگر ہم علم کمسٹری کی رو سے یہ تجربہ کرنا چاہین کہ پانی سے اوکسیجن اور ہیڈروجن کے حصص معلوم کرین تو اسکے حاصل کرنے کے واسطے بہت سی تدبیرین اور وسائل مل سکتے ہین کیونکہ وہ تجربہ در اصل قابل الحصول ہے - وہمی تجربے وہ ہین کہ جو قابل الحصول نہین ہین اور نہ اونکے حاصل کرنے کے وسائل اور اسباب موجود ہین جیسے لوہے تانبے سے چاندی سونے کا بنانا پانی سے ہم اوکسیجن اور ہیڈروجن کو تو مختلف تدبیرون اور وسائل سے علحدہ کر سکتے ہین مگر لوہے تانبے سے چاندی سونا نہین بنا سکتے کیونکہ وسائل قلب ماہیت اشیا بتحقیق موجود نہین ہین اکثر انسان وہمی تجربات کے حاصل کرنے کا بہت شوق رکہتے ہین

چنانچہ جھوٹے کیمیا کے حاصل کرنے کے واسطے صدہا آدمی مفت دولت و مال برباد کر چکے ہین آجتک کیمیا کو کامیابی کی ڈگری نہین ملی۔ اگر سچے تجربون کے حاصل کرنے کی طرف اونکی وہی طبیعتین راغب اور مائل ہوتین تو ایک چھوڑکر صدہا تجربے حاصل کرلیتے۔ دانا اور دوراندیش وہ آدمی ہے کہ جو وہی تجربون کے حاصل کرنے کی طرف میل اور رغبت نہین کرتا جبکہ فی الحقیقت ایک تجربہ قابل الحصول ہی نہین تو پھر کوشش کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے لوگ وہی تجربون کے حاصل کرنے کے واسطے اسلیئے کوشش کرتے ہین کہ وہ قبل از تجربہ کرنے کے اونکے وسائل پر غور اور فکر نہین کرتے جو شخص یہ بات دلائل سے جانتا ہے کہ قلب ماہیت ممکن نہین ہے وہ کبھی بھی لوہے۔ پیتل۔ تانبے سے چاندی سونا بنانے کی کوشش و زحمات نہین کرسکتا اس نامراد گروہ مین وہی لوگ جاتے ہین کہ جو قلب ماہیت کے ناممکن الحصول صورت پر غور اور فکر نہین کرتے۔

مشاہدہ

لغت مین لفظ مشاہدہ کے معنے دیکھنے اور حاضر ہونے کے ہین اور اصطلاح علمی مین ایک خاص درجہ کے یقین کو کہتے ہین انسان کو جسطرح پر اپنی زندگی مین قیاس اور تجربے کی بضرورت ہے اسیطرح پر مشاہدہ کی ضرورت ہے لوگون نے جیسے قیاس اور تجربہ کے بارے مین غلطیان کی ہین ایسے ہی مشاہدہ کے باب مین کین ہین اکثر لوگون کے خیال مین مشاہدہ کا مفہوم یا حد صرف ظاہری آنکھون سے دیکھنا ہی یہی باعث ہے کہ لوگ مشاہدہ کی اون اقسام اور صورتون پر غور اور نظر نہین کرتے کہ جنکے بدولت مشاہدہ کو انکی علمی اور عملی طاقتون کی ترقی اور رونق کا ایک جزو اعظم خیال کیا گیا ہے اگر ہم عام غلطی کی پیروی کرکے مشاہدہ سے صرف آنکھون کی بینائی اور بصارت ہی مراد لین تو کوئی فوقیت اور علمی اور عملی طاقتون کو چندان فائدہ بخشنے والی صورت

حاصل نہین ہوتی محض آنکھوں سے دیکھنا تو حیوانات لایعقل کو بھی حاصل ہی اونکے دیکھنے کو بھی محض دیکھنے کے اعتبار پر مشاہدہ کہہ سکتے ہین انسان کی اور اونکی مشاہدہ مین باعتبار محض دیکھنے کے کوئی امتیاز اور فرق نہین ہے - اگر ہم عام غلطی کو چھوڑکر مشاہدہ کے دلاویز اور دلچسپ صورتون اور اقسام پر غور کرین تو ہمین معلوم ہو جائیگا کہ حیوانات کے مشاہدہ اور انسان کے مشاہدہ مین زمین و آسمان کا فرق ہے یا یون کہو کہ ایسا فرق ہے کہ جیسے انسان اور حیوان مطلق مین فرق ہے - یہ بڑی غلطی ہے کہ ہم محض دیکھنے کو مشاہدہ قرار دیتے ہین محض دیکھنا مشاہدہ کے عام اقسام اور صورتون مین سے ایک ابتدائی جزو اور ایک عام صورت ہی اور خاص صورتون اور اقسام کا اوسپر انحصار نہین ہے جیسا انسان مشاہدہ کی ابتدائی یا عام صورت محض دیکھنے کسی طرح طرح کے فائدے اوٹھاتا ہے ایسا ہی اگر مشاہدہ کے خاص صورتین حاصل کرے تو مختلف قسم کے فائدے حاصل ہو سکتے ہین جیسا انسان کو خداوند کریم نے مشاہدہ کی عام یا ابتدائی صورت یعنے محض دیکھنا عطا کیا ہے ایسا ہی مشاہدہ کی اور صورتین علی قدرۃ انسان کی ذات مین پائی جاتی ہین - اونمین سے بعض صورتین تو انسان کو اپنی ہستی اور وجود اور حقیقت کے معلوم کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہین اور بعض خدا کے وجود کے استدلال اور استشہاد کا ذریعہ اور وسیلہ بنجاتے ہین بعض کے تائید سے انسان اپنی علمی طاقتون مین ترقی کرتا ہے اور بعض کے وسیلہ سے انسان کے علم اور تجربہ کو مضبوطی اور صداقت حاصل ہوتی ہے مشاہدہ کا بیان اگرچہ طول اور تفصیل چاہتا ہے مگر ہم بالاختصار اون صورتون اور اقسام کو لکھتے ہین کہ جو اس کتاب کی مناسب حال ہین - مشاہدہ دو قسم پر ہے اول مشاہدہ ذاتی مشاہدہ ذاتی وہ مشاہدہ ہی کہ جسکے ذریعہ اور وسیلہ سے انسان اپنی ہستی اور حقیقت کو معلوم اور دریافت کرتا ہے مشاہدہ ذاتی مین انسان اپنے آپ سے سوال کرتا ہے کہ مین کیا ہو

جب انسان کے دل مین یہ عجیب سوال پیدا ہوتا ہے تو اوسوقت اوسکی روح بیقرار
اور مضطرب ہو جاتی ہے نہ تو آسانی سے اس سوال کا جواب دیسکتے ہین اور نہ خاموش
اور انکار کو پسند کرتی ہی کچھ دیر گذرنے کے بعد انسان کی روحی طاقتون اور خواہشات
مین ایک جوش سا آجاتا ہے اور اوس سوال کی جوابی سوچتی ہین درستی او رجستجو
سے باتین اٹھواتی ہے [illegible] آگہی کی [illegible] سے اون انسان
کے باطنی [illegible] صورت پیدا ہوتی ہے انسان حیران ہو کر خیال کرتا ہے کہ مین
اس دنیا مین کیون آیا جب انسان کے دل مین یہ حیرت آمیز خیال پیدا ہوتا ہے
تو وہ فکر کے بعد اس بات پر قائم ہو جاتا ہے کہ اس دنیا کا پیدا کرنے والا ایک ہے
لاشریک اور مین اس علت العلل کے وسیلہ سے اس دنیا مین آیا ہون جسکو لوگ
خلاق زمین و آسمان اور خدائے جہان کہتے ہین جب اس جھگڑے سے فراغت
پاتا ہے تو پھر سوچتا ہے کہ مین اس دنیا مین کسواسطے بھیجا گیا اور آخیر پر میرا
انجام کیا ہوگا۔ اس خیال کے پیدا ہوتے ہی عقلی قوت آموجود ہوتی ہے اور اسکو
بتاتی ہے کہ تیرے دنیا مین آنے کی علت اور غایت تیری ترکیب اور بناوٹ
ہی سے ظاہر ہوتی ہے خداوند کریم نے تجکو دنیا مین اسواسطے بھیجا ہے کہ تو اپنی اون
طاقتون اور قوتون کو جو تیرے بدن اور ذات مین ودیعت کیگئی ہین عدالت اور
انصاف اور احتیاط و دور اندیشی سے استعمال اور کام مین لائے۔ اونسے آپ
بھی فائدہ اوٹھائے اور اورون کو بھی پہونچائے تیرا اخیر یہ ہوگا کہ تو دنیا کو چھوڑ
جائیگا اس مشاہدہ سے انسان کو دو فائدے حاصل ہوتے ہین اول یہ کہ اوسکو
اپنی حقیقت اور پایداری معلوم ہو جاتی ہے جس سے اوسکے دل مین تکبر اور غرور
متمکن نہین ہوتا۔ دوسرے یہ کہ اوسکو اس بات کا علم ہو جاتا ہے کہ مین دنیا مین
اسواسطے آیا ہون کہ اپنی ذاتی قوتون اور طاقتون کو انصاف اور عدالت اور احتیاط

کام مین لاکر آپ بہی فائدہ اوٹھاؤن اور اورون کو بہی پہونچاؤن - انسان کو ہمیشہ اپنی ذاتی قوتون اور طاقتون پر غور اور فکر کرتے رہنا چاہیے تاکہ اونکے کام مین لانے اور استعمال کا صحیح اور فائدہ بخش طریق ہاتھ آجائے - جب تک انسان اپنی ذاتی قوتون اور طاقتون کو صحیح اور فائدہ بخش طریق پر استعمال نہین کرتا تب تک اوسکو اپنی ذاتی قوتون اور طاقتون کی ماہیت کا یقینی علم حاصل نہین ہوتا ہم اپنی ذاتی قوتون کی ماہیت پر اوسی صورت مین یقینی طور پر واقفیت اور علم حاصل کر سکتے ہین کہ جب مشاہدہ ذاتی کے ذریعہ اور ضرورت سے اونکے استعمال کے صحیح اور فائدہ بخش طریق ہمارے ہاتھ آجائین ظاہری بینائی اور آنکھون سے انسان صرف اپنے جسم اور جسم کے عوارض اور ڈیل ڈول اور ظاہری انسانیت کا ہے نظارہ کر سکتا ہے ذاتی مشاہدہ سے باطنی آنکھون کے ذریعہ سے اون قوتون اور طاقتون کا حال اور کیفیت و ماہیت کہلتی ہے کہ جو قدرت نے عطا کی ہین اور جنکو اندرونی یا اصلی انسان کہنا چاہیے - اگر ہم صرف ظاہری آنکھون کے ذریعہ سے ہی یہ بات معلوم کرنا چاہین کہ ہم کیا ہین اور کن کن چیزون کا مجموعہ ہین تو کبھی بھی کامیابی حاصل نہ ہوگی - مشاہدہ ذاتی کے ذریعہ سے بیشک ہم سوال کرنے پر قادر ہو سکتے ہین اور ہمین وہ ملکہ اور سلیقہ حاصل ہو سکتا ہے کہ جسکی بدولت ہم عالم اصغر یا عالم ظاہری کو چہوڑ کر عالم اکبر یا عالم باطنی کے سیر کر سکتے ہین اگر انسان مشاہدہ ذاتی سے دیکھے تو اوسکو معلوم ہوجائیگا کہ اوسکے جسم مین ہی دو عالم پائے جاتے ہین ایک عالم ظاہری یا عالم اصغر ہی اور دوسرا عالم باطنی یا عالم اکبر ہے ان دونون عالمون کی کیفیت اور حالت جدا جدا ہے عالم ظاہری یا عالم اصغر کی سیر ظاہری آنکھون کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے اور عالم باطنی یا عالم اکبر کے سیر کے واسطے باطنی آنکھون کے ضرورت ہو - باطنی آنکھین اوسوقت کھلتی ہین کہ جب مشاہدہ ذاتی کے ذریعہ سے انسان اپنے آپ پر غور کرے اور سمجھے کہ مین کیا ہون اور کن کن چیزون کا مجموعہ ہون جب

مشاہدہ ذاتی کے ذریعہ سے انسان کی باطنی آنکھین کھل جاتی ہین تو عالم اصغر اور عالم اکبر کا فرق نمودار ہوجاتا ہے جو شخص عالم اکبر کی سیر کرلیتا ہے اوسکو مختلف نامون سے تعبیر اور موسوم کرتے ہین کوئی حکیم کہتا ہے اور کوئی فلاسفہ اور کوئی ولی اور کوئی صاحب یمن و برکت جو شخص باطنی آنکھون کے ذریعہ سے عالم اکبر کی سیر نہین کرتا وہ اپنی اپنی طاقتون اور قوتون کو صحیح طور پر کام مین نہین لاسکتا اور نہ اوسکو قوتون کی ماہیت کا یقینی علم حاصل ہوتا ہے ۔

مشاہدہ کی دوسری قسم مشاہدہ موجودات ہے جب انسان کو اپنی ذاتی قوتون کے عمل مین لانے کا صحیح طریقہ اور یقینی علم حاصل ہوجاتا ہے تو اوسوقت اصل یا اندرونی انسانیت یعنی روح اپنے سوا اور موجودات کے تعلق کیطرف توجہ کرتی ہے اس تعلق سے انسان کو موجودات کی خاصیتون اور بندشون اور ترکیبون اور کیفیات و ماہیات اور تاثیرون کا یقینی علم حاصل ہوجاتا ہے جس سے اوسکی علمی اور عملی طاقتون کو مضبوطی اور ترقی ہوتی جاتی ہے دنیا مین انسان نے جسقدر صنعتین اور حکمتین ایجاد کی ہین اون سب کے ایجاد کا اصل الاصول مشاہدہ موجودات ہی ہے اگر انسانی جماعتون مین سے بعض انسان مشاہدہ موجودات نہ کرتے تو دنیا مین حکمتون اور قسم قسم کی صنعتون کا نام ونشان بھی نہ پایا جاتا ۔ انسان کے تمام قسم کی ترقیون اور حکمتون اور صنعتون کا مدار مشاہدہ موجودات پر ہی ہے ۔ مشاہدہ موجودات سے ہی انسان نے ترقی اور آرام و آسایش کی صورتین نکالین اور مشاہدہ موجودات سے ہی اپنے خالق علت العلل باعث موجودات خدائے قدیر کی پاک ہستی اور مقدس وجود پر استدلال اور استناد کیا اگر مشاہدہ ذاتی کے ساتھ مشاہدہ موجودات شامل نہوتا تو انسان نہ کہلاتا جیسا اور پیدایشون کو حیوان مطلق کہا جاتا ہے ایسا ہی انسان کو کہا جاتا ۔ اور مخلوقات پر انسانون کو امتیاز اور شرف اسواسطے حاصل ہے

کہ اونھین مشاہدہ ذاتی اور مشاہدہ موجودات کی طاقت ہے -

استعداد اشیاء

چو استعداد نہ بود کار از اعجاز نکشاید مسیحا کے تواند کرد روشن چشم سوزن را

خدا نے دنیا مین جو کچھ پیدا کیا ہے یعنی جسقدر پیدائشی سلسلہ پایا جاتا ہے اوسپر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک پیدائش اور ہر ایک چیز کو ایک خاص درجہ اور نمبر کی استعداد حاصل ہے اوسی استعداد کے موافق ہر ایک شی یا ہر ایک پیدائش کام دیتی ہے کوئی پیدائش یا کوئی شے اپنی ذاتی یا قدرتی استعداد کے مقدار اور وزن سے بڑھکر کام نہین دے سکتی - خدا نے پیدائشی سلسلہ کے مختلف شیئون کو دو طرح کی استعدادین بخش رکھی ہین ایک کو استعداد مؤثرہ کہتے ہین اور دوسرے کو استعداد متاثرہ استعداد موثرہ وہ ہے کہ جو کسی دوسری شی یا دوسری پیدائش پر اثر کرے اور استعداد متاثرہ وہ ہے کہ جو کسی دوسری شے یا دوسری پیدائش کا اثر قبول کرے - انھین دونون قدرتی استعداد پر دنیا کے تمام کامون اور معاملات اور علوم وفنون اور تجربات اور مشاہدات کا انحصار اور مدار ہے دنیا کا کوئی کام ایسا نہین ہے کہ جسمین کسی نہ کسی قسم کی استعداد کا دخل نہو - یا پہلی قسم کی استعداد پائی جائیگی اور یا دوسری قسم کی دنیا کی پیدائشی سلسلہ مین جو دو قسم کی استعدادین قدرۃً ودیعت کیگئی ہین اونسے دو طور پر کام لیا جاتا ہے ایک تو قدرتی طور پر اور ایک مصنوعی طریق سے بعض شیئون کے استعدادمین تو قدرۃً ہی عمل کرتے ہین اور بعض کو انسان اپنے طور پر عمل مین لاتا ہے - دوراندیش اور محتاط وہ انسان ہے کہ جو ہر ایک ارادہ اور کام کے شروع کرنے کے اول اشیاء کی قدرتی استعدادون پر غور اور فکر کرلے - تاکہ غلطی پڑنے کا اندیشہ اور احتمال نہووے بہت دفعہ جو ہم کسی کام کے کرتے مین ناکامیابی کا منھہ دیکھتے ہین اوسکا اصلی باعث یہی ہوتا ہے کہ وہ کام کسی نہ کسی استعداد کی حالت

کے برخلاف کیا جاتا ہے۔ اگر ہم کسی کام کے کرنے کے پہلے اوسکی متعلقہ استعداد یا استعدادون
پر غور کرلین اور پھر اونکے موافق کام کرین تو پھر نہ تو غلطی پڑتی ہے اور نہ ناکامیابی
ہوتی ہے۔ شیئون کے استعدادون پر نہ خیال کرنے سے انسان کو صرف ناکامیابی
ہی اوٹھانی نہین پڑتی بلکہ اوسکے ساتھ یہ بھی ہوتا ہے کہ عام طور پر ایک وہم آمیز اور
غلط خیال پھیل جاتا ہے اور اور کم فہم لوگ اوس خیال کو بجاے خود ایک صداقت
سمجھ کر نقصان اوٹھاتے ہین لوگون کو اس طرف تو توجہ نہین ہوتی کہ جو خیال غلطی کر
عام طور پر پھیل گیا ہے اوسکی پیدا ہونے کی جسقدر اسباب اور وسائل ہین۔ اونہین
اوس خیال کے پیدا کرنے کی استعداد اور طاقت ہے یا نہین۔ صرف اوس خیال کی شہرت
یا عمومیت کو پیش نظر رکھ کر تسلیم کرلیتے ہین ایک نہین بہت سے ایسے خیالات ہین کہ
جو محض شہرت اور بناوٹی یا تقلیدی تواتر اور روایات کے اعتبار پر تسلیم کیے جاتے ہین
ایسے خیالات کے تسلیم کرنے سے انسانی جماعتون کو ناموس اور عزت اور دولت و مال
کے متعلق مختلف نقصانات اور ضرر اوٹھانے پڑتے ہین کیمیاگری یعنے قلب ماہیت
کا خیال اسی قبیل سے ہی شہرت یا فرضی تواتر اور روایات کے اعتبار پر اکثر لوگون نے
اس خیال کو قبول کرکے اپنے مال و دولت کو مفت مین برباد کردیا ہے۔ یہ بڑی کمزوری
اور غلطی ہے کہ ہم دوسری طبیعتون کے خیالات کو بلا غور اور بلا تحقیقات قبول اور تسلیم
کرلیتے ہین ہر ایک خیال کے قبول کرنے کے پہلے ہمکو دو باتون پر خیال کرنا چاہیے ایک
اوس شخص کی حالت پر جسکے ذریعہ سے وہ خیال نمودار ہوا اور ایک اوس خیال کے
علتون اور اسباب اور وسائل پر۔ مثلاً اگر ہمکو کوئی شخص کہے کہ مین چاندی سے
سونا یا لوہے یا تانبے سے چاندی سونا بنالیتا ہون تو ہمکو سننے کے ساتھ ہی اس خیال کو
قبول نہ کرنا چاہیے پہلے اوسکے قائل کی حالت اور استعداد پر غور کرلی چاہیے اور پھر اوس
خیال کے وسائل اور اسباب کی استعداد کو دیکھنا اور وزن کرنا چاہیے۔ اس طرح قائل

ہم ایک آسانی کے ساتھ قلب ماہیت یعنے سونا چاندی کے بنانے کی بطالت کو معلوم
کرلینگے - سونا چاندی بنانے کے خیال کو اسیواسطے عام طور پر صحیح اور درست مانا
گیا ہے کہ لوگون نے تحقیقات سے اوسکو قبول نہین کیا بلکہ ایام شہرت اور بناوٹی
تواتر اور فرضی روایات کے اعتبار پر مان رکھا ہے - اگر لوگ کیمیاگری کے اسباب
اور وسائل کے استعداد پر خیال کرتے تو کبھی اوسکا یقین نہ کرتے اور نہ اوسکے حاصل
کرنے مین مفت مین مال و دولت کو برباد دیتے لوگون کا یہ خیال کہ بعض بوٹیان یا
بعض دوائین اپنی استعداد موثرہ کے زور سے لوہے تانبے پر ایسے طور پر اثر کرتے
ہین کہ لوہا یا تانبا متاثر ہو کر سونا یا چاندی بن جاتا ہے اوسیوقت تک صحیح مانا جاسکتا ہے
کہ جب تک ہم اون بوٹیون یا دواؤن اور لوہے یا تانبے کے استعداد موثرہ یا متاثرہ
پر غور اور نظر نہین کرتے اگر ان استعدادون پر غور اور نظر کرلین تو فرضی کیمیائی خیال
کو کسیصورت مین تسلیم نہ کرین کیمیائے فرضی کے خیال پر کیا منحصر ہے صدہا ایسے خیالات
ہین کہ جنکو محض اسواسطے تسلیم کیا گیا ہے کہ اب تک لوگون نے اونکے وسائل اور
اسباب متعلقہ کے دونون استعدادون پر غور اور فکر نہین کی شئیون کے ہر دو
مذکورہ بالا استعدادین دو طرح پر عمل کرتے ہین ایک بلحاظ مقدار کے اور ایک باعتبار
طاقت کے اگر استعداد کا مقدار ٹھیک اور موافق ہو تو نتیجہ درست اور ٹھیک نکلتا ہے
اور اگر اوسمین کمی یا زیادتی ہو تو نتیجہ مین غلطی اور خرابی پڑجاتی ہے مثلاً اگر ہم ایک سیر
پانی کو چھ ماشہ مصری سے میٹھا کرنا چاہین تو پانی میٹھا نہوگا پانی کی کیفیت بھی
بگڑجائیگی اور مصری بھی کام کی نہ رہیگی اگر مصری کے استعداد موثرہ اور پانی کی استعداد
متاثرہ ٹھیک اور موافق ہوتے تو پانی میٹھا ہوجاتا - اسیطرح پر اگر ہم چاہین کہ آگ
کو تاپ کر ٹھنڈک اور سردی حاصل کرین تو کامیابی نہوگی کیونکہ آگ کے استعداد
موثرہ کی طاقت مین یہ تاثیر نہین ہے کہ سردی یا ٹھنڈک پہونچائے بلکہ اوسکی استعداد موثرہ

کی یہ تاثیر ہے کہ ہماری رگ و ریشہ اور جسم کو گرمی پہونچائے - اگر آگ کی استعداد و ثرہ مین سردی پہونچانے کی بھی طاقت ہوتی تو ضرور ہمارے جسم کو سردی اور ٹھنڈک پہونچتی نتیجون کے صحیح اور با مراد نکلنے کے واسطے ہمکو کامون اور ارادون کے شروع اور ظاہر کرنے کی اول اونکے وسائل اور اسباب کی استعدادون اور اون استعدادون کی مقدارون اور طاقتون پر خیال اور غور کرنی چاہیے اگر قبل از معلوم کرنے شیئون یا وسائل کے استعدادون اور اون استعدادون کی مقدارون اور طاقتون کے کام شروع کیا جائیگا تو نتیجہ موافق مراد اور صحیح نہین نکلیگا - استعدادون کے معلوم کرنے کو صرف کامون کے کرنے سے ہی متعلق نہین سمجھنا چاہیے اور طبیعتون کے خیالات کے قبول اور تسلیم کرنے وقت بھی اس اصول اور قاعدہ کو اپنا دستور العمل بنانا چاہیے کوئی خیال اوسوقت تک تسلیم نکرنا چاہیے جب تک اوسکے بانی مبانی اور اوسکے وسائل کے استعدادون کا صحیح اور کافی علم نہولے -

ترتیب

قدرت کے انتظام اور انسانی انتظام پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شے اور ہر ایک سلسلہ اوسی صورت مین فائدہ بخش اور صحیح النتیجہ ثابت ہوتا ہی کہ جب اوسکو اوسکے مخصوص درجہ اور نمبر پر استعمال کیا جائے - موجودات ایزدی مین جسقدر صورتین اور شیئین پائی جاتی ہین قدرتاً اون سب کے واسطے کوئی نہ کوئی درجہ اور نمبر خاص اور مقرر ہے علی ہذالقیاس انسان کی مصنوعی سلسلہ انتظام مین ہر ایک صورت اور شی کے واسطے نمبر اور درجہ مقرر کیا گیا ہے - ان دونون سلسلون مین جو بنیاد اور اصل کی رو سے ایک ہی ہین کوئی ایسی شے اور چیز نہین ہے جسکے واسطے کوئی نمبر یا کوئی درجہ مخصوص نہو - ان دونون سلسلون کے مختلف درجون اور نمبرون کے ثابت اور محفوظ رکھنے کو ترتیب کہتے ہین اور جب ان دونون سلسلون کے مختلف درجون

اور تغیروں مین انقلاب اور فرق آجاوے تو اوسکو بے ترتیبی سے موسوم کرتے ہین
دنیا مین رہکر انسان جسقدر کام کرتا ہے اون سب کی دو صورتین اور حالتین ہوتی ہین
یا تو ترتیب سے کئے جاتے ہین اور یا بے ترتیبی سے جو کام ترتیب سے کئے جاتے ہین
وہ کرنے والے اور دوسری سید الشیون کے حق مین اچھے اور فائدہ بخش ثابت ہوتے
ہین اور جو کام بے ترتیبی سے کیے جاتے ہین وہ کسی کے حق مین بھی اچھے اور فائدہ بخش
ثابت نہین ہوتے کرنے والیکو بھی اونکے کرنے سے نقصان پہونچتا ہے اور دوسرے
سید الشیون بھی ضرر اوٹھاتی ہین - دنیا مین جسقدر آرام اور آسائش اور ترقی کے
اسباب اور صورتین پائی جاتی ہین ترتیب کا نتیجہ اور اثر ہین اور رنج و دکھ اور بے آرامی
تنزل اور بے ترتیبی کا اثر ہین - ہمارا ہر ایک کار اور ارادہ ہمسے درخواست کرتا ہے
کہ اوسکو ترتیب سے کیا جاوے جب تک ہم اپنے ارادون کے پورا کرنے اور کامون کے
انجام دینے کے واسطے ترتیب کو مدنظر اور ملحوظ رکھتے ہین تب تک تو ہم مختلف نقصانون
اور ناکامیابیون کے اوٹھانے سے محفوظ رہتے ہین اور جب ہمارے ارادون اور
کامون مین بے ترتیبی کو دخل ہوجاتا ہے تو پھر ہمکو طرح طرح کے نقصانات اور تکلیفین
برداشت کرنی پڑتی ہین ہر ایک کام کے کرنے اور ارادہ کے اظہار کے اول ہمکو اوسکے
ترتیب یعنے نمبرون اور درجون پر خیال کرنا چاہیے جس نمبر اور درجہ پر اوس کام کو کرنا
مناسب معلوم ہو اوس سے کمی اور تجاوز نہ کرنا چاہیے کمی اور بیشی کی دونون صورتون
مین ترتیب مین فرق آجاتا ہے جیسا کمی سے ترتیب بگڑجاتی ہے ایسا ہی بیشی سے
مثلاً اگر ہم سونے کا سلوشن بنانا چاہین تو اوسکی اصل ترتیب یہ ہے کہ اول دو پیالے
کہین سے بہم پہونچائے جاوین اونمین سے ایک چینی کا اور ایک مٹی کا چینی کا پیالہ اتنا
بڑا ہونا چاہیے کہ اوسکی اندر مٹی کا پیالہ اسطرح آجاوے کہ انگل انگل دو دو انگل زیادہ جگہہ
چارون طرف خالی رہے اسکے بعد ایک اونس سائنڈ اف پوٹاشیم مین سیر بھر کھولتا ہوا

پانی ملائین اور اس پانی کو اون دونون پیالون مین برابر ہمواری تک بھردین یعنی پانی
کسی پیالہ مین اونچا اور کسی مین نیچا نہ رہے اسکے بعد تین ماشہ خالص سونے کا پترہ یا ہندسے
اور چینی کے پیالہ مین آلگ سے لٹکا دے اور ہوسلے کے تار مین ایک ٹکڑا لوہے وغیرہ کا
باندھکر مٹی کے پیالہ مین ڈبادے اور اسیطرح قریب بارہ گھنٹہ کے علحدہ رہنے دے
جب بارہ گھنٹہ گذر جاوین تو آہستہ سے مٹی کا پیالہ چینی کے پیالہ مین سے نکال کر
معہ اوس پانی کے جو مٹی کے پیالہ مین بھردیا تھا پھینکدے اور چینی کا پیالہ یا اوسکا
احتیاط سے علحدہ رکھ چھوڑین یہی سونے کا سلوشین ہے۔ سونے کے حل کے واسطے
جو قاعدہ کہ استادون نے مقرر کیا ہے اگر اوسکی ترتیب مین کمی یا زیادتی ہوجائے
تو گلانٹ کرنے مین بڑی دقت ہوگی اگر سونے کا پترہ کو آلگ سے چینی کے پیالہ مین
نہ لٹکایا جائے یا ہوسلے کے تار مین ایک لوہے کا ٹکڑہ مٹی کے پیالہ مین نہ ڈبایا جائے
تو سونے کا سلوشین نہ بنے گا۔ علم حساب مین ایک عدد کو دوسرے عدد سے تفریق
کرنے کا یہ قاعدہ بیان کیا گیا ہے کہ چھوٹے عدد کو نیچے رکھکر بڑے رقم یا بڑی عدد سے
تفریق کردین یہ ایک ترتیب ہی اگر اسپر عمل نہ کیا جائے تو حساب مین سقم اور غلطی پڑنے
کی اندیشہ ہے۔ مثلاً اگر ہم سات کی رقم کو پندرہ کی رقم مین سے تفریق کرنا چاہین
تو اس شکل سے تفریق کرینگے ۱۵ / ۷ ناظرین کو اس شکل سے معلوم ہوجائیگا کہ بڑے
رقم اوپر رکھی گئی ہے اور چھوٹی رقم کو نیچے لکھا گیا ہے۔ اگر یہ ترتیب ملحوظ نہ رکھی
جاتی تو حساب کا عمل ٹھیک نہ اوترتا۔ ترتیبی غلطیاں مختلف طریقون پر پڑتے ہین
نتیجون کے صحیح نکلنے کے واسطے اون مختلف طریقون کے روکنے کی کوشش کرنی چاہیے
کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شے یا ایک کام کے علم مین ہی ترتیبی غلطیاں پڑنے
شروع ہوجاتی ہین۔ اور کبھی عمل مین بے ترتیبی دخیل ہوجاتی ہے۔ علم کی بے ترتیبی
سے عمل کی ترتیب مین کوئی فرق نہین آتا۔ بعض اوقات ترتیب مین غلطی پڑنے کا

یہ باعث بہی ہوجاتا ہے کہ ہم ایک کام کے کرنے یا نہ کرنے کے اسباب کے مقدم اور موخر کی سلسلہ کو ملحوظ نہین رکہتی جس شئے کو مقدم رکہنا ہوتا ہی اوسکو موخر رکہہ دیتے ہین اور جس شئے کو موخر رکہنا ہوتا ہی اوسکو مقدم رکہہ دیتے ہین۔ اس بے ترتیبی سے ہماری کامون اور ارادون مین نقص پڑ جاتا ہی۔ کامون کے کرنے یا نکرنے کی پہلے ہمین اس بات پر غور کرنی چاہیئے کہ اوسکی لزومات اور اسباب مین سے مقدم کون ہی اور موخر کون کون۔ جب مقدم موخر کا سلسلہ معلوم ہوجائیگا تو پہر اون غلطیون کی پڑنے کا جو مقدم موخر کے بے ترتیبی سے پڑتی ہین احتمال اور اندیشہ نہین ہیگا اگر انسان اپنی غلطیون اور لغزشون پر غور کی نظر کرے تو وسکو آسانی سے دریافت ہوجائیگا کہ اکثر غلطیان بے ترتیبی سے ہی واقع ہوئی ہین اکثر انسانون کا قاعدہ ہی کہ غلطیون کے واقعہ ہونے کے موجبات پر دھیان نہین کرتے اپنی قسمت کو کوسنے لگتے ہین۔ طریق دور اندیشی اور عقل سلیم کے مخالف ہی سب سے اول ہمکو غلطیون کے موجبات پر غور کرنی چاہیئے اور دیکہنا چاہیئے کہ ترتیب صحیح ہے یا نہین اگر باوجود صحیح ترتیب کی بہی حسب مراد نتیجہ اور اثر پیدا نہو تو پہر جو جی مین آوے سو کہین مگر اس صورت مین بہی جلدی سے بیحوصلہ نہونا چاہیئے نتیجون اور اثرون مین غلطی ڈالنیوالی کئی ایک ایسے اسباب ہوتے ہین کہ سرسری طور پر اونکا معلوم کرنا دشوار اور مشکل ہوتا ہے تعمق نظر سے ایسے اسباب کو معلوم اور دریافت کرنا چاہیئے اگر باوجود کامل تحقیق اور دریافت کے کوئی مزاحم وجہ یا سبب نہ معلوم ہو تو اپنے نصیبہ یا قسمت کو کوسنا اختیاری امر ہے

نتایج الافعال

ع۔ مرد آخر بین مبارک بندہ ایست ٭ دنیا مین دو قسم کے افعال پائی جاتے ہین ایک قدرتی۔ اور ایک مصنوعی۔ قدرتی وہ فعل ہین جنمین انسان کو کچھ دخل اور تصرف نہین اونکا ہونا نہونا قدرت کے اختیار مین ہے مصنوعی وہ فعل ہین جنمین انسان کو دخل اور تصرف حاصل ہین اونکا کرنا یا نکرنا انسان کے اختیار مین ہے یہ دونون قسم کے فعل حسب واقعہ ہوتے ہین تو ان سے خاص خاص قسم کے اثر اور نتیجے پیدا ہوتے ہین

اور اون مخصوص اثرون یا نتیجون کی دو صورتین ہوتی ہین یا تو وہ موجودات کی حق مین
فائدہ بخش ہوتی ہین اور یا نقصان رسان قدرتی فعلون اور حادثون سے جو نتیجے اور
اثر مترتب ہوتے ہین اونکو انسان اپنی طاقت سے بند نہین کر سکتا برسے پہلے مفید
غیر مفید جیسے ہون طوعاً کرہاً قبول کرنے پڑتے ہین مصنوعی فعلون سے جو اثر
اور نتیجے پیدا ہوتے ہین انسان اونکو اپنی طاقت سے کم یا زیادہ مفید یا غیر مفید بنا
سکتا ہے افعال باعتبار نتیجون اور اثرون کے دو قسم پر ہین ایک بدیہی النتایج اور
ایک خفی النتایج - بدیہی النتایج وہ فعل ہین کہ جنکے اثر اور نتیجے ظاہر ہوتے ہین
جیسے کسی شخص کو گالی دینا یا گولے مارنا یا کسی شخص کو کسی مصیبت سے بچانا یا بھوکے کو
روٹی دینا یا چوری کرنا یا زنا وغیرہ کرنا - ان افعال کے اثر اور نتیجے ظاہر ہین قبل از گالی
دینے یا گولے مارنے کے یا بروقت گالی دینے یا گولے مارنے کے گالی دینے والا یا
گولی مارنے والا اس نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے کہ جس آدمی کو گالی دیجائیگی یا گولی ماریجا
جائیگی وہ ضرور غصہ اور خفگی مین آئیگا یا اوسکو زخم پہونچیگا - جس شخص کی ہم مصیبت
مین مدد کرینگے یا بھوکے کو روٹی کھلائینگے تو وہ ضرور ہمشکور اور خوش ہوگا
اور خدا بھی ہم سے راضی ہوگا اور خلقت بھی ہمین اچھا کہیگی اور جس شخص کو
ہم مدد دینگے یا روٹی کھلائینگے اوسکی مراد برآئیگی چوری یا زنا کرنے سے پہلے ہم
اس نتیجہ اور اثر کو معلوم کر سکتے ہین کہ اگر یہ بات اور فعل عام طور پر لوگون کو معلوم
ہوگیا تو ہمارا اعتبار اوٹھ جائیگا اور لوگ ہمین بدچلن اور فاسق فاجر کہینگے
اور ہمارے ایسے بُرے فعلون سے اور لوگون کو ضرر اور نقصان پہونچیگا - بدیہی النتایج
فعلون کے آثار اور نتیجون کی بُرائی اور اچھائی کو ہم بغور غور کرنے کے دریافت کر سکتے
ہین کیونکہ اونکی برائیان اور خوبیان ظاہر اور عیان ہوتی ہین انسان کو اپنے مختصر سے
زندگی مین اکثر افعال بدیہی النتایج ہی پیش آتے ہین ہمارا اور انسانون کے ساتھ

جو روزمرہ کا ملنا اور چلنا اور برتاؤ ہوتا ہے اوس مین ایک نہین صدہا ایسے فعل کرنے
پڑتے ہین کہ جنکے اثر اور نتیجے بدیہی ہوتے ہین ہر روز ہم اپنے اور دوسرون کے واسطے
ایسے کام کرتے ہین کہ جنکے نتیجون اور اثرون کو ہم قبل از شروع یا پورا کرنے کے سوچ سمجھ
سکتے ہین باوجود روزمرہ کے آمدورفت اور ملنے جلنے کے دو انسانون مین جو نفرت اور
خصومت پیدا ہو جاتی ہے اوسکا باعث یہی ہوتا ہے کہ دونون یا دونون مین سے ایک
فریق اپنے افعال کے اثرون یا نتیجون پر دھیان اور غور نہین کرتا جب کام کر لیتے ہین تو
پھر اثرون یا نتیجون پر غور اور دھیان کرتے ہین اور اوسوقت دھیان یا غور کرنا کچھ فائدہ
نہین بخشتا - ہماری اکثر ناکامیابیون اور نا اتفاقیون اور مایوسیون کا اصل الاصول
اور موجب یہی ہوتا ہے کہ ہم اپنے فعلون کے اثرون اور نتیجون پر قبل از شروع کرنے
یا اظہار کے نظر اور غور نہین کرتے - اگر ہم قبل از کسی شخص کو گولی مارنے کے اسباب
پر خیال کرین کہ اگر اوسکو گولی لگ گئی تو ہلاک کر دیگی اور ہم ملکی قانون کے موافق سزایاب
ہونگے اور دوسرے یہ کہ ہم جو ایک شخص کو ناحق قتل یا زخمی کرتے ہین اس سے انصاف
اور عدالت کا خون ہوتا ہے خلقت ہمین برا کہے گی اور خدا جدا ہمپر ناراض ہوگا
قوی امید ہے کہ اس ابتدائی خیال سے ہم بندوق مارنے سے رک جائینگے ہم اپنے
فائدہ کے واسطے کوئی کام شروع کرتے ہین اور اخیر پر اوس کام سے ہمین نقصان
اور ضرر پہونچتا ہے ہم دوسرے شخص کو اپنے خیال کے موجب ایک نیک اور اچھی
بات کہتے ہین مگر اوسکے نزدیک اوس سے زیادہ کوئی برائی نہین ہوتی - ہم ایک
نیک کام کرتے ہین مگر اخیر پر برائی نکلتی ہے - ہم دلیری مین آکر ایک شخص کے
حق کو تلف اور برباد کرنے کی کوشش کرتے ہین اور اس امر کو کوئی برائی نہین خیال
کرتے مگر تھوڑی مدت کے بعد ہی یہ بات کھل جاتی ہے کہ ہمنے اچھا کام نہین کیا
ہم خود بھی شرمندہ اور پشیمان ہوتے ہین اور ہمارے دوست دشمن بھی ہمین مطعون

کرتے ہین یہ ساری کمزوریان اور برائیان اسیواسطے ظاہر ہوتی ہین کہ ہم کامون کے
کرنے اور رایون کے اظہار کے اول اونکے اثرون اور نتیجون کو میزان عقل اور ترازو
دوراندیشی مین وزن نہین کرتے۔ اگر وزن کرلین تو یہ برائیان اور قباحتین پیدا
نہون ہم افعال بدیہی النتایج پر جوش یا ظاہر کرنے کے اول نظر اور غور نہین کرتے
اوسکی کئی ایک باعث ہوسکتے ہین مین اونمین سے چند مشہور اور موٹے موٹے سببون
کو بیان کرتا ہون انھین پر اور اسباب کو قیاس کرلینا چاہیئے۔

اول۔ تعریف۔ جب ایک انسان دوسرے انسان کی تعریف کرتا ہے تو اوسوقت
اوس انسان کے دل مین کہ جسکی تعریف کیجاتی ہے ایک خوشی اور تکبر کی صورت پیدا
ہوتی ہے خوشی اور تکبر کے پیدا ہونے سے انسان کی احتیاط اور دوراندیشی پر پردہ
پڑجاتا ہے اور انجام بینی کی قوت کمزور ہوجاتی ہے ایسے وقت مین انسان اپنے
فعلون پر نظر اور غور نہین کرتا دوراندیشی اور احتیاط پر تعریفی حجاب پڑجاتا ہے اور
انسان کے دل مین جوکچھ آتا ہے کرگذرتا ہے جب تعریف کا خمار سر سے اوترجاتا ہے
تو پھر خبر ہوتی ہے انسانی جماعتون مین بہت سے اس مزاج اور طبیعت کی انسان پائے
جاتے ہین کہ جو مدح اور تعریف کے ذریعہ سے ہی اپنی مراد کے موافق کام نکال لیتے ہین
تعریف کرنا بھی ایک نشہ پلانا ہوتا ہے اکثر ناتجربہ کار لوگ اس فرضی نشہ سے مست
ہوکر اپنا نقصان کربیٹھتے ہین مستقل مزاج اور تجربہ کار آدمی ایسی باتون اور پیچ
مین نہین آتے جب کسی آدمی کی تعریف کیجاوے تو اوسکو صرف لفظون پر ہی جان
نہ دینی چاہیے سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیئے۔

دوم۔ امید۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبھی ہم اپنے افعال اور خیالات کے اثرون اور
نتیجون کو امید کے اعتبار پر ملحوظ نہین رکھتے۔ مثلاً ہمکو امید ہے کہ اگر ہم ایک غریب آدمی کو
ستائین اور مارینگے تو وہ ہمارا کچھ نہین کرسکیگا کیونکہ استغاثہ کے واسطے نہ تو اوسکے پاس

روپیہ ہے اور نہ عدالت مین اوسکا کوئی لحاظ کریگا اور نہ گانون سے بباعث ہمارے
خوف کے کوئی آدمی عدالت مین اوسکی طرف سے شہادت دیگا جب ایسی امید بندہ
جاتی ہے تو ہم ایک غریب آدمی کو زور سے ستانے لگتے ہین گو ہماری امید سچی ہے
مگر اگر ہم اس بات پر غور کرینگے کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص ہمارے خوف کو بالائے طاق
رکھکر غریب کا مددگار ہو جائے اور مقدمہ کسی عادل حاکم کے پاس چلا جائے جو کسیکی
بھی رعایت نہ کرے تو ضرور ہم ایک آدمی کے ستانے سے رک دئے جاینگے دنیا اگرچہ
امید سے قائم ہے مگر بہت سے ایسی امیدین ہین کہ جو ہمکو اور ہماری عزت کو خراب
اور بدنام کرنے کے واسطے کافی ہین امیدون پر اعتبار اور یقین کرنے کے واسطے
ہمیشہ ہمکو اون ممکن الوجود اور مزاحم صورتون اور تبدیلات پر غور کرنی چاہیئے
کہ جنکے ظہور اور حدوث سے امیدون مین فرق اور تبدیل واقع ہو جاتی ہے۔ ان
صورتون کی مہارت اور واقفیت سے ہم اون نقصانات کے اوٹھانے سے محفوظ
رہینگے کہ جو امید کے اعتبار پر واقعہ ہو سکتے ہین۔

سوم۔ خوف۔ خوف کے غلبہ اور ظہور سے بھی انسان اپنے افعال کے اثرون
اور نتیجون کو خیال مین نہین لاتا۔ انسان کو دو قسم کے خوف لاحق ہوتے ہین
ایک قابل التبدیل۔ اور ایک ناقابل التبدیل۔ قابل التبدیل وہ خوف ہین
جنمین انسان کو کسی اعلی درجہ کی تکلیف کا خیال نہین ہوتا اور جنکی حالت تبدیل
کیجا سکتی ہے۔ ناقابل التبدیل وہ خوف ہین جنمین انسان کو اعلی درجہ کی تکلیف
پہونچنے کا خیال ہوتا ہے اور اپنے آپ کو مجبور سمجھتا ہے۔ پہلی صورت مین انسان
کو مارے خوف کے بے سوچے سمجھے کوئی کام نہ کرنا چاہیئے۔ قبل از کرنے کے
اپنے فعلون کے اثرون اور نتیجون کو وزن کر لینا چاہیئے۔ دوسری صورت مین
انسان مجبور اور مقہور ہوتا ہے اسواسطے اگر اوس سے کوئی فعل بغیر سوچنے سمجھنے کے

سرزد ہو جائے تو اختیاری بات نہین ہے۔ دوسری صورت کا وقوع شاذ و نادر ہوتا ہے مگر پہلی صورت بعض انسانون کے ایچ پیچ اور مکر و فریب سے کثیر الوقوع ہے عیار اور فریبی آدمی خفیف خفیف باتون سے لوگون کو ڈراتے ہین اس سے اونکی یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگ خوف کے مارے بے سوچے سمجھے کوئی کام کر دین اکثر عیار آدمی ایک صاف دل اور سادہ طبیعت آدمی کو یہ خوف دلا کر کہ ہمارا عدالت مین یا کسی بڑے آدمی کے ساتھہ رسوخ ہے اس بات پر آمادہ کر لیتے ہین کہ اونکی فرمانبردار ہین رہکر بُرے افعال کا مرتکب ہو یا اونکے ارتکاب سے اغماز اور چشم پوشی کرے چالاک آدمی ایسی پٹری جما لیتے ہین اور ناتجربہ کار اونکے دم مین آکر بے سوچے سمجھے کوئی ایسا فعل کر گذرتے ہین کہ جسکا اثر اور نتیجہ اونکے حق مین بُرا نکلتا ہے بُرے اثرون اور بُرے نتیجون سے محفوظ رہنے کے واسطے مناسب ہے کہ انسان خوف کی حالت اور صورت کو سوچ سمجھ لے اور اپنے افعال کے اثرون اور نتیجون پر نظر اور غور کرے بجز اس تدبیر کے اور کوئی تدبیر بُرے اثرون یا بُرے نتیجون سے بچنے اور محفوظ رہنے کی نہین ہے —

چہارم - محبت — انسان محبت اور الفت کے پھندے مین پھنسکر بھی اپنے افعال کی آخری اثرون اور نتیجون پر غور نہین کرتا محبت کا پھندا سب پھندون اور ساری مجبوریون سے نازک اور فریب دہندہ ہے — عام رشتے اور دولت مال وہ کام نہین ہوسکتا کہ جو محبت اور الفت کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے جب انسان کے سر مین محبت اور الفت کا نشہ چڑھ جاتا ہے تو انسان کو اپنے افعال کے حسن و قبح اور اثرون اور نتیجون پر غور کرنا یاد نہین رہتا یا یہ کہ موقعہ نہین ملتا اندھا دُھند جو جی مین آتا ہے کر گذرتا ہے جب محبت کا نشہ دماغ سے اوتر جاتا ہے تو پھر انسان کو ہوش آتے ہین اپنے فعلون کو دیکھ دیکھ کر پشیمان ہوتا اور پچھتاتا ہے — گریہ پشیمان گری

نہین جاتی دنیا مین سیکڑون آدمی ایسے ملین گے کہ جو محبت کے نشہ سے پریشان و
سست و بدحال ہو کر اپنی عزت و ناموس دولت و مال و زر و سیم کو برباد اور خراب
کر چکے ہین - محبت اور الفت بہت اچھی شے ہے مگر وہین تک جہان تک کہ عقل اور
فطرت اجازت دیتی ہے جو محبت اور الفت عقلی اور فطرتی حد اور انداز سے زیادہ ہو
وہ محبت اور الفت نہین ہے وبال جان ہے - جس طرح پر شراب کے پینے سے انسان
کی عقل اور ہوش و حواس بیحس اور مشوش ہو جاتے ہین اسیطرح پر محبت کے نشہ کا اثر
ہوتا ہے - ایک ہمارا دوست یکدل یا محبوب بے دل کہدیتا ہے کہ یہ کام کرو اور ہم
اوسکی محبت بھری حکم کے بموجب وہ کام کر گذرتے ہین جب اوسکا اثر اور نتیجہ ظاہر ہوتا
تو لینے کے دینے پڑجاتے ہین ہر ایک انسان کے دل پر محبت کا دو طور پر اثر پڑتا ہے
ایک اپنی خواہش سے اور ایک دوسرے کی خواہش سے ان دو طریقون مین انسان
کی غلطی کر جانے کا احتمال اور اندیشہ ہے کبھی انسان اپنی محبت کا بیاد عقل
وہ مدہوش ہو جاتا ہے اور نشہ کے حالت مین سوچے سمجھے جو جی مین آتا ہے کر گذرتا
ہے اور کبھی اور لوگ محبت کی تیز شراب منھ کو لگا کر لاپرواہی کا باعث ہوتے ہین
دور اندیش وہ انسان ہے کہ جو ان دونون طریقون کے پیش آنے پر احتیاط
کام کرے اپنے کامون کے آخری اثرون اور نتیجون کو پہلے سوچ سمجھ لینا اپنا پیشہ
اور مضبوط شعار بنائے - اگر انسان اس طریق عمل پر قائم اور ثابت رہیگا تو
محبت اور الفت کے نشہ سے اوسکا دماغ امن مین رہیگا -
پنجم - دشمنی - جیسا انسان کے دل پر محبت اور الفت اثر کرتی ہے ویسا ہی
عداوت اور دشمنی کام کر جاتی ہے فرق اتنا ہو کہ محبت اور الفت کا میٹھا اور خوش
نشہ ہوتا ہے اور دشمنی کا نشہ تلخ اور بدمزہ ہوتا ہے جیسے محبت اور الفت مین انسان
کی عقل اور فراست پر پردہ پڑجاتا ہے ایساہی دشمنی مین احتیاط اور سوچ سمجھ پر

حجاب آجاتا ہے دشمنی کی حالت مین انسان کو اپنے فعلون کی آخری اثرون اور نتیجون
پر غور کرنے کا موقع نہین ملتا جب دشمنی کی جوشش مین کام کر چکتا ہے تو پھر اوسکے
حسن و قبح کی سوجھ پڑتی ہے کبھی انسان کے دل مین دشمنی کو خود بخود جوش ہوتا ہے
اور کبھی اور چالاک اور دلی بدخواہ آدمی اشتعال کے باعث ہو جاتے ہین اپنا کام
نکالنے یا رسوخ جتانے کے واسطے دشمنی کی آگ کو بھڑکاتے ہین اور دوسرا آدمی وہ مین
آکر بغیر سوچے سمجھے کوئی حرکت کر بیٹھتا ہے یا دو لوگ الگ ہو جاتے ہین اور اوس فعل یا
اوس حرکت کے برے اثر یا برے نتیجے کرنے والے ہی کو برداشت کرنی پڑتی ہین دانا
اور دور اندیش وہ انسان ہے کہ جو دشمنی کی حالت مین اپنے دل کو سنبھالے رکھتا ہے
اور اپنے کامون اور ارادون اور خیالات کو کرنے یا ظاہر کرنے کے پہلے آخری اثرون
اور آخری نتیجون کے معلوم اور دریافت کرنے کے واسطے احتیاط اور دوربینی کے ترازو
اور فہم و فراست کے میزان مین وزن کر لیتا ہے ۔۔ دشمنی کی حالت مین ہمارا اپنا دل
بھی اور اور اقبال سے دوست بھی ہمکو اس امر کی تحریک کرے اور جوش دلاتا ہے کہ
فلان کام کرنا چاہیے فلان نہ کرنا چاہئیے فلان امر برا ہے فلان امر اچھا ہے اس تحریک
اور جوش دلانے کے وقت ہمکو غور اور فکر کو جواب دینا لازم نہین ہے دور اندیشی اور
احتیاط اور عدالت سے اپنے دل کے خیالون اور اقبال سے دوست لوگون کی تحریکون کو
دیکھنا اور وزن کرنا چاہیے اس عمدہ دستور العمل کے اختیار کرنے سے ہم اپنے فعلون
کو مفید طور پر استعمال مین لاسکین گے اور صدور اغلاط سے مامون اور محفوظ رہینگے
ششم ۔ تقلید ۔ تقلید سے بھی انسان اپنے کامون اور ارادون اور خیالات کے
آخری اثرون اور نتیجون پر غور اور نظر کرنے سے رہ جاتا ہے ۔ ماں باپ یا دوستون
اپنے بیگانے کو ایک کام کرتے دیکھتا ہے اوسے نقش قدم پر آپ چل نکلتا ہے کچھ
خیال اور دھیان نہین کرتا کہ اسکا اثر اور نتیجہ میرے حق مین کیسا نکلیگا ۔ وہ اپنے سیکڑون

ایسے آدمی ملینگے کہ جنکی عزت اور ننگ و ناموس کے تاج کو بیجا تقلید کے آندہی نے اوڑا کر وادیہ ادبار اور دشت شقاوت مین پھینک دیا ہے انسان کی طبیعت کا یہ خاصہ ہے کہ وہ اور انسانون کے ساتھ ریس کرتا ہے اگرچہ ریس کرنا انسانون کے حق مین مفید ہے مگر جب اوسکو برے اصلون پر استعمال کیا جاتا ہے تو انسان کے حق مین اس سے زیادہ تر خراب اور کوئی شے نہین ثابت ہوتی۔ ریس کرنے کے وقت بہی اکثر انسان اپنے آپ مین نہین رہتے۔ بے سوچے سمجھے من بھاتی کر گذرتے ہین انسان کے دانائی اسمین ہے کہ ریس کرنے کے وقت اپنے کامون اور فعلون کے اثرون اور نتیجون کو دیکھ بھال لے ممکن ہے کہ جس کام کے ہم ایک دوسرے انسان کے ساتھ ریس کرتے ہین وہ اوسکے حق مین مفید ہو اور ہمارے واسطے مضر ہو۔ کام کرنے کے پہلے ہمکو یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ اوسکا آخری اثر اور نتیجہ ہمارے حق مین کیسا ہوگا۔

ہفتم۔ طمع۔ جب انسان کو طمع دامنگیر ہوتی ہے تو سوچ سمجھ اور قیاس و فکر سے اوسکی آنکھین بند اور دل و دماغ بے حس اور سُن ہو جاتے ہین اپنے افعال کے اثرون اور نتیجون پر اصلا غور اور فکر نہین کرتا۔ اسکا علاج سواے اسکے اور کچھ نہین کہ انسان طمع سے اپنے آپ کو پاک صاف رکھے۔ اپنے کامون اور فعلون پر غور نہ کرنے کے اسباب اور موجبات اگرچہ بہت ہین مگر ہم صرف انہین سات وجہون پر کفایت کرتے ہین دانا آدمی ان وجہون کے ذریعہ سے اور وجہین بہی نکال سکتا ہے افعال خفی النتائج وہ ہین جنکے اثر اور نتیجے پوشیدہ یا مشتبہ الصورت ہوتے ہین انسان ایسے فعلون کے کرنے سے اپنے ذہن مین کوئی مخصوص اور قطعی نتیجہ قائم نہین کر سکتا۔ اشتباہ ہی رہتا ہے گو ہم افعال خفی النتائج کے اثرون اور نتیجون کو صاف طور پر معلوم نہین کر سکتے مگر اسمین کیا شک ہے کہ اگر ہم ان افعال کی بابت بہی دور اندیشی اور احتیاط سے کام لین گے تو اثر اور نتیجہ مفید اور اچھا

نکلیگا ہمکو اپنا یہ دستور العمل بنانا چاہیئے کہ ایسے افعال اور ارادی بھی غور اور نظر سے خالی نہ رہیں ۔

تدبیر

انسان کا یہ طبعی خاصہ ہے کہ جب اوسکو کوئی کام یا کوئی وقت یا کوئی مشکل پیش آتی ہے تو اوسکے حل کرنے کی طرف دوڑتا ہے جو بات یا جو صورت مفید دیکھتا ہے اوسکو حاصل کرنا چاہتا ہے اور جو اوسے مضر پاتا ہے اوس سے بچتا ہے ۔ تلاش اور جستجو کرتا ہے کہ کوئی ایسا راستہ نکلے کہ جسکے ذریعہ سے منزل مقصود پر پہونچ جاسکے یا عقدہ پیش آمدہ کو حل کرے ۔ آسمان پر جب ابر چھا جاتا اور بدلیاں آتی ہیں تو اس خوف سے کہ شاید مینہ برسے ہم اپنے اپنے گھروں کو کام کاج چھوڑ کر دوڑتے اور اپنے گھروں کی چھتوں اور دیواروں کو دیکھتے ہیں جو جگہ اور موقع لائق مرمت ہوتا ہے اوسکو درست کر دیتے ہیں ہم جب کبھی راہ چلتے چلتے سن پاتے ہیں کہ اس راستہ میں ایک اژدہا رہتا ہے تو اوس موقع خاص سے جہاں اژدہے کا نشان دیا جاتا ہے چپکے چپکے گذر جاتے ہیں ۔ جب سنتے ہیں کہ گانوں میں کوئی کتا دیوانہ ہو گیا ہے تو گھر سے نکلنے کے وقت ہاتھ میں موٹی سی لاٹھی لے لیتے ہیں جب سردی کے موسم میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے تو کمبل اور موٹا گرم کپڑا پہن لیتے ہیں جب گرمی لگتی ہے تو ململ اور سادہ کپڑا پہن لیتے ہیں جب دھوپ لگتی ہے تو سایہ میں ہو بیٹھتے ہیں جب سردی لگتی ہو تو سایہ سے اوٹھکر دھوپ میں جا کھڑے ہوتے ہیں ۔ جب ایک شیرخوار بچہ کو بھوک یا پیاس لگتی ہے تو ماں باپ سے مخصوص اشاروں یا کنایوں میں روٹی یا پانی مانگتا ہے جب کسی عضو میں درد ہوتا ہے تو وہ کسی نہ کسی حرکت یا اشارہ سے ظاہر کرتا ہے ۔ انسان کے اس طبعی امر یا طبعی خاصہ کو تدبیر کہتے ہیں یہ امر یا طبعی خاصہ صرف خاص خاص انسانوں سے ہی مخصوص نہیں ہے تمام [illegible] کسی ملک کی پیدائش ہوں فطرۃً موجود ہے البتہ جیسے جیسے انسان کی طبیعت میں [illegible]

اس خاصہ مین اختلاف پایا جاتا ہے قدرت نے اس خاصہ کو سارے انسانون مین
ایک مقدار اور ایک وزن کا پیدا نہیں کیا کسی مین زیادہ ہے اور کسی مین کم کسی مین
برجستہ اور مضبوط اور کسی مین ذرا کم زور اور نا طاقت - اگرچہ باعتبار وزن اور طاقت کے
یہ خاصہ مختلف ہی مگر بلحاظ وجود کے مختلف نہین ہے جیسا ایک عالم فاضل کی ذات
مین پایا جاتا ہے ایسا ہی ایک جاہل کو حاصل ہے جیسا یورپ کے لوگون کی طبیعتون
مین موجود ہے ایسا ہی ایشیا والون کی طبیعتون مین فطرتاً ودیعت کیا گیا ہے
خداوند کریم نے اس عجیب اور نادر خاصہ کو انسان کی طبیعت مین اسواسطے ودیعت
کیا تھا کہ انسان اوسکی مدد اور ذریعہ سے دنیا مین چند روزہ کر اپنے عزیز زندگی کو
مضبوطی اور سلامتی اور سہولت سے بسر کرے مگر افسوس ہے کہ بعض آدمیون نے
اس خاصہ کے استعمال کو یا تو بالکل چھوڑ دیا اور ایسے طور پر استعمال کیا کہ ودیعت کے
غرض فوت ہوگئی - ودیعت ازلی کی غرض یہ ہے کہ انسان اس خاصہ یعنی قوت
مدبرہ کے ذریعہ اور مدد سے اپنے کاروبار اور مہمات کو انجام دے - غلطی پڑنے
یا غلط استعمال سے بجائے اسکے کہ انسانی کاروبار اور مہمات سہولت اور خوش اسلوبی
سے انجام پاوین قسم قسم کے نقصان اور تکلیفین نمودار ہوکر انسان کے رنج اور دکھ
کا باعث ٹھہرتے ہین - اس خاصہ یعنی تدبیر کے بابت انسانون مین دو قسم کے
غلطیان پائی جاتی ہین ایک قسم کا نام استعمالی غلطیان ہی اور دوسرے قسم کو کلی
غلطیون کے نام سے موسوم کرتے ہین

قسم اول اغلاط استعمالیہ ہر ایک [illegible] رت مین فائدہ بخش ثابت ہوتی ہی
کہ جب اوسکو ٹھیک ترتیب سے کا [illegible] اوے اگر ترتیب کو چھوڑ دیا جاوے
تو پھر فائدہ کی امید رکھنا اپنے آپ کو [illegible] ہے قوت مدبرہ جو خداوند کریم نے
انسان کو [illegible] سے اوسی صورت مین [illegible] سکتی ہے کہ جب اوسکو ایک ترتیب کے

ساتھ عمل مین لایا جائے - اگر عملی ترتیب مین فرق آجائے تو بجاے مفید ہونے کے
مضر ثابت ہوتی ہے بعض انسان قوت مدبرہ کو استعمال تو ضرور کرتے ہین مگر اوسکے
استعمال کے جو تین اصول اور طریقے ہین اونکو یا تو بالکل ملحوظ نہین رکھتے اور یا غلط
اصولون سے اوسکو عمل مین لاتے ہین - قوت مدبرہ کے صحیح استعمال کے تین اصول ہین
وقت - مقدار - تعداد - جب تک ان تینون اصولون کو ملحوظ نہ رکھا جائے تب تک
تدبیر ٹھیک نہین اوترتی - بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہم ایک تدبیر کرتے ہین اور ناکامیابی
کا منھ دیکھتے ہین اسکا بھی باعث ہوتا ہے کہ تدبیر کے تینون اصولون مین سے کوئی
نہ کوئی اصول رہجاتا ہے - اگر تینون اصولون کو ملحوظ رکھا جاوے تو غلطی کا ٹھہرنا
قریب قریب مشکل کے ہوجاتا ہے - تدبیر کے صحیح استعمال کے واسطے وقت کے محفوظ
رکھنے کی بھی نہایت ضرورت ہے وقت کے یا نہ محفوظ رکھنے سے تدبیر کے سلسلہ مین ایسی
ابتری پڑجاتی ہے کہ بجاے فائدہ حاصل کرنیکے قسم قسم کے نقصانات اوٹھانے پڑتے
ہین - گو تدبیر کیجاتی ہے مگر چونکہ اوسکا وقت گذرجاتا ہے اسواسطے اوسکے آثار
اور نتیجے ظہور مین نہین آتے - تدبیر کو مفید اور صحیح النتیجہ بنانے کے واسطے مدبر پر ضرور
اور لازمی ہے کہ وقت کو ملحوظ اور مدنظر رکھے قحط کے دنون مین انسان یہ تدبیر کرتے
ہین کہ غلہ جمع رکھتے ہین اور اوسکو کفایت اور احتیاط سے برتتے ہین اگر کوئی شخص
برخلاف اس عمدہ تدبیر کے قحط کے [illegible] جمع نہ رکھے یا اوسکو کفایت سے نہ برتے
تو اوسکو کئی ایک تکلیفون کا مقابلہ کر[illegible] وقت پر تدبیر کیجاتی تو تکلیف اور
نقصان نہ اوٹھانا پڑتا ایک گورنمنٹ کو [illegible] مین چند شریر اور مفسد آدمی
جمع ہوکر گورنمنٹ کے مقابلہ کی طیاریان کرتے [illegible] کو لازم ہے کہ بقدر سننے اس
مفسدہ انگیز خبر کے اوس جماعت کو منتشر کرے اگر [illegible] اس مفسد جماعت کو انتشار
کی کوشش نہ کی جاویگی تو ملک مین فساد نمودار ہوجا[illegible] انتشار [illegible] غیانات کی [illegible]

کیجا سکتی ہے مگر جو اثر اور زور پہلی وقت کی تدبیرین ہے وہ پچھلے مین نہین اسیطرح تدبیر کے صحیح استعمال کے واسطے مدبر کو وقت کی پابندی ضروری ہے اسیطرح پر مقدار تدبیر کا ملحوظ رکھنا واجبات سے ہے۔ جیسے ہر ایک کام کا مقدار اور پیمانہ ہوتا ہے ایسے ہی ہر ایک کام کی تدبیر کا وزن اور پیمانہ مقرر یا مخصوص ہوتا ہے مثلاً ایک جنگ مین کہین محاصرہ مین اگر دشمنون کی توپون کے زور اور آتشبازی سے بچنے کے واسطے دمدمون اور حفاظتی پناہ کا بنانا ضروری ہے تو دمدمے اور حفاظتی پناہ اوسوقت تک فائدہ بخش نہون گے کہ جبتک اونکو ٹھیک اونکے پیمانہ اور مقدار پر طیار نکیا جاوے علی ہذا القیاس اگر ہم ایک مریض کے تپ کے علاج کی تدبیر کرین تو ہمکو ایک خاص مقدار پر دواؤن کو استعمال کرنا پڑیگا اگر مقدار کو ترک کر دینگے تو تپ دور کرتے کرتے کسی اور بلا مین پھنس جائینگے تدبیر کی صحت کے واسطے تحفظ بھی ضروری ہے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہماری تدبیرین عدم تحفظ سے بالکل رائیگان جاتی ہین بہت سی تدبیرین اس قسم کی ہوتی ہین کہ اونکو پوشیدہ رکھنا ضروری ہوتا ہے اور بہت سے اس قسم کے ہین کہ اونکے اظہار رہنا مناسب ہوتا ہے ان دونون صورتون کے ثابت اور قائم رکھنے سے تدبیر کے سلسلہ مین غلطی نہین پڑتی مگر ان صورتون کو نہ ملحوظ رکھنے سے انسان گرداب غلطی مین غوطے کہانے لگتا ہے تحفظ کے واسطے بھی وقت اور مقدار کی ضرورت ہے بعض تدبیرین اس طرز کی ہوتی ہین کہ ایک وقت مین اونکا اخفا ضروری ہوتا ہے اور ایک وقت مین اظہار۔ اور علی ہذا القیاس مقدار کی کمی زیادتی ہوتی رہتی ہے ان دونون ضرورتون پر مدبر کو غور اور نظر کر لینی چاہیے ۔

تحفظ کو صرف کسی تدبیر کے اخفا یا اظہار مین ہی دخل نہین تدبیرون کے اسباب اور وسائل کی ترتیب اور قائم رکھنے مین بھی دخل ہے کوئی ایسی ترتیب نہین جو کہ ہے کہ [illegible] وسیلون اور سببون سے مرکب نہو اون وسیلون یا سببون کے واسطے ہی تحفظ کی ضرورت [illegible]

قسم دوم اغلاط کلیہ۔ اکثر اشخاص کا یہ خیال ہے کہ تدبیر بذاتہ کوئی شے نہین ہے اور اگر بالفرض ہے بھی تو انسان بہ سبب اپنی کلیت مجبوریت کے اوس سے فائدہ نہین اوٹھا سکتا بعض لوگون کا یہ خیال عقل اور دوراندیشی سے کوسون دور ہے اول اونکو اس بات پر خیال کرنا چاہیے کہ انسان کی طبیعت ہی مین تدبیر کا خاصہ پایا جاتا ہے اگر وہ اپنی ذات پر خیال کرینگے تو روز روشن کیطرح اونھین معلوم اور دریافت ہوجائیگا کہ تدبیر کا خاصہ اور قوتون کیطرح خاصکر اپنی طبیعت مین ہی موجود ہے۔ دن مین ایک مرتبہ نہین سو مرتبہ انسان اس خاصہ کو عمل مین لاتا ہے کھانا پکانا۔ اور کھانا پینا۔ کم و زیادہ گھر کے کامون و انتظام دنیا وغیرہ تدبیر ہی کا اثر اور نتیجہ ہی تعجب ہے کہ ہم تدبیر سے تو انکار کرتے ہین مگر اوسکو اپنی عمل مین روز لاتے ہین اس انکار کے سوا سے اسکے اور کوئی وجہ نہین کہ ہم تدبیر کے معنون اور تعریف کو نہین سمجھتے۔ بعض انسانون کا یہ خیال ہے کہ تدبیر سے کوئی فائدہ نہین کیونکہ انسان مجبور ہے بالکل مقہور اور فضول ہے ہم کہتے ہین کہ اگر انسان قدرتاً بالکل مجبور ہوتا تو قدرت اوسکو تدبیر کا خاصہ ہی نہ بخشتی جب ہم فی حد ذاتہ بالکل مجبور ہی ہین تو پھر ہماری طبیعتون مین خاصہ تدبیر کی ودیعت کرنے کا کیا فائدہ ہے ایک طرف سے تو قدرت نے ہماری طبیعتون مین تدبیر کا خاصہ رکھہ دیا ہے اور دوسری طرف سے ہمین محض مجبور بنا رکھا ہے اسمین قدرت کی کمزوری اور نقص ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ قانون قدرت مین کوئی نقص اور کمزوری نہین ہی معلوم ہوا کہ ایسے فضول خیالات انسان کی کم اندیشی اور جہالت کا اثر ہین یہ خیال کہ انسانون کو تدبیر سے کوئی فائدہ نہین کیونکہ وہ بالکل مقہور اور مجبور ہے انسان کے دل مین یہ خیال دو طرح سے پیدا ہوتا ہے ایک ذاتی ناکامیابیون اور مایوسیون سے اور دوسرے اورون کی ناکامیابیان اور مایوسیان دیکھکر بعض وقت ایک آدمی جو کسی مدعا یا مراد کے حصول کے واسطے کوئی تدبیر کرتا ہے تو وہ تدبیر رائیگان

جاتی ہے اس سے اوسکے دل مین یہ خیال پیدا ہوجاتا ہے کہ تدبیر درحقیقت کوئی شے یا کوئی خاصہ نہین ہے یا یہ کہ تدبیر سے انسان کوئی فائدہ نہین اوٹھا سکتا کیونکہ وہ محض مجبور ہے یہ انسان کا دستور اور معمول ہے کہ ناکامیابی اور مایوسی کے وقت بدظن ہوکر اوس وسیلہ یا ذریعہ کے جسکے کرنے یا عمل مین لانے سے اوسکو ناکامیابی یا مایوسی حاصل ہوتی ہے نفی کرنے پر طیار ہوجاتا ہے انسان کو صرف اسواسطے ہی مایوسی اور ناکامیابی کا مقابلہ نہین کرنا پڑتا کہ تدبیر فی حد نفسہ کوئی شے نہین یا اوسکے عمل مین لانے سے انسان کو کوئی فائدہ نہین مایوسی ناکامی [illegible] بلکہ مضبوط اور اکثر یہ سبب ہے کہ تدبیر ترکیب یا ترتیب ٹھیک نہین اور فی مایوسی یا ناکامیابی کے وقت ہمکو تدبیر کے نفی کرنے پر مستعد اور آمادہ نہو جانا چاہیے ان مزاحم اسباب اور وسائل کو دیکھنا چاہیے کہ جو اوس ناکامیابی اور مایوسی کا موجب ہوئی ہین تدبیر کے پیدا اثر ہونے کے وہ ہی ثلاثہ (یعنے وقت مقدار تحفظ ـ) مذکورۃ الصدر اسباب ہین اونکی کمی یا زیادتی سے نتیجہ برعکس ظاہر ہوتا ہے اگر اون ثلاثہ اسباب کی حالت مین تغیر وتبدل نہو تو تدبیر کے نتیجے اور اثر حسب مراد نکل سکتے ہین ہم تدبیر کے سلسلہ کو اسصورت مین انسان کے حق مین غیر مفید اور ہیچ خیال کرسکتے ہین کہ جب اوسکی ترتیبی امور اور ضرور اصول مسطورۃ الصدر مدنظر اور ملحوظ نہ رکھے جائین افسوس ہے کہ ہم تدبیرون کے ضروری اصولون کو ملحوظ تو خود نہین رکھتے اولٹی تدبیرون کو لاشے اور ہیچ قرار دیتے ہین ہمارے اپنی ناکامیابیان اور مایوسیان تدبیرون کے محض ہیچ اور لاشے ثابت کرنے کے واسطے کافی نہین ہین اگر ہم اون ناکامیابیون اور مایوسیون کے سببون پر غور کرینگے تو آسانی کے ساتھ یہ بات معلوم ہوجائیگی کہ تدبیرون کو اچھے اصولون اور برجستہ [illegible] اور فن پر استعمال نہین کیا گیا اگرچہ آپ ہی اپنی غلطی کو دریافت اور معلوم کرلینا [illegible] اور حد فن اور دو شعلہ ہے مگر اگر ہم اپنی طبیعتون کو اس طرف متوجہ کرینگے تو سہولت

ہوجائیگی - جب کبھی ہم اور لوگون کو مایوسی یا ناکامیابی اوٹھاتے اپنی آنکھون سے دیکھتے یا کسی سے سنتے ہین تو ہمارے دل مین یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ باوجود تدبیر کرنے کے فلان شخص مایوس اور ناکامیاب رہا ایسے ساعی یا مردی واقعات سے ہم یہ نتیجہ نکال لیتے ہین کہ تدبیر کوئی شے نہین ہے کیونکہ اوس کا کرنا نہ کرنا برابر ہے - تدبیرین فی الحقیقت موجود ہوتے ہین اور اونمین کوئی غلطی نہین ہوتی مگر ہمارے کم اندیشی اور سرسری نظر اور عدم توجہی حقیقت کو چھپا دیتی ہے اگر ہم نفس الامر پر غور اور نظر کرتے تو اس نتیجہ پر ایک سہولت سے پہنچ جاتے کہ بعض انسانون کی مایوسی اور ناکامیابی کا باعث کوئی لغزش یا غلطی ہے اگر وہ لغزش یا غلطی نہوتی تو بجاے ناکامیابی کے کامیابی حاصل ہوتی قطع نظر ان سب باتون کے ہمکو اپنی روزمرہ کامون اور امورات اور معاملات پر غور کرکے دیکھنا چاہیے کہ وہ کیونکر انجام پاتے ہین غور کرنے سے معلوم ہوجائیگا کہ اونکے پورا ہونے یا کرنے اور انجام پانے یا کرنے کا کوئی نہ کوئی سبب اور باعث ہوتا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ تدبیر کا وجود مختلف سببون اور باعثون سے مرکب ہے اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ انسان کے اکثر کام اور روزمرہ کے معاملات مختلف تدبیرون سے انجام پاتے اور پورے ہوتے ہین جبکہ انسان کو بہت سے کام اور معاملات تدبیر سے ہی انجام پاتے اور پورے ہوتے ہین تو ثابت ہوا کہ تدبیر کوئی شے ہے اور یہ وہ انسان کے حق مین فائدہ بخش ہے - اگر بقول بعض کم اندیش انسانون کے تدبیر کوئی شے نہوتی یا یہ کہ اوسکا وجود انسانون کے حق مین فائدہ بخش نہوتا تو انسان کا کوئی کام اور معاملہ بھی تدبیر کے ذریعہ اور زور سے بوجہ الاحسن انجام پذیر نہوتا - یہ ہماری غلطی ہے کہ ہم اپنے یا دوسرے آدمیون کے مایوسیون اور ناکامیابیون کو تدبیر کے لاشے یا غیر مفید ہونے کے واسطے ایک حجت اور دلیل گردانتے ہین تدابیر کا وجود تو بلاشک و شبہ انسانون کے حق مین مفید ہے مگر غلطی پڑجاتے سے اونکی

حالت اور زور مین ضرور فرق اور انقلاب آجاتا ہے سو یہ بات تدبیر کے انعدام کی مقتضی
اور مستلزم نہین ہے باقی رہی یہ بات کہ انسان بعض وقت جو باوجود صحیح تدبیر کے
ناکامیاب ہوجاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان مجبور محض ہی اور اوسکی
تدبیرون مین کوئی فائدہ بخش اثر نہین ہے ہم اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ ضرور انسان
بعض وقت باوجود تدبیر کے مایوس اور ناکامیاب ہوجاتا ہے اور اوسکی کوئی پیش نہین
جاتی اور یہ صورت صرف عام لوگون کو ہی پیش نہین آتی بڑے بڑے دور اندیش اور
محتاط اور عقیل وفہیم لوگ بھی کبھی کبھی اس مرض اور بلا مین گرفتار ہو کر منھ کی کھاتے
ہین - ایک نہین سو دفعہ کوشش کرتے ہین مگر سواے شرمندگی اور ناکامیابی کے
کچھ حاصل نہین ہوتا ایسی صورتین شاذ ونادر نہین ہین ہزارون زندہ نظیرین پائے
جاتی ہین - ہمارے خیال مین باوجود صحیح تدبیر کے انسان کی ناکامیاب ہوجانے
کی دو وجہین ہین - ایک یہ کہ انسان کسی ایسی غلطی سے جسکا کئی ایک بواعث سے
اوسکو علم نہین ہوتا اپنے تدبیر یا اوس تدبیر کے افراد اور اجزاء کو صحیح سمجھتا ہے یا یہ
اپنی ناکامیابی کے وجوہات اور اسباب کو دریافت اور معلوم یا دور نہین کرسکتا ہو جو
سے بھی انسان کو مختلف تدبیرون کے استعمال سے مختلف ناکامیابیون اور مایوسیون
کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے - کبھی انسان ایسی مایوسیون یا ناکامیابیون کے وجوہات اور
اسباب کو دریافت اور معلوم کرلیتا ہے اور کبھی اونکے دریافت اور ادراک سے رہجاتا ہے
دوسرے بڑی بھاری علم ہے اور یہ وجہ ہے کہ صحیح تدبیرون کی مزاحمت اور روکنے
کے واسطے ایسے ایسے فائدہ پیدا ہوجاتے ہین کہ جو انسان کے حیطہ قدرت اور حیز اختیار
سے باہر ہوتے ہین اونکا وقوع یا ظہور حیران وپریشان ہو کر دیکھتا اور تکتا ہے کوئی پیش
نہین جاتی تدبیر معطل اور [illegible] اور ہوچھ جاتا ہے سوچتا کچھ ہے اور ظہور مین کچھ آتا ہے
ایسی پریشانی [illegible] وقوع اور حدوث مین انسان خود بھی استدلال کرتا ہے کہ مین محض مجبور ہون

اور علیٰ ہذا القیاس اور انسان خیال کرتے ہین یہ اسباب دو قسم کے ہوتے ہین - ایک
بدیہی اور ایک خفی - بدیہی تو وہ ہین کہ جنکو کسی نہ کسی طرح یا کسی نہ کسی وقت دریافت
اور معلوم کیا جا سکتا ہے اور خفی وہ ہین کہ جو ادراک اور دریافت سے رہجاتے ہین
ایسے مزاحم اسباب کو عرف عام مین تقدیر یا مقدر یا شدنی وغیرہ سے تعبیر کرتے ہین
ان دونون وجہون کی مزاحمت سے یہ لازم نہین آتا کہ تدبیر فی نفسہ کوئی شئے نہو
یا یہ کہ تدبیر سے انسانون کو کوئی فائدہ نہ پہونچ سکتا ہو تدبیر کا کچھ قصور نہین ہے
مزاحم وجہون کے حدوث اور وقوع سے فرق آجاتا ہے جو تدبیر کے لاشئے یا ہیچ ثابت
کرنے کے واسطے کافی نہین ہے - دونون صورتین یا جو اسباب کہ ہمارے حیطۂ اختیار
اور حیز قدرت سے باہر ہین اور جنکی مزاحمت اور ظہور و وقوع کو کسی صورت مین ہم
روک نہین سکتے اونکے حدوث سے تدبیر کی حقیقت یا ضرورت یا افادت مین کوئی کمزوری
اور فرق نہین آتا تدبیر کی ریل اوسی حالت مین مراد کے اسٹیشن پر پہونچ سکتی ہے
کہ جب اوسکے راستہ یا سڑک مین کوئی روک اور مزاحمت نہو جبکہ اوسکے راستہ مین ایک
بھاری روک اور مزاحمت حائل اور لاحق ہو تو پھر اوسکے ذریعہ سے نتیجہ مقصود کیونکر حاصل
یا پیدا ہو سکتا ہے - اور کیونکر ہم تدبیر کی نفی کر سکتے ہین ہان اگر ہماری تدبیرین بلا مزاحمت
اور رکاوٹون کے ناکافی اور کمزور ثابت ہون تو پھر ضرور یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ
فی الواقع تدبیر کوئی شئے نہین اور نہ اوس سے انسانون کو کوئی فائدہ پہونچ سکتا ہے
جو مزاحم اسباب اور رکاوٹین (عام اس سے کہ ہمکو اونکا علم ہو یا نہو) ہماری تدبیرون
کو ناکافی اور لاشے اور کمزور ثابت کرتے ہین اور ہمکو اوس [illegible] اسباب [illegible] نتیجہ نہین اٹھانے
دیتین وہ ہماری قدرت اور اختیار سے باہر ہوتی ہین [illegible] انسان [illegible] وجودی سلسلہ
خداے لایزال کے ید قدرت مین (بہ حیثیت اسکے کہ وہ مدبر کوئی [illegible] مطلق ہے)
ہوتا ہے یہی باعث ہے کہ ایسے مزاحم اسباب اور رکاوٹ [illegible] اور حیلہ [illegible] سکے [illegible] کو عرف عام

ہین تقدیر سے تعبیر کرتے ہین ایسے مزاحم اسباب اور قدرتی رُکاوٹون کے وقوع یا پیش آنے سے (جنکو ہم دور نہین کرسکتے اور نہ وہ ہمارے اختیار مین ہین) ہمکو تدبیر کے نفی نکرنی چاہیے اسمین خاصہ تدبیر کا کیا قصور ہے جب قدرتی مزاحمتین اور رُکاوٹین حائل ہوگئین تو پھر تدبیر کیونکر مفید یا حسب مراد ثابت ہوسکتی ہو کاشتکار لوگ کھیتون کو درست کرکے غلہ بوتے ہین مگر بارش کے بوقت نہونے سے حسب مراد فائدہ نہین ہوتا۔ اس سے یہ لازم نہین آتا کہ فی الواقع کھیتی کرنے کی تدبیر لاشئے یا ہیچ ہی مینہہ برسنا یا برسانا غریب کاشتکارون کے اختیار مین نہین ہوتا قدرتی سلسلون سے تعلق ہے قدرتی سلسلون پر انسان کو کچھ اختیار نہین ہے جسطرح ہر ایک کاشتکار مینہہ کے نہ برسنے سے کھیتی بونے سے بیزار اور متنفر نہین ہوتا اسیطرح تمام انسانون کو اور قدرتی اسباب اور مزاحمتون کے وقوع اور پیش آنے سے تدبیرون کے ضروری اور طبعی سلسلہ کو ترک نہ کرنا چاہیے قدرتی اسباب کا مزاحم اور حائل ہوجانا ایک اتفاقی امر ہے اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ تدبیر کا خاصہ بذاتہ کوئی شئے نہین ہے ہماری طبعیتون کی حالت اور کارروائیان ہی اس بات پر گواہ اور شاہد ہین کہ تدبیر کا وجود ہے اور انسانون کی ضرورتون اور کامون مین اوسکو بہت دخل حاصل ہے دور اندیش اور دانا وہ انسان ہے کہ جو اپنے ہر ایک ضرورت اور کام کو تدبیر صائب سے انجام دیتا ہے اور تدبیرون کے ناکافی ثابت ہونے سے مضطرب اور دل برداشتہ نہین ہوتا۔

توکل

انسان کا یہ طبعی خاصہ ہے کہ ایک کام کرکے یا کسی ارادہ یا صورت یا شکل یا ہیئت کو عمل یا ظاہر مین لاکر یا کسی خیال کو پیدا کرکے اوسکی حسب مراد نتیجہ یا اثر کی بابت ایک خاص قسم کی امید یا بھروسا اپنے دل مین پیدا کرلیتا ہے جب یہ امید یا بھروسہ خاص

اپنی ذات پر ہوتا ہی تو اوسوقت اوسکو حوصلہ ہمت - بردباری - سے تعبیر کرتے ہین
اور جب کسی اور ذات سے مربوط اور متعلق ہوتا ہے تو اوس حال مین اوسکو میلان
یا مہربانی یا شفقت کہتے ہین - اور جب خالق موجودات اور موجد کائنات خداوند کریم
کی ذات سے وابستہ ہوتا ہی باین اعتبار کہ خداوند کریم عم نواله و جل جلاله علت العلل
مسبب الاسباب مقلب الامور اور قادر مطلق ہی تو اوس صورت مین اوسکو توکل
کے نام سے موسوم کرتے ہین ان تینون جدا جدا صورتون کا وقوع اوس حالت مین ہوتا ہی
کہ جب کوئی کام کیا جائے کام کرنے کا لفظ اس مضمون مین جہان اطلاق کیا گیا ہی
اوس سے باترتیب اور باقاعدہ کرنا مراد ہے عام اس سے کہ وہ کام کسی قسم سے ہو
بلا کرنے کام کے ان صورتون کا حدوث اور وقوع دشوار اور ناممکن ہے پہلی دو قسمین
اور صورتون کے بابت انسانی جماعتون مین اسقدر غلطیان اور کمزوریان نہین ہین
کہ جقدر تیسری قسم کی نسبت غلطیان اور کمزوریان پائی جاتی ہین انہون نے ہماری
ترقی کی اور زور پکڑا ہی کہ اونپر اعتقاد یا عمل کرنے سے اکثر انسان طرح طرح کی دقتین
اور مختلف تکلیفین اوٹھا چکے ہین اور اوٹھاتے ہین - تیسری شق یعنے توکل کے
نسبت بعض لوگون کے پہلی اور بڑی بھاری یہ غلطی ہے کہ انھون نے توکل کے
معنون اور اصلی مفہوم کو نہین سمجھا یہی باعث ہی کہ بجاے فائدہ اوٹھانے کے
مختلف نقصان اور ناکامیابیان اور مایوسیان اوٹھا رہے ہین اکثر لوگون کے
نزدیک توکل سے صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیکار بیٹھ رہنا یا کوئی کام نکرنا مراد ہے
اور اکثرون نے کسی کام کے اندھا دھند یا بلا قاعدہ اور بلا ترتیب کرنے کا نام توکل
رکھا ہے - اور اکثر لوگ کسی کام کو آباو اجداد یا کسی اور کی پیروی اور تقلید سے
کرتے ہین حالانکہ وہ پیروی اور تقلید موجبہ اور مدلل نہین ہوتی اور اصول یہ ٹھہراتے
ہین کہ ہمارے کامون کی ناو بحر توکل مین چلتی ہے علی ہذا القیاس اور آگی

قسم تاویلین یا خیالات ہین - میری سمجھ مین ایسے خیالات یا تاویلون سے کوئی خیال یا تاویل بہی اس قابل نہین کہ اوسکو توکل کے صحیح معنون یا حقیقی مفہوم پر محمول کیاجائے ایسا ہر ایک خیال یا تاویل بجاے خود مخدوش اور غلط ہی - توکل کے صحیح اور سلیم معنے اور مفہوم تو وہ ہی ہی کہ جسکو ہمنے ابتدائی سطرون مین بیان کردیا ہی اوسکے سوائے جسقدر معانے اور صورتین ہین وہ سب اپنے اپنے رایون یا فرضی اجتہادات کا نتیجہ اور اثر ہین ایسے معانی اور فرضی صورتین انسانون کے دلون مین مختلف طریقون سے پیدا اور متمکن ہوجاتے ہین میری راے ناقص مین ایسی رایون اور فرضی اجتہادون کے پیدا ہونے اور تمکن کے عموماً یہ سبب ہوتے ہین - کاہلی سستی مفت خوری - بیکاری - بے ہنری - بیجا پیروی - جبکہ یہ باتین اور عیب انسان کی ذات مین پیدا ہوجاتی ہین تو انسان توکل کے فرضی اور وہمی صورتون پر یقین واثق کرلیتا ہے اور اپنے دل مین ٹھان لیتا ہے کہ اس فرضی توکل کے وسیلہ سے میری عزیز زندگانی کا باغ اور چمن شاداب اور سرسبز رہکر حسب مراد پہل دیگا اور پرکے ہر قسم کے عیبون یا صفتون کا یہ لازمی خاصہ ہے کہ اونکے ظہور یا حدوث سے انسان کا دل ایسی باتون اور کامون کی طرف رغبت اور میل کرتا ہی کہ جو بالطبع اوس مرکز پر جا ٹھہرتے ہین کہ جو فرضی توکل یا فرضی توکل کے قریب قریب ہوتا ہی اور سستہ مذکورہ تو فرضی توکل کی صورت کو پیدا کرتے ہین اور توکل کی اصلے مفہوم اور غرض کی ناواقفیت اوس فرضی توکل پر انسان کو ثابت اور قائم رکھتی ہے اگر انسان توکل کے صحیح معنون اور اصلی مفہوم سے واقف ہو تو فرضی توکل کے اعتبار اور ایقان سے بچ سکتا ہی اکثر لوگ توکل کو فرضی اور نقصان رسان معنون پر اسواسطے ماننے لگ جاتے ہین کہ وہ اوسکی اصلیت اور حقیقت پر غور اور فکر نہین کرتے اگر اوسکی اصلیت اور حقیقت پر غور اور فکر کرلین تو مصنوعی یا غیر طبعی توکل کے ماننے سے بچ جائین طبعی یا غیر طبعی توکل اور مصنوعی یا غیر طبعی توکل مین بہت

فرق ہے طبعی یا غیر مصنوعی توکل سے انسان کی عزیز زندگی کو کوئی ضرر اور کسی قسم کا نقصان اور تکلیف نہیں اٹھانے پڑتے اور نہ وہ قانون قدرت اور خدا کی پیدائشی سلسلہ کے مخالف اور متبائن ہے۔ مصنوعی یا غیر طبعی توکل پر عمل کرنے سے انسان کو اپنی عزیز زندگی میں مختلف قسموں کے ضرر اور نقصانات اور تکلیفیں اوٹھانی پڑتی ہیں اور وہ قانون قدرت اور مشیت ایزدی اور خدا کی پیدائشی سلسلہ اور خود انسان کی بناوٹ اور ساخت کی مخالف اور متبائن ہے - اصلی اور فرضی توکل میں ایک یہ بھی فرق ہے کہ اصلی توکل ایک کام کرنے کے بعد انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور فرضی بلا کرنے کام کے ہی عمل میں لایا جاتا ہے - پہلی صورت عین فطرت کے موافق ہے اور دوسری فطرت کے مخالف - اس امر کو بڑی مضبوطی سے ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ اگرچہ خداوند کریم قادر مطلق ہے مگر اوسکے کام اور ارادے بے قاعدہ اور بے اصول نہیں ہیں اوسکا ہر ایک کام اور ارادہ باقاعدہ اور با اصول اور عین حکمت ہے اوسنے دنیا میں جو کچھ پیدا کیا اور بنایا اور جو کچھ پیدا کرتا اور بناتا ہے یا پیدا کرے یا بنائیگا وہ سب کسی نہ کسی اصول اور قاعدہ پر پیدا کیا گیا ہے اوسکا کوئی کام حکمت اور دانائی سے خالی اور باہر نہیں وہ جو کچھ چاہے کرسکتا اور بناسکتا ہے مگر چونکہ وہ عقل کل اور حکیم کل ہے اسواسطے بلا حکمت اور بلاقاعدہ کچھ نہیں کرتا اور نہ کچھ بناتا ہے اوسکی خدائی اور عظمت اسی سے معلوم ہوتی ہے کہ اوسکا کوئی کام حکمت اور استادی سے خالی نہیں اوس پر نکتہ چین اور حرف گیر نکتہ چینی اور حرف گیری نہیں کرسکتے اوسکی ہر ایک بناوٹ اور ساخت اور کام اور ارادہ میں ایک خاص قسم کی حکمت اور اصول پایا جاتا ہے اوسکی ہر ایک بناوٹ اور ساخت اس بات پر زور کے ساتھ شہادت دیتی ہے کہ وہ اعلی درجہکا حکیم ہے سبب یہ بات ظاہر اور ثابت ہوگئی کہ خدائے لایزال کا کوئی کام اور ارادہ بلا قاعدہ اور بے اصول اور بے حکمت نہیں ہے

تو اب اس بات کو ایک بدیہی صداقت سمجھنا چاہیے کہ فرضی توکل پر یقین یا عمل کرنا خدا کے
حکمت کو بٹہ لگاتا ہے۔ اور اصلی توکل پر عمل کرنا خدا کے اصول اور حکمت کو ثابت کرتا ہے
اگر خدا ہمین بغیر کام کرنے اور ہاتھ پیر ہلانے کے روٹی کپڑہ بھیجدے تو وہ قادر ہے مگر
اس سے اوسکی حکمت مین فرق آتا ہے اوسنے ہمکو جو ہاتھ پیر کان زبان طاقت
عقل قیاس سوچ سمجھ۔ دی ہے اسکا کیا فائدہ ہے جبکہ ہم بیٹھے بٹھائے سب کچھ
حاصل کرسکتے ہین تو پھر یہ جوارح اور قوی کیون عطا کیے گئے۔ ایک تو ان جوارح اور
قوی کا تعطل لازم آتا ہے اور ایک یہ کہ خدا بلا حکمت اور بلا قاعدہ کام کرتا ہی جو صریح ابطال
ہے فرضی توکل کے ماننے سے صرف یہی قباحت نہین کہ ہمارے اعضا اور قوتون کا
تعطل لازم آتا ہے بلکہ یہ بھی کہ ہمین ایسے نتیجون اور اثرون کے ظہور کا یقین اور اعتبار
کرنا پڑتا ہے کہ جو کوئی بنیاد نہین رکھتی ہم کرتے تو کچھ بھی نہین اور امیدین بڑی بڑی
باندھتے ہین یہ صورت ہماری فطرت اور دنیا کے حال کے مخالف ہی ہماری فطرت
یہ چاہتی ہے کہ ہم اول ایک کام کرلین اور پھر اوسکا اثر یا نتیجہ کی امید رکھین ہمارے
عقل اور فطرت اس بات پر فتوی دیتی ہے کہ جو شخص بلا کام کرنے کے کسی اثر یا نتیجہ
کی امید رکھتا ہے وہ دیوانہ اور مخبوط الحواس ہے وہ اپنی نا تجربہ کاری مین ایسی
امید رکھتا ہے کہ جس سے خدا کا پاک قانون اور اصول حکمت کمزور ہوتا اور ٹوٹتا ہے
ہم اپنی فطرت کے مخالف اپنے دل مین کوئی ہوس پیدا کرسکتے ہین مگر خدا بلا قاعدہ
اور بلا حکمت ہماری امیدون اور ہوسون کو پورا نہین کرتا خدا نے ہمین اسواسطے
پیدا نہین کیا کہ ہم لولے لنگڑون کی طرح مستعدی اور ہوشیاری کو جواب دیکر کاہلی
اور سستی یا بے ترتیبی کی منحوس بستر پر لیٹ رہین ہمکو خدا نے اسواسطے پیدا کیا ہے کہ
ہم دنیا مین رہکر دنیا کے کام کاج اور ضرورتون کو اپنی ہمت اور حوصلہ اور استقامت سے
انجام دین آپ بھی آسایش اور آرام مین رہین اور اپنے دیگر ابنائے جنس کو بھی التقدیر

آرام اور راحت پہونچائین - انسان دنیامین رہکر اوس حالت مین اپنی چند روزہ زندگی
کو آرام اور عزت کے ساتھ بسر کرسکتا ہے کہ جب اوسکے طبعی قوتین اور اعضاء وغیرہ
اپنے اپنے کام پر مستعدی اور ہوشیاری سے لگے رہین اگر اون ظاہری اعضا اور طبعی
قوتون کو اپنے اپنے کام پر نہ لگایا جاوے تو بجاے ارام اور عزت کے بے آرامی اور
بے عزتی حاصل ہوتی ہے - انسان کے طبعی قوتین اور ظاہری اعضا اور جوارح کی
حالت اور صورت وہیئت ہی اس امر پر شاہد ہے کہ خدا نے اونکو کسی مصرف وقیت کیواسطے
موضوع اور پیدا کیا ہے اگر اوس مصرف وقیت سے اون قوتون اور اعضاء کو محروم اور
باز رکہا جاوے تو قطع نظر ایک بے ترتیبی کے انسان کو آرام اور چین سے زندگی بسر
کرنا دشوار ہوجاتا ہے - فرضی توکل سے انسان کے طبعی قوتین اور ظاہری اعضا
اور جوارح بیکار ہوکر بالکل نکمے اور سست ہوجاتے ہین اور انسان ایک اعلی درجہ
کی بے آرامی اور بے عزتی کے گرداب مین غوطے کہانے لگتا ہے جسقدر لوگ اس
فرضی توکل پر یقین اور عمل کرتے ہین اون سب کی حالت ابتر اور خراب ہے اور خراب
کیون نہو جبکہ وہ خدا کی حکمت اور اصول خلقت کو توڑتے ہین تو آخر اوس نافرمانی
کا کوئی نہ کوئی اثر ظاہر ہوتا ہی ہے کتنی بے سمجھی کی بات ہے کہ ہم ایک کام تو کرتے
نہین مگر اوسکے برے بھلے اثر اور نتیجہ کی امید اور بھروسہ رکہتے ہین - مانا ہمنے کہ خدا
قادر ہے مگر ہماری خاطر وہ اپنی حکمت اور اصول کو کیونکر توڑدیگا اوسکی حکمت اور
اصول یہ ہے کہ ہم اول ایک کام کرلین اور پھر اوسکے اثرون اور نتیجون کی امید اور
بھروسہ رکہین کاشتکار کہیت بوتا ہے - اور خدا کے پاک درگاہ سے امید رکہتا ہے
کہ خاطر خواہ غلہ پیدا ہوگا کاشتکار کی یہ امید تو درست اور ٹھیک ہے مگر اگر وہ بلا بوئے
کہیت کے خدا کی درگاہ سے یہ امید رکہی کہ غلہ پیدا ہوجائیگا تو یہ خیال اوسکا صحیح اور
درست نہین ہے [illegible] کر سکتے ہو مگر یہ اوسکا اصول اور قاعدہ [illegible]

کہ بلا کاشت کہیت کے غلہ کاشتکار کو ملجاے۔ غلہ اوسوقت حاصل اور پیدا ہوگا کہ جب کاشتکار اوسکو باقاعدہ بوئیگا۔ رہی یہ بات کہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کرتا کچھ بہی نہین مگر اوسکو ایک شے ہاتھ لگ جاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا کرنے کچہہ بہی انسان اپنی مراد پر کامیاب ہوسکتا ہے ہماری سمجھ مین اسکا یہ جواب ہے کہ اس قسم کی اتفاقی واقعات فرضی توکل کے وجود کی ضرورت کو ثابت نہین کرسکتے۔ ہم اقرار کرتے ہین کہ ایسے واقعات پیش آتے اور واقعہ ہوتے رہتے ہین مگر اسسے یہ لازم نہین آتا کہ خدا بے اصول یا بے قاعدہ کام کرتا ہے یا کوئی شخص اپنی طبعی قوتون اور ظاہری اعضا کو معطل کرکے اپنی مراد پر کامیاب ہوجاتا ہے ایک شخص جنگل مین چلا جاتا ہے اوسکو ایک غار مین سے کچھ روپیہ مل گیا یا یہ کہ ایک شخص جنگل مین بحالت مسافرت بہوکہا بیٹھا ہے ایک اور شخص کا جو وہان گذر ہوا تو اوسنے اوسکی حالت پر رحم کہا کچھ روٹی دیدی ظاہر ہین تو ہم خیال کرتے ہین کہ یہ دونون کام بلا موجب اور بلا قاعدہ ہوگئے مگر اگر انکی اصلیت پر غور کیجاوے تو معلوم ہوجاویگا کہ دونون کام خداوندکریم نے عین قاعدہ پر انجام دیے ہین بلا قاعدہ اوسوقت ہم کہتے کہ جب بیچ مین کوئی واسطہ ہوتا۔ طبعی توکل پر یقین اور عمل کرنے سے انسان کی تمام قوتین اور جوارح اپنے کام پر لگے رہتے ہین اور انسان باوجود دقت اور تکلیف اوٹھانے کے چند روزہ زندگی کو چین اور آرام سے بسر کرتا ہے خدا نے انسان کو جس نمونہ پر بنایا اور طیار کیا ہے اوسکے عمدگی اور برجستگی اور صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ اور یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کے مقابلہ مین محض ہیچ اور لاشے سمجھتا ہے محنت اور مشقت سے کام کرتا ہے اور پہر کمال عجز اور انکسار سے اوسکی اثر او نتیجے کے عمدگی اور غیر عمدگے کو خدا کے سپرد کرتا ہے گویا اپنے آپ کو باوجود ایک کام کرنے کے خدا کی حضور مین بالکل لاشے اور ناچیز خیال کرتا ہے دل مین سمجھ لیتا ہے کہ میرے

کام اور میری محنت کی کوئی حقیقت نہین میری تدبیر اور میری تجویز میری سوچ اور میری سمجھ
میری دور اندیشی اور میری عقل غیر مضبوط اور ضعیف البنیاد ہے وہ قادر مطلق ہر ایک چیز
اور اوس چیز کی حالت پر قادر ہے انسان کے تمام تدبیرین ساری تجویزین اوسکے پاک ارادہ
کے آگے ہیچ اور لاشے ہین کام اور محنت کرکے اپنے آپ کو لاشے اور ہیچ خیال کرنا خدا ہی
کو قادر مطلق اور مسبب الاسباب اور متمم الامور سمجھنا اعلی درجہ کی پاکیزگی او صداقت ہے
جو شخص دنیوی ججون یا حاکمون کے روبرو باوجود ایک کام اور محنت کرنے کے اپنے آپکو
ناچیز اور غریب الطبیعت ظاہر اور ثابت کرتا ہے اوسکو حاکم دل سے عزیز جانتے ہین
کیونکہ اونکے دل مین رعونت اور تکبر نہین ہوتا مگر جو شخص تمکنت کر کر اپنے حاکم کے روبرو
عاجزی ظاہر کرتا ہے اوسکو حاکم بھی اچھا نہین سمجھتا بعینہ یہی مثال اور لوگون پر صادق
آتی ہے کہ جو حقیقی دانا رضی توکل پر عمل درامد کرتے ہین جسطرح پر ایک کارکن اہلکار کی
عاجزی اور غریبی کو دیکھکر حاکم راضی اور خوش اور ایک نکمے اہلکار کی خشک عاجزی سے
ناراض ہوتا ہے اسیطرح پر اوس شخص پر جو ایک کام کرکے خدا پر بھروسہ کرتا ہے خدا خوش
اور راضی ہوتا ہے اور اوس شخص پر جو کوئی کام نہین کرتا اور خدا پر یہ بھروسہ کرتا ہے
کہ وہ مجھے بلا قاعدہ زندگی بسر کرنے دیگا خدا ناراض ہوتا ہے جو لوگ دانا اور دور اندیش
ہین وہ وہ رستہ اختیار کرتے ہین کہ جسمین خدا کی رضامندی اور خوشنودی کو ملحوظ رکھا جاتا
ہے اونکے غریب دل اوس رستہ مین چلنا پسند نہین کرتے کہ جو انسان کو کاہلی اور غرور
وتکبر کا سبق سکھاتا ہے عزیزو اعلی درجہ کی ایمانداری اور سچائی یہ ہے کہ ہم اون قوتون
اور ظاہری جوارح اور عضوون کو جو خدا نے ایک حکمت سے ہمکو عطا کیے ہین عمدہ طور پر
کام مین لاکر اونکے اثرون اور نتیجون کی عمدگی اور غیر عمدگی کو خدا کے سپرد کرین محنت سے
ایک کام کرین اور اوسکے پورا ہونے کو خدا پر چھوڑ دین ہمکو لازم نہین کہ اپنے کامون اور
اپنی محنتون کو کوئی شئے خیال کرین جب ہم خود ہی ہیچ اور لاشے ہین تو پھر ہمارے کام

اور تحقیق کیا ہو گی - طبعی اور سچا توکل یہ ہے کہ ہم محنت اور اپنی ذاتی استقامت سے (جو خدا نے فطرتاً ہمکو عطا کر رکھی ہے) ایک کام کرین اور اوسکے پورا ہونے یا پورا کرنے کے واسطے اپنی ذاتی تدبیر اور تجویز کو محض ہیچ اور لاشئے خیال کرین یہ بلقین کر لین کہ ہماری تجویزین اور تدبیرین کسی کام کی نہین ہین - اگر خدا چاہیگا تو اس محنت یا کام یا استقامت کا حسب مراد اثر اور نتیجہ نکل آئیگا ورنہ خیر - کسی کام یا ارادہ کا حسب مراد انجام پذیر یا پورا ہونا صرف خدا کے اختیار مین ہے جسطرح پر ہماری طبیعت ہی ہمکو ایک خاص قسم کی امید اور بھروسہ کی طرف توجہ دلاتی ہے اسیطرح پر اس امر کی جانب بھی توجہ دلاتی ہے کہ انسان کو کوئی کام یا محنت کر کرا کے اپنے موجد اور خالق پر بھروسہ کرنا چاہیئے - جو لوگ سچا توکل اختیار کرتے ہین اونکا دل اور روحین ہمیشہ خوش اور ایک حالت پر جو عین سلامتی ہے ثابت اور قائم رہتے ہین اور جو لوگ جھوٹے اور غیر طبعی توکل پر عملدرآمد کرتے ہین اونکے دلون اور روحون کو کسی حالت مین آرام اور سلامتی اور استقامت نہین حاصل ہوتی ہمیشہ مذبذب الیقین رہتے ہین - عزیز و شوق اور محنت سے دنیا اور دین کے کام کرو سست اور کاہل نہو محنت اور شوق سے کام کر کے اونکے ہونے نہونے کو خدا کے سپرد کرو -

ما کار خویش را بخداوند کارساز بگذاشتیم تا کرم او چہا کند

صبر

صبر بہتر مرد را از ہر چہ ہست تا بیابد بر مراد خویش دست

انسان کی حالت پر غور اور نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ ایک نمونہ اور نقشہ پر ثابت اور قائم نہین رہتی مختلف قسم اور وضع کے سانچون مین ڈھلتے رہتے ہے انسان دنیا مین رہکر جیسے آسایش و آرام حاصل کرتا ہے ویسے ہی دوکھ اور رنج اور مصیبت و تکلیف اوٹھاتا ہے - جیسے بعض دفعہ وہ اپنے دل کی مرادین حاصل کر لیتا ہے

ویسے ہی بہت دفعہ اوسکو مایوسی اور ناکامیابی بھی اوٹھانی پڑتی ہے - جب انسان کو
دل کی مراد پر کامیابی ہوتی ہے اور خواہش کے موافق کام ہوجاتا ہے تو اوسکے دل
مین ایک خوشی اور فرحت پیدا ہوتی ہے اوسی خوشی اور فرحت کے حاصل ہونے سے
انسان اپنے آپ کو آسائش اور آرام مین خیال کرتا ہے - اور جب اوسکے برعکس
انسان اپنی خواہشون یا دلی ارادون پر کامیاب نہین ہوتا تو اوسکے دل مین ایک
غم اور فکر پیدا ہوتی ہے اوس غم اور فکر کے لاحق یا پیدا ہونے سے انسان اپنے
آپ دکھہ اور مصیبت مین مبتلا اور گرفتار پاتا ہے - حصول آرام اور آسائش سے
انسان اپنے عزیز اور چند روزہ زندگی کو ایک خوبی اور عمدگی کے ساتھ گذرانتا ہے
مگر دکھہ اور مصیبت کے لحوق سے جو غم اور فکر کا اثر اور نتیجہ ہین زندگی کا بسر کرنا دشوار
اور مشکل ہوجاتا ہے - اگر ہم سو برس تک آرام اور آسائش مین رہین تو بہت کچھہ معلوم
بھی نہین ہوتا مگر اگر ایک ساعت تک کسی غم اور فکر کے لحوق سے دکھہ اور مصیبت مین
گرفتار ہوجائین تو جینا دشوار ہوجاتا ہے - دس سال کی صحت اور تندرستی معلوم
بھی نہین ہوتی مگر ایک منٹ کی بیماری خودکشی تک پہونچا دیتی ہے - اور بالمقابل
اسوقت کی یہ بات ظاہر اور ثابت ہے کہ ہر ایک انسان کو اپنی زندگی مین بہ اکثر اوقات
مختلف قسمون کے غمون اور فکرون کے ذریعہ سے دکھہ اور مصیبت کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے
اسوقت کے رفع کے واسطے خداوند کریم نے انسان کی طبیعت مین ایک خاص اثر اور
قسم کے قوت ودیعت کر رکھی ہے جسکو قوت صابرہ کے نام سے تعبیر کرتے ہین اس
نادر قوت کا خاصہ اور کام یہ ہے کہ لحوق غم اور حدوث افکار اور ظہور مصیبت و تکلیف
کے وقت انسان کو اپنے آپ مین قائم اور ثابت رکھتی ہے دکھہ اور مصیبت کے زہرناک
اثر کو انسان کی ذات پر موثر نہین ہونے دیتی - عرف عام مین اس نادر طاقت کے
استعمال کو صبر کہتے ہین اگر خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے انسان کی

ذات مین یہ نادر اور پر زور طاقت ودیعت نہ کرتا تو غموم وافکار کے لحوق سے انسان کا جینا محال ہو جاتا اسی طاقت کا اثر اور برکت ہے کہ ہم ایک جانکاہ حادثہ کے حدوث سے جان بر ہو جاتے ہین۔ یا تو قبل از حدوث اوس حادثہ کے ہم اپنے دل مین خیال کرتے ہین کہ اگر فلان حادثہ واقع ہو گیا تو ہمارا کیا ہو گا اور یا یہ ہے کہ اوسکے حدوث پر ہماری طبیعتین خود بخود ہی ٹھہر جاتی ہین ایسا کیون ہو جاتا ہے اسواسطے کہ حادثہ کے حدوث کے بعد طاقت مذکور ہمکو اوس حادثہ کے قبول کرنے اور مان لینے کی طرف توجہ دلاتی ہی جب قوت مذکور ہماری طبیعتون کو موقوعہ حادثہ قبول کرا دیتی ہے تو اونکی بیقراری اور بے چینی کم کرتے کرتے اصلی حالت پیدا کر دیتی ہی جسکو تسلی یا اس کی حالت کہنا چاہیے جس طرح پر انسان کی اور طبعی قوتین استعمال سے رونق اور ترقی پکڑ جاتی ہین اور بے استعمال سے تنزل ہو جاتی ہین اسیطرح پر اس قوت کا حال ہے اگر اوسکو بیکار اور معطل چھوڑ دیا جائے تو بالکل کمزور ہو جاتی ہے کہ ہر ایک سختی اور دُکھ مصیبت کو انسان ایک سہولت اور آسانی کے ساتھ اوٹھا لیتا ہے اور ہر ایک قسم کی مایوسی اور ناکامیابی کے ظاہر ہونے پر اوسکی طبیعت مین بیقراری اور بے چینی کے بجائے ایک خاص قسم کی استقامت اور استواری پیدا ہو جاتی ہے۔ قبل اسکے کہ ہم صبر کی ضرورت اور اظہار اور استعمالی طریقون اور صورتون کو معرض تحریر مین لائین اس امر کو بیان کرنا ضروری ہے کہ بعض لوگ قوت صابرہ کو طبعی قرار دینے مین تامل کرتے ہین اونکے خیال مین انسان کسی طور پر اپنے آپ مین صبر کی طاقت یا خاصہ پیدا کر لیتا ہے فطرت کو اسمین کچھ دخل نہین ہے اس دعوی کے ثابت کرنے کے واسطے ایسے لوگ یہ دلیل پیش کیا کرتے ہین کہ اگر صبر ایک طبعی خاصہ ہو تو لازم ہے کہ انسان کبھی بھی بے صبر نہو حالانکہ ہم روز دیکھتے اور سنتے ہین کہ انسان ایک تھوڑے سے دُکھ اور تکلیف سے بے صبر ہو جاتا ہے اور

اوسکو ایسی بیقراری اور اضطرابی لاحق ہوتی ہے کہ جسکا کچھ انداز نہیں ہوتا اگر صبر انسان
کا طبعی خاصہ ہوتا تو لازم ہے کہ کسی مایوسی یا تکلیف اور ناکامیابی کے وقت اوسکو بیقراری
پریشانی اور اضطراب لاحق نہو لحوق بیقراری اور حدوث اضطراب و پریشانی سے یہ
استدلال ہوسکتا ہے کہ صبر انسان کا طبعی خاصہ نہیں ہے ایک کسبی عادت اور
خارجی خاصہ ہے ہمارے خیال مین یہ اعتراض صحیح اور درست نہین ہے اگر معترض
انسان کی طبعی قوتون کی حالتون پر فکر اور غور کرتے تو یہ کمزور اعتراض اونکے دل مین
پیدا ہی نہوتا ہم کہتے ہین کہ دُکھ اور رنج کے لاحق ہونے یا کسی قسم کی مایوسی اور
ناکامیابی کے حصول سے انسان کے مضطرب اور پریشان ہو جانے کا یہ موجب اور
باعث نہین ہے کہ فطرتاً اوسکی ذات مین قوت صابرہ مخلوق اور مودعہ نہین ہے
بلکہ اوسکا اصلی موجب اور سبب یہ ہی کہ جب انسان کو کوئی تکلیف ہوتی ہے یا کوئی
ناکامیابی اور مایوسی لاحق حال ہو جاتی ہے تو ایک اور غیر طبعی جسکو قوت مضطربہ
کہتے ہین اور جو طبعاً قوت صابرہ کے منافر اور مقابل پیدا کیگئی ہے. ہراس اور
خوف اور بزدلی اور کم ہمتی کے دائرہ مین گھر کر انسان کے دل مین ایک خاص
قسم کا اضطراب پریشانی اور بیقراری پیدا کر دیتی ہے جب قوت مضطربہ اپنی طبعی
عمل کو ظہور مین لاچکتی ہے تو قوت صابرہ بھی غیر طبعی عمل شروع کرتی ہے
قوت صابرہ کے عمل سے قوت مضطربہ کا عمل اور تاثیر کمزور ہوتے ہوتے بالکل
معدوم اور دور ہو جاتی ہے یا تو یہ تھا کہ انسان بیقرار اور پریشان ہو رہا تھا اور یا
یہ حالت ہو جاتی ہے کہ اوسکی بات اور کلام اور طریق عمل مین ایک حوصلہ اور ہمت اور
مضبوطی پائی جاتی ہے جسطرح پر خلط سوداکے فم معدہ پر گرنے سے انسان کو بھوک
لگجاتی ہے اسیطرح پر قوت مضطربہ کے عمل سے قوت صابرہ مین ایک جوش اور حرکت
پیدا ہوتی ہے جسکے ذریعہ سے انسان کے دل مین بجاے بیقراری اور اضطراب کے

ایک تسلی اور امن اور مضبوطی اور ہمت ظاہر اور پیدا ہوتی ہے۔ خدا نے انسان کے
ذات مین قوت مضطربہ کو بالمقابل قوت صابرہ کے پیدا ہے اسواسطے کیا ہے کہ اوسکے
حرکت اور عمل سے قوت صابرہ حرکت اور جوش مین آکر انسان کی مضبوطی اور بردباری
اور دلجمعی کا باعث ہو اگر قوت مضطربہ حرکت اور جوش مین نہ آئے اور انسان کو
بیقرار اور پریشان نہ کر دے تو قوت صابرہ مین حرکت اور جوش پیدا ہو ہی نہین سکتا
صبر کے پیدا ہونے کے واسطے یہ بات ضروری ہے کہ قوت مضطربہ مین ایک حرکت اور جوش پیدا ہو۔ انسان
پہلے بیقرار اور پریشان ہوتا ہے اور پھر اوسکے دلمین اوس بیقراری اور پریشانی کے دور کرنے کے واسطے
قوت صابرہ صبر اور دلجمعی کو پیدا کر دیتی ہے جبکہ انسان کی بیقرار اور پریشان ہونیکا
باعث قوت مضطربہ ہے تو پھر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ قوت صابرہ فطرتی نہین ہے
بلکہ ایک کسبی خاصہ اور عادت ہے ہان یہ بات اوس صورت مین صحیح اور راست ہے
کہ جب انسان کی پریشانی اور بیقراری فطرتی یا طبعی نہوتی جبکہ بیقراری اور پریشانی
بھی بجاے خود ایک طبعی طاقت کا اثر اور نتیجہ ہے تو پھر اوسکے ذریعہ سے قوت صابرہ
کو غیر طبعی کہنا صداقت بدیہہ سے منکر ہونا ہے۔ اگر ہمکو کہا جائے کہ تمہارے پاس
قوت صابرہ کی طبعی ہونے کی کیا دلائل ہین تو ہم کہتے ہین کہ ایک نہین بیسیون ایسے
دلائل ہین کہ جنسے قوت صابرہ کا طبعی ہونا روز روشن کیطرح ثابت ہوتا ہے —
اول یہ کہ جب ہمکو کوئی دکھ پہونچتا اور تکلیف ہوتی ہے تو اول ایک بیقراری اور
اضطرابی پیدا ہو کر جو قوت مضطربہ کا اثر ہوتا ہے ہمارے بیقرار اور مضطرب دل مین
خود بخود یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ جو ہونا تھا سو ہو گیا اب تسلی اور خاموشی اور درگذر
ہے بہتر اور انسب ہے اس خیال سے استدلال ہو سکتا ہے کہ خدا نے فطرۃً ہمکو
قوت صابرہ عطا کر رکھی ہے اگر فطرۃً قوت مذکور ہماری ذات مین موجود نہین ہے تو
خود بخود ہمارے بیقرار اور مضطرب دل مین یہ خیال کیون پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر یہ

کہا جاوے کہ یہ خیال اسواسطے پیدا ہوتا ہے کہ مصیبت اور درد و رنج یا مایوسی اور ناکامیابی کے حدوث اور لحوق کے وقت اور لوگ ہماری تشفی اور تسلی کر کے ہماری ہمت اور حوصلہ اور استقامت کو بڑھاتے ہین اسواسطے ہمارے دل مین خاموشی اور تسلی یا درگذر کا خیال پیدا ہوجاتا ہے - ہم کہتے ہین کہ اچھا ہماری تسلی اور خاموشی اور درگذر کا باعث تو زید و عمر ہوا - زید اور عمر کی تسلی اور خاموشی اور درگذر کا باعث کون ہوا علی ہذا القیاس اسیطرح پر سلسلہ وار پوچھتے جائین گے آخر کسی پر تو سلسلہ ختم ہوگا پس جسپر سلسلہ ختم ہوگا اوسکی بابت ہم کہین گے کہ اوسکو اس خاموشی اور درگذر کی کہان سے ہدایت ہوئی تھی ناچار معترض کو یہی کہنا پڑیگا کہ اوسکا دل آپ ہی اسطرف رجوع اور متوجہ ہوا تھا اور وہی ہمارا مدعا ہے - اور اگر کہا جائے کہ یہ سلسلہ ختم ہی نہین ہوتا تو یہ محال ہے -

دوم یہ - کہ ہم دیکھتے ہین کہ ایک ننھے اور ناتجربہ کار اور بے شعور بچہ کو جب کوئی گزند اور تکلیف پہونچتی ہے تو پہلے وہ بڑا ہی مضطرب اور بیقرار اور پریشان حالت ہوجاتا ہے تھوڑی دیر کے بعد وہی بچہ باوجود تکلیف کے ایک درگذر اور خاموشی کی حالت مین آجاتا ہے یا تو چیختا اور چلاتا تھا اور یا تیرانی کی حالت مین چپ ہو رہتا ہے بچہ کا بیقرار اور مضطرب ہونا اور پھر صبر کرنا اس امر کے ایک بین اور پختہ دلیل ہے کہ قوت صابرہ ایک طبعی قوت ہے - عقیل اور باشعور آدمی پر تو گمان ہوسکتا ہے کہ اوسنے کسی اور سے صبر کرنا سیکھا ہوگا ننھے اور ناتجربہ کار بچون کو کسنے سکھایا -

سیوم یہ کہ جو امر یا جو بات اور خارجا سیکھے ہوتی ہے اوسکا اثر عام پر یکسان نہین پڑتا ضرور نہین ہے کہ سارے انسان اوسپر عمل کرین صبر ہر ایک شخص مین پایا جاتا ہے اگر یہ کسی اور خارجی عادت ہوتی تو عمومیت نہوتی اسکا عام ہونا اس بات دلیل ہے کہ وہ طبعی ہے -

چہارم یہ - کہ صبر کے غیر طبعی ثابت کرنے کے واسطے جسقدر دلائل بیان کیے جاتے ہیں وہ سب بجائے خود کمزور اور مخدوش ہین جب مختلف دلائل سے صبر کا غیر طبعی ہونا ثابت نہوا تو اس امر کا مان لینا لازم ہے کہ صبر ایک قوت طبعی کا اثر ہے کیونکہ جب جزو نفی ثابت نہوئے تو مثبت خود بخود ثابت ہی (فافہم) اب ہم نمبروار قوت صابرہ کی صورتون اور ضرورتون اور طریقون کو بیان کرتے ہین -

نمبر اول - قوت صابرہ یا صبر کی تعریف اور معنون اور مفہوم کے بیان مین -

نمبر دوم - قوت صابرہ کی طبعی مقدار کے بیان مین -

نمبر سیوم - قوت صابرہ کی ترقی اور تنزل کے بیان مین -

نمبر چہارم - اون طریقون اور قواعد کے بیان مین جنسے قوت صابرہ کو ترقی یا تنزل ہوتا ہے -

نمبر پنجم - صبر کی قسمون اور صورتون کے بیان مین -

نمبر ششم - صبر کی حد اور انداز کے بیان مین -

نمبر ہفتم - صبر کی ضرورت اور فوائد کے بیان مین -

نمبر اول

لغت مین لفظ صبر کے معنے شکیبائی اور سہارنے کے ہین اور اصطلاح عالمان علم اخلاق مین صبر انسان کے اوس طریق عمل اور حالت کو کہتے ہین کہ جسمین انسان مصائب اور سختیون - مایوسیون اور ناکامیون کے نزول اور حدوث اور لحوق کے وقت اپنے آپ کو ایک استقامت اور ہمت اور حوصلہ اور بردباری مین ثابت اور قائم رکھتا ہے گو اسپر طرح طرح کے مصیبتین اور سختیان نازل ہوتی ہین اور گو وہ قسم قسم کی مایوسیان اور ناکامیان سہتا اور دیکھتا ہے مگر اوسکی ہمت حوصلہ اور استقامت مین کوئی کمزوری اور فرق نہین آتا -

نمبر دوم

اسطرح پر انسانون کے اور قوتین ایک دوسرے انسان کی طاقتون اور قوتون سے مقدار وزن جودت حالت مین مخالف اور متبائن ہین اسیطرح پر قوت صابرہ کا حال ہے اگرچہ یہ قوت سارے انسانون اور تمام آدمیون کو حاصل ہے مگر ایک مقدار وزن جودت اور حالت پر نہین کسی مین زیادہ ہے اور کسی مین کم کسی کے ذات مین نہایت مضبوطی سے پائی جاتی ہے اور کسی مین ذرا کمزوری سے یہی باعث ہے کہ کوئی آدمی زیادہ صابر ہوتا ہے اور کوئی کم صبر کی کمی زیادتی جو انسانی جماعتون مین ہر روز دیکھی جاتی ہے اسیواسطے ہے کہ قدرت نے سارے انسانون کو ایک نمبر اور درجہ کے قوت صابرہ عطا نہین کی ہے اگر ایک درجہ کے ہوتے تو لازم تھا کہ تمام آدمی اور سارے انسان ایک قسم اور درجہ کے صابر ہوتے - اس امر کو کہ انسان ایک درجہ کے مستقیم المزاج اور صابر نہین ہوتے دلائل سے ثابت کرنے کے کچھ ضرورت نہین مختلف انسانون کے روزمرہ حالات پر ایک سرسری نظر کرنے سے بھی یہ بات ثابت اور حل ہو جائیگی کہ انسانون مین بالعموم ایک نمبر یا ایک درجہ کا صبر نہین ہوتا - جیسے انسان مزاجون اور طبیعتون مین متبائن اور مختلف ہین ایسے ہی استقامت اور صبر مین اختلاف اور تبائن رکھتے ہین -

نمبر سوم

حکماے طبعی اور طبی نے بڑے بڑے دلاویز اور دلچسپ مباحثون اور وسیع غور اور فکر کے بعد اس امر کو دلائل واثق اور براہین یقینیہ سے ثابت کر دیا ہے کہ قادر مطلق صانع کل خداوند کریم نے انسان کو جسقدر قوتین عطا کی ہین وہ ترقی بھی کر سکتے ہین اور تنزل بھی ہو جاتی ہین - حکماے مذکور اس ترقی اور تنزل کا باعث یہ بیان کرتے ہین کہ ان ساری فطرتون اور طاقتون مین موجد کل نے ایک ایسا پرجوش مادہ ودیعت کر رکھا ہے کہ جسکو بعض اسباب اور مواد کے میسر آنے اور مدد سے رونق اور ترقی

ہوتی شروع ہو جاتی ہے اور بعض اسباب کے معدوم یا نہ میسر ہونے سے تنزل ہو جاتا ہے بلکہ انسان کی طبعی قوتیں مترقی اور متنزل ہوتی رہتی ہیں تو باین اعتبار کو قوت صابرہ بھی انسان کی طبعی قوتوں میں سے ایک قوت ہے ماننا اور قبول کرنا پڑتا ہے کہ صبر میں بھی ترقی اور تنزل ہوتا رہتا ہے۔ قطع نظر اور علمی دلائل کے ہم روز دیکھتے اور سنتے ہیں کہ ایک وقت میں ایک آدمی بڑا مضبوط صابر ہوتا ہے اور وہی آدمی دوسرے وقت میں یا تو بالکل ہی بے صبر ہوتا ہے اور یا صبر میں کسیقدر کمزوری اور تنزل دخیل ہوتا ہے علی ہذا القیاس ہم دیکھتے ہیں کہ ایک وقت میں ایک آدمی بالکل بے صبر ہوتا ہے مگر کسی دوسرے وقت میں وہی آدمی ایک بڑا مضبوط اور برجستہ صابر بن جاتا ہے اس کمی اور زیادتی سے صریحاً یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ قوت صابرہ کو ترقی اور تنزل حاصل ہونا ممکن الصورت ہے۔ جب ترقی کے اسباب میسر اور حاصل ہو جاتے ہیں تو ترقی ہو جاتی ہے اور جب اسباب تنزل کا زور ہو جاتا ہے تو تنزل ہو جاتا ہے خدا نے جو اس قوت میں ترقی اور تنزل کا مادہ ودیعت کر رکھا ہے اسمیں یہ حکمت ہے کہ انسان کی عزیز زندگی ٹھیک اصول اور پیمانہ پر گذرے تے ہی دنیا میں انسان کو اپنی زندگی میں ایسے ایسے واقعات اور معاملات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے کہ جو اپنی کیفیت اور تاثیر کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوتے ہیں جبکہ وہ واقعات اور معاملات کہ جو انسان کو اپنی زندگی میں اوٹھانے پڑتے ہیں مختلف الحیثیت ہوتے ہیں تو لازم ہے کہ صبر کو بھی اونسے مناسبت ہو مثلاً اگر ایک معاملہ یا واقعہ اعلیٰ درجہ کا ہے تو ضرور ہے کہ صبر بھی اعلیٰ درجہ کا ہو کیونکہ اگر صبر اعلیٰ درجہ کا نہوگا تو انسان اوس اعلیٰ درجہ کے معاملہ کے وقتوں سے مقابلہ نہیں کر سکیگا۔ اور علی ہذا القیاس اگر ایک معاملہ یا واقعہ اپنے ذات میں باعتبار اپنی وقتوں کے خفیف ہو تو ضرور ہے کہ اوسکے مقابلہ کرنے کے واسطے صبر بھی خفیف ہو۔ صبر کا کم یا زیادہ ہو جانا بھی جبھی چاہیئے

نہو سکتا تھا کہ قوت صابرہ کی ذات مین کمی اور زیادتی کی قابلیت رکھی جاتی فرض کرو کہ
اگر قوت صابرہ ایک ہی حالت اور مقدار پر ثابت اور قائم رہتی تو ایک بڑے مسائل کی
دقتون کے مقابلہ کے واسطے انسان کیا کرتا قوت صابرہ کی اوس ذاتی مادہ کے جسکے
ذریعہ سے وہ کمی اور زیادتی قبول کرتی ہے ایسی مثال ہے جیسے کہ خمیر کی مثال جسطرح
تھوڑا سا خمیرہ ڈالنے سے کتک کا آٹا یا کوئی اور ایسی ہی شئے پھول جاتی ہے کیونکہ اوس
آٹے وغیرہ مین پھولنے کی طاقت موجود ہوتی ہے اسیطرح پر اسباب مناسبہ یا غیر مناسبہ
سے قوت صابرہ کو ترقی اور تنزل حاصل ہوتا رہتا ہے - ایسی قوت پر کیا موقوف ہے
انسان کی اور قوتین بھی اسباب مناسبہ یا غیر مناسبہ کی تاثیر اور حدوث سے ترقی
اور تنزل ہوتی رہتی ہین حکماے منزل فلاسفہ والون نے ایسے مسائل کو اچھی تشریح
سے لکھا ہے شائقین کو اونکے دلاویز تصنیفات کی طرف توجہ کرنی چاہیے -

تمبہ چہارم

اگرچہ قوت صابرہ کے اسباب ترقی اور تنزل کے بیان کرنے کا حق حکماے منزل فلاسفے
کی ذمہ ہے کیونکہ یہ مسئلہ بہ نسبت علم اخلاق کے اوس علم سے زیادہ تر تعلق رکھتا ہے
مگر چونکہ اس موقع پر بھی اسکا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے اسواسطے ہم بالاختصار
اسباب مذکور مین سے چند اسباب بیان کرتے ہین -

اول - جب کوئی مصیبت واقع یا کسی قسم کی ناکامیابی یا مایوسی پیدا یا انسان کو
لاحق ہو تو اوس وقت انسان کو اس امر کی طرف توجہ نکرنی چاہیے کہ بس اب کیا
ہوگا یا یہ کہ مین اب کچھ نہین کر سکتا - اس خیال سے قوت صابرہ مین ایک خاص قسم
کی کمزوری اور ناطاقتی پیدا ہونے لگتی ہے جس سے انسان بے صبر ہو جاتا ہے
مصیبت کے واقع یا کسی قسم کی ناکامیابی یا مایوسی پیدا یا لاحق ہونے کے وقت انسان
کو اس امر پر غور اور فکر کرنی لازم ہے کہ ایسا کیون ہوا - اب کیا کرنا چاہیے مصیبت

ا ناکامیابی یا مایوسی کی کیا حالت ہے پہلے امر پر غور کرنے سے انسان کو مصیبت یا ناکامیابی یا مایوسی کے واقعہ یا لاحق ہونے کی صورتوں اور اسباب کا کچھ نہ کچھ علم ہو جاتا ہے جس سے اوسکو دو فائدہ حاصل ہوتے ہین ایک تو یہ کہ اوسکو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ اسباب میرے اختیاری ہین یا غیر اختیاری اگر اختیاری نکلتے ہین تو آئندہ کے واسطے اوسکو ایک احتیاط اور خیال رہتا ہے اور اگر غیر اختیاری ہوتے ہین تو بوجہ نہ پیش جانے یا نہ بس چلنے کے اوسکو ایک قسم کی تسکین ہو جاتی ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اسباب کی حیثیت کے کھلنے اور معلوم کرنے سے اوسکو اس بات کا بھی علم ہو جاتا ہے کہ وہ مصیبت یا ناکامیابی یا مایوسی اوسکی ذات یا تعلقات پر کہان تک موثر ہے اس سے اوسکی دلی حالت ایک خاص درجہ کے یقین پر قائم ہو جاتی ہے -

دوسرے امر پر غور اور فکر کرنے سے انسان کو یہ بات دریافت ہو جاتی ہے کہ مجھکو مصیبت کے واقعہ یا ناکامیابی یا مایوسی کے لاحق ہونے پر یہ کچھ کرنا چاہیے - جس سے اوسکے دل مین ایک خاص درجہ کا اعتبار یا تسکین پیدا ہو جاتی ہے خواہ وہ اعتبار اور تسکین کامیابی کے صورت مین ہو یا ناکامیابی کی صورت مین -

تیسرے امر پر نظر کرنے سے انسان کو مصیبت یا ناکامیابی یا مایوسی کی حالت اور اوسکا انداز معلوم ہو جاتا ہے یعنے یہ کہ یہ مصیبت یا ناکامیابی یا مایوسی لائق دور کرنے یا دور ہونے کے ہے یا نہین اس سے اوسکے دل کی طاقت ایک درجہ پر ثابت اور قائم ہو جاتی ہے ان تینون امرون پر فکر اور نظر کرنے سے انسان کو ایک خاص درجہ یا نمبر کا اعتبار اور تسکین حاصل ہوتی ہے اور اوسکی طبیعت اور دل ایک خاص حالت پر ثابت اور قائم ہو جاتا ہے جس سے اوسکی قوت صابرہ بجاے کمزوری اور تنزل حاصل ہونے کے ایک ترقی اور زور حاصل ہوتا ہے -

دوم - انسان پر جب کوئی مصیبت نازل ہو یا کوئی مایوسی اور ناکامیابی لاحق حال ہو تو اوسکو لازم ہے کہ اوس مصیبت یا ناکامیابی اور مایوسی پر نظر کرنے سے پہلے اس امر پر

غور اور نظر کرے کہ انسانی جماعتون مین سے مین ہی مصیبت زدہ ناکامیاب اور
مایوس ہون کہ یا انسانی افراد مین سے کوئی اور بھی ہے اس امر پر غور اور نظر کرنے
سے نظر اور غور کرنے والی کو یہ بات معلوم ہوجائیگی کہ لاکہون مین سے کوئی انسان
ایسا نہین ہے کہ جسکو اپنی زندگی مین کسی نہ کسی قسم کی مصیبت ناکامیابی اور مایوسی
کا سامنا پیش کرنا پڑا ہو۔ اس امر کے معلوم اور دریافت ہونے سے انسان کے
دل مین ایک قسم کی تسلی اور تشفی اور تسکین پیدا ہوجاتی ہے جس سے قوت
صابرہ کو بجائے کمزوری اور تنزل کے ایک روز قوت اور ترقی حاصل ہوتی ہے
یہ بات تجربہ سے مان لیگئی ہے کہ انسان کو زندہ نظائر اور موجودہ تمثیلون سے
ایک اعلی درجہ کی تسلی - تشفی - اعتبار - اور تسکین حاصل ہوتی ہے تسلی اعتبار
اور تسکین پر گیا منحصر ہے انسان اپنی عزیز زندگی کو زندہ نظائر اور موجودہ تمثیلات
اور واقعات کے سہارے پر ہی بسر کرتا ہے جب آدمی کسی تازہ مصیبت اور حیلہ
مایوسیون مین گرفتار ہوتا ہے تو اوسوقت اوسکے دل مین ایک سخت قلق اور بیقراری
اضطراب کا جوش ہوتا ہے یہانتک کہ اکثر اوقات مین آدمی مرنے پر مستعد ہوجاتا ہے
ایسے نازک وقت مین انسان کو اور لوگون اور انسانون کے زندہ نظیرین اور
واقعات اور موجودہ تمثیلین تسلی اور تسکین بخشتی ہین جس سے اوسکی قوت صابرہ
کو ترقی اور زور حاصل ہوتا ہے اگر انسان ایسی نظیرون اور واقعات اور تمثیلون
پر نظر اور غور نہ کرے تو جان پر کھیل جائے بعض لوگ جو لحوق مصاعب کے وقت
تنگ آکر جان پر کھیل جاتے ہین اوسکا اصلی باعث یہی ہے کہ ایسے لوگ اور
لوگون کی حالت پر نظر اور غور نہین کرتے اگر لحوق مصاعب کے وقت اور لوگون کی
حالت کو دیکھ بھال اور معلوم کرلیا کرین تو جان پر نہ کھیلین - اور لوگون کی حالت
کے دریافت اور معلوم کرنے سے انسان کو یہ بات بالیقین معلوم ہوجاتی ہے کہ دنیا

پردہ پر کوئی بھی ایسا انسان نہیں ہے کہ جو مصیبت اور مایوسی سے بچا ہوا ہو ہر ایک انسان کی حالت مصیبت آمیز ہوتی ہے کہتے ہین کہ جب سکندر مرنے لگا تو اوسنے اپنے مصاحبون کو کہا کہ میری پیاری ماں کو میری زبانی یہ پیغام دیدینا کہ اگر آپ کو میرے (بیٹے سکندر) طالب مغفرت کے واسطے خدا کے نام پر کچھ خیرات کرنی ہو تو ایسے شخص کو دینا جسکو اپنی عمر بھر مین کوئی مصیبت اور درد و دکھ نہ پہونچا ہو - سکندر کی ماں نے جب ایسے شخص کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ دنیا مین کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے کہ جسکو کسی نہ کسی مصیبت اور مایوسی کا مقابلہ نہ کرنا پڑا ہو سکندر کی حکمت عملی سے مصیبت زدہ بڑھیا کو ثابت ہو گیا کہ مجھکو ہی مصیبت کا مقابلہ نہیں کرنا پڑا کوئی شخص بھی اس دار المصائب مین اگر مصیبت اور مایوسی سے محفوظ نہیں رہا جس سے اوسکی قوت صابرہ مین ایک اعلی درجہ کی استقامت اور استقلال آگیا سکندر نے مرتے وقت اسیواسطے اپنی ماں کو یہ حکمت آمیز پیغام دیا تھا کہ دنیا مین مصیبت سے کوئی خالی نہیں ہے جب میری ماں کو تلاش سے کوئی آدمی بھی ایسا نہ ملیگا کہ جسکو اپنی زندگی مین مصیبت نہ پہونچی ہو تو اوسکے دل مین خودبخود ایک تسکین اور تسلی آجائیگی سکندر نے مرتے وقت اس پیغام سے جو کچھ خیال کیا تھا وہ آخر کو صحیح نکلا اور ظاہر ہو گیا سکندر کی ماں کو اس طریق عمل سے پوری پوری تسکین اور تسلی ہو گئی اس نظیر پر کیا موقوف ہے ہر ایک انسان اپنی ذاتی حالت پر خیال کرنے سے معلوم کرسکتا ہے کہ اوسکی عزیز زندگی عام نظائر اور واقعات کے سہارے پر جیتے ہی اگر عام نظائر اور واقعات کا سہارا نہو تو انسان کو ایک دن کا جینا بھی مشکل ہو جاے - ہمپر ایک مصیبت نازل ہوتی ہے یا یہ کہ ہمارے دل پر کسی مایوسی یا ناکامیابی کی خوفناک چوٹ لگتی ہے تو ہم انتہا کے درجہ کے مضطرب اور بیقرار ہو جاتے ہین حیران و پریشان ہو کر دیوانہ وار [illegible] سب عیش و عشرت و مسرتین خوشیان گرمجوشیان یکدم کافور

ہوجاتے ہین کا تو توخون نہین اگر کوئی بات پوچھو تو سوای آہ سرد کے کوئی جواب نہین خدا کی شان دیکھیے یا تو جینا محال تھا اور یا یکایک یہ کایا پلٹ ہوگئی کہ اورون کی حالت پر غور اور نظر کرنے سے دل مین ایک حوصلہ اور ہمت اور صبر آنے لگا یا تو منھ سے آواز نہین نکلتی تھی اور یا مصیبت کو دور کرنے اور مایوسی کے ٹالنے کی تدبیر سوچنے لگے یہ کایا پلٹ اسی واسطے ہوگی کہ ہمنے اور لوگون کی حالت پر غور اور تفکر اور نظر کی اگر نظر اور غور نکرتے تو گو طبعی تقاضا کے بموجب کسی نہ کسی وقت صبر آجاتا تا مگر قوت صابرہ کو ترقی نہ حاصل ہوتی - جو لوگ اور لوگون کی حالت پر غور اور نظر نہین کرتے اونکی قوت صابرہ ہمیشہ کمزور اور متنزل رہتی ہے قوت صابرہ کی ترقی اور طاقت کے واسطے اور لوگون کی حالت پر نظر اور غور کرنا ایک لازمی امر ہے اسکو کسی حالت مین ہاتھ سے نہ دینا چاہیے - اگرچہ قوت صابرہ کی تنزل اور ترقی کی اور بھی بہت سے اسباب ہین مگر ہم بہ نظر اختصار انہین دونون سببون پر اکتفا کرتے ہین مزید تحقیق کے واسطے ذہنی فلاسفی کی کتابون کو دیکھنا چاہیے -

امر پنجم - بحث نمبر دوم مین اس امر کو بیان کر چکے ہین کہ جسطرح ہر انسان کی اور قوتین ایک دوسرے سے متباین المقدار ہین اسیطرح ہر قوت صابرہ کے مقدار مین امتیاز اور فرق ہے طبعی اختلاف مقدار کے بموجب قوت صابرہ کی تقسیم ذیل کی صورتون پر کی جاسکتی ہے - اعلی - اوسط - ادنی - اعلی وہ صورت ہے کہ جو نزول مصاعب اور لحوق مصائب اور حدوث مایوسیون ناکامیابیون کے وقت انسان کے دل اور حالت کو ایک استقلال اور استقامت پر ثابت اور قائم رکھتی ہے کیسی سخت مصیبت نازل ہو اونکے دل کے استقامت مین سرمو فرق نہین آتا کیسی مشکل اور خوفناک مایوسی لاحق ہو اونکے حوصلہ اور ہمت مین تزلزل واقع نہین ہوتا یہان تک کہ چہرہ کی رنگت اور مخصوص آثار بھی بدستور ثابت اور قائم رہتے ہین جن لوگون کو قدرۃً اعلی صورت

عطا ہوتی ہے وہی دنیا کے خوفناک اور پر مصاعب دنگل اور اکھاڑہ مین ہمت کے بازؤن اور استقامت کے زور اور استقلال کی حکمت اور رای سے کشتی لیجاتے ہین مختلف قومون اور ملکون کی تاریخین انھین لوگون کے مبارک نامون سے دلچسپ دلاویز اور فخر قوم وملک گنی جاتے ہین -

اوسط وہ صورت ہی کہ جو بہ نسبت اعلی صورت کے کسیقدر کمزور اور ناطاقت ہوتی ہے جس شخص کی ذات مین اعلی صورت مودعہ ہوتی ہے اوسکو نزول مصاعب اور مصائب سی کسی قسم کا خوف نہین ہوتا مگر جس شخص کی ذات مین اوسط صورت ودیعت ہوتی ہے اوسکے دل مین مختلف مصیبتون سختیون ناکامیابیون اور مایوسیون کے واقع اور لاحق ہونے سے کچھ کچھ خوف بیقراری بے ہمتی بے حوصلگی اور لغزش پیدا ہوتی ہے جو تھوڑی دیر کے بعد رفع ہو جاتی ہے اور انسان کا دل مرکز استقامت پر ثابت اور قائم ہو جاتا ہے اوسط صورت سی ہٹ کر ادنی صورت ہی جس شخص کی ذات مین یہ تیسری صورت خالق موجودات نے رکھی ہوتی ہے وہ غمون کے پیش آنے اور مصیبتون کے نزول اور طرح طرح کی ناکامیابیون اور مایوسیون کے لحوق اور ظہور سے اس درجہ تک بیقرار بیحوصلہ اور مضطرب ہو جاتا ہے کہ اوسپر ایک دم کا جینا دشوار ہو جاتا ہے بعض انسان تو خودکشی ہی کر بیٹھتے ہین - یہ تینون صورتین جو ہمنے اوپر کے جملون مین پیش کی ہین برابر ترقی اور تنزل ہوتی رہتی ہین مگر انکی ترقی اور تنزل حسب مراتب ہے ادنی صورت کی قوت صابرہ گو ترقی کرتی رہتی ہے مگر اوسیقدر کہ جسقدر اوسمین ترقی کرنے کا مادہ مودعہ ہوتا ہے اعلی درجہ کی صورت گو متنزل ہوتی ہے مگر اوسکا تنزل اوسکے اوسط یا ادنی درجہ سے مل نہین سکتا میری یہ رای ہے کہ اگرچہ اوسط یا ادنی صبر کی قوت برابر ترقی کرتی رہتی ہی مگر اعلی درجہ کی صورت سے مقابلہ نہین کر سکتی اعلی اور اوسط درجہ کی قوت صابرہ گو متنزل ہو مگر ادنی درجہ کی قوت صابرہ سے بڑھکر متنزل نہین

ہوسکتی اگر اس راے کو صحیح نہ خیال کیا جاوے تو اس امر کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ طبعی
مقداروں اور حیثیتوں مین انقلاب اور فرق آجاتا ہے اور یہ بات نیچرل قوانین کے
خلاف ہے تجربہ اور تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ نیچرل قوانین مین
تجربہ اور تحقیقات کی روسے تبدیل ناممکن ہے تو پھر سواے اسکے اور کوئی سبیل
نہین ہے کہ ہم اوپر کی راے کا زور سے تصدیق کرین - یہان یہ اعتراض ہوسکتا ہے
کہ جب نیچرل قوانین کے اعتبار پر تبدیل ناممکن ہے تو پھر قواے طبعی کی ترقی اور
تنزل سے انکار کرنا پڑیگا کیونکہ ترقی اور تنزل کی صورت مین تبدیل واقع ہوتی رہتی
ہے مختصر جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ قوت صابرہ کا ترقی اور تنزل ہونا اس
امر کی دلیل نہین ہے کہ اوسکے مقدار طبعی مین فرق آجاتا ہے ترقی اور تنزل کرنا
اور شے ہے اور مقدار طبعی مین فرق آجانا اور شے - ترقی اور تنزل صرف مقدار
طبعی کے موافق ہوتا ہے جسمین کسی قوت کی ذات کی تبدیل لازم نہین آتی اور تبدیل
ہوجانا ترقی اور تنزل کے برعکس ہے جہان ہم یہ کہتے ہین کہ اب قوت صابرہ ترقی
یا تنزل پر ہے وہان اوسکے یہ معنے نہین ہوتے کہ اوسکی مقدار طبعی مین فرق آگیا ہے
بلکہ یہ کہ اوس مقدار طبعی کو ایک استقامت حاصل ہوکر کمزوری یا عدم استقلال کا
پردہ یا حجاب دور ہوگیا ہے یا یہ کہ صفائی اور استقامت زائل ہوکر کمزوری اور
عدم استقلال کا حجاب آگیا ہے - قوت صابرہ کی مثال ایک شیشے کی ہے جب
شیشہ کے اوپر گرد پڑجاتی ہے تو اوسوقت اوسکو ایک تنزل حاصل ہوتا ہے
اور جب گرد اوڑھ جاے یا اوڑھا دی جاتی ہے تو ایک صفائی اور جلا حاصل ہوجاتی
ہے جسکو ترقی کہنا چاہیے اسیطرح پر جب قوت صابرہ کی مقدار طبعی کمزوری کی
حالت مین ہوتی ہے تو اوسکو تنزل کہتے ہین اور جب اوسکو ایک استقامت
حاصل ہوتی ہے تو اوسکو ترقی کہتے ہین جیسے شیشہ کے مقدار [illegible]

کمزور زیادہ نہین ہوتی اسیطح پر قوت صابرہ کے مقدار طبعی دونون حالتون مین محفوظ رہتی ہے ۔

امر ششم ۔ قبل اسکے کہ ہم صبر کی حد اور انداز بیان کرین اس امر کا بیان ضروری ہے کہ قوت صابرہ پر انسان کو کسی قسم کا اختیار بھی حاصل ہے یا نہین ۔ ہمارے خیال مین انسان کو قوت صابرہ پر ایک قسم کا اختیار حاصل ہے جبکو ہم قوت صابرہ کیطرح طبعی قرار دینے مین تامل نہین کرسکتے اوس اختیار کے روسے ہم قوت صابرہ کو روک بھی سکتے ہین اور علی ہذالقیاس تیز بھی کرسکتے ہین جب یہ بات ثابت ہولی کہ ہم طبعاً قوت صابرہ پر ایک خاص قسم کا اختیار رکھتے ہین تو اب ہم بموجب اپنے وعدہ کے اس امر کے بیان کرنے کی اجازت مانگتے ہین کہ صبر کی حد اور انداز کیا ہے ۔

میرے خیال مین صبر کی حد اور انداز اوسیقدر ہے کہ جسقدر فطرۃ انسان کی طبعیت مین موجود ہے مگر صبر کے استعمال کی حد اور انداز ضرورت کے موافق ہونی چاہیے انسان کی طبعی خزانہ مین صبر کا سکہ ایک مخصوص مقدار پر رکھا گیا ہے لازم ہے کہ اوس سکہ کو حسب ضرورت خرچ کیا جاوے ۔ اگر ضرورت کا لحاظ نہ کیا جائے گا تو وہ فائدہ جو ہم صبر سے حاصل کرنا چاہتے ہین معدوم ہوجائیگا ۔

قوت صابرہ سے انسان کو اس طور پر کام لینا چاہیئے کہ جو افراط اور تفریط سے مبرا ہو ۔ دنیا کے جس کام اور جس ساخت کو دیکھو وہ کسی نہ کسی درجہ اور حد پر قائم پاوگے اگر اوس درجہ اور حد سے تجاوز یا کمی کرو تو فوائد کی جگہ مضار اور نقصانات کا متحمل ہونا پڑیگا خدا کی ساختون اور کامون کے عام قاعدہ کے موافق صبر کی استعمال حالت بھی خاص خاص حد اور انداز پر ثابت اور قائم ہے اگر اون مخصوص حدود اور اندازون سے کمی یا تجاوز کیا جاوے تو اکثر قباحتون کے حدوث کا اندیشہ ہے جو لوگ دنیا کے مہمات اور کامون اور معاملات پر تجربہ اور غور کی نظر سے دیکھتے رہتے ہین

اونکو اس بات کا بخوبی علم اور واقفیت ہوئی کہ بعض وقت انسان کو اس قسم کے
معاملات اور امور درپیش آتے ہین کہ اونمین زیادہ صبر کرنا اچھا اور مفید ہوتا ہے
اور بعض اس قسم کے ہوتے ہین کہ جنمین زیادہ صبر کرنا مضر اور نقصان رسان ہوتا ہے
اگر صبر کی استعمالی حالت کو اولٹ پلٹ کیا جاوے تو سخت قباحتین پیدا ہوتی ہین مثلاً
اگر ہم کسی کام کو شروع کرین اور اوسکے ابتدائی وقتون اور تکلیفون کو دیکھکر بیصبر ہو جاوین
وے بیٹھین تو سخت قباحتین پیدا ہونگی اس صورت مین جو ہم اپنی مراد کو نہ پہنچینگے
ایسے وقت مین لازم ہے کہ ہم صبر کو پوری توجہ اور ہمت سے ساتھ ہی ساتھ کام مین
اگر ہمارا بھائی یا لڑکا غیر آدمیون سے ملاپ رکھے اور ہم اوسپر صبر کرین تو یہ صبر ہمارے
حق مین اور نیز ہمارے اولاد کے حق مین اچھا اور مفید نہ ہوگا پہلی صورت مین ایک
مفید صبر درکار ہے اور اوس دوسری صورت مین وسیع صبر کی کوئی ضرورت نہ تھی
اسواسطے کہ اس آخری صورت مین وسعت صبر سے وہ معاملہ جسکے مقابلہ مین صبر کیا جاتا
ہے ابتر اور خراب ہو جاتا ہے ان دونون مثالون سے ناظرین نے اس امر کو معلوم
کر لیا ہوگا کہ صبر کی استعمالی حد اور اندازہ ضرورت پر منحصر ہے جیسی ضرورت ہو ویسا
صبر چاہیے۔ بصورت کمی بیشی فوت مدعا کا اندیشہ ہے۔

امر هفتم۔ ہر ایک شی کی ضرورت اور فوائد کے معلوم کرنے کے واسطے اون حالتون
واقعات معاملات اور امورات کو وزن کرنا اور دیکھنا چاہیے کہ جو ہمیشہ ہمکو یا ہمارے
ابنائے جنس کو پیش آتی رہتی رہین اگر اون پیش آمدہ یا پیش آنیوالی حالتون واقعات
معاملات اور امورات سے اوس شے کو کسی جہت یا کسی صورت سے ایک خاص قسم
کا تعلق لگاؤ واسطہ اور نسبت حاصل ہو تو سمجھ لینا یا استدلال کر لینا چاہیے کہ
فلان شے کی اسقدر ضرورت اور اسقدر فائدے ہین اور بصورت دیگر یہ کہ اوسکی
کوئی ضرورت اور کوئی فائدہ نہین۔ اسی عام قاعدہ کے موافق ہمکو یہ دیکھنا ہے کہ

انسان کو صبر کی کیا ضرورت اور کیا فائدہ ہے۔ اور ہم صبر کو الگ رکھ کر پہلے یہ تو دیکھیں
کہ ہمکو اپنی مختصر سی زندگی مین کیا کچھ کرنا اور بھگتنا پڑتا ہے ہماری زندگی خود دریا
کی طرح گذرتی جاتی ہے اِک اوسکو کسی مضبوط بند اور پرزور سدِّراہ کا بھی سامنا
کرنا پڑتا ہے خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے عزیز اور مختصر سی زندگی خود رو
پانی کی طرح نہین گذرتی ہے بلکہ اوسکو اپنے گذرنے کے ایام مین سخت سے سخت ایسی
اونچ نیچ کا مقابلہ اور سامنا کرنا پڑتا ہے ایسا ایسا دن تو کوئی آتا ہی نہین کہ
کوئی نہ کوئی مصیبت یا غم لاحق نہو تا مگر خوشی ہوتی ہے حقیقت مین دیکھیے تو دنیا
بہر حال مثل اسکے کوئی دُکھیا نہین ۔ یہ سارے دُکھ اور سارے بکھیڑے جو دنیا مین
پائے جاتے ہین ایک زندگی کے واسطے ہی ہین زندگی نہو تو پھر بھی نہین جب جسم
خاکی سے روح پرواز کر جاتی ہے تو دُکھ درد کی شکل تک نظر نہین آتی اب تک
جسم مین دم ہے تو سب کچھ ہے مگر جب دم نہین تو کچھ بھی نہین جب یہ بات
ثابت ہوئی کہ زندگی چین سے نہین گذرتی تو اب ادہر سے نظر کرنی چاہیے کہ ایسی کشاکشی
کی حالت مین روح انسانی کو ایک خاص قسم کی تسلی چین اور تسکین کیونکر حاصل ہو کیونکہ
اسکا حاصل ہونا روح کے واسطے ضروری ہے غور کرنے اور سوچنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ خالق زمین و آسمان نے اُن دقتون ۔ تکلیفون ۔ اور مشکلات کو حل کرنے اور
اوٹھانے اور برداشت کرنے کے واسطے جو ہمیشہ زندگی کے اردگرد رہتے ہین انسان
کو اس قسم کے آلات قوائے اور طاقتین بخش رکھی ہین کہ جنکے سہارے اور زور سے
انسان کی روح کو ایک قسم کی خاص تسکین ۔ آرام اور تازگی اور فتح و نصرت اور
کامیابی حاصل ہوتی رہتی ہے منجملہ اون آلات قوائی اور طاقتون کے ایک قوت
صابرہ بھی ہی اس نادر اور ضروری قوت کے سہارے اور ذریعہ سے انسان بڑی بڑی
لاینحل مشکلون اور دقتون کو حل کر لیتا ہے اگرچہ اوسکو کیسی ہی ناکامیابیان ہون

مگر اس طاقت نادرہ کی برکت و سہارے سے اوسکے سر پر کبھی نہ کبھی کامیابی کا بیار آ
تاج رکھا ہے جاتا ہے - اگر خدائے لایزال اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے انسان
کی ذات میں قوت صابرہ ودیعت نہ کرتا تو مختلف وقتون تکلیفون ناکامیابیون
اور مایوسیون کے حدوث اور لحوق اور اونکے عدم انخلال سے انسان کا ایک دم تک
جینا مشکل ہوجاتا - انسان کو مختلف تکلیفون - ناکامیابیون معاملات اور امور کا
پیش آنا اس امر کو بوضاحت ثابت کرتا ہے کہ قوت صابرہ کی نہایت ضرورت
تھی صبر سے انسان کو جو جو فوائد اور آرام حاصل ہوتے ہین وہ روزمرہ تجربہ سے
کالشمس نمایان ہین - اگر تکمیل مضمون ہذا کے لئے بالاختصار چند ایسے فوائد جو
اپنی عمومیت کے لحاظ سے اور فوائدون پر محتوی ہین تذر ناظرین کرتا ہون -

(۱) صبر سے انسان کے دل مین ہمت - استقامت اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے
جس سے رونق ترقی اور کامیابی کی ڈگری ملتی ہے -

(۲) صبر کے اختیار کرنے سے انسان کو اس بات کا علم ہو جاتا ہے کہ دنیا مین
رہکر سوائے محنت مشقت اور حوصلہ کرنے کے کامیابی نہیں ہوتی -

(۳) اگر انسان مخمصات ناکامیابیون اور مایوسیون یا پیچیدہ معاملات کی حدوث
اور وقوع کے وقت صبر سے کام نہ لے تو اوسکا جینا محال ہوجائے دیکھئے صبر سے
یہ کتنا بڑا فائدہ حاصل ہوا -

(۴) صبر کرنے سے انسان کی طبیعت مین تحمل اور تامل کے طاقت پیدا ہوجاتی ہے
اور یہ بات مان لیگئی ہے کہ دنیا کے پیچیدہ امورات اور لاینحل معاملات پر وہی شخص
قادر ہوتا ہے کہ جو تحمل اور متامل ہو -

(۵) صبر کرنے سے انسان اکثر امورات معاد اور معاش کو کامیابی سے حل کر لیتا
یا لیتا ہے اور انہین دونون باتون پر انسان کی زندگی کی بہتری کا مدار ہے -

قناعت

لغت میں لفظ قناعت کے معنے تھوڑی چیز پر راضی ہونے کے ہیں اور اصطلاح علم
اخلاق میں قناعت سے انسان کے وہ عمدہ اور ضروری صفت یا طریق عمل مراد ہے
کہ جسکی مدد یا ذریعہ سے انسان ایک خاص وزن یا ایک خاص حالت کو بلا کسی قسم کے
لغزش غلطی کمزوری اور بے ترتیبی کے کام میں لا سکتا ہے صبر اور قناعت کو اکثر لوگ
مترادف خیال کرتے ہیں اگر میں غلطی پر نہ ہوں تو میری رائے میں یہ خیال قرین صحیح
نہیں ہے لفظ صبر کے لغوی معنے سہارنے کے ہیں اور لفظ قناعت کے معنے تھوڑی
چیز پر راضی ہونے کے ہیں قطع نظر اصطلاحی معنوں کے اختلاف کے ان لغوی معنوں
میں بھی کسی قسم کا اتحاد اور ترادف نہیں ہے اگر ان دونوں متبائن المعانی لفظوں
کے مترادف قرار دیتے وقت انکے مفہوم کی اصلیت اور حقیقت پر غور کیجاتی تو ایسی
غلطی نہوتی جس طرح پر ہمنے صبر کو ایک طبعی صفت یا قوت قرار دیا تھا اسی طرح پر ہماری
رائے میں صفت قناعت بھی انسان کی ایک طبعی صفت ہے کسی میں کم ہے اور کسی میں
زیادہ کوئی اس عمدہ صفت سے معقول طور پر کام لیتا ہے اور کسیکی غفلت اور بے سمجھی
سے بیکار پڑی رہتی ہے ۔ ہماری رائے میں انسان کو اس عمدہ اور ضروری صفت سے
لازمی طور پر کام لینا چاہیئے ۔۔ اسکو کام یا عمل میں لانے سے انسانی زندگی کے بسر
کرنے کے واسطے ایک قابل تسکین سبیل نکل آتی ہے جو لوگ دنیا اور دنیا کے رہنے والوں
کی حالت اور روزمرہ کی اندرونی اور بیرونی واقعات اور معاملات کو تجربہ اور غور
کی نگاہ سے دیکھتے ہیں انکو بخوبی معلوم ہے کہ دنیا اور دنیا کے رہنے والوں اور
واقعات کا حال یکساں نہیں ہے نہ تو تمام آدمی یکساں حالت کے ہیں اور نہ ان کے
متعلقہ واقعات اور معاملات ایک صورت کے ہیں ساری دنیا اور دنیا کے [illegible]
تو جدا رہے خاص کر ایک آدمی کی حالت اور متعلقہ واقعات بھی یکساں نہیں ہیں

اور کبھی کچھ کسی ایک حالت کو قیام نہین جب یہ بات ثابت ہولی کہ دنیا اور دنیا
رہنے والون کی حالت اور واقعات یکسان نہین ہین تو ہم کہتے ہین کہ اس قاعدہ
سے لازم آتا ہے کہ انسانون کو مختلف مخصوص وزنون کی حالتین حاصل ہون اور
صفت قناعت کی رہبری اور مدد سے انسان اون مختلف مخصوص الاوزان حالتون
کو بلا کسی قسم کے لغزش کمزوری غلطی اور بے ترتیبی کے کام مین لاوے۔ اگر انسان
کے عمل کا قدم اس جادہ مستقیم سے ہٹ کر راہ کج پر جا پڑیگا تو بالخصوص خود اوسی
کے واسطے اور بالعموم اورون کے لیے سخت قباحتین پیدا ہونگی۔ اکثر برائیان اور
معیوب افعال لوگون سے اسیواسطے سرزد ہوتے ہین کہ وہ قناعت کے ضروری اور
لازمی قاعدون اور اصولون کو عمدہ طور پر یا بالکل ملحوظ نہین رکھتے قناعت کے
ضروری قاعدون کو ملحوظ رکھنے سے اکثر برائیان اور قباحتین چھوٹ جاتی ہین اور
نہ ملحوظ رکھنے سے اکثر قباحتین اور برائیان پیدا ہوجاتی ہین۔ فرض کرو کہ زید کو
کسی ضلع کے ڈپٹی کمشنر نے پانچ روپیہ ماہواری پر نوکر رکھا زید نے ایک مہینہ نوکری
کر کے اسوجہ سے استعفا دیدیا کہ پانچ روپیہ مین اوسکا گذارہ نہین ہوتا۔ یا زید
نے نوکری سے تو استعفا نہ دیا مگر گذارہ چلانے کے واسطے اپنے منصبی فرائض کو ترک
کر کے رشوت لینی شروع کردی زید نے ان دونون صورتون پر اوس حالت مین عمل
کرنا شروع کیا کہ جب اوسکے دل سے قناعت کے ضروری اور معقول قواعد کا لحاظ
اور اعتبار اوٹھ گیا اگر زید قناعت کے ضروری اور مستقل ڈیوٹی کو پورا کرتا تو یہ خیالات
اوسکے دل مین پیدا ہی نہ ہوتے قناعت تو ہمکو یہ سکھاتی ہے کہ ہم پانچ روپیہ مین ہی
گذارہ کرین اور اسی مخصوص وزن یا رقم سے اوسوقت تک کہ ہمین جائز طور پر ترقی
کی کوئی اور سبیل ہاتھ نہ آئے کام نکالین۔ مگر جب قناعت کو چھوڑ کر انکے خیالات
مین مبتلا ہوگئے پھر برائیون اور قباحتون کے اور کیا ہاتھ آئیگا ہمارے خیالات

یہی اثر اور نتیجہ ہوگا کہ یا تو ہم زیادہ روزی کی تلاش مین خراب ہوتے پہرینگے اور یا رشوت لینا اور مال حرام کا اکٹھا کرنا شروع کردینگے۔ اس قسم کے برے خیالات کسی نہ کسی روز ہمکو وہ نامبارک کوچہ دکھائینگے کہ جس سے ہماری عزت بزرگی و وقعت اور شہرت بالکل دور ہوجائیگی البتہ اگر ہم ایک مخصوص اور حاصل شدہ وزن یا حالت پر قناعت کرکے جائز وسیلون سے ترقی کی کوشش کرتے تو کچھ برائی نہ تہی کیونکہ انسان کا ترقی مراتب اور تبدیل حالت کے واسطے جائز وسیلون سے کوشش اور سعی کرنا قناعت کے مخالف نہین ہے قناعت ہمکو ایسی ضروری کوششون سے نہین روکتی ہان ناجائز وسیلون کو کام مین لانے سے ضرور روکتی ہے ناجائز وسیلون کو کام مین لانے سے قناعت مین فرق آجاتا ہے مگر جائز کوششون سے کوئی فرق نہین آتا مثلاً اگر زید پانچ روپیہ کی نوکری پر قناعت اور کفایت کرکے ترقی کی کوشش کرے جو ممکن الحصول ہے تو اوس سے قناعت مین کوئی کمزوری اور فرق نہین آسکتا مگر اگر نوکری چہوڑ کے یا کسی اور ناجائز طریقہ سے اپنی آمدنی کو بڑھا لے تو قناعت مین ایک عظیم انقلاب آکر مختلف برائیان اور قباحتین پیدا ہوتی ہین اپنے آپ اور اپنے لواحقین اور بال بچون اور اور لوگون کو دکھ اور تکلیف پہونچتی ہے اور سرکاری قانون کے مخالفت کیجاتی ہے ان دونون مثالون پر کیا موقوف ہے اور ایسی سیکڑون مثالین ہین کہ جنسے قناعت کا قائم رکہنا نہایت ضروری ثابت ہوتا ہے اور یہ بات بہی حل ہوجاتی ہے کہ قناعت سے احتراز کرنے مین انسان کو مختلف برائیون اور قباحتون کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اے عزیزو تمکو جو مخصوص وزن کی حالت حاصل ہے اوسکو شائستگی اور تہذیب اور معقول ترتیب اور سلیقہ سے کام مین لاؤ حاصل شدہ حالت کو اپنے تصرف اور قبضہ مین رکہکر کوشش کرو کہ تمکو ایک اور جدید حالت جو پہلی حالت سے بڑھ کر ہو حاصل ہوجائے پہلے مخصوص اور حاصل شدہ حالت کو اپنے قبضہ تصرف مین رکہکر

اور عمدہ جدید حالت کی تلاش کرنے سے قناعت کا مبارک دامن ہاتھ سے نہیں چھٹتا مگر پہلے مخصوص اور حاصل شدہ حالت کو چھوڑ دینے سے دامن قناعت ہاتھ سے نکل جاتا ہے اگر ایک خاص وزن یا خاص حالت کی شے سے ہمارا کام نہیں چل سکتا تو یہ ضرور نہیں ہے کہ ہم اوسکو چھوڑ دیں اوسکی چھوڑ دینے سے سوا دکھ کے اور کیا حاصل ہوگا کہ ہم خواہ مخواہ بیٹھے بٹھائے انواع و اقسام کی بلاؤں اور بکھیڑوں مین مبتلا ہوجاوینگے۔ دور اندیشی اور دانائی اسمین ہے کہ اوس حاصل شدہ مخصوص حالت کو قبول کرکے جائز طریقون سے اور جدید حالت کے پیدا کرنے کی تلاش اور کوشش کیجائے اگر زید ایک روٹی سے سیر نہیں ہوسکتا تو اوسپر یہ لازم نہیں ہے کہ اوس ایک روٹی کو بھی جو گویا خوبی قسمت سے ہاتھ لگ چکی ہے رایگان دیدے۔ زید اگر ایک روٹی سے گذران نہیں کرسکتا تو اوسے لازم ہے کہ اوسکو اپنے قابو مین لاکر اور روٹیوں کی تلاش کرے اس صورت مین پہلے حاصل شدہ روٹی بھی اپنے قبضہ اور قابو مین ہوگی اور شاید اور روٹیاں بھی ملجائین۔ مگر اگر زید پہلی مقبوضہ روٹی اپنے تصرف اور قبضہ سے الگ کرکے اور روٹیوں کی تلاش کریگا تو سوا سے خرابی کے اور کیا حاصل ہوتا ہے یا یہ کہ روٹی مقبوضہ کو اپنے تصرف مین رکھکر ناجائز طور پر اور روٹیاں تلاش کرے اس صورت مین اول سے بھی زیادہ خرابی کا اندیشہ ہے ناجائز وسیلہ کی تلاش کرنا دو ہی صورتون پر ہوسکتا ہے یا تو زبردستی اور یا کسی فتنہ و فریب اور چوری سے یہ دونون صورتین خود زید اور اور ابنائے جنس کے حق مین مضر اور نقصان رسان ہین دیکھیے ایک قناعت کے چھوڑنے سے کسقدر بکھیڑون مین پھنسنا پڑا اگر قناعت کو قائم رکھکر جائز طور پر جدید حالت کے حاصل کرنے کی کوشش کیجاتی تو اسقدر بکھیڑے کیون دیکھنے پڑتے خوب چین سے گذرتی۔ سچ پوچھو تو طمع نفسانی ناجائز حسد بغض اور چوری چکاری کا وجود ہے اوسوقت ظاہر ہوتا ہے کہ جب انسان

قناعت کی سلیم اور سیدھی راستہ کو چھوڑ کر گمنام اور ٹیڑھا راستہ اختیار کر لیتا ہے
ایک قناعت کو اختیار کر لو طمع نفسانی ناجائز حسد لبغض اور چوری کا نام و نشان
نہ رہیگا چین سے گذریگی نہ کوئی بکھیڑا اور نہ دکھ اور نہ رنج ۵ اگر خواہی بنی
رنج بسیار ٭ باندک مایہ راحت باش خورسند ٭ شائستگی اسمین ہے کہ مقبوضہ
شے یا حاصل شدہ حالت پر اگرچہ کم قدر اور تھوڑی ہی ہو قناعت کیجاوے کیونکہ اسمین
خوشی اور فرحت ہی اور اسی مین دور اندیشی اور دانائی تھوڑی یا کم قدر شے یا حالت
پر قناعت نکرنا اور ناجائز طور پر ادھر ادھر ہاتھ مارنا حمق اور جہالت کا کام ہے یہ طریق
عمل اپنے آپ کو ہی اور اوروں کو بھی تکلیف اور دکھ پہونچاتا ہے اور طرح طرح کی
برائیون کے ارتکاب کی جرأت دلاتا ہے۔ انسان کو اس نامبارک طریق عمل سے
کامل احتراز اور اعراض کرنا چاہیے بعض لوگون کا خیال ہے کہ اگر قناعت کیجاوے
تو اس سے انسان ترقی نہین کر سکتا کیونکہ قناعت تو ہمین یہ سکھاتی ہے کہ جو
شے یا جو حالت اور درجہ تمکو حاصل ہے اوسے پر بس اور کفایت کرو اور ترقی اسوقت
ہوتی ہے کہ جب آگے بڑھنے کے اسباب اور وسائل بہم پہونچائے جائین۔ ترقی
اور قناعت ایک منزل پر نہین پہونچاتین دونون کی منزل مقصود جدا جدا ہے اگر
قناعت اختیار کرین تو ترقی معدوم اور اگر ترقی کی تلاش کرین تو قناعت مفقود
میرے راے مین یہ خیال صداقت آمیز نہین ہے اگر قناعت کی حقیقی معنون اور
اصلی مفہوم پر غور اور نظر کیجائے تو ایسے خیالات پیدا ہونے ہی مشکل ہین
اس قسم کے کمزور خیالات اوسیوقت مین پیدا ہوتے ہین کہ جب انسان قناعت
کے حقیقی معنون اور اصلی مفہوم پر غور اور نظر نہین کرتا۔ قناعت کے یہ معنی نہین ہین
کہ انسان ترقی کے وسائل کے تلاش سے باز رہے یا یہ کہ اپنے ایکو ایک ہی حالت
پر قائم رکھنے کی کوشش کرے آگے بڑھنا اور اعلیٰ درجہ کی حالت حاصل کرنا حرام سمجھے

جو شخص قناعت کو ان معنون سے تعبیر کرتا ہے وہ درحقیقت ایک بڑی بھاری غلطی کی
پیروی کر رہا ہے قناعت ہمکو یہ نہین سکھاتی کہ ایک مرتبہ جو شے یا جو حالت ہمین حاصل
ہوگی یا مل گئی اوسی پر بس اور کفایت کرین اور اعلی حالت کی تلاش نہ کرین قناعت تو
ہمکو یہ سکھاتی ہے کہ جو حالت یا جو شے خوبی قسمت سے ہماری تصرف اور قبضہ مین آگئی
ہے اوسکو اپنے قبضہ اور تصرف مین رکھکر عمدگی اور معقولیت سے کام لین اور جائز
وسیلون سے اور اعلی حالت کے حاصل کرنے کے لئے سعی اور کوشش کرین یہ کیا
دانائی ہے کہ اعلی حالت کی دھن مین مقبوضہ حالت کو چھوڑکر خراب ہوتے پھرین —
کبھی چور بنین اور کبھی حاسد کبھی رہزن اور کبھی فاجر — ترقی حاصل کرنے کا یہ اچھا
اصول ہے کہ اپنی پہلی حالت کو ترک کرکے جدید حالت کے دھن مین خراب ہوتے
پھرنا عزیزو یہی اصول انسان کو نیک سے برا اور اچھے سے بد بناتا ہے اس سے محفوظ
رہنے اور بچنے کی کوشش کرو — نیک نیتی اور صداقت سے اپنی پہلی حالت سے کام لیتے رہو
اور جائز وسیلون سے اعلی حالت حاصل کرنے کی کوشش کرو قناعت تمھین ترقی
کرنے اور بڑھنے سے مانع اور مزاحم نہین ہے قناعت تو تمھین سکھاتی ہے کہ پہلے
شے یا پہلی حالت کو قبضہ مین رکھکر کسی اور اعلی حالت کی جستجو اور تلاش کرو — عزیزو
یہ تمھاری غلطی ہے کہ تم قناعت اور ترقی کو دو متبائن حالتین خیال کرتے ہو قناعت
ترقی کا پیش خیمہ ہے اگر انسان کے دل مین ترقی کرنے سے پہلے قناعت نہو تو ترقی
خاک کریگا ترقی کرنے کے واسطے قناعت بمنزلہ خرچ سفر اور توشہ کے ہے کیا عمدہ اور
من بھاتی بات ہے کہ خرچ سفر اور توشہ ساتھ لو اور ترقی کرو قناعت ہمکو کسی اور منزل
کا راستہ نہین دکھاتی ترقی کی مبارک پلیٹ فارم پر چڑھنے کا ہی اشارہ کرتی ہے —
عزیزو جو شخص قناعت کو ترقی کے منافی خیال کرتا ہے وہ سچائی کی پیروی نہین کرتا
اوسکی کمزور باتون پر دھیان اور اعتبار نہ کرو مقبوضہ اور حاصل شدہ حالتون پر ثابت

اور قائم رہکر اور بعد یہ اعلیٰ درجہ کے حالتون کے جائز وسیلون سے حاصل کرنیکی سعی اور کوشش کرو اور خدا تو اپنے فضل و کرم سے سب بھائیون کو سچے راستہ پر چلاوے اور اونکو صداقتین اور حقیقتون کے قبول کرنے اونکو پیار کرنیکی محبت اور طاقت عطا فرماوے

رضاء

لغت مین لفظ رضاء کے معنے خوش ہونے کے ہین اور علم اخلاق کی مخصوصہ اصطلاحوت کے رو سے انسان کی وہ خاص حالت مراد ہے کہ جو لحوق اور حدوث مختلف مصیبتون تکلیفون مایوسیون اور ناکامیابیون کے وقت ایک خاص درجہ اور خاص قسم کی تسلیم قبولیت اور شطوری خالی از شکایت کے پیرایہ مین ظاہر ہوتی ہے۔ انسان کی حالت پر غور اور نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک وہ اس دنیا مین رہتا ہی اوسکو ایک نہین صدہا تکلیفون مصیبتون اور دقتون کا سامنا اور مقابلہ کرنا پڑتا ہی انمین سے بعض مصیبتین اور تکلیفین تو اپنے ہی ابنائے جنس کے ہاتھ سے پہونچتی ہین اور بعض غیر جنس کے ہاتھ سے بعض مصیبتین اور تکلیفین اس قسم کی ہوتی ہین کہ جو وارد اور لاحق تو ہوجاتی ہین مگر ظاہر مین اونکا سوائے چند اتفاقی صورتون کی اور کوئی باعث یا موجب نہین معلوم دیتا اور نہ اس نوع کی مصیبتون اور تکلیفون کے روکنے کی انسان کو قدرت ہوتی ہے پہلے دو قسم کی مصیبتون کو انسانی محاورات کی رو سے وحشی مصیبتین کہتے ہین۔ اور تیسری قسم کو قدرتی مصیبتون کے نام سے موسوم یا تعبیر کرتے ہین اگرچہ پہلی دو قسم کی مصیبتین اور تکلیفین بھی انسان دقت اور مشکل سے روک سکتا ہے مگر کہا جا سکتا ہے کہ اونکو روکنے کے وسائل انسان کے ہاتھ اور قدرت مین پائے جاتے ہین تیسری قسم کی تکلیفین اور مصیبتین انسان کی حکمت عملیون اور قدرت و اختیار سے باہر ہین اونکے روکنے یا بند کرنے کی انسان مین طاقت یا ہمت نہین ہے اس ناتوانی اور عدم استطاعت کا اصلی باعث یہ ہے کہ اس نوع ثالث کی مصیبتون کے ظہور یا حدوث

کے وسائل انسان کی قدرت اور سمجھ سے باہر ہوتے ہین انسان اون واسطون کو جو
اس قسم کی مصیبتون کے وجود کی اصل باعث ہوتے ہین اسطور پر جان نہین سکتا
کہ اونکی مدافعت پر قادر اور کامیاب ہو سکے جیسے یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ دنیا مین اگر
کوئی انسان بھی مصیبتون اور تکلیفون سے محفوظ اور خالی نہین رہتا ایسے ہی اس امر کو
بھی مانا گیا ہے کہ انسان کی فطرت مین ہی ایک اس قسم کی قوت یا طاقت رکھی گئی ہے
کہ جو لحوق مصائب اور نزول مصاعب کے وقت انسان کی بیقرار اور مضطرب دل
مین ایک خاص قسم کی طمانیت اور تشفی تسلیم آمیز پیدا کر دیتی ہے آدمی اس بات کو
تو جانتا ہے کہ مجھپر ایک یا بہت مصیبتین نازل ہوئی ہین مگر اوس نادر قوت کی مدد سے
اون مصیبتون کے حدوث یا نزول کو تسلیمی الفاظ مین ظاہر کرتا ہے میرے خیال مین
اس عمدہ قوت کو قوت رضائیہ کے نام سے موسوم یا تعبیر کرنا چاہیئے یہ قوت صابرہ
سے ایک جدا قوت ہے قوت صابرہ کے عمل مین صرف مصاعب اور تکالیف وغیرہما کا
سہارنا اور اوٹھانا ہوتا ہے زبان شکایت بند نہین ہوتی اور نہ تسلیم و قبولیت و
منظوری ظاہر کیجاتی ہے برخلاف اسکے قوت رضائیہ کے عمل مین باوجود سہارنے اور
اوٹھانے کے زبان شکایت بند اور تسلیم و قبولیت و منظوری شامل ہوتی ہے۔
قوت رضائیہ ایک اعلی درجہ کی لطیف اور نفیس قوت ہے اگر اسپر ذرا سا بھی حجاب
آجائے تو اوسکی حالت مین فرق اور انقلاب آکر بالکل کمزوری اور ضعف جو عدم کے
قریب قریب ہوتا ہے پیدا ہو جاتا ہے یہی باعث ہے کہ باوجود اسکے کہ یہ قوت اور
قوتون کے طرح فطرتی ہے اور ہر ایک آدمی کی ذات مین کم و زیادہ پائی جاتی ہے
مگر جیسے ہی اسکا کامل یا کلی ظہور کسی ہی کسی مین پایا جاتا ہے جیطرح آئینہ پر گرد یا مٹی
پڑنے سے اوسکی انعکاسی قوت مین کمزوری یا فرق آجاتا ہے اسیطرح پر ایک ادنی
حجاب بھی قوت رضائیہ کے کمزور ثابت کرنے مین زور اور اور سخت موثر ثابت ہوا ہے

حجاب کے آجانے کے طریق ایک نہین ہین کئی رستون اور کئی صورتون سے آجاتے ہین مین اون ساری صورتون کو بیان کرنا نہین چاہتا اونہین سے چند صورتین پیش کرتا ہون وہی پیش کردہ صورتین اور صورتون کی حالت اور حیثیت ظاہر کرسکتی ہین۔ جیسے اپنی دانست کی بموجب ایک سیدھی اور آسان راہ بتادی ہے اوسپر چلنے سے چلنے والا منزل مقصود پر پہونچ جائیگا۔

(پہلی صورت) جب انسان پر کوئی مصیبت نازل ہوتی یا کوئی تکلیف ہاتھ صفا کرتی ہے تو اوسکے دل ودماغ اور روح پر ایک صدمہ ہوتا ہے اوس صدمہ سے انسان ایک بیقراری اور اضطرابی کے دائرہ مین گھر جاتا ہے بیقراری اور اضطرابی کے ابر کے چھاجانے سے قوت رضائیہ کا چاند چھپ جاتا ہے انسان کو اوسکا خیال بھی نہین رہتا واویلا اور شور وشغب شروع کیا جاتا ہے اوس حقیقی تسلی دینے والے معاون وقت مصیبت قوت رضائیہ کو ایک دور دراز گوشہ مین پھینک دیا جاتا ہے۔ ایسے وقت بہت انسان خیال کرتا ہے کہ میرا کوئی تسلی دہندہ اور معاون نہین ہے یہ اوسکے غلط فہمی ہے کیونکہ ایسے وقتون کا تسلی دہندہ اور معاون تو قدرت نے اوسکے دلی بغل مین ہی رکھ چھوڑا ہے۔

اگر انسان کی دلی آنکھین اضطراب کی تاریکی سے اندھی نہ ہوجائین تو یہ تسلی دہندہ بہت کچھ امداد کرسکتا ہے اس قدرتی تسلی دہندہ اور ذاتی معاون سے تسلی اور معاونت حاصل کرنے کے واسطے بیقراری اور اضطراب کا دور کرنا لازم ہے جب اضطراب دور ہوجاویگا تو ہم خودبخود ہی اس قدرتی مستسلی سے تسلی حاصل کرنے کے واسطے درخواست کرینگے۔ بیقراری اور اضطراب کی دور کرنے کیلئے اس اصول کو بہت برجستہ اور غیر متغیر سمجھ لینا ضروری ہے کہ کوئی مصیبت اورکیسی قسم کی تکلیف اضطراب اور بیقراری سے ہٹ نہین سکتے۔ اگر ہم لاکھ برس تک

ایک مصیبت کے لحوق سے چلاتے رہیں اور کم حوصلگی ظاہر کریں تب بھی کچھ سہولت
اور افاقہ نہوگا جب لحوق مصائب کے وقت ہمارے دل میں اضطراب کا جنبش حلول
نہیں کریگا تو ہوش و حواس اور عقل و ذہن کے درست اور صحیح رہنے کی حالت میں
ہم اس قدرتی تسلی دہندہ کے فیوض سے فیضیاب ہونگے - جو ہماری بہتری اور
استقامت طبیعت کا موجب ہوگا -

(دوسری صورت) لحوق مصائب اور نزول مصائب کے وقت ہمکو قبل از پریشانی
اور مضطرب الحال ہونے کے مصیبت لاحقہ کی حیثیت پر غور کرنے چاہئے - لاحقہ مصیبتیں
دو حال سے خالی نہیں ہونگی یا تو انکا مصدر اور منبع کسی انسان یا حیوان مطلق
کی ذات ہوگی یا انکے ظہور اور حدوث کے باعث قدرت سے متعلق ہونگے -
اگر انکا موجب کوئی انسان وغیرہ ہو تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اوسکا ہاتھ یا اوسکی قوت
ہماری بیقراری اور اضطراب سے رک نہیں سکیگی بلکہ جب وہ ہمکو اپنے فعل کی تاثیر
سے مضطرب الحال دیکھیگا تو اور بھی اپنے موثر فعل کے اظہار میں زور دیگا لیکن
اگر ہم استقامت سے قوت رضائیہ کے زور سے مصائب لاحقہ کو صبر پرور کی
تسلیم کے دائرہ میں لے آئینگے تو ہماری اپنی حالت بھی مستقیم رہیگی اور ہماری مخالف قوت
کو بھی معلوم ہو جاویگا کہ ہم اضطراب سے کام نہیں لیا کرتے بلکہ تسلیم اور رضائیہ کے
اگر مصائب وارده کا باعث اسباب قدرتی ہوں تو فیصلہ ہی آسان ہے جبکہ اسباب
قدرتیہ ہمارے ہاتھ میں نہیں ہیں اور ہماری عقلوں کو وہاں تک رسائی نہیں تو
پھر اون اسباب کی نتائج کے ظہور یا ورود کو اضطراب سے ہٹانے کی کوشش کرنا محض
فضول ہے نہیں ہر بلکہ یہ کہ ہم اپنی ہیچ ہستی کے زور پر قدرت کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں
جو کبھی سرسبز نہیں ہوگا قدرت ہماری آہ وزاری سے نہ تو رک سکتی ہے اور نہ اپنے کام
کو بند کر سکتی ہے ہم کیسی ہی مصیبت زدہ ہوں وہ برابر اپنے کام میں لگی جاتی ہے

انسان کا ہاتھ تو رک بہی سکتا یا روکا جاسکتا ہے مگر قدرت کا ہاتھ نہ رک سکتا اور نہ روکا جاسکتا ہے - ہم قدرت اور اوسکے قوانین کے تابع ہین وہ ہمیر ہر ایک طرف سے محیط اور ہر ایک جہت سے غالب اور متصرف ہی اوسکے اسباب کی اتفاق یا ظہور سے مضطرب الحال ہوکر اوسکے بخشے ہوئی طاقت قوت رضائیہ کو جواب دینا بالکل کج فہمی اور کم حوصلگی ہے - قوت رضائیہ ہمکو جواب نہین دیتی اور نہ ہمارا ساتھ چھوڑنا چاہتی ہے ہم خود ہی اوسکو جواب دیتے اور خود ہی چھوڑتے ہین قدرت نے تو اوسکو مصیبت کے وقت ہمارے ساتھ شریک ہونے کے واسطے پیدا کرکے ہمارے جسم اور رگ و ریشہ مین رکہا ہے اگر ہم ہی اوس سے اوسکا منصبی کام نہ لین تو پہر اوسکا اور اوسکے موجد قدرت کا کیا قصور ہے -

(تیسری صورت) مصائب اور تکلیفون کے وارد اور لاحق ہونے کے وقت انسان کو ایک نظر سے اپنے ماسوائے موجودات کو بہی ضرور دیکھنا چاہیئے صرف ظاہری آنکھ سے ہی نہین بلکہ دل اور غور کی آنکھون سے اس ضروری اور دلی مشاہدہ سے مصیبت زدہ انسان پر یہ بات کہلی ہے نہ جائیگی بلکہ مختلف زندہ اور گذشتہ نظیرون سے ثابت ہوجاویگی کہ دنیا کے پردہ پر موجودات کا کوئی فرد بہی مختلف مصیبتون اور صدمون کے زد اور چوٹ سے محفوظ نہین رہا اور یہ کہ سب موجودات ایک استقامت سے تسلیم کا لباس پہن کر ادب کا سر جھکائے بیٹھی ہین - اور موجودات کا ایک فرد دوسری فرد کو دلائل سے سمجھا رہا ہے کہ یہان بولنے کی سکت نہین اگر چون وچرا کروگے تو کچھ فائدہ نہوگا بلکہ اولٹے تمکو ہی ڈانٹا جاویگا اور تمہین ہی سب لوگ کراہت کی نظر سے دیکھینگے اور تو ہی قوانین قدرت کی بے ادبی کرنے والا سمجھا جاویگا - ایک شی دوسری شے کو حال کی زبان سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے سو یکہنا یہ آزمایش گاہ ہی تم تجربہ کے خوفناک میدان مین لائے گئے ہو ابہی تمنے دنیا اور ہستی کے میدان مین پہلا ہی قدم

رکھا تھا کہ قدرت نے آزمایش کی نظر سے جان بوجھکر تجھکو ٹھوکر دی اور تو دایہ کے
ناآشنا گود مین جاکر چلایا - یہ ٹھوکر تیرے ستانے کی واسطے نہ تھی بلکہ اس نظر سے
کہ تو ہستی کے خوفناک میدان مین پہلا ہی قدم رکھتے یہ سمجھہ لے کہ اس چند روزہ منزل
کی راہ مصیبتون کے کانٹون اور تکلیفون کے کنکر پتھرون سے بھری ہے پہلے ہی
قدم مین ٹھوکر نہین ہے بلکہ اس منزل کے اخیر تک یہی حال ہے اگر تو نے پہلے ہی
قدم مین حوصلہ ہار دیا تو آگے کیا کریگا رونے پیٹنے سے کسیکو رحم نہین آئیگا طوعاً و
کرہاً اس ضروری راہ پر چلنا ہوگا - موجودات کے سارے اجزا یک زبان ہوکر
کہہ رہے ہین غرب سے شرق تک اور شمال سے جنوب تک کوئی فرد بشر ایسا ہی
دکھا دو ہمارے جزو نہین کوئی ایسی نیک قسمت جزو بھی نکالدو کہ جو اس آزمایشگاہ
مین اگر ہمیشہ خوش اور فارغ البال رہے - دوسرا کوئی ہو تو جواب دے ساری
موجودات چشم پر آب ہوکر جواب دیتی ہے کہ کیون ناحق سوال کرتے ہو - دیکھتے ہو
اور پھر تمیز نہین کرتے سنتے ہو اور پھر نہین سمجھتے ہستی کے میدان مین کوئی بھی
ایسی جان اور کوئی بھی ایسا وجود نہین ہے کہ جو اول سے آخر تک یکسان فارغ البال
اور خوش رہا ہو - کوئی کسی مین گرفتار اور کوئی کسی مین یک زبان ہوکر یہ کہو کہ
قادر مطلق نے اس نیلگون چھت کے نیچے کسی وجود کو بھی پوری سلامتی کا مالک
نہین بنایا) دیوانون یہ تو سوچو کہ اگر ہمکو بھی پوری سلامتی نصیب ہوتی تو کیا
ہم اوس کاریگر سے جسکے پاک اور قدرتی ہاتھ نے ہمکو بنایا ہے کم ہوتی ہم تو اس
کاریگر کے ہاتھ کے بنائے ہوے تیلیان ہین ہمکو پوری سلامتی سے کیا سروکار
جس حال مین ہو اوسی پر شکر کرو اور قدرت نے تمکو ایک ذاتی معاون جو عطا
کیا ہے جسکا نام قوت رضائیہ ہے اوسکے سفید مشورون پر چلو - اگر تمنے قوت رضائیہ
قدرتی رہبر ذاتی معاون کے فرمان برداری نہکی تو تم خود ہی اپنے واسطے اور مصیبتین

جمع کرنے کے مرتکب سمجھے جاؤ گے - عزیزو موجودات کی اس پکار واویلا کو فضول اور بےمعنی نہ خیال کرو بلکہ اوسکے بیان پر غور کرو کیونکہ اوسکے دلسوز بیان سے تمکو ایک شئے کا نیا علم ہی حاصل نہیں ہوتا بلکہ ایک پر اثر ملتا ہے جس سے تمہاری متزلزل حالتون اور لغزش خوردہ دلان حوصلون اور ہمتون کے سنبھل جانے کی قوی امید کیجاسکتی ہے - عزیزو مین دوبارہ تمسے اس امر کے بیان کرنے کی اجازت مانگتا ہون کہ دنیا کا گھر سچ مچ مصیبتون اور تکلیفون اور مختلف آزمائشون کا گھر ہے اس گھر کے حقیقی بانی مبانی نے جب اوسکی نیو کا پتھر رکھا تھا تو قدرتی پاک زبان سے یہ الفاظ بولے تھے اور اون الفاظ کو ید قدرت سے پتھر پر کندہ کر دیا تھا -

اے اس گھر مین داخل ہونے والے دل کے کان کھولکر اس آواز کو سن کہ اس گھر مین تجکو ضرور داخل ہوتا ہے اور یہ یاد رکھ کہ جو اس گھر مین داخل ہو اسب سے پہلے اوسکی ناتجربہ کار سر پر مختلف مصیبتون ناکامیابیون مایوسیون اور تکلیفون کا بوجہ رکھا جائیگا ہان تجھے یاد رہے تو کیسا ہی چلائے کیسا ہی شور و شر کرے یہ بوجہ تیرے سر سے ہرگز اوتارا نہ جائیگا بلکہ اس تیری چلاہٹ بےہمتی کے جرم مین تجکو یہ بھی سزا دیجائیگی کہ تجھے ساری موجودات تیرے چلانے بےہمت بے استقامت نالائق اور متزلزل الحالت کہینگی تیری پیشانی پر تیری مادری زبان کی موٹے حرفون مین یہ جملہ لکھا جائیگا کہ یہ ننگ خلائق خدا کے قانون کا مقابلہ کرتا اور اوسکو توڑنا چاہتا ہے موجودات کے ادنی جزو انسان کے بچے ہوشیار ہو اور آنکھین کھول یہ ضروری بوجھ سر پر رکھلے بے ہمتی بے استقلالی سے کچھ نہین ہوتا تیری ذات مین میئنے ایک ایسا عجیب اور نادر مضبوط پرزہ رکھدیا ہے کہ جو ان سب وارد آفتون مصیبتون ناکامیابیون مایوسیون کو تسلیم کے دائرے مین لیجاکر اوٹھا سکتا ہے تیری بیقراری اور اضطراب کو اپنی مضبوط نوک پر لے لیگا تجھکو ایک چین کا گھر دکھائیگا اگر تو اوس

مضبوط عزیزو کا نام و نشان پوچھنا چاہیئے تو تجکو یاد دلایا جاتا ہے کہ ہمنے روز آفرینش سے اوسکا نام (قوت رضائیہ رکھدیا ہے) اگر تو اس قدرتی معاون کے زور پر چلا تو تیرے واسطے فتح یابیون نصرت و عزت خوشحالی کا مبارک دروازہ کھل جائیگا اگر تجھے کوئی غم اور فکر بھی ہوگی تو وہ بھی خوشی معلوم دیگی یہ نصیحتین یاد رکھو اور دل کو مستقیم اور مضبوط بنا۔ عزیزو دنیا کے گھر کے پتھر پر اوسکے بانی نے جو لکھ دیا اور کندہ کردیا ہے اوسکو تمنے پڑھ اور سن لیا ہے وہ کتبہ اور نوشتہ تمہین صاف صاف کہہ رہا ہے کہ اس دنیا مین انسان کے بچے کو سوائے اسکے آرام اور آسایش کی ڈگری نہین ملتی کہ وہ ہر ایک برائی اور مصیبت کو رضا کے سپر پر لیکر تسلیم کرے۔

عزیزو ہر ایک مصیبت کے وارد ہونے کے وقت حوصلہ اور استقامت کو ہاتھ سے نہ دو بلکہ حوصلہ اور استقامت کی رہبری سے قوت رضائیہ کے جرار سپاہی کو ساتھ لیکر دلی جوش سے وارد مصیبتون اور تکلیفون کا مقابلہ کرو۔

ان الفاظ سے میرا یہ منشاء نہین ہے کہ اس گھر مین اگر کسیکو آرام اور خوشی نہین ملتے بلکہ یہ کہ یہ ضروری گھر آرام اور تکلیف دونون کا گھر ہی مگر اس گھر کے رسوم بتلاتے ہین کہ اس گھر مین اکثر کے مصیبتین وارد ہوتی ہین اکثر کے مختلف مایوسیون کی زہردار سانپ ڈسنے اور کاٹنے کو دوڑتے ہین ایکطرف خوشی کے تصویر نظر آتی ہے اور دوسری طرف اوسکے پہلو پر ایک تکلیف کی ڈراونی صورت دکھائے دیتی ہے خوشی کو انسان بہت جلدی قبول کرتا ہے مگر مصیبت سے دل چراتا ہی اگرچہ جانتا ہے کہ جو مصیبت وارد ہوتی ہے وہ ٹل نہ سکیگی مگر بیحوصلگی دم نہین لینے دیتی ایسے ہی موقعون کے واسطے خدا تعالےٰ نے انسان کی ذات مین قوت رضائیہ ودیعت کر رکھی ہے ضروری ہے کہ انسان نہایت ہوشیاری سے اوسکا استعمال کرے۔

کیونکہ صدمہ کی مدافعت کی کوشش اور تجویز کرنا ہے انسان کا ایک طبعی خاصہ ہے مگر یہ کوششیں اور یہ تجویزیں اگر بے حوصلگی سے کام مین لاؤ گے تو پہلے سے بھی بڑھکر رسوائی اور کمزوری ہوگی ہان اگر قوت رضائیہ کو ساتھ لیکر اِن مساعی اور تجاویز کو وسعت دو گے تو امید قوی ہے کہ ضرور تمہاری کوششون اور تجویزون کے پودون کو عمدہ پھل لگین گے اور تم اپنی نا امید دل کے اردگرد کا سیاہیون اور امید کی بہار دیکھو گے خدا ہر ایک شخص کو رضا آمیز حوصلہ اور استقامت عطا کرے۔

عزیزو اس بات کو سمجھ لو کہ ہمارے چارون طرف قدرت نے گھیر لیا ہے اور اوس کارخانہ کے بانی نے ہمکو اپنی قدرت کی زنجیرون مین جکڑ رکھا ہے قدرت ہماری تادیب بھی کرتی ہے اور ہمکو ہزارون نعمتون صدہا بزرگیون کے بیا رکے کنارہ پر بھی لیجاتی ہے تم جانتے ہو کہ قدرت کی سمجھ سوجھ قدرت کا فعل ہماری سمجھ بوجھ ہمارے فعل سے کہین زیادہ تر معقول اور حکمت آمیز ہے جب ایک فانی حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہین ہوتا تو حکیمون کے حکیم کا فعل اور قادر ذوالقدرت کیون خالی اور موز حکمت ہونے لگا۔ قدرت ہمارے [illegible] جو کچھ کرتی ہے وہ عین حکمت اور عین ضروری مصلحت ہے ہماری طاقت اور ہماری سکت نہین کہ ہم اوسمین دم مارسکین اور نہ قدرت اور صاحب قدرت کے صدہا الطاف اور عنایات اور خاص توجہات ہمکو اس امر کی اجازت دیتے ہین کہ ہم کفران نعمت کرکے اوسکے فعلون حکمت عملیون کے ظہور اور حدوث سے بیچین اور بیقرار ہوکر بیحوصلگی اور عدم تسلیم کی صورت کا اظہار کرین جو کچھ اوسکی طرف سے ہوتا اور ہورہا ہے ہمارا فرض ہے کہ اوسکو نیک دلی سے تسلیم کرین ۔ ہان اگر ہم نہایت انکسار اور تذلل سے صاحب قدرت کے پاک دروازہ پر سر ٹیک کر اپنی شامت اعمال کا اعتراف اور اقرار کرکے درگذر اور فضل و رحم کے خواستگار ہون تو یہ دوسری

ہم مانتے ہین کہ انسان کی ذات مین بیحوصلگی کا مادہ بہی ہے وہ بہی اوسکو استقامت
کے پایہ سے گرانے کے واسطے کچھ کمی نہین کرتا مگر یاد رکھو کہ اوسکو اپنی ذات مین ہی
استقلال نہین ہوتا بہڑکتا ضرور ہے مگر بہت جلدی کف دریا کیطرح بیٹھ جاتا ہے
جب قوت رضائیہ کا دور آتا ہے تو اوسکو خود ہی فنا کا مزہ چکھنا پڑتا ہے —
بیحوصلگی سے ہمکو کچھ فائدہ نہین ہوتا بلکہ ہمارے معاملات اور ہمارے کام
کاج دن بدن بگڑتے اور خراب ہوتے جاتے ہین ہمارے دل کے آسمان پر یاس
اور ناامیدی کی ایک کالی گہٹا چہا جاتی ہے ہم حیران اور پریشان ہوکر وادی جنون
کا رستہ لیتے ہین مگر برطرف اسکے قوت رضائیہ کے عمل سے ہمارے دلون مین جو
ایک تسلیم آمیز حوصلہ اور استقامت پیدا ہوتی ہے اوس سے ہمارے معاملات
اور کام کاج مین ایک امید اور نتیجہ کی روح بہر جاتی ہے جن معاملات اور جن امور
مین ہمکو سخت حیرانی اور سخت پریشانی ہوتی ہے وہ بہی ایک ایسی تسلی آمیز حالت
مین پیش آتی ہین کہ ہمین بجائے بیحوصلہ اور بیہمت ہونے کی خاص ایک قسم کی
تسلیم آمیز استقامت اور استقلال حاصل ہوجاتا ہے یہ استقامت کیون حاصل
ہوتی ہے اوسکو کون لاتا ہے یہ تو بیحوصلگی کے پیچ مین چہپ گئے تھے اب کیونکر
نکل آئے — ہان یاد رکھو کہ یہ اوسی قوت رضائیہ کے حدوث اور ظہور کا مبارک اثر ہے
مبارک ہین وہ لوگ کہ جو پیش آمدہ مصیبتون کو نہایت حوصلہ سے برداشت کرتے ہین
اور اونکو قوت رضائیہ کی سپر سے لیتے ہین — قوت رضائیہ کی پیروی سے ہمارا یہ مدعا
نہین ہے کہ انسان مصیبت واردہ کی مدافعت کی کوشش اور تجویز نہ کرے نہین نہین
ہمارا اعتبار تو یہ ہے کہ بے حوصلگی کو چہوڑکر تسلیم آمیز استقامت کو شعار بنانا چاہیے
تسلیم کوششون اور ضروری تجویزون کے مخالف نہین ہے اگر وارد مصیبتین تمہاری
کوششون اور خاص تجویزون سے دور ہوسکتی ہین تو بلاشک اونکو کام مین لاؤ

بات ہی یہ تذلل اور انکسار انسانیت کا لازمہ بلکہ ایک خاص خاصہ ہی انسان کی خالق ہر وقت قدرت کے سامنے بالکل عاجز اور قاصر ہین اوسکی پاک درگاہ مین سوا ے خاکساری اور تذلل اور کمال درجہ کی تسلیم آمیز فروتنی کی اور کچھ مقبول و منظور نہیں ہے کیا ایک مٹی کا برتن کمھار کو کہہ سکتا ہی کہ تونے مجھکو ایسا کیون بنایا ہرگز نہین برتن کا کیا مقدور اور حوصلہ ہے کہ یہ کلمہ منہ سے نکالے اوسکو تو یہی لازم ہے کہ ہر وقت اپنے موجد کے سامنے نہایت عاجزی اور تذلل سے سر جھکائے رکھے خدا کی درگاہ مین بھی ہم تم سب مٹی کے برتن ہین - ہمکو بھی برابری اور نخوت کے دم بھرنے کا کوئی حوصلہ اور طاقت نہین -

شکر

لغت مین لفظ شکر کے معنے سپاس اور ثنا کے ہین اور اصطلاح علم اخلاق مین شکر سے انسان کا وہ سچا بیان یا وہ فعل یا وہ خیال مراد ہے کہ جو ایک دوسری ذات یا وجود کے انعامات یا احسان مروت رحمت بخشش اور مہربانی کے مقابلہ مین یا یہ کہ کسی فاعل کے ایسے فعل کے مقابلہ مین جو کسی دوسری ذات یا وجود کے حق مین کسی جہت سے دلی خواہش یا دلی رضامندی یا دلی امید براری یا دلی خوشنودی کا باعث ہو ظاہر کیا یا عمل مین لایا جاتا ہے - عام اس سے کہ وہ انعام - احسان مروت رحمت بخشش مہربانی کسی طریق اور کسیطرح سے ظہور مین آئے یا لائی گئی ہو - شکر اوسوقت کیا جاتا ہے جبکہ انعام مروت بخشش مہربانی احسان رحمت کا وجود ظہور مین آتا ہی بلا ظہور انکے نہ شکر نہ شاکر نہ مشکور گو یا شکر اور ان خاص حالات اور صورتون کا وجود آپسمین لازم ملزوم ہے - خدا نے انسان کو مدنی الطبع اور صاحب احتیاج پیدا کیا ہے انسان بالطبع اس امر کی طرف مائل ہے کہ وہ اور ابناے جنس کے ساتھ مل جل کر رہے شہرون اور چھوٹی بڑی بستیون کا آباد ہونا انسان کی مدنی الطبع ہونے کی ایک بڑی

تو یہ دلیل ہے اگر انسان کی طبیعت مین یہ عمدہ اور کام آنیوالا جوہر نہ ودیعت کیا گیا
ہوتا تو یہ شہر اور آبادیان نظر نہ آتین یہ انواع و اقسام کی ترقیان اور طرح طرح کے
رونقین اسی قدرتی جوہر کا اثر اور نتیجہ مین ہر ایک انسان بیان کرتا اور کہتا ہے
کہ میرا اکیلے دل نہین لگتا مین تنہا اور اداس رہتا ہون مین تنہا رہنے سے تو
مرنا بہتر ہے یہ حسرت بھرے الفاظ دلسوز حروف انسان کے منہ سے کیون نکلتے ہین
اسی واسطے کہ اوسکے دل و دماغ مین مدنی الطبع ہونے کا مبارک جوش بھرا ہوا ہے
انسان کا کسی جوشش نہین رک سکتا قدرتی جوش کیونکر رک سکے اوسکو غلط کرو یہ جوہر
ضرور جوش ماریگا ضرور اپنے نتائج آثار کو عالم مین پیدا کریگا پہلے انسان کو کسنے
شہرون بستیون کے آباد کرنے کو کہا کسنے ان ترقیون کا جوش دلایا۔ کوئی اور نہین
تھا صرف یہی قدرتی جوش اور قدرتی مادہ تھا انسان جب اول ہی اول دنیا مین
آیا تو وہ اپنی پریشانی اور سرگشتگی کو دیکھکر سخت حیران ہوا کہانت جائے اور کس سے
ملے۔ جنگل اور بیابان تو درندون پرندون بوٹیون جھاڑیون نے روک رکھے ہین
یہ اونکی زبان اور بولی نہین جانتا۔ کس سے گفتگو کرے اور کس سے دل بہلائے
جانور دیکھکر آنے سے ڈرتے ہین درندے ڈراتے اور جان کھاتے ہین
درخت سن سان کھڑے ہین پتھر اور پہاڑون کی اونچی ٹیڑھی چٹانین دریا سے
حیرانی مین مستغرق ہین زمین سخت اور بالکل بے حس و حرکت ہو رہی ہے آسمان دور ہے
وہان کیونکر رسائی ہو ہوائین اور بگولے کچھ سنتے ہی نہین جنگل مین کھڑے کھڑے
ودے ایک انسان صورت نظر آئی جب دونون کی آنکھین چار ہوئین تو مدت کے
بچھڑے ہوؤن کیطرح ایک دوسرے کی طرف دوڑے گلے ملے اور رو کر کہا کہ ہائے ہم
کس مصیبت مین گرفتار ہین اور ہماری جان کہا رہی ہے اکیلا پن ستا رہا ہے اور جنگل کے
بلائین تو بات تک نہین پوچھتین ہم کیا کرین اور کدھر جائین۔ طاقت تمدنیہ کیوجہ آیا

اور چلا کر بولی - تم کن خیالوں میں پڑے ہو کیوں بیہودہ تقریریں کرتے ہو کیا میں نے
تمکو بارہا نہیں کہا کہ تم سب کے سب اکٹھا ہو کر رہو دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور دونوں
نے ایک دوسرے کی مدد سے ایک جگہہ پر اکھٹا رہنا شروع کیا بال بچے ہوئے - اور دور
جگہہ پر بھی احاطہ کر لیا بڑھتے بڑھتے میدان کا میدان ہاتھ میں لے لیا اتنے میں ایک بڑی بستی
آبادی نظر آنے لگی درندے بھی ڈرنے لگے اور پرند چرند بھی کام دینے لگے درخت اور
پتھر بھی کام میں آئے اور ہوائیں بھی کام کی معلوم ہونے لگیں [illegible] نے یکدفعہ
کہہ دیا کہ یہ ایک گانوں آباد ہوا ہے اسی بنیاد پر بڑے بڑے شہروں اور قصبوں
کی بنیادیں پڑ گئیں اور ان سب کا نام انسانوں کی بستیاں رکھا گیا -

انسان کا مدنی الطبع ہونا اسواسطے ضروری تھا کہ اوسکی گردن پر مختلف ضرورتوں
اور احتیاجات کا جوا رکھا گیا تھا اگر وہ مدنی الطبع نہوتا تو اوسکے نازک گردن جوے کی
بوجھ سے ضرور ٹوٹ جاتی اور وہ خستہ حال اور ابتر ہو کر موت سے ہاتھ ملاتا یہ
مدنی الطبع ہونے کا ہی اثر اور عمدہ نتیجہ ہے کہ وہ ایک استقامت سے اس جوے کو
اٹھائے ہوئے ہے - جبکہ یہ بات ثابت ہوئی کہ انسان مدنی الطبع اور صاحب احتیاج
ہے تو یہ لازم آیا کہ ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ اوسکی درخواست سے
یا خود ہی کسی ضروری اور مناسب موقعہ پر اپنے طرف سے کوئی ایسا کام یا عمل ظہور
میں لاوے کہ جو اوسکے حق میں ایک احسان یا ہمدردی مروت مہربانی نعمت انعام سے
کا درجہ رکھے - انسان کی حالت پر خیال کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اونکی جماعتوں
سوسائٹیوں میں یہ رواج ہے ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ احسان
مروت خلق مہربانی ہمدردی کرتا ہے - جبکہ احسان مروت وغیرہ کا عملدرآمد ہے
تو اب ہم اس امر کے اظہار کی اجازت مانگتے ہیں کہ آیا احسان مروت مہربانی خلق
ہمدردی انعامات کے ظہور یا وقوع کی حالت میں یا وقوع کے بعد بھی کوئی ایسا خاص امر

یا خاص عمل ہے یا نہین کہ جسکو پورا کرنا لازمی اور ضروری ہو اور اگر کوئی ایسا خاص امر
یا خاص عمل ہے تو اوسکا پورا کرنا کسکے ذمہ ہے ان باتون اور انکے متعلقات کا جواب
ہم نمبروار دیتے ہین تاکہ پوری وضاحت ہو۔

نمبر اول

جس ذات کی طرف سے کسی دوسری ذات یا شخص کے مقابلہ مین کسی قسم کا کوئی احسان
مروت انعام ہمدردی مہربانی توجہ خاص عمل مین لائی جاتی ہے اوسکے عمل مین لانے
یا لانے کی دو صورتین ہوتی ہین۔ ایک بلا کسی غرض اور مدعاے خاص کے اور ایک
کسی غرض اور مدعاے خاص سے پہلی شق کو عمل خاص یا عمل للہ کہا جاتا ہے اور
دوسری شق کو امر بالغرض کہتے ہین۔ ان دونون شقون کے نتیجہ یا ثمرہ سے یا تو
صرف ایک ہی شخص یا ایک ہی ذات اور یا اوسکے وسیلہ سے اور اشخاص اور ذوات
اور وجود بھی متاثر ہوتی ہین اس خاص تاثیر سے (خواہ ذات واحد سے متعلق ہو
اور خواہ ذوات سے) متاثر یا متاثرین کی ذاتی حالت یا حالتون مین ایک قسم کا
خاص تغیر پیدا ہوتا ہے جس سے اپنی پہلی حالت سے دوسری حالت پر آنا پڑتا ہے
اس تغیر حالت سے لازم آتا ہے کہ متغیر الحالت اوس شخص کے احسانات انعامات
مروتون مہربانیون اور توجہات کا دلی اعتراف کرے کہ جسکے بدولت اوسکی حالت
مین ایک محمود انقلاب واقعہ ہوا۔ اگر کوئی کہے کہ متغیر الحالت پر یہ دلی اعتراف
کیون لازم اور ضروری ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ دلی اعتراف انسان کی طبعی جذبہ
کے موافق ہے کوئی صورت بجز انسان اوس طبعی جذبہ کے موافق اس دلی اعتراف کو
عالم ظہور مین لاتا ہے یا یہ کہ دل مین ہی اعتراف کر لیتا ہے جب کسی انسان کو کوئی
دوسرا انسان کوئی بری بات یا کوئی برا کلمہ کہتا ہے تو اوسکے دل مین ایک کراہت اور
نفرت اور صورت بیزاری پیدا ہوتی ہے اگرچہ انسان کیسا ہی بردبار اور سلیم الطبع ہو

مگر تب بھی وہ کسی شخص کی زبان سے کوئی برا یا نفرت آمیز کلمہ سنکر ضرور اپنے دل مین
برا مانیگا اگر وہ صاحب جوش ہوگا تو قائل کو زبان یا ہاتھ سے سمجھائیگا اور اگر کوئی امر مانع
مزاحم ہوگا تو دل ہی دل مین کڑھتا رہیگا کیون ایک شخص دوسرے شخص کے برے
کلمات اور مکروہ الفاظ سے کشیدہ خاطر اور رنجیدہ طبیعت ہوجاتا ہے کیون اوسکی
پیشانی اور ماتھے پر سوسو بل پڑتے ہین اسیواسطے کہ وہ باتین اور وہ مکروہ الفاظ
اوسکے طبعی جذبہ کے خلاف ہوتے ہین خواہ کوئی سچے طور پر کسی دوسرے شخص کی
نسبت برے کلمے یا برے الفاظ اطلاق کرے اور یا جھوٹے طور پر مگر جبکہ ایسے الفاظ
اطلاق کیے جاوینگے وہ ضرور ہی اپنے دل مین رنجیدہ ہوگا اگر انسان کا یہ طبعی تقاضا
نہوتا تو کیون باتون سے اوسکو غصہ نہ آتا گو پیچھے سمجھ جاتا ہے۔ مگر پہلے تو ضرور ہی
آگ بگولہ ہوجاتا ہے جیسی حالت مین برے اور مکروہ الفاظ کے اطلاق سے انسان
کی طبعی جذبہ مین ایک جوش آسکتا ہے تو پھر جب اوسکے مقابلہ مین کسی دوسرے
ذات کی طرف سے کسی قسم کی کوئی نیکی عمل مین آوے تو ضرور ہے کہ اوسکے دل
مین اوسکے اعتراف کا جوش اور خیال پیدا ہو اوسی جوش اور خیال کا نام شکر ہے

شبہہ دوم

جبکہ شکر کرنا بھی انسان کا ایک طبعی جذبہ ہے تو یہ کہا جاویگا کہ طبعی جذبہ تو کسی حال مین
دور نہین ہوسکتا پھر بعض انسان ناشکر کیون ہوتے ہین جواب اسکا یہ ہے کہ بعض
انسانون کے ناشکر ہونے سے شکر کے طبعی جذبہ ہونے مین کوئی فرق نہین آتا ۔
جیسا انسان کے اور طبعی جذبون پر مختلف حجاب اور پردے آجاتے ہین اسیطرح
اسپر بھی پردون کا آنا ممکن ہے رہی یہ بات کہ وہ حجاب کیونکر آتے ہین اور اوسکے
دور کرنیکی کیا ترکیب ہے سو اسکا مختصر جواب یہ ہے کہ جب انسان کے دل مین
خودغرضی اور مطلب برآری اور تصویر کفران نعمت منقش ہوجاتی ہے تو پھر شکر کے

طبعی جذبہ پر ایک پردہ آجاتا ہے اور انسان اپنے دل مین خیال کرتا ہے [illegible]
کام شکل آیا یا فلان ذات کی طرف سے جو ہونا تھا ہو گیا [illegible]
[illegible] کی کیا ضرورت ہے اگر مین نے اعتراف کیا تو پہر لازم آئیگا کہ مین ایک [illegible]
[illegible] اور یہ میری عزت کے خلاف ثابت ہوگا۔ ایسے بیجا اوہام [illegible]
کی یہ بہت عمدہ ترکیب ہے کہ خود غرضی اور بیجا گہمنڈ اور کفران نعمت [illegible]
کو دل مین جگہ نہ دیجاوے۔ خود غرضی اور بیجا گہمنڈ اس ترکیب سے [illegible]
کہ دنیا مین کوئی ایسا انسان نہین ہے کہ جو کسی محسن اور فیاض [illegible]
جب ہم اس پہندون سے چہٹ ہی نہین سکتے تو پہر ہمکو کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ
اس ضروری الموجود گروہیدگی کو معیوب خیال کرین۔

نمبر سوم

انسان کے مقابلہ مین جو احسان اور مروت اور انعام وغیرہ عمل مین لایا جاتا ہے وہ
دو صورتون پر منقسم ہے ایک تو خود انسانون کی طرف سے دوسری انسانون پر ہوتا ہے
اور ایک خداوند کریم کی طرف سے ان دونون صورتون مین لازم ہے کہ انسان اپنے
محسن کے مقابلہ مین نہایت نیک نیتی سے شکر کی زبان کہولے اور جو طریقے اور اصول
اداے شکر کے ہین وہ عمل مین لائے۔

نمبر چہارم

اگر انسان خاکی بنیان اپنی حیثیت اور حالت پر غور کرکے نظر کرے تو اوسکو معلوم
ہوجائیگا کہ اوسکی حیثیت اور حالت جسپر وہ دنیا کے بڑے بڑے کامون اور جہگڑون
اور بکہیڑون کو سر پر اوٹہاتا ہے اور اپنے واسطے ایسی مضبوط بنیادین کہڑی کرتا
ہے کہ جو اوسکے ذہن کے موافق دنیا کے اخیر تک کام دیسکینگی بالکل ناکارہ اور ضعیف البنیاد
ہے ایک کاغذ اور ایک بودی لکڑی اور ایک مٹی کی اینٹ کی زیادہ مضبوطی اور بنیاد

ہوتی ہے مگر اوس حالت اور حیثیت کی کوئی بنیاد نہین ہوتی ذرا سے درد یا ایک تھوڑی سی ٹھوکر سے انسان زندگی کو ایک وبال خیال کرتا ہے نہ حوصلہ رہتا ہے نہ ہمت بہادرون کی بہادری شجاعون کی شجاعت اصحاب ہمم کی ہمت عالمون کی علمیت فاضلون کے فضیلت فلاسفرون کی فلاسفیت حکیمون کی حکمت طبیبون کی طبابت یا حاکمون کی حکومت کیدم کافور ہوجاتی ہے اوتی ادنی سہارے بڑے بڑے منصوبے وسیلے خیال کیے جاتے ہین ۔ عقل و فراست حیرانی کے وادی پر خودنیہ مین دھکّے کہاتے پہرتے ہین ایسے انقلاب ثابت کرتے ہین کہ انسان کی بنیادین بڑی ہی ضعیف اور بودی ہین اور انسان بہت ہی جلدی نیست اور نابود ہوجانے والی شے ہے ۔
جب انسان کا یہ حال ہے تو گھمنڈ اور تکبر ناروا کے بیخ و بنیاد اوکھڑگئی ۔ انسان کو لازم ہے کہ خدا کے پاک درگاہ مین بڑے انکسار اور تذلل اور دلی فروتنی سے شکر کا سر جھکائے ۔ وہ کچھ بھی نہین تھا اوسی کی خاص عنایتون سے دنیا کے میدان مین آکر انسان کہلایا اوسی کی ازلی توجہ سے وہ اورون کی نسبت اشرف المخلوقات بنا ۔ ہر روز اوسکے نعمتون افضال ناتمناہی کا دریا بہہ رہا ہے ہر دم اوسکی عنایتین اور توجہات اپنا لطف دکہا رہی ہین کتنے عیب اور کتنے کفران نعمت کی بات ہے کہ ہم باوجود اسقدر احسانات اور انعامات کے خاموش ہو رہین ۔ کچھ بھی قدر شکر نہ کرین جو محکوم اپنے حاکم اور جو مملوک اپنے مالک اور جو غلام اپنے آقا اور جو گرویدہ احسان اپنے محسن کو یاد نہ رکھے وہ انسان کیا حیوان بھی نہین ہے کیونکہ حیوان بھی اپنے محسن کو یاد رکھتے ہین کسی پر کوئی مہربانی کرتا ہے تو وہ اوسکو مرتے دم تک نہین بھولتا خدا کا شکر کرنے کی جو موٹی موٹی صورتین ہین ہم اونکو ہدیہ ناظرین کرتے ہین اور صورتین خود بخود کھل جائینگی ۔ (۱) اپنی مخصوصہ اوقات مین سے کوئی وقت خدا کی عبادت اور اوسکے واسطے خاص کرنا اور اوس وقت خاص مین اپنے خالق کی مہربانیون کو یاد کرکے

اپنی ناچیز اور نابود ہونے والی ہستی کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ یاد اور اوسکی عبادت کرنا
انسان کا ایک ایسا تنزل یا اسفل فعل اور عمل ہے کہ اوسکو [illegible] ذلت اور غرور [illegible]
کے واسطے تدبیر فولادی کا اثر رکھتا ہے - ہماری نابود ہستی [illegible] ساتھ اگر ہیں
وہ شریر ایسے سبب اور حقیقی ہیں کہ انسان کو ایک دم میں تباہ [illegible] پہنچا کر
خاک سیاہ کر کے تحت الثری میں پہونچا دیتے ہیں - فرض کرو [illegible]
ایک آدمی کا [illegible] اور انسان سے ویسے ہی [illegible]
پڑھو تو پھر معلوم ہو جاویگا کہ ان میں شرارت [illegible]
پردوں میں کس قسم کی تیز اور جلانے والے دھوان دھار شعلے پیدا [illegible]
اور اوسکی نابود ہونے والی ہستی کس وہمی اور بے بنیاد بات پر پہنچی [illegible]
اور بیمار رہتا ہے [illegible] سے غصہ اور ظلم وستم کے شعلے نکلتے ہیں [illegible]
ایک ہی مگر عقل جدا جدا باپ اور ماں ایک ہی ہوتے ہیں مگر [illegible] لڑکیاں
جدا جدا طبیعتوں کے نکلتے ہیں - جو لڑکا نیک ہوتا ہے [illegible] اوسکو اچھا کہا جاتا ہے
اور جو برا نکلتا ہے وہ بدنام ہوکر [illegible]
باپ کو اوس نالائق لڑکے کو برا بھلا کہتے ہیں مگر اوسکی درستی اور اصلاح کے
فرض کو ہاتھ سے نہیں دیتے ہر وقت اوسکو روکتے رہتے ہیں - اسے عزیزو اسی طرح
تم اپنے دل کی اوس برے خیال کو جو تمکو خدا کے یاد اور عبادت سے روکتا ہے ہر وقت
سرزنش اور ملامت کرتے رہو وہ تمہارا ایک نالائق خیال ہے اگر تم اوسکو روکو گے
نہیں تو وہ ضرور نالائق لڑکے کیطرح خراب کریگا - میں جانتا ہوں بلکہ میرا یقین ہے
کہ خدا کو ہمارے اور تمہارے عبادتوں یادداشت کی کچھ کیا ایک ذرہ بھر بھی پروا
اور حاجت نہیں وہ ازل سے ہی غنی اور لاپرواہ ہے مگر عزیزو خیال کرو کہ اگر تمہارے
مالک کو ہمارے فرمانبرداری اور اطاعت کی حاجت اور پروا نہو تو کیا ہمکو یہ حیثیت مملو

ہونے کے لازمی اور ضروری نہین ہے کہ ہم سچے دل سے اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کو ظاہر کرین تمام انسانون کے دل تو زور سے گواہی دینگے کہ ضرور ہمکو اپنی طرف سے فرمانبرداری اور اطاعت کرنی چاہیئے جبکہ ایک چند روزہ مالک کے مقابلہ مین ہمارا یہ حال اور یہ خیال ہے تو پھر اوس قادر مطلق حی دائم مالک الملک کے روبروے اگر ہم اپنی نابود ہونے والے دل اور سر کو نہ جھکائین تو اور کسکے آگے اس رسم کو پورا کرین اگر انسانون مین ایسا کوئی خبیث دل والا اور قبیح الطبیعت بھی ہے کہ جو بغاوت کا خیال رکھتا ہے تو لیقین جانو کہ اوسکے دل کو دائمی خباثت اور طبعی کفران نعمت کا جزم ہوگیا ہے وہ اس قابل نہین کہ اوسکو انسان کہا جاوے —

(۳) خدا نے اپنی نعمتون مین سے انسان کو جو کچھ عطا کیا ہے اوس سے اور بھائیون کے مختلف طریقون سے مدد کرنا بھی ایک قسم کا شکر الٰہی ہے عبادت ایک بدنی اور روحانی شکر ہے اور خدا کی دی ہوئی نعمتون مین سے اورون کی مدد کرنا ایک مالی اور عملی شکر ہے — روحانی شکر سے صرف اپنی ذات کو بھی فائدہ پہونچتا ہے مگر عملی اور مالی شکر سے اور ابنائے جنس کو بھی ایک خاص قسم کا فائدہ اور مدد حاصل ہوتی ہے یہ نہ خیال کرو کہ شکر الٰہی صرف زبان اور روح سے ہی ادا ہو سکتا ہے نہین نہین اگر تم یہ خیال کروگے تو بڑی بھول مین پڑجاوگے — زبان ہاتھ مال کلام توجہ وغیرہ سے بھی شکر کی ڈیوٹی ادا اور پوری ہوتی ہے خدا کے بخشی ہوئی نعمتون مین سے کسی دوسرے کی مدد کرنا بھی ایک اعلیٰ درجہ کا شکر ہے گویا صاحب نعمت یہ ظاہر کرتا ہے کہ منعم حقیقی نے مجھکو جو نعمتین عطا کی ہین مین اونکو چپ سے ہضم کرنا نہین چاہتا بلکہ اوسمین اورون کو بھی شریک کرنا چاہتا ہون منعم حقیقی کی درگاہ مین یہ عمل ایک اعلیٰ درجہ کا شکر خیال کیا جاویگا اگرچہ منعم حقیقی کے خاص ذات کو اس عمل سے کوئی سہارا اور فائدہ نہین مگر اسمین کچھ شک نہین کہ وہ ایسے عملون پر خوش اور

راضی ہے کیونکہ اوسکی قدرت کا یہ مقتضا ہے کہ میرے انعام اور احسان کو پوشیدہ
نہ رکھا جاوے ۔ (۳) کسی دوسرے کو نصیحت کرنا یا اوسکی اصلاح کی تدبیر
کرنا بھی ایک شکر الٰہی ہے خدا نے ایک انسان کو جو تندرستی اور عقل و علم کی فضیلت
اور نعمت عطا کی ہے اوسکا مقتضا یہ ہونا چاہیے کہ اوروں کو بھی اوس نعمت سے
دیا جاوے حصہ دینا یہی ہے کہ اونکے ساتھ ہمدردی کیجائے اور ضروری مشورون
اور نصیحتوں سے اونکو محروم نہ رکھا جاوے ایک عالم یا ایک فلاسفر یا ایک مذہبی رہنما
دوسرے لوگوں کو نصیحت کرتا ہے وہ دراصل ایک بڑا شکر ادا کر رہا ہے زبان اور
مال کا شکر تو کچھ محدود ہے مگر یہ شکر تو ان دونوں سے کئی درجہ بڑھا ہوا ہے زبان اور
مال کا شکر چند دنوں کے بعد معدوم ہو جاتا ہے مگر اس شکر کی بدولت بنیادیں ابدالآباد
تک قائم اور ثابت رہتی ہیں ۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ ایک انسان کا دوسرا انسان کیونکر شکر ادا کرے ۔ (۱) جب
ایک شخص پر کوئی دوسرا شخص کسی قسم کی مہربانی یا عنایت یا توجہ خاص کرے تو اوس
شخص کو لازم ہے کہ اوسکی عنایت اور توجہ خاص کا سچے دل سے اقرار کرے اور وہ اقرار
محض خوشامد اور معتادی چاپلوسی کا بے نمونہ نہو بلکہ اوسمیں سچائی راستی کوٹ کوٹ کر
بھری ہو صرف لبوں اور زبان سے ہی نہو بلکہ دل اور روح کے اقرار سے یہ منشا نہیں
کہ منعم مجازی کے سامنے میراثیوں کیطرح کوئی لمبی چوڑی لجاجت آمیز تقریر کیجاوے بلکہ
ایسی سادگی سے کہ منعم مجازی کو تو کیا سارے دیکھنے والے کو آئینہ نما حجاب میں سچے
شکر کا ثبوت ملجاوے اور سب لوگ اس اعتقاد پر جم جائیں کہ فلاں شخص کسی خاص
احسان مروت مہربانی کو رائگان نہیں دیتا شکر کرنے والے دل اور آنکھیں پیشانیاں
جدا ہی ہوتی ہیں کون کہتا ہے کہ فلاں فلاں نے مجھ پر توجہ اور مہربانی کی آنکھیں اور
بہتا ہوا ثابت کر دیتا ہے کہ فلاں شخص میرا محسن ہے یہ مت خیال کرو کہ میں تمکو زبانی

شکریہ سے بند گر [illegible] ت نہیں ہین اس راہ مین نہیں چلنا چاہتا میرا مدعا تو یہ
ہے کہ سچے [illegible] ہوا کرتی ہے جو سادہ ہو لجاجت آمیز گفتگو اور خوشامد آمیز
تقریر اگرچہ بڑے [illegible] الفاظ اور عاجزانہ جملون سے پر ہوا کرتی ہے مگر
اوسمین سچائی [illegible] ن کہ جسقدر اس سادہ اور سچے جملے مین ہوتی ہے
تشکر [illegible] ت کی قدر نہین کرسکتا۔ اس قسم کی فروتنی امیز الفاظ
جو [illegible] کہ شخص مجازی سچائی کی تہہ کو پہونچ جاتا ہے پڑھو بڑے
قصیدے [illegible] یالات کہنی سراپا تیار کرنے جھوٹ کا تپلا بنانا ہی ایسے قصائد
کے جیسے [illegible] ہوا کرتی ہے کہ چار دیواری کے اندر ہی اندر شور و غوغا مچ کر باہر جاکر
اڑتی ہے وہی قصیدے بنانے والے گلی گلی کچھ کا کچھ بکتے پھرتے ہین اس سے تو
بہتر یہ تھا کہ خاموشی سے اختیار کرین یقین جانو چہرے لیسے الفاظ نیک تاثیر سے
خالی ہوا کرتے ہین۔ بعض مجازی محسن کی بھی یہ خواہش رہتی ہے کہ وہ اپنی عنایات
کے اقرار کو بڑے بڑے الفاظ مین ظاہر کرانا چاہتے ہین ہم اونکی خدمت مین عرض
کردیتے ہین کہ وہ اس خواہش سے درگذر کرین ساری دنیا میراثی نہین ہے کہ
کبت قصیدے کہکر آپ کے انعام واکرام کا اعتراف کرین اگر سفید پوشون بھلے مانسون
کی دلی شکریہ سے راضی خوشی نہین ہوتی تو پھر آپ اپنے انعام اکرام کو بہنڈون اور
میراثیون سے ہی خاص رکھیے کسی سفید پوش بھلے مانس کو اسکی حاجت نہین۔

(۲) ایک انسان جب کسی دوسرے انسان پر مہربانی یا توجہ کرتا ہے تو دو ارادون
سے کرتا ہے یا تو للہ یا انسانی ہمدردی کی راہ سے یہ دونون راہین ہر ایک فرد بشر
کو پیش آنے والی ہین ہمکو لازم ہے کہ اگر ایک وقت ہمارے ساتھ کسی انسان نے
کوئی احسان یا سلوک کیا ہے تو ہم بھی اوسکے ساتھ کسی موقع پر احسان یا سلوک کرنے
کو تیار رہین یہ کہ ہم اوس قسم کا احسان یا مروت نہین کرسکتے ایک اور بات ہے جیسا

جیسے ہو سکے ویسا ہی ہمکو کرنا چاہیئے بات اگر ہم طاقت [illegible] بہت ہی کم درجہ [illegible]
رکہتے ہیں تو پہر ضرور ہمکو [illegible] مناسب ہے [illegible] محسن کے ساتھ بہی کسی موقع پر احسان
کرنا ایک قسم کا سچا شکر ہے —

(۴۳) جب کوئی شخص کسی پر احسان کرتا ہے تو وہ [illegible] کسی خاص غرض سے ہوا کرتا ہے یا اوس
کا احسان کسی خاص محل پر کیا جاتا ہے جیسے محل نہیں [illegible] جس پر احسان کیا
اوسکو لازم ہے کہ محل احسانات کو [illegible] اگر ہاتھ سے دیدیگا تو پہر گویا وہ
ناشکر ثابت ہوگا ایک ہمارے محسن نے ہمکو ایک گہوڑا سواری کے واسطے دیا اور ہم نے
اوسکو تھوڑے دنوں کے واسطے تیس روپیہ کو بیچ ڈالا ہمارا یہ عمل کمال درجہ کی ناشکری
پر دلالت کرتا ہے — اس عمل سے صرف ہماری ناشکری اور بیقدری ہی ثابت
نہیں ہوتی بلکہ اسکے ساتھ محسن کی بے سمجھی پر بہی ایک دلیل قائم ہوتی ہے
لوگ خیال کرتے ہیں کہ محسن کو محل احسان کی تمیز کرنی نہیں آئی اسی کے
ضمن میں یہ بہی سمجھ لو کہ اگر ہم اپنی جسمانی طاقتوں اور قوتوں کو جو قادر مطلق نے
ہمکو عطا کی ہیں اونکی مرکز پر استعمال نہ کرینگے تو ہم خدا کی درگاہ میں ناشکر
ٹھہرینگے خدا نے ہمکو جو طاقتیں عطا کی ہیں وہ اسواسطے نہیں ہیں کہ اونکو بیجا طور
پر استعمال میں لایا جاوے بلکہ اسواسطے ہیں کہ اونسے وہی کام اور وہی خدمتیں
لیجائیں کہ جنکے واسطے قدرت نے اونکو ہمارے محدود اور نابود ہونے والے
اجسام میں ودیعت کر رکہا ہے —



خدا کی [illegible] حصہ اول کتاب اخلاق احمدی ختم ہوا مختصر
انشاء اللہ [illegible] حصہ میں اسی کے مختلف مضامین درج ہو کر ملاحظہ شائقین میں آ سکیں گے